1884317

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٥٤٥١٢ ک   Accession No. ١٩٩٢

Author ک ت ل کنھیا لال

Title تاریخ لاہور

This book should be returned on or before the date last marked below.

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ
۹۵

فاعتبروا یا اولی الابصار

بہ تفضلات رب غفور یہ کتاب نور علی نور الموسوم بہ

تاریخ لاہور

از تالیف عجیبہ حضور لامع النور رائے بہادر کنہیالال صاحب اگزیکٹو انجنیر لاہور ڈویژن

مطبع وکٹوریا پریس لاہور میں باہتمام اہلکاران مطبع کے چھپی

۳۵۰ جلد

طبع اول

فہرست مطالب مندرجہ کتاب تاریخ لاہور

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱	حمد باری تعالی	۴۱	مدارس کا ذکر	؍؍	محلہ دولا واڑی	۵	تیسرا حصہ
۲	عرض حال مصنف	۴۳	چھاپہ خانون کا ذکر	۸۳	شاہ شرف کا محلہ	۹۶	پہلی قسم
۴	پہلا حصہ	۴۵	کتاب فروشی	۸۴	لکھی محلہ	؍؍	شوالہ باوا ٹہاکر گر
۸	شہر لاہور	۴۶	لاہور کی رعایا کا ذکر	۸۵	درگاہی شاہ کا محلہ	۹۷	شوالہ راجہ دینا ناتہہ
۱۷	پہلا صدمہ	۴۸	اہل حرفہ وکسب کا ذکر	؍؍	شاہ بدر کا محلہ	۹۸	ٹہاکر دوارہ بختی بہگت رام
۱۹	دوسرا صدمہ	۵۰	قوم طوایف کا ذکر	۸۷	کہوجیون کا محلہ	۱۰۴	جنم استہان گورو رامداس
؍؍	تیسرا صدمہ	۵۱	خوشنویسون کا ذکر	۸۸	جاٹ پورہ	۱۰۵	دہرم سالہ خدا سنگہ
۲۱	چوتھا صدمہ	۵۲	علما وفضلا کا ذکر	؍؍	میانی	۱۰۶	ٹہاکر دوارہ راجہ تیجا سنگہ
۲۲	پانچوان صدمہ	۵۷	شعرا کا ذکر	۸۹	محلہ دائی لاڈو	۱۰۷	شوالہ گلاب راے
؍؍	چھٹا صدمہ	۵۸	اطبا کا ذکر	۹۰	محلہ زین خان	۱۰۸	دہرم سال کوکہ
۲۳	ساتوان صدمہ	۶۲	ڈاکٹرون کا ذکر	؍؍	بہیرون کا محلہ	؍؍	ہنومان جی کا مندر
۲۴	آٹھوان صدمہ	۶۳	حکام کا ذکر	۹۱	دائی انگا کا محلہ	۱۰۹	شوالہ پرولیہ والہ
۲۶	نوان صدمہ	۶۵	لاہور کے رؤسا کا ذکر	؍؍	محلہ سید سر	۱۱۱	مکان باولی صاحب
۲۷	دسوان صدمہ	۷۲	مسلمان رؤسا کا ذکر	۹۲	تبل پورہ	۱۱۷	بیکنٹہہ داس کا ٹہاکر دوارہ
؍؍	گیارہوان صدمہ	۷۹	دوسرا حصہ	؍؍	محلہ گنج	؍؍	شوالہ دیوان تسنگر داس
۳۰	بارہوان صدمہ	۸۰	محلہ پیر عزیز مزنگ	؍؍	محلہ قصابان	۱۱۸	شوالہ رگہنا تہہ مصر
۳۳	تیرہوان صدمہ	۸۲	محلہ موج دریا	۹۳	محلہ مغل پورہ	۱۱۹	ٹہاکر دوارہ ماگہو مصر
۳۶	صورت موجودہ لاہور	؍؍	محلہ شاہ چراغ	۹۴	محلہ چوک دارا شکوہ	۱۲۰	ٹہاکر دوارہ بانکی بہاری

۱۲۳	وشنو دیوی کا مندر	،،	مزار سبز گنبد	۱۷۱	مسجد دہلی دروازہ	۱۹۱	ٹھاکردوارہ باوا منگل داس
۱۲۴	شوالہ دلباغ رائے	۱۴۸	بھاٹی دروازے والی مسجد	،،	مزار سید مٹھا	۱۹۲	سمادھ رنجیت سنگھ و خوشحال سنگھ
۱۲۵	شوالہ ٹبی والہ	،،	مسجد طلائی یعنی سنہری مسجد	۱۷۲	مسجد کہنہ حمام والی	۱۹۳	سمادھ رام سنگھ پسر خوشحال سنگھ
۱۲۶	ٹھاکردوارہ چوہر مل والا	۱۵۲	مزار پیر شیرازی	،،	مسجد مفتیان	۱۹۵	سمادھ جمعدار خوشحال سنگھ
۱۲۸	مکان بہدرکالی	۱۵۳	مزار پیر بہولا	۱۷۳	مسجد تکیہ سادھوان	۱۹۶	سمادھ راجہ اودھم سنگھ و سوچیت سنگھ
۱۲۹	ٹھاکردوارہ جوالا مائی	،،	مسجد بازار ٹبی	۱۷۴	مسجد مرزا موٹا	۱۹۷	سمادھ اودھم سنگھ
۱۳۰	مکان رام دوارہ	۱۵۴	مسجد پری محل	۱۷۵	مسجد امیر شاہ وردی میجر	۱۹۹	سمادھ سردار جواہر سنگھ
۱۳۱	بھیروں کا استھان	،،	نیچی مسجد	۱۷۶	صوفی والی مسجد	۲۰۰	سمادھ بھائی روپا
۱۳۲	مندر باوا مہر داس	،،	مسجد محمد صالح کمبو	،،	مسجد سیان نورانیان والہ	۲۰۱	شوالہ شیو گر سنیاسی
۱۳۵	شوالہ پنڈت رادھاکشن	۱۵۸	مسجد نواب وزیر خان مرحوم	۱۷۸	مسجد ثانی بیبیان نور ایمان والہ	۲۰۲	رانی پچھی کا ٹھاکردوارہ
،،	مندر کالی دیوی	۱۶۴	مزار سید اسحاق گازرونی	۱۷۹	مسجد پٹولیان والی	۲۰۳	ٹھاکردوارہ بہو رنگی سرکار
۱۳۶	ٹھاکردوارہ پنڈت رادھاکشن	۱۶۶	مقبرہ امام غلام محمد	۱۸۰	مسجد نواب امام الدین خان	۲۰۴	سمادھ بھائی وستی رام
۱۳۷	چوبارہ چھجو بھگت اندرون لاہور	،،	مقبرہ سید صوف	۱۸۱	مسجد حفیظ چابک سوار	۲۰۶	سمادھ باوا جھینگر شاہ
۱۳۹	سادھو چوہر کا شوالہ	۱۶۷	مزار سید سربلند	۱۸۲	مسجد موران	۲۰۸	ٹھاکردوارہ رانی جنداں
۱۴۱	دوسری قسم	،،	مزار پیر ذکی	۱۸۴	مسجد بوکن خان	،،	سمادھ گورو ارجن صاحب
،،	مسجد بادشاہی	۱۶۸	پیر بلخی	۱۸۵	مسجد امام شاہ	۲۱۰	سمادھ حقیقت رائے
۱۴۵	مسجد ستی دروازہ	۱۶۹	مزار پیر ڈھل	۱۸۶	مسجد ملا مجید	۲۱۲	سمادھ دریا گر سنیاسی
۱۴۶	مسجد خورد وزیر خان	،،	مزار گنج شہیدان	۱۸۷	ذکر معابد و مقابر و مکانات بیرونی لاہور	۲۱۳	سمادھ مہاراجہ شیر سنگھ والی پنجاب
۱۴۷	ٹکسالی والی مسجد	۱۷۰	مزار ملک ایاز	،،	چوبارہ چھجو بھگت	۲۱۵	دھرم سال بھائی گورو سنگھ
،،	خانقاہ شاہ رضا قادری	،،	مسجد یکی دروازہ	۱۸۹	استھان سیتلا ماتا	۲۱۶	شوالہ پیرزادہ بدھو دال

۲۱۷	شوالہ دیوی دوارہ گنگا پربت	۲۵۰	مکان رسول شاہیان	۲۷۱	مزار حسو تیلی	۲۹۷	مزار شیخ طاہر بندگی
۲۱۹	مکان شہید گنج	۲۵۱	مقبرہ شاہ محمد غوث	۲۷۲	مقبرہ جانی خان	۲۹۹	مقبرہ پیر بادی بینا
۲۲۰	سمادھ مہاراجہ رنجیت سنگھ	۲۵۳	مسجد محمد صالح سندھی	۲۷۳	مقبرہ شاہزادہ پرویز	۳۰۰	مزار شاہ شرف
۲۲۴	سمادھ مہاراجہ کھڑک سنگھ و کنور نونہال سنگھ	۲۵۴	مزار شاہ رحمت اللہ قریشی	۲۷۴	مزار قطب شاہ قادری	؍؍	مزار شاہ اسمٰعیل
۲۲۶	مکان مرگھٹ	؍؍	مسجد نقیبان	؍؍	مقبرہ نواب میاں خان	۳۰۱	مزار شیخ سعدی بلخاری
؍؍	شوالہ لالہ رتن چند ڈاڑھی والا [illegible] سرائے	۲۵۵	خانقاہ حامد قادری	۲۷۶	مزار فتح شاہ	۳۰۲	مزار شاہ درگاہی
۲۲۸	مکان چھٹی بادشاہی	۲۵۶	مقبرہ علی مردان خان	۲۷۷	مزار ابو تراب شاہ گدا	؍؍	مسجد دائی لاڈو
۲۲۹	ملتانی دھرم سالہ	۲۵۸	مقبرہ شاہ شمس الدین	۲۷۸	مزار شاہ حسین زنجانی	۳۰۴	مزار سید صدر دیوان
۲۳۰	مکان ٹہلی صاحب	۲۵۹	روضہ شیخ محترم	؍؍	گورستان بیگم پورہ	؍؍	امام بارہ شیعہ امامیہ
۲۳۲	مندر بھدر کالی	۲۶۰	مقبرہ بہادر خان	۲۸۱	سفید گنبد	۳۰۵	مقبرہ شاہ سروانی
۲۳۳	تھان بھیرو	۲۶۱	مسجد قصابخانہ والی	؍؍	مسجد خواجہ ایاز	۳۰۶	مقابر میدان زین خان
۲۳۶	دوسری قسم مکانات بیرونی لاہور متعلق باسلام	۲۶۲	مقبرہ مخدومہ بیگم	۲۸۲	مقبرہ موج دریا بخاری	۳۰۷	مقبرہ شاہ کنٹھہ
؍؍	خانقاہ مادھو لال حسین	۲۶۳	مقبرہ شیخ محمود شاہ	۲۸۴	مقبرہ سیدہ شاہ چراغ	؍؍	مزارات بی بی پاکدامنان
۲۳۸	مزار سید شاہ بلاول	۲۶۴	مقبرہ نواب نصرت خان	۲۸۵	مقبرہ عبد اللہ شاہ	۳۰۹	مقبرہ دائی انگہ و گلابی باغ
۲۳۹	مزار گھوڑے شاہ	۲۶۵	مسجد نواب زکریا خان	۲۸۶	مقبرہ شاہ ابو اسحاق قادری	۳۱۱	قبور تکیہ املی والہ
۲۴۰	مزار میاں اسمٰعیل وڈا	۲۶۶	مقبرہ مسکین شاہ امری	۲۸۷	مقبرہ شاہ ابو المعالی	۳۱۲	مقبرہ زیب النسا بیگم
۲۴۴	روضہ خواجہ خاوند محمود	۲۶۷	مقبرہ شرف النسا	۲۸۸	مزار تاج شاہ مجذوب	۳۱۵	مزار شاہ رستم غازی
۲۴۵	مقبرہ میاں میر	۲۶۸	مقبرہ سید عبد الوہاب	۲۸۹	مقبرہ عبد الرزاق مکی	؍؍	مقبرہ محمد صالح
۲۴۸	مقبرہ شیخ موسیٰ آہنگر	؍؍	مقبرہ سید محمد خان حضوری	۲۹۰	مزار خواجہ محمد سعید	۳۱۶	مزار سید شاہ کمال
۲۵	مقبرہ شیخ چوہڑ	۲۷۰	مسجد دائی انگہ	۲۹۱	مزار داتا گنج بخش علی ہجویری	۳۱۷	مزار شاہ جمال

۳۱۸	مقبرہ انار کلی	۳۵۰	حویلی مہاراجہ کھڑک سنگھ	۳۷۷	مکان تحصیل و منصفی	۴۴۴	ٹھاکردوارہ ماگھو شاہ
۳۱۹	چلہ باوا فرید گنج شکر	۳۵۱	حویلی جمعدار خوشحال سنگھ	۳۷۸	دوسری قسم	۴۴۵	دیوی دوارہ رجو دہرمون
۳۲۰	مزار پیر مکی	۳۵۲	حویلی راجہ دہیان سنگھ	"	کچہری صدر ضلع لاہور	۴۴۷	ہری گیان مندر
"	مزار شادی شاہ	۳۵۳	حویلی راجہ دینا ناتھ	۳۸۳	سینٹ ہال	۴۴۸	شوالہ و ٹھاکردوارہ
"	خانقاہ سید علی	"	حویلی شیخ امام الدین	۳۸۴	ہسپتال سرکاری	۴۴۹	مندر و ٹھاکردوارہ دہونا داس
۳۲۱	مقبرہ نور الدین جہانگیر بادشاہ	۳۵۴	دوسری قسم	۳۸۸	ینو کالج	۴۵۰	سمادہ رانی راجکوران و چند کنور
۳۲۶	سرای متصل مقبرہ	"	باغ شالامار	۳۹۱	آرٹ سکول	۴۵۲	ٹھاکردوارہ جمنا دیر و جنگم
۳۲۷	مقبرہ آصف جاہ	۳۵۹	باغ آلو والیہ	۳۹۴	کوٹھی نار گھر	"	ٹھاکردوارہ مہین لال
۳۳۰	مقبرہ نور جہان بیگم	"	باغ جمعدار خوشحال سنگھ	۳۹۶	چھاونی میانمیر کا گرجا	۴۵۴	شوالہ لالہ چھوٹی لال
۳۳۱	خانقاہ فضل شاہ	۳۶۰	باغ راجہ تیجا سنگھ	۴۰۱	گورنمنٹ ہوس	۴۵۶	مندر برہم سماج
۳۳۳	تیسری قسم	"	باغ راجہ دینا ناتھ	۴۰۶	منٹگمری ہال و لارنس ہال	"	ٹھاکردوارہ پنڈت وشنا تھہ
"	حویلی میان خان	۳۶۱	باغ لالہ رتن چند ڈہڑیوالہ	۴۰۹	عجائب گاہ	۴۵۸	ٹھاکردوارہ چھوچھی مل
۳۳۶	حویلی ثانی میان خان	۳۶۲	باغ بہائی نہان سنگھ	۴۱۲	بڈہی خانہ	۴۵۹	مندر سیتلا اندرون شہر
۳۳۷	مبارک حویلی	"	ڈیوڑھی باغ نولکھہ	۴۱۶	پل ریلوی دریای راوی	۴۶۰	ٹھاکردوارہ عطر سنگھ صوبہ دار
۳۳۹	عمارت پری محل	۳۶۳	بارہ دری نواب وزیر خان	۴۱۷	سنٹرل جیل لاہور	۴۶۱	شوالہ دہرم چند
۳۴۰	حویلی گلو ہای	۳۶۴	سرای محمد سلطان	۴۲۲	ڈسٹرکٹ جیل	۴۶۲	ٹھاکردوارہ رای کشن سنگھ رسالدار
۳۴۲	کٹڑہ حاجی امان خان	۳۶۸	چو برجی	۴۲۴	مکان پاگل خانہ	۴۶۳	مندر بال ماتا
"	اندھی حویلی	۳۶۹	گدھی شاہو	۴۲۷	سٹیشن ریلوی	۴۶۵	شوالہ سکھہ دیال سود
۳۴۴	حویلی دیوان لکھپت رای	۳۷۲	سرای گولیان والی	۴۳۲	رومن کیتھلک کا گرجا	۴۶۶	ٹھاکردوارہ لالہ بھگوان داس
۳۴۵	قلعہ لاہور	۳۷۴	بارہ دری بلغ کامران	۴۳۶	میڈیکل سکول	۴۶۹	خاتمہ
۳۴۷	بارہ دری حضوری باغ	"	تالاب رای میلارام	۴۳۹	ضمیمہ		
۳۴۹	حویلی میر جواد	۳۷۵	پانچوان حصہ	"	مندر سنت شاہ		
۳۵۰	حویلی نونہال سنگھ	"	مکان کوتوالی	۴۴۲	ٹھاکردوارہ لالہ نہال چند		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ کیا ایک ہے ذاتِ پروردگار
فقط بیشماری ہے جسکا شمار

وہ کیا ایک خالق ہے نام خدا
نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا

وہ کیا ایک رازق ہے روزی رسان
کہ ہے جسکا محتاج سارا جہان

وہ کیا ایک قادر ہے ربِ قدیر
خبر گیر حال صغیر و کبیر

وہ کیا ذات ہے حضرت پاکذات
کہ ہین ذات سے جسکے ظاہر صفات

بہر جا و ہر ملک و شہر و دیار
پرستش کے لایق ہے وہ کردگار

بہر ابتدا ہے وہی ابتدا
وہی ہے بہر انتہا انتہا

وہ ہر ایک صورت مین موجود ہے
وہ ہر ایک ملت کا معبود ہے

وہ ہر ایک کو رزق دلواتا ہے
لکھا اُسکی قسمت کا پہنچاتا ہے

کسیکو بھی خالی نہین چھوڑتا
رخ اپنا کسی سے نہین موڑتا

جو ہین جن و انسان و وحش و طیور
بد و نیک خورد و کلان مار و مور

اُسی ایک سے پرورش پاتے ہین
اُسی ایک کے بندے کہلاتے ہین

وہ ہے سب کی مشکل کا مشکل کشا ۔ ہے سب کی حاجت کا حاجت روا
بندھا ذات واحد پہ جسکا یقین ۔ دوئی اُسکے پھر دل مین رہتی نہین
خبر گیر عالم خدائے کریم ۔ خداوند رحمان غفور الرحیم
اُسی سے ہے روشن چراغ جہان ۔ اُسی سے ہے سرسبز باغ جہان
بتعریف و توصیف پروردگار ۔ بتشریح ذاتِ خداوندگار
کرے کیا بیان ہندئے کم زبان ۔ کہ ہے طول توحید کی داستان

عرض حال مصنف و باعث تصنیف کتاب

خداوند زمین و زمان خلاق کون و مکان کی حمد کے بعد بندۂ نیاز مآل خوشہ چین خرمن اہل کمال راے بہادر کنہیا لال المتخلص بہندی خلف جنت مکان عرش آشیان لالہ ہرنرائن کایستھ ماتھر جلیسری حال متوطن شہر لاہور خدمت مین ارباب فضل و کمال کی عرض پرداز ہے کہ اگرچہ تالیف و تصنیف کا مشکل کام میرے کرنے کا کام نہ تھا اور نہ اسقدر فرصت تھی کہ سرکاری مفوضہ خدمات سے ایکدم فارغ ہوکر اس مفید و کارآمد کام کی طرف توجہ ہو مگر محض بتائید یزدانی و تفضلات سبحانی یہ دونو کام سالہا سال ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے انجام پاتے رہے کہ سرکاری خدمات مین بھی کسیطرح کی فروگذاشت واقع نہوئی بڑے بڑے اہم کام کارخانہ تعمیر مین جو گورنمنٹ عالیہ کے حکم سے میری تفویض رہے بخیر و خوبی انجام پاتے رہے اور حکام والامقام کی جوہر شناسی و قدردانی سے ترقی بہ ترقی نصیب ہوئی ۔ خلعت و خطاب و انعام بھی حاصل ہوئے تصنیف و تالیف کا کام بروز روشن انجام پانا تو ناممکن بلکہ کالعدم تھا اسلیئے یہ سب کام رات پر منحصر رکھا گیا اور چراغ

کی روشنی اسکی ممد و معاون رہی اور یار مددگار شمع تابان + رباعی +

فی الحقیقت جاگنے والونکو کب آتی ہے نیند	رو برو آتے ہوئے بھی آنکھ شرماتی ہے نیند
شام سے وقت سحر تک بندۂ بیدار دل	سو نہین سکتا ولیکن آپ سو جاتی ہے نیند

اس شبانہ ریاضت و محنت شاقہ سے وقت بوقت نیک نتیجہ حاصل ہوتا رہا اور نظم و نثر آٹھ کتابین فارسی و اردو مین تحریر ہوئین ۔ اوّل گلزار ہندی ایک منظوم نسخہ فارسی زبان مین مضامین پند و نصایح لکھا گیا اور چار بار چھپکر مشتہر ہوا اس گلزار تازہ بہار کے بعد ایک کتاب [۲] منظوم بندگی نامہ تحریر ہوئی یہ کتاب اگرچہ ایک مختصر اور چھوٹے حجم کی ہے مگر قل و دل کا مصداق ہے اُسکے موحدانہ اشعار اور تصوفانہ مضامین عاشقانہ خیال مردان خداپرست و خدا دوست نہایت محبت کے ساتھ پڑھتے ہین یہ ایک ترکیب بند مقیمان کی طرز اور بحر پر لکھا گیا ہے اور بسبب اختصار کے کمال مطبوع ہے ۔ اُسکے بعد ایک عجیب و غریب منظوم فارسی نسخہ یادگار [۳] ہندی نام تحریر ہوا جسکے چار حصص مین پہلے حصہ مین اوتارون کا حال دوسرے مین پیغمبرون کا ذکر تیسرے مین حکما کا احوال چوتھے مین بعضے نیک طینت بادشاہون کا ذکر ہے من بعد مناجات [۴] ہندی کی تحریر عمل مین آئی یہ ایک منظوم دیوان اردو زبان مین حضرت خلاق کی حمد و مضامین توحید و تصوف و پند و نصایح و ترک و تجرد مین لکھا گیا ہے پہلے اس لاثانی دیوان کی ایکسو سولہ غزلین دو بار چھپکر شایقین با تمکین کی خدمت مین مفت بے قیمت پیش ہوئین تیسرے چھاپہ مین اُسکی ایزادی پر توجہ ہوئی اور سوا نظم سابق کے چند ترکیب و ترجیع بند و مخمس و مسدس و رباعیات و قطعات ایزاد ہوئے اور بے قیمت تقسیم عمل مین آئی ۔ چوتھے چھاپہ مین اور بھی یہ دیوان زیادہ ہوگیا ساٹھ غزلین تو ردیف وار ایزاد ہوئین اور ایک ایک ترکیب بند

ترجیع بند و مخمس و مسدس موقع موقع پر زیب اندراج پایا پانچوین چھاپہ مین پھر ساٹھ غزلین ردیف وار و دو ترکیب دو ترجیع ایک مسدس چار مخمس کی ایزادی عمل مین آئی اب یہ دیوان چھٹی وضع چھپ چکا ہے اور بارہ بند بحر طویل کے صرف واحد حقیقی کی توجیہ کے ذکر مین لکھ کر کتاب کے اول درج کئے گئے ہین غرض یہ مبارک کتاب اور ہر دل عزیز دیوان ہر ایک چھاپہ کے وقت بڑھکر چھپا ہے اگر اسکو بڑھتی دولت کہا جائے تو بیجا نہوگا + اُسکے بعد کتاب اخلاق ہندی کی تحریر عمل مین آئی یہ اردو منظوم نسخہ اخلاق کے علم مین ایسی طرز کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ ہر ایک بات کے آخر مین ایک ایک دلچسپ حکایت مندرج ہوئی ہے جسکے ملاحظہ سے خلیق آدمی کمال مسرور ہوتا ہے۔ من بعد کتاب ظفر نامہ رنجیت سنگھ المعروف رنجیت نامہ بزبان فارسی منظوم لکھا گیا یہ تاریخی کتاب مشہور مہاراجہ فرمان فرمائے خطۂ پنجاب رنجیت سنگھ کے تذکرے مین بہ تتبع مولانا نظام الدین نظامی گنجوی مصنف سکندر نامہ بحر تقارب مین تحریر ہوئی ہے اور مہاراجہ ممدوح کی سوانح عمری اُس مین ایسی خوبی کیسے ساتھ تحریر ہوئی ہے کہ گویا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت کے واقعات اسکے مطالعہ کے وقت برائے العین شایق کو نظر آجاتے ہین اور ماضی کے واقعات حال کے پیرایہ مین جلوہ گر ہوکر طراوت بخش دیدہ اہل بصیرت ہوجاتے ہین۔ اُسکے اختتام و طبع کے بعد تاریخ پنجاب ایک جامع تاریخ ریاستہاے پنجاب کی لکھی گئی اسمین بابا نانک کے وقت سے سکھون کے دسون گوروون و جانشینون کا مفصل حال اور سکھون کی بارہ مثلون کے ظہور کی مشرح تشریح اور سابق و موجودہ حال ریاستون کا ذکر اور خاندان مہاراجہ رنجیت سنگھ اور اُن کے ظہور و عروج و ترقی و زوال کا تمام و کمال حال و ریاست موجودہ جمون و کشمیر کی من و عن کیفیت نثر بزبان اردو تحریر ہوئی یہہ کتاب

دو بار طبع ہو چکی ہے پہلے چھاپہ مین سے چار سو پچاس جلدین تو چند بار کرکے سرکار
دولتمدار نے ہی خرید کرلین تھی اور اب کے چھاپہ ایکسو جلدین محکمہ ڈائرکٹر صاحب بہادر
مین طلب ہوئی ہین - اُسکے پیچھے نگارین نامہ المعروف ہیر رانجھا ایک نسخہ منظوم
فارسی بہ تتبع عرشاہ نامی مولانا عبدالرحمان جامی مصنف یوسف زلیخا تحریر ہوا ہے اور
داستان دو عاشقان یعنی ہیر اور رانجھا کا اُسمین بیان کیا گیا ہے یہ وہ
عجیب وغریب داستان ہے جو پنجاب کے ملک مین نیک و بدخورد و کلان امیر
فقیر کی زبان پر ہے کوئی ایسا بشر نہین جو ان کے عشق و محبت سے واقف نہو گا
اکثر کتابین اس داستان کے بیان مین پہلے بزبان پنجابی تصنیف ہوچکی ہین مگر
سوائے پنجابیون کے اور کوئی صاحب زبان اُس سے مستفید نہین ہوسکتا تھا
اسلئے راقم نے وہ کتاب بزبان فارسی لکھی تاکہ ہرایک ملک کا آدمی اُس سے
بہرہ یاب ہو یہ رنگین نظم ابھی پہلی دفعہ چھپ چکی ہے یقین ہے کہ منظور نظر اہل
بصیرت ہوگی چونکہ آجکل کوئی مسودہ تصنیف کا زیر قلم نہ تھا بعض دوستان
صداقت کیش و محبان محبت اندیش مکلف حال نیاز مآل ہوئے اور فرمایا کہ بفضل
ربانی و تفضلات سبحانی تمہیں بہ پرسش افسر و سرپرست محکمہ بارگ ماسٹری ہو مکانات
قدیمہ و جدیدہ موجودہ شہر لاہور کا حال جیسا تمکو معلوم ہے کسیکو نہین بڑی بڑی
عمارتین سرکاری جو فی الحال باعث زیب و زینت و فخر و افتخار شہر لاہور مین
سب تمہارے ہاتھ سے تعمیر ہوئی ہین ایسی حالت مین نہایت ضرور ہے کہ
ایک تاریخ خاص شہر لاہور کی جسمین مفصل حالات مکانات قدیمہ و جدیدہ
اندرونی و بیرونی شہر ہون لکھی جائے تاکہ یہ تاریخ اور توالیف و تصانیف
کی طرح تمہارے نام سے زمانہ ناپیدار مین یادگار رہے پس راقم نے بتعمیل فرمان
محبان محبت عنوان کمر ہمت کی چست باندھکر کا مسودہ ہی لکھنا شروع کیا وبعد دریافت

وتلاش ضروری حال ہرایک مکان کا لکھکر یہ مجموعہ بنایا تاریخ لاہور نام رکھا چار حصوں مین
تقسیم کیا + **پہلا حصہ** - اس ذکر مین کہ شہر لاہور کب آباد ہوا کس نے آباد
کیا کون کون وقت اسکی آبادی مین ترقی ہوئی اور کس کس زمانہ مین غارت وانہدام
کے صدمے پہنچتے رہے اوراس وقت اسکی کیا صورت ہے کون کون قومین
اس مین رہتی ہین اور مشہور رؤسا و حکما و فضلا و علما و اطبا و شعرا وغیرہ صاحبان
کسب و ہنر کون مین خاندانہاے قدیمہ و جدیدہ مین سے کون کون شخص لایق
اعزاز و صاحب تکریم ہے + **دوسرا حصہ** - اس ذکر مین کہ عہد سلطنت
چغتائی مین جب لاہور کی آبادی کی ترقی قدیمہ حصار کے باہر ہوئی تو کس سمت
کو ہوئی اور اُس آبادی کے مشہور محلے کون تھے اور اُن محلون مین نامور
مکانات اور کٹڑے کہان کہان اور کس کس امیر کے تھے اور اُن مکانات کا کوئی
نشان اب بھی باقی ہے یا نہین + **تیسرے حصہ** - مین تشریح اُن مکانات
اندرونی و بیرونی شہر لاہور کی جو زمانہ سلف یا حال مین تعمیر ہوئے اور ابتک موجود
ہین از قسم عمارات حویلی و باغچہ و مقبرہ و مسجد و مندر وغیرہ یہ حصہ تین قسم پر منقسم ہے +
پہلی قسم مین ذکر اُن مکانات کا ہے جو ہندوؤن کے مذہب سے متعلق ہین
یعنی شوالہ و ٹھاکر دوارہ و دیوی دوارہ وغیرہ **دوسری** مین تشریح اُن مکانات
کی جو ملت اسلام سے علاقہ رکھتے ہین مثل مسجد و خانقاہ وغیرہ **تیسری قسم**
مین تفصیل اُن مکانات کی جو کسی مذہب و ملت سے علاقہ نہین رکھتے مثل
حویلی و باغ و کٹڑہ وغیرہ اور واضح رہے کہ تینون قسم حصہ کے تینوں اقسام دو دو
فصل پر منقسم ہین ایک مین شہر کے اندرونی مکانات کا ذکر ہے دوسرے مین
بیرونی کا + **چوتھا حصہ** اُن مکانات کے ذکر مین جنکی تعمیر بعہد سلطنت
انگریزی بحکم سرکار ذوی الاقتدار ہوئی مثل کوتوالی و کچہری عدالت ضلع و ہسپتال و

کالج وغیرہ - اگرچہ اس کتاب کے مندرجہ حالات کی تلاش و تحقیق مین بہت سی عرقریزی و محنت مولف کی طرف سے وقوع مین آکر یہ عجیب و غریب مجموعہ لکھا گیا ہے مگر عند المطالعہ اگر مورخان ذی استعداد و منشیان عطارد رقم اسکے کسی تاریخی حال یا تحریر مین نقص پائین تو از راہ پردہ پوشی صلاح فرمائین کیونکہ

آدمی از سہو و خطا پاک نیست + آب روان بے خس و خاشاک نیست

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب از مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ

یہہ تاریخ لاہور لکھی گئی ہے	بہت خوشنما بلکہ نورٌ علیٰ نور
جو تھا ماضی اور حال کا حال سارا	بکلک فصاحت ہوا ہین مسطور
بصدق و صفا یہ لکھا گیا ہے	ہوا ہے جو ذکر اسمین مسطور و مذکور
خدا یار ہین اسکے نامہ مضامین	پھر جا و ہر ملک و ہر شہر مشہور
جو طبّاع ہین اسکو مطبوع سمجھین	جو اہل نظر ہین کرین اسکو منظور
کوئی دیکھکر اسکو ہر وقت خوش ہو	کوئی ہو بہر حال پڑھ پڑھ کے مسرور
بنقد دل و جان زمانہ ہو سارا	اسیکا خریدار نزدیک از دور
	۱۸۸۲
یہہ ہے مصرع سال تاریخ ہندی	کہ ہے جوہر عقل تاریخ لاہور

پہلا حصہ

اس ذکر مین کہ شہر لاہور کب آباد ہوا کس نے آباد کیا کون کون وقت اسکی آبادی مین ترقی ہوئی اور کس کس زمانہ مین غارت و انہدام کے صدمے پہنچنے سے اور اسوقت اس کی کیا صورت ہے کون کون قومین اس مین رہتی ہین مشہور رؤساء و حکما و فضلا و علما و اطبا و شعرا وغیرہ صاحبان کسب و ہنر کون ہین

خاندان قدیمہ و جدیدہ مین سے کون شخص لائق اعزاز و حسب رضا تعظیم و تکریم ہے +

شہر لاہور

یہہ شہر دار الحکومت و دار السلطنت ملک پنجاب کا ہے دریاے راوی کے بائین کنارے پر بفاصلہ دو میل آباد ہے صدہا سال سے یہی شہر خطہ پنجاب کا حاکم نشین اور صوبہ کا مقام رہا ہے کبھی تغیر و تبدل نہین ہوا اگرچہ شاہان چغتائی کی عملداری سے پہلے پنجاب کا دار الحکومت دیپالپور تھا اور سلاطین تغلقیہ و خلجیہ و لودیہ وغیرہ کے عہد مین بھی دیپالپور ہی دار الحکومت تصور کیا جاتا تھا مگر بابریہ و ہمایونی عہد مین شہر لاہور ہی دار السلطنت قرار پایا اور حاکم نشین ہونے کے سبب رونق اس کی روز بروز بڑھتی گئی پہلی تاریخون مین اسکا نام کہین لہاور اور کہین لہانور اور کہین لوپور اور کہین لاہور تحریر ہے امیر خسرو دہلوی نے بھی اپنی مصنفہ کتاب قران السعدین مین اس شہر کا نام لاہور درج کیا ہے اور فرمایا ہے + از حد سامانہ تا لاہور + ہیچ عمارت نہ مگر در قصور + اس سے معلوم ہوا کہ آٹھوین صدی ۸۰۰ھ ہجری کی ابتدا مین جب امیر خسرو شاعر نامور دہلوی زندہ تھا تو نام اس شہر کا لاہور ہی تھا کتاب فوائد الفوائد ملفوظ شیخ المشایخ نظام الدین بداونی دہلوی مین اس شہر کو لہانور کے نام سے یاد کیا گیا ہے - اس شہر کے بانی کا نام بسبب گزر جانے مدت دراز کے بخوبی معلوم نہین ہوتا اور نہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے پہل اس نامور شہر کی بنیاد کس نے رکھی ہے کیونکہ کتب تواریخ مین مختلف روائتین لکھی ہین عموماً مشہور ہے کہ مہاراجہ رامچندر اوتار کے فرزند مسمی لو نے یہ شہر آباد کیا اور لوپور نام رکھا تھا - صدہا بلکہ ہزارہا سال کی مدت گزرنے کے سبب سے

لوپور کا لفظ بگڑ کر لاہور مشہور ہوگیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بھی اسی قول
تصدیق کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ لو اور کشو دو فرزندان دلبند مہاراجہ
رامچندر اوتار کے تھے جب وہ دونو پنجاب مین رونق افزا ہوئے تو لو نے
لوپور یعنی لاہور اور کشو نے کشور یعنی قصور آباد کیا مگر شیخ احمد زنجانی صاحب
رسالہ تحفۃ الواصلین جسنے وہ کتاب ۴۳۵ھ ہجری عہد سلطان مسعود
غزنوی مین بمقام لاہور اس شہر کے علما و فضلا کے حال مین لکھی ہے -
صاحب خلاصۃ التواریخ کے قول کے برخلاف لکھتا ہے کہ اس شہر کو اول
اول راجہ پریچھت نے جو پانڈوان کی اولاد سے بڑا راجہ تھا آباد کیا کیفقدر
مدت کے بعد قحط وغیرہ صدمات سے یہ بستی ویران ہوگئی اور صدہا سال
تک ویران رہی جب راجہ بکرماجیت کا وقت آیا تو اُسکے حکم سے دوبارہ اسکی
آبادی کی بنیاد قائم ہوئی - ابھی آباد ہونے نہین پایا تھا کہ بکرماجیت مرگیا
اور سمندپال جوگی تخت نشین ہوا اُسکے وقت مین آبادی اسکی باتمام پہنچی
اور سمندپال نگری نام رکھا گیا - وہ آبادی بھی مدت مدید تک قایم رہی من بعد
جب راجہ دیپ چند دہلی کے تخت پر بیٹھا تو اُس نے پنجاب کا علاقہ اپنے برادرزادے
لوہارچند کی جاگیر مین دیدیا جب اُسکا کامل تسلط پنجاب پر ہوگیا تو اُس نے
اس شہر کو دارالحکومت بنایا اور اسکی آبادی و ترقی مین بہت کوشش کی اور
سمندپال نگری نام موقوف کر کے لوہارپور نام اپنے نام پر رکھا جو مدت مدید
مین بکثرت استعمال بگڑ کر لاہور مشہور ہوگیا جب اسلام کا زمانہ آیا اور مسلمان
بادشاہون نے غربی ملکون مین قوت حاصل کی تو سلطان محمود سبکتگین غزنوی
نے پنجاب پر حملہ کیا اُسوقت بھی اس شہر کا نام لاہور ہی تھا اور راجہ
جیپال برہمن پنجاب کا فرمان فرما لاہور مین صاحب تخت و تاج تھا جس کی

لڑائیان سلطان سبکتگین اور اُسکے فرزند سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہوئی تھین پہلے اس شہر کی کھلی آبادی تھی فصیل شہر پناہ نہ تھی اکبر بادشاہ نے اسکے گرد پختہ حصار بنوایا فصیل کی دیوار بہت بلند اور چوڑی تعمیر کی ایک ایک دروازہ کے درمیان دس دس برج کلان بنوائے دروازے پختہ تعمیر کئے قلعہ بھی پختہ بنوایا وہ فصیل اخیر سلطنت سکھی تک قایم رہی انگریزی عہد مین اسقدر بلند فصیل فضول متصور ہو کر پہلے بقدر نصف کے گرائی گئی دوسری دفعہ باقی ماندہ گرا دینے کا حکم ملگیا اور اُسکی جگہ ایک مختصر دیوار پختہ بنوا دی گئی جو اب موجود ہے + اس شہر کے بارہ دروازے اور ایک چھوٹا دروازہ ہے جسکو موری دروازہ کہتے ہین۔ **اول دہلی دروازہ** ۔ یہ دروازہ مشرق کی سمت گویا شہر دہلی کی طرف ہے اسلئے اسکو دہلی دروازہ کہتے ہین لاہور کے نامی دروازون مین سے یہ دروازہ ہے اور آمد و رفت لوگون کی بکثرت ہے کیونکہ اسی دروازہ کے باہر سٹیشن ریلوے بنایا گیا ہے اور اسی سمت کو بڑے بڑے شہر امرتسر و جالندہر وغیرہ مین ریل پر سوار ہونے والے مسافر اور تجار سب اسی دروازے سے نکلتے ہین اور جو باہر سے آتے ہین اسی سے داخل شہر ہوتے ہین اسی دروازے کے اندر سے سیدھی سڑک قلعہ کو جاتی ہے ۔ مسجد وزیر خان جو ایک نامی عمارت و باعث افتخار شہر ہے اسی دروازے کے اندر ہے سرائے وزیر خان و حمام وزیر خان جو مسجد کے اوقاف مین سے شمار ہوتا ہے اسی دروازے کے پاس ہے پرانی عمارت اکبری اس دروازے کے انگریزی عہد تک موجود تھی مگر نہایت بوسیدہ و خراب اور دروازہ پست و زمین دوز ہو چکا تھا یہانتک کہ ہاتھی کا مع عماری گزرنا محال تھا سرکار انگریزی نے بنظر رفع اس تکلیف کے پہلے دروازے کو

گرادیا اور محمد سلطان ٹھیکہ دار کی معرفت عمارت موجودہ حال بنوائی یہ دروازہ
دومنزلہ نہایت مقطع بنایا گیا ہے دونو طرف دروازے کے دومنزلہ عالیشان عمارت
ہے اور وسط مین دروازہ ہے نیچے کی دو طرفہ مکانات مین پولیس کے سپاہی
رہتے ہین اور اوپر کی منزل مین ایک طرف تو مکان نشست وکچہری صاحبان
آنریری مجسٹریٹان ومیونسپل کمیٹی کے ممبرون کے اجلاس کے لئے مکلف و
مصفا بنا ہے جسمین کچہری ہوتی ہے اور دوسری طرف پولیس کے افسر رہتے
ہین جنکی تعیناتی دروازے کی حفاظت پر ہوتی ہے۔ **دوم اکبری دروازہ**
اس دروازے کو بادشاہ وقت محمد جلال الدین اکبر نے اپنے نام سے موسوم کیا
اور ہر قسم کے غلہ کی منڈی اس دروازے کے اندر مقرر فرماکر اُسکو بھی
اکبری منڈی کے نام سے موسوم کیا چنانچہ اب تک دروازہ اور منڈی دونو
اکبر کے نام سے موسوم ہین یہ دروازہ بھی خستہ و بوسیدہ ہوچکا تھا اور
سرکار انگریزی کے عہد مین قدیمی قطع پر از سر نو بنایا گیا۔ **تیسرا موتی دروازہ**
المعروف موچی دروازہ یہ دروازہ موتی رام جمعدار ملازم اکبری کے نام سے
موسوم ہے جو تمام عمر اس دروازے کی حفاظت پر تعینات رہا تھا مدت العمر
کی ملازمت کے سبب سے اس دروازے نے بھی موتی کے ساتھ پوری نسبت
پیدا کرلی اور ہمیشہ کے لئے موتی بنگیا سکھی عہد مین موتی کے نام سے بدلکر موچی
مشہور ہوا اب بھی موچی دروازہ مشہور ہے اس دروازے کی شرقی دالان
مین ایک قبر چھوٹی سی زمانہ سلف کی پختہ بنی ہوئی موجود ہے لوگ مشہور کرتے
ہین کہ یہان کسی شہید کا سر مدفون ہے اب سرکار انگریزی کے حکم سے یہ دروازہ
مع دونو برجون کے گرادیا گیا اور اینٹین فروخت کردی گئی ہین یقین ہے کہ عنقریب
نیا دروازہ تعمیر ہوگا + **چوتھا شاہ عالمی دروازہ**۔ یہ دروازہ

شاہ عالم بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے کے نام سے موسوم ہے پہلے اسکا نام کچھ اور تھا چند نون مین بادشاہ لاہور مین آیا تو چاہا کہ اکبر بادشاہ اپنے جداعلے کی طرح ایک دروازہ اس شہر کا اپنے نام سے موسوم کرے اور اپنی رونق افزا ہونے کی یادگار لاہور مین چھوڑ جائے اُس نے یہ تجویز قائم کرکے منادی کرادی کہ آیندہ یہ دروازہ شاہ عالمی پکارا جائے چنانچہ اُس روز سے آجتک شاہ عالمی دروازہ کہلاتا ہے یہ دروازہ بھی انگریزی عہد مین دوبارہ پہلے دروازے کی قطع پر تعمیر ہوچکا ہے - **پانچوان لُہاری دروازہ** - اصلی نام اسکا لاہوری دروازہ ہے غلط العام لُہاری دروازہ مشہور ہے اس دروازے کو خاص لاہور کا دروازہ تصور کرنا چاہیئے اور زور آبادی اہل اسلام سے اسی نام سے موسوم ہے باعث یہ ہوا کہ جب سلطان محمود غزنوی نے چاہا کہ راجہ جیپال بن انگپال بن جیپال بن جے پال کو لاہور سے بیدخل کرکے پنجاب کا علاقہ اپنے ماتحت کرلے تو راجہ جیپال چند ماہ تک اس شہر مین محصور ہوکر لڑتا رہا آخر بھاگ گیا محمود نے شہر کو آگ لگادی رعایا کو قتل کیا جس سے شہر بالکل ویران و برباد ہوگیا رعایا کچھ تو قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے چند سال یہ شہر غیر آباد رہا آخر جب ملک ایاز پنجاب کے انتظام کے لئے نامور ہوا تو اُس نے شہر کو دوبارہ آباد کرنا چاہا سب سے اول آبادی شہر کی اسی محلہ سے شروع ہوئی جسکو لاہوری منڈی کہتے ہین اور سب سے اول یہی دروازہ تعمیر ہوا جسکا نام لاہوری دروازہ رکھا گیا اس دروازے کی عمارت سابقہ نہایت بوسیدہ تھی صاحبان انگریز نے از سر نو قدیمی قطع وضع پر اسکو بنوایا جو اب تک موجود ہے + **چھٹا موری دروازہ** - یہ چھوٹا سا دروازہ لوہاری اور بھاٹی کے درمیان

فصیل کے برج کے گوشہ مین بنا ہوا تھا قدیمی دروازہ تو بہت چھوٹا تھا
جسمین اسپ سوار کا گذر بمشکل ہوتا تھا گذرنے کے وقت بہرحال سوار کو
زین تک گردن اوٹھانی پڑتی تھی سرکار انگریزی کے وقت یہ دروازہ کشادہ
کردیا گیا جس سے یہ صورت دروازہ کی ہنگئی اور اس لایق ہوگیا کہ گاڑی اونٹ
گھوڑا اُس سے بخوبی گذرجائے یہ دروازہ بھی موری دروازے کے
نام سے بعہد ملک ایاز موسوم ہوا اسواسطے کہ جن دلون مین بعہد راجگی
راجہ جیپال سلطان محمود نے شہر کو محصور کیا ہوا تھا راجہ تو شہر سے بزدلی
بھاگ گیا مگر شہر کے لوگ بدستور لڑتے رہے سلطان چاہا کہ شہر
مین داخل ہوکر شہر والون کو سزا دیوے مگر کسی راستہ سے دخل نملا
آخر اس مقام سے دیوار ون کو گرا کر داخل شہر ہوا ملک ایاز نے جب
پھر شہر کو آباد کیا تو فتح کی یادگار کے طور اس جگہہ دروازہ قایم کردیا اور
بسبب اسکے کہ چھوٹا دروازہ تھا موری دروازہ نام رکھا کیونکہ موری پنجابی
زبان مین اُس بدررو کو جسمین سے پانی گھر کا نکلتا ہو کہتے ہین **ساتوان**
بھاٹی دروازہ یہ دروازہ بھاٹ کی قوم سے منسوب ہے جو بعد
آبادی ایاز کے اس دروازہ کے اندر یہان آباد ہوئے تھے اور صدہا
سال آباد رہے اسواسطے یہ دروازہ اُن کے نام سے موسوم ہوگیا اگرچہ
اوس محلہ مین کوئی بھاٹ قیام پذیر نہین ہم آن قدح بشکست و آن ساقی
نماند کا نقشہ نمودار ہے مگر نام قوم بھاٹ کا اب تک لیا جاتا ہے کیونکہ
بوقت آبادی انھون نے حاکم سے شرط کرلی تھی کہ ہم اس شہر میں اپنا محلہ اس
موقع پر کرتے ہین کہ دروازہ ہمارے نام سے موسوم ہو چنانچہ حاکم نے منظور
کرکے یہ دروازہ اُن کے نام سے موسوم کردیا **قطعہ**

کام کر ایسا کہ تیرے بعد بھی * نیکنا موں مین تیرا ر وشن ہو نام
یادگار اپنی کوئی دنیا مین چھوڑ * جسے تکو یاد رکہین خاص و عام
نام قایم ہو قیامت تک تیرا * ذکر جاری ہر جگہہ ہو صبح و شام
یہ دروازہ بھی پرانا ہوگیا تھا صاحبان انگریز نے اسکو اگرا کر انگریزی قطع
کا بنوایا ہے **آٹھوان ٹکسالی دروازہ** شہر لاہور کی غربی فصیل مین
صرف یہی دروازہ ہے جسکو ٹکسالی کہتے ہین اسلئے کہ شاہان سلف
کے عہد مین اس دروازہ کے اندرونی شمالی میدان مین دارالضرب
شاہی ایک عالیشان مکان بنا ہوا تھا اور اسی جگہہ ہر ایک کا سکہ سکوک
و مضروب ہوتا تھا اس ٹکسال کے سبب سے اسکا نام ٹکسالی دروازہ
مشہور ہوا اب اگرچہ انقلاب زمانہ نے اس ٹکسال کی بیخ و بنیاد باقی نہین
چھوڑی مگر بقیہ مسجد ٹکسال کا باقی ہے جسکے دیکھنے سے ثابت ہوتا
ہے کہ کسی زمانہ مین یہ کانسی کار عمدہ مسجد بنی ہوگی **نوان روشنائی
دروازہ** یہ دروازہ مسجد بادشاہی اور قلعہ لاہور کے درمیان ہے چونکہ
یہ سبب مسجد شاہی اور دروازہ غربی قلعہ لاہور کے آمد و رفت ملازمان
شاہی اس دروازہ کے اندرونی میدان اور باہر روزمرہ پادشاہی
حکم سے روشنی ہوا کرتی تھی اس سبب سے یہ دروازہ روشنائی دروازہ
کہلاتا تھا اور اب تک اسی نام سے موسوم ہے یہ دروازہ اصل مین
قلعہ کا دروازہ ہے مگر بسبب اسکے کہ قلعہ کی غربی دیوار کے باہر اور فصیل شہر
کی دیوار کے اندر ہے شہر کا دروازہ گنا جاتا ہے **دسوان مستی دروازہ**
یہ دروازہ بھی ایک شاہی ملازم کے نام سے مشہور ہے جسکا نام مستی
بلوچ تہا اور حفاظت اسکی بادشاہ کے حکم سے اوسکے سپرد تھی اور

اور مدت العمر اسی خدمت پر مامور رہا اوسکی قدامت اور نیکو خدمتی کا یہ نتیجہ ہوا کہ شاہی حکم سے یہ دروازہ اُسکے نام سے ہمنام کیا گیا تاکہ اُسکا نام تاقیام قیامت زندہ رہے یہ پُرانا دروازہ اب بحکم حکام انگریز گرایا گیا اور مختصر پھاٹک اوسکی جگہہ بنایا گیا ہے گیارھوان کشمیری دروازہ یہ دروازہ کشمیریون کے نام سے منسوب ہے اِسلئے کہ رُخ اس دروازہ کا کشمیر کی سمت ہے جیسے کہ دہلی دروازہ دہلی کے سمت ہونے کے سبب سے دہلی دروازہ کہلاتا ہے یا یہہ سبب ہوگا کہ بوقت آبادی شہر کے جسطرح کہ بہاٹی دروازے کے پاس بہاٹہ قیام پذیر ہوئے تہے اِس جگہ کشمیریون کو آباد کیا گیا ہوگا یہ دروازہ بھی نہایت بوسیدہ اور خستہ حال تہا سرکار انگریزی نے انگریزی وضع اور در دروازہ بہاٹی کی قطع پر اب بنوایا ہے بارہوان خضری دروازہ وجہ تسمیہ اس دروازہ کا یہ ہے کہ زمانہ سلف مین دریاے راوی شہر کے بہت نزدیک بہتا تھا خصوصاً اس دروازہ کے تلے کشتی پڑتی تہی چونکہ خواجہ خضر کو دریاؤن کے ساتھ کمال نسبت ہے اور میر البحار اون کا خطاب ہے بسبب قرب دریا کے اِس دروازہ کا نام خضری دروازہ رکہا گیا مگر اب لوگ اسکو شیران والہ دروازہ کہتے ہین باعث یہ ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ہمیشہ دو شیرون کے پنجرے اس دروازہ کے اندر رکھے رہتے تہے اور خبرگیری شیرون کی محافظان دروازہ کے متعلق تھی انگریزی عہد مین وہ پنجرے اٹھواے گئے مگر دروازے کا نام شیران والہ دروازہ بحال رہا تیرہوان ذکی دروازہ المعروف یکی دروازہ یہ دروازہ پیر ذکی شہید کے نام سے مشہور ہے جنکے سر کی قبر مین دروازے کے اندر ہے اور

جسم بے سر کے قبر شہر کے اندر ایک طویلہ مین جو اس دروازے کے پاس ہے واقع ہے دونو جگہ قبرین بنی ہین اور اعتقادمند لوگ آکر فاتحہ کہتے ہین یہ بزرگ مغلیہ محاصری کے وقت اِس دروازے کا محافظ تھا جب شہر فتح ہوا اور رہا یا قتل ہوئی تو اسنے بکمال دلاوری دشمنون کا مقابلہ کیا اور دروازے کے اندر شہید ہوا مشہور یون ہے کہ بیرزدگی کا سر گردن سے جدا ہوگیا تو جسم بے سر اُس مقام تک دشمنون سے لڑتا چلا گیا جہان اب جسم بے سر کی قبر شہر کے اندر ہے اور دونون قبرین اب زیارتگاہ خاص و عام ہین یہ دروازہ بھی بسبب کہنہ اور بوسیدہ ہوجانے کے اب گرادیا گیا ہے عنقریب دوبارہ تعمیر ہوگا + مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت بنظر استحکام فصیل و شہر پناہ لاہور کی ہمیشہ مرمت دیوار فصیل اور دروازون کی جاری رہتی تھی اور چارون طرف شہر کے پختہ خندق نہائت گہرائی بنوائی گئی تھی اور ہر ایک دروازے کے آگے خندق پر پختہ پل بنواکر دوسرا پختہ دروازہ تعمیر کیا گیا تھا دوہرے دوہرے دروازون اور خندق اور دہول کوٹ و پختہ دمدمون سے اسقدر استحکام شہر کو حاصل تھا کہ غنیم کبھی شہر پر متصرف نہین ہوسکتا تھا جب انگریزی امن کا وقت آیا تو دوہرے دروازے گرائے گئے خندق کی اینٹین نکلواکر مٹی سے بھروائی گئی اور اُسی زمین پر باغیچے لگوائے گئے نہر جاری کی گئی جس سے اب شہر کا نواح باغ بہشت بنگیا ہے۔ ملک ایاز کی آبادی کے بعد بھی یہ شہر کبھی ترقی اور کبھی تنزل کی حالت مین رہا اِسکی آبادی کی بڑھی ترقی بعہد سلطنت اکبری و جہانگیری و شاہجہانی و عالمگیری ہوئی اور بڑے بڑے محلّے بیرون حصار قدیمہ آباد ہوگئے عالمگیر کی سلطنت کے بعد اِس کے

تنزل کا زمانہ شروع ہوا ضعف سلطنت و بادشاہ گردی نے وہ آفتیں برپا کیں کہ سکھوں نے لوٹ کر اسکو برباد کر دیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت اگرچہ بیرونی ویران شدہ محلوں میں سے کوئی آباد نہوا مگر حصار کے اندرونی شہر کی آبادی اچھی طرح سے ہوگئی تھی بڑے بڑے صدمے قتل و غارت و تاراج کے جو مختلف زمانوں میں اُسپر آتے رہے اُنکا بیان جس قدر دریافت ہوا ہے اس موقع پر درج کیا جاتا ہے +

پہلا صدمہ جو شہر لاہور پر آیا

اسلامیہ سلطنت کے آغاز میں پہلا صدمہ شہر لاہور پر سلطان محمود غزنوی کی یورش میں پہنچا یہ حملہ اُس نے راجہ جیپال بن اننگپال بن جیپال برہمن والی لاہور کے وقت میں ۴۱۳ہجری میں کیا باعث رنجیدگی کا یہ ہوا کہ جب راجہ قنوج محمود کے جابرانہ حملوں سے تنگ آگیا تو اطاعت منظور کر لی اور مطیع الاسلام رہنے کا اقرار نامہ لکھہ دیا اس بات سے سب ہند کے راجا خصوصاً راجہ کالنجر اُس سے ناراض ہوگئے اور الزام لگایا کہ اُس نے مسلمان کی اطاعت کیوں مان لی جب محمود نے ہند کو چھوڑا اور راجہ قنوج تنہا رہگیا تو راجہ کالنجر اور راجوں کی فوج کے ساتھہ قنوج پر چڑھ آیا راجہ قنوج نے شتر سوار تیز رفتار غزنی بھیجا اور بادشاہ کو اپنی حمایت پر بلایا بادشاہ بھی بلوچ یلغر آیا مگر اُسکے ہند میں داخل ہونے تک راجہ قنوج جنگ میں مارا جاچکا تھا یہ بات سنکر محمود کمال غضب میں آیا اور راجہ کالنجر کے علاقہ میں داخل ہوکر بہت سے گاؤں لوٹے بستیاں اُجاڑیں اور ارادہ تھا کہ راجہ کی ریاست گاہ میں

پہنچکر اُسکو سخت سزا دیوے مگر راہ میں غزنی سے قاصد آیا اور کوئی ایسی خبر لایا کہ بادشاہ واپس جانا مین مصلحت سمجھا اور اُس مہم کو ناتمام چھوڑ کر واپس ہوا جب لاہور پہنچا تو بسبب اسکے کہ راجہ جیپال بھی محمود کے خراج گذاروں مین تھا اور اُس نے محمود کے برخلاف راجہ کالنجر کی امداد کو فوج بھیجدی تھی راجہ سے جواب طلب کیا راجہ کو یقین ہو گیا کہ سلطان اب راجہ کالنجر کا غضب مجھپر نکالیگا مارے بغیر نچھوڑیگا لڑکر مرنا چاہئے۔ چنانچہ مع فوج بارادۂ جنگ میدان مین آگیا محمود کی فوج نے دو ایک حملون مین راجہ کی فوج کو بھگا دیا اور راجہ شکست کھاکر شہر مین گھس گیا۔ چندروز دیوارون کی پشت سے راجہ لڑتا رہا آخر پوشیدہ بھاگ گیا اُسکے بھاگ جانے کے بعد سلطان نے چاہا کہ شہر مین داخل ہو مگر رعیت غارت کے خوف سے ممانعت پیش آئی اور چاہا کہ بلا عہد و پیمان امن و امان کے بادشاہ شہر مین آجائے بادشاہ کہ فتح کی شراب کے نشہ مین تھا رعایا کے عذرات کب سنتا تھا کوئی عذر نہ سُنا اور حکم دیا کہ فوج داخل شہر ہو شہر والون نے دروازے بند کر لئے اور لڑائی دوبارہ ہونے لگی چندروز کے بعد شہر والون نے ناچار ہو کر دروازہ کھولدیا اور سلطان کے حکم سے غارت شروع ہوئی مال لوٹ لیا گھر جلا دئے ہزارون آدمی قتل کرڈالے باقیماندہ بھاگ گئے اور وہ نازنین شہر دور دیکھنڈر بنگیا محمود تو اس کام سے فارغ ہو کر غزنین چلا گیا اور یہ شہر چند سال تک ویران پڑا رہا۔ من بعد جب ملک ایاز بادشاہ کے حکم سے پنجاب کا حاکم بنا تو اُس نے اس شہر کی آبادی پر توجہ کی اور فرمان اجازت سلطان سے حاصل کیا اور اس سرگرمی سے شہر بسایا کہ چند سال مین وہ ویرانہ علما و فضلا کا معدن بنگیا مخدوم علی گنج بخش ہجویری

جیسے عالم فاضل ولی لوگ غزنی وغور وغیرہ ملکوں سے اکر اسمین قیام پذیر ہوئے

دوسرا صدمہ

دوسرا صدمہ شہر لاہور پر خسرو ملک کے عہد مین آیا یہ بادشاہ خاندان شاہان غزنوی سے آخری بادشاہ گنا جاتا ہے غوریون نے جب اس خاندان کو غزنی سے بیدخل کردیا تو خسرو شاہ خسرو ملک کے باپ نے پنجاب مین اپنی حکومت قایم کرلی وہ مرگیا تو خسرو ملک لاہور کے تخت پر بیٹھا اور پنجاب سے تھانیسر تک اُسکی حکومت قایم ہوگئی سلطان شہاب الدین غوری نے بہت دفعہ غزنی سے اسپر لشکرکشی کی اور یہ اپنی جوانمردی وکمال کوشش سے اپنا ملک اُسکے پنجہ سے بچاتا رہا آخری حملہ مین شہر کے محاصرے تک نوبت پہنچگئی اور خسرو ملک محصور ہوکر لڑتا رہا جب ناچار ہوگیا تو اطاعت منظور کی اور سلطان کے پاس حاضر ہوگیا سلطان نے اسکو قید کرلیا اور فوج غوریہ نے شہر مین داخل ہوکر غارت شروع کی تمام دن شہر لٹتا رہا صدہا بندگان خدا قتل ہوئے شام کو امان کی منادی ہوئی اُس روز سلاطین غوریہ کی سلطنت کا ہند مین آغاز ہوا اور غزنویہ حکومت باختتام پہنچی +

تیسرا صدمہ

تاج الدین یلدوز بادشاہ کیچ مکران وسندہ وملتان کے ہاتھ سے شہر لاہور پر آیا مجمل تذکرہ اسکا یہ ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری دہلی وغیرہ علاقجات ہند کو فتح کرکے دہلی کا تخت سلطان قطب الدین ایبک اپنے غلام کے سپرد کردیا تو تاج الدین یلدوز دوسرے غلام کو حکومت کیچ ومکران

وسوران وسندہ کی وسیع سلطنت حوالے کردی چونکہ تاج الدین یلدوز امیدوار
تھا کہ دہلی کی بادشاہت مجھکو ملیگی یہ امر اُسکو ناگوار گزرا اور شہاب الدین
کے مرنے کے بعد اُس نے پہلے غزنی پر یورش کی اور قبضہ کیا پھر پنجاب کو آیا
اور چاہا کہ ہند کا تخت سلطان قطب الدین سے لے لے جب لاہور پہنچا
حاکم لاہور بمقابلہ پیش آیا اور شکست کھاکر دہلی بھاگ گیا تاج الدین نے
بکمال بیرحمی شہر مین داخل ہوکر غارت شروع کی مگر کچھ نہ پایا کیونکہ رعایا نے
اسکی غارت کے خوف سے پہلے ہی اپنا اپنا مال شہر سے منتقل کردیا تھا۔
پھر وہ آگے کو بڑھا سنہ مین سلطان قطب الدین ایبک ایک خونخوار لشکر کے
ساتھ دہلی سے آکر اُسکے مقابل ہوا بعد ایک سخت لڑائی کے تاج الدین نے
شکست کھائی اور غزنی کو بھاگ گیا قطب الدین نے اُسکا تعاقب غزنین
تک کیا اور وہ غزنین سے کران کو چلا گیا قطب الدین وہان سے
لاہور کو آگیا اور بہت سا روپیہ رعایا کو دیکر خوش کیا اور کثرت
داودہش سے سلطان لکھ بخش خطاب لیا اور لاہور ہی کے مقام پر
گیند کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گرکر مرگیا۔ اُسکے مرنے کے بعد جب سلطان
شمس الدین التمش دہلی کے تخت پر بیٹھا تو تاج الدین کو پھر ہوس دہلی کے
تخت حاصل کرنے کی دامنگیر ہوئی اور کران سے آکر پہلے ملتان لے لیا پھر لاہور
آکر شہر کو لوٹا چونکہ اسوقت شمس الدین التمش دکھن کی مہم مین مصروف
تھا کوئی اُسکا مزاحم ومانع نہوا اور اُس نے دل کھولکر پنجاب کو غارت
کیا اور ستلج سے اُترکر بارادہ فتح دہلی سرہند مین قیام کیا اُدھر سے
سلطان شمس الدین بیشمار جرار فوج لیکر آپہنچا اور آپس مین سخت جنگ
ہوئی تاج الدین شکست کھاکر ملتان کو بھاگ گیا نظام الملک ابوسعید وزیر نے

ملتان تک اُسکا تعاقب کیا تو وہ سکھر مین جاکر قلعہ مین بیٹھ گیا وزیر نے سکھر
پُہنچکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا آمدرفت بند کردی چندماہ محاصرہ رہا جس سے
تاج الدین محصور نہایت تنگ ہوا اور کشتی پر سوار ہوکر چاہا کہ بھاگ جائے
ملاحون کے ساتھ وزیر کی سازش تھی اُنھون نے کشتی گرداب مین ڈالدی خود
دریا مین کود پڑے گرداب مین پڑکر کشتی غرق ہوگئی اور تاج الدین مع اپنے
ہمراہیون کے دریا مین ڈوب گیا +

چوتھا صدمہ

یہ صدمہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے وقت ظہور مین آیا مجمل
کیفیت اُسکی یہ ہے کہ اس سلطان کے وقت مغلیہ لشکر تیمور نام ایک میر کے
ماتحت چغتائی خان حاکم ماوراالنہر کے حکم سے پنجاب مین آیا اُسوقت پنجاب
مین قحط پڑا ہوا تھا تسپر دشمن کی غارت و تاراج نے تمام خطہ کو برباد کردیا ہزارون
گاؤن اور قصبے ویران ہوگئے شہر لاہور بھی اسوقت بے چراغ تھا اور لوگ
سب جان کے خوف سے شہر چھوڑکر بھاگ گئے تھے چونکہ سلطان شمس الدین
التمش اسوقت گجرات کی مہم پر تھا پنجاب کی امداد وہ کچھ نکرسکا اور دشمن
نے بدلجمعی ملک کو لوٹا آخر جب شاہ نے گجرات سے فراغت پائی پنجاب کی
سمت توجہ فرمائی اور نہایت غضب و غصہ کی حالت مین لشکر جرار و فوج
خونخوار کے ساتھ دریاے ستلج پر آپہنچا اور ایسی سرگرمی کے ساتھ دشمن
سے لڑا کہ تاتاری فوج بھاگ نکلی ہزارون بہادر میدان مین کام آئے تیمور فوج
کا افسر پکڑا گیا چندماہ مقید رہا آخر مسلمان ہوکر قید سے رہائی پائی اور
بادشاہی امراون کے سلک مین منسلک ہوا اس جنگ کے اختتام کے

بعد سلطان نے پنجاب کی بستیون کو جو محض غیر آباد و بے چراغ ہو گئی تھین پھر آباد کیا لاہور کی رعیت بھی پھر بلا کر بسائی تاتاریون کی لوٹ کا مال جسقدر ملا تھا پنجاب کی غریب رعایا پر تقسیم کر دیا اور بڑی فوج سرحد پر مامور کی اور وہ انتظام کیا کہ اسکی زندگی تک پھر کوئی دشمن ممالک مغربی سے ہند پر حملہ آور نہوا +

پانچوان صدمہ

سلطان محمد تغلق کے وقت اس شہر پر آیا اور بیشمار تاتاری فوج غرب کی طرف سے آکر پنجاب مین داخل ہوئے دیپالپور و لاہور دونو شہر غارت ہوئے پنجاب کے حکام نے بہت کوشش کی اور چاہا کہ دشمن پنجاب سے نکالا جائے مگر نہ نکل سکا آخر سب بھاگ کر دہلی کو چلے گئے اور تاتاریون نے نہایت اطمینان سے ملک کو لوٹا اور بارادہ تسخیر دہلی ستلج سے اُترے شاہ دہلی کے پاس اگرچہ فوج بہت تھی مگر کچھ نکر سکا اور بہت سا روپیہ حسب مصلحت وقت غنیم کو دیکر پیچھا چھڑایا اور دشمن سالم و غانم اپنے ملک کو لوٹ گیا جب تاتاری لشکر پنجاب سے نکل گیا بادشاہ پنجاب مین آیا رعایا کی آبادی مین بہت کوشش کی اور بہرام نام حاکم ملتان کو اس جرم مین گردن مارا کہ تاتاری لشکر اُسکے اشارے سے پنجاب مین آیا تھا +

چھٹا صدمہ

لاہور پر بعہد سلطنت فیروز شاہ باربک تغلق کے ظہور مین آیا یہ صدمہ بھی تاتاری مغلیہ لشکر کے حملہ کے سبب وقوع مین آیا جو حسب العادت

وہ غارت و تاراج کے لئے پنجاب مین آ موجود ہوا تھا بادشاہ اسوقت قلعہ سری نگر کانگڑے کے محاصرے مین مصروف تھا پہلے اُس نے قلعہ فتح کیا پھر پنجاب مین آیا اور ایک خونخوار جنگ کے بعد تاتاری لشکر کو پنجاب سے نکالا اس مخمصہ مین لاہور کی رعایا کا نقصان بہت ہوا +

ساتوان صدمہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک کے عہد مین مسمی سیکھا قوم کھکڑ مفسد کے مفسدہ کے سبب ظہور مین آیا یہ شخص بڑا مفسد اور بہادر دل چلا آدمی تھا اس نے ہزارہ کے متعلقہ علاقہ سے بڑے اجتماع کے ساتھ دخل پنجاب ہو کر شاہی اہلکار ملک سے نکال دیئے ہزارون بستیان اُجاڑ دین لاہور کو بھی لوٹا محمد شاہ بادشاہ نے یہ حال سنکر شاہزادہ ہمایون اپنے بیٹے کو ایک برجستہ فوج کے ساتھ پنجاب کو مامور کیا ابھی شاہزادہ پنجاب مین دخل نہین ہوا تھا کہ بادشاہ مرگیا اور سلطان محمود شاہ ۷۹۶ھ مین تخت نشین ہوا اُس نے اور فوج سیکھا کھکڑ کی سرکوبی کو بھیجی اور آپس مین سخت لڑائی ہوئی اور سیکھا شکست کھا کر جمون کو بھاگ گیا اُنہین ایام مین شہزادہ پیر محمد بن امیر تیمور نے ملتان لے لیا اور خود امیر تیمور پنجاب کے دامن کوہ سے گزر کر دہلی پر دخیل ہو گیا ایسے وقت مین کہ دہلی کی بادشاہت مین کمال ہرج واقعہ ہو گیا تھا سیکھا کھکڑ پھر کوہ جمون سے اُتر کر لاہور آپہنچا اور دخیل ہو کر حکومت کرنے لگا جب امیر تیمور دہلی سے واپس آیا اور کوہ جمون پر مقیم ہو کر سلطان سکندر بت شکن بادشاہ کشمیر کو خلعت دیا تو رعایا پنجاب نے سیکھا کے قتل و تاراج کا استغاثہ امیر کے حضور مین کیا امیر

یہ حال سنکر کمال غضب مین آیا اور دس ہزار فوج جرار سیکھا کی استیصال کے لئے روانہ کی وہ فوج لاہور آپہنچی چونکہ لاہور کی رعایا سیکھا کے ظلم و تعدی سے بجان تنگ تھی سب امیری فوج کی امداد کو مستعد ہوگئی اور سیکھا لڑائی مین مارلیا ؛

آٹھوان صدمہ

یہ صدمہ سلطان مبارک شاہ بن خضر خان کے عہد مین شہر لاہور پر گزرا جو ہر ایک صدمہ سے بڑا شمار کیا جاتا ہے تشریح اس واقعہ ہایلہ کی یہ ہے کہ جب امیر تیمور صاحبقران گورگان بعد قتل سیکھا گھکڑ کے ہند سے واپس گیا اور ہند کی سلطنت بطور نیابت خضر خان کے حوالے کی تو خضر خان کی زندگی تک گھکڑون کو پھر جرات نہوئی مگر جب ۸۲۴ھ ہجری مین خضر خان مرگیا اور مبارک شاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا ملک مین پھر تازہ تازہ فساد برپا ہوئے تو مسمی جسرت سیکھا گھکڑ کے بھائی نے بھی پنجاب مین غدر برپا کیا اور بہت سی فوج لیکر لاہور پر حملہ آور ہوا اس دشمنی سے کہ شہر والون نے اُسکے بھائی سیکھا کو امیر تیمور کی فوج کے ہاتھ سے قتل کرادیا تھا بکمال غضب و غصہ شہر کا محاصرہ نہایت سختی کے ساتھ کیا بادشاہی ناظم نے لڑائی مین شکست کھائی اور بھاگ گیا مگر شہر والے لڑتے رہے دو ماہ کے بعد شہر فتح ہوا اور قتل و غارت شروع کی ہزارون لوگ مارے گئے محلہ کشتون کے پشتے لگ گئے بڑی بڑی عمارتین جلائی اور گرائی گئین شہر ویران ہوگیا یہ شورش سنکر بادشاہ نے سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو نہایت تاکیدی حکم بھیجا کہ اپنی فوج لیجا کر جسرت کو پنجاب سے نکالدیوے مگر

سلطان شاہ نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ جسرت کے ساتھ مل گیا اور اسکو مستعد کیا کہ دہلی پر حملہ کرے چونکہ جسرت مسلمانون کا سخت دشمن تھا اُسکی تحریر پر اُس نے اعتبار نہ کیا اور سرہند مین پہنچکر پہلے اُسیکو مغلوب کیا اور چاہا کہ آگے بڑہ کر دہلی کا تخت لے لے یہ گستاخی دیکھکر بادشاہ بذات خود بیشمار فوج لیکر جسرت کا سدراہ ہوا سرہند کے پاس آپسمین سخت مقابلہ ہوا ہزارون آدمی دونو طرف سے کام آئے آخر جسرت شکست کھاکر بھاگا سب سامان وہان ہی چھوڑکر لاہور کی راہ لی بادشاہ نے اُسکا تعاقب لاہور تک کیا تو وہ پہاڑون مین جاچھپا لاور آکر بادشاہ نے دیکھا کہ شہر بالکل ویران ہے ہر محلہ مین ہزارون لاسین گلی سڑی ہوئی پڑی ہین حکم دیا کہ ان نعشون کو جابجا کھائے کھدواکر دفن کردیا جائے چنانچہ سب نعشین دفنائی گئی اور گنج شہیدان محلے محلے بنادیا گیا اور اشتہار دیا گیا کہ جو شخص اس شہر مین آکر آباد ہو چھ مہینے کا خرچ بادشاہ سے پائے چنانچہ تین ماہ کے عرصے مین پھر شہر کی آبادی کی صورت قائم ہوگئی اس کام سے فارغ ہوکر بادشاہ گھکڑون کے علاقہ مین پہنچا اور سب علاقہ لوٹ ویران کردیا مگر جسرت ہاتھ نہ آیا کہ وہ ہزارہ و کشمیر کے پہاڑون مین روپوش تھا گھکڑون کے علاقہ کی بربادی کے بعد بادشاہ واپس آیا جب سرہند سے گذرا جسرت گھکر پھر آموجود ہوا راجہ جمون کو جس نے بادشاہ کے حکم سے اُسکی تلاش پہاڑون مین کرائی تھی فریب سے اپنے پاس بلاکر قتل کرادیا امیر شیخ علی والی کابل کو اپنی امداد پر بُلایا وہ بھی بہت سا لشکر لیکر پنجاب مین داخل ہوا پھر تو وہ مفسد فساد انگیز پنجاب مین جمع ہوگئے کوئی شہر و بستی و قصبہ و گاؤن اُنکے قتل و

تاراج سے نہ بچا لاہور کی رعایا پھر گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئی یہ خبر سنکر بادشاہ برجعت قہقری پھر پنجاب میں آیا دوابہ باری کی سرزمین میں پہلے شیخ علی بادشاہ کے مقابل ہوا اور شکست کھا کر بھاگ گیا پھر جسرت میدان مین آیا وہ بھی کامیاب نہوا اس لڑائی مین ہزارون آدمی فریقین سے مارے گئے جسرت کا کہیں نشان نملا کہ کہان گیا شیخ علی کا تعاقب بادشاہ نے پشاور تک کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا چونکہ شیخ علی کا بھائی پشاور کے قلعہ مین تھا بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اُس نے امان مانگی بادشاہ نے اُسکی جان بخشی اس شرط پر کی کہ وہ اپنی لڑکی بادشاہ کے نکاح مین دیدی اور سب مال و اسباب قلعہ مین چھوڑ کر تنہا نکل جائے چنانچہ اُس نے شاہی فرمان منظور کیا اور جان بسلامت لیکر کابل کو چلدیا +

نوان صدمہ

اس شہر پر بابر کے حملون کے وقت آیا جسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب سنہ ۹۲۵ ہجری مین بابر بادشاہ نے کابل سے ہند پر لشکر کشی کی تو پہلی دفعہ بھیرہ تک آکر واپس چلا گیا دوسری مرتبہ لاہور و دیپالپور تک پہنچا اور فتح کے شگون کے طور پر لاہور مین داخل ہو کر چند محلے غارت کیے اور چند مکانات جلائے رعایا غارت کے خوف سے بھاگ گئی دیپالپور مین بھی یہی حال گزرا تیسرے حملے کے وقت دریاے ستلج سے پار ہوا اسوقت اُسکے ساتھ صرف پندرہ ہزار سوار تھے سلطان ابراہیم لودی ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ پانی پت کے میدان مین بابر کے مقابل ہوا اور شکست کھا کر مارا گیا تیسری مرتبہ بابر سندھ کے راستے آیا مگر دوسری بار کی لشکر کشی مین اس نے لاہور کو لوٹا اور جلایا +

دسوان صدمہ

نادر شاہ بادشاہ ایرانی کے ہاتھ سے بعہد روشن اختر محمد شاہ بادشاہ دہلی ظہور مین آیا مختصر بیان اسکا یہ ہے کہ جب فیما بین وزیر نظام الملک اور محمد شاہ بادشاہ کی کدورت و رنجیدگی ظہور مین آئی تو وزیر نے نادر شاہ کو لکھا کہ اگر آپ ہند کو تشریف لائین تو بے جنگ و جدل وسیع ولایت ہند اور خزانہ پشتون کا اندوختہ آپکو مل سکتا ہے اس پیغام کے پہنچتے ہی نادر شاہ ایک جرار فوج کے ساتھ براہ پشاور ہند کو روانہ ہوا جب لاہور کے متصل پہنچا تو نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور مقابل پیش آیا اور ایک سخت محاربہ کے بعد شکست کھائی اس شکست کے بعد خود تو نواب قلعہ مین محصور ہوا اندرونی شہر کے دروازے بند کرلئے مگر شہر کی بیرونی آبادی جو اندرونی آبادی سے چار چند تھی لٹنی شروع ہوئی اور نادری فوج مرگ مفاجات کی طرح شہر مین گھس آئی اور دو دستہ شہر کو لوٹنے لگی یہ حالت دیکھکر زکریا خان نے اطاعت منظور کرلی فی الفور نادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا شہر کو امان دلوائی بیس لاکھ روپیہ نقد اور دس ہاتھی نذرانہ ادا کیا بعد اس انتظام کے نادر شاہ دہلی کو رخصت ہوا +

گیارھوان صدمہ

احمد شاہ بادشاہ درانی کے وقت لاہور پر آیا جسکی تشریح یہ ہے کہ جب نادشاہ ایرانی بعد قتل و غارت شہر دہلی ہند سے لوٹا تو سیستان مین جاکر اپنے امراؤ کے ہاتھ سے قتل ہوا اسوقت اسکے ایک حصہ سپاہ افغانی کا افسر اور محافظ خزانہ احمد خان افغان ابدالی تھا اسنے نادر شاہی

خزانہ اپنے قبضہ مین کرلیا اور اپنی ہمراہی فوج کے ساتھ قندھار مین آکر شاہی اجلاس کیا اور بادشاہ دُرّان اپنا خطاب رکھا ایک وسیع سلطنت افغانستان کی اسکے ماتحت ہوگئی اسوقت نواب زکریا خان صوبہ لاہور بھی مرگیا اور اُسکی جگہ نواب یحیی خان اُسکا بیٹا پنجاب کا صوبہ دار قرار پایا چونکہ کل جائداد نقد وجنس نواب عبدالصمد خان و نواب زکریا خان کی یحیی خان کے پاس تھی اور شاہنواز خان زکریا خان کے بھائی کو جو ملتان کا صوبہ تھا عبدالصمد خان کی جائداد سے کچھ نہین ملا تھا وہ نصف کا دعویدار ہوکر ملتان سے لاہور آپہنچا اور یحیی خان کو کہلا بھیجا کہ نصف جائداد تقسیم کردیوے ابھی باہم جواب و سوال ہورہے تھے کہ عید کے دن مسجد عیدگاہ مین فریقین نماز پڑھنے گئے اور باہم تکرار ہوکر لڑائی کی نوبت پہنچگئی شہنواز خان یحیی خان اپنے برادرزادہ پر فتحیاب ہوکر کل پنجاب کا حاکم بلا اجازت شاہ دہلی کے بن بیٹھا یحیی خان قید سے بھاگ کر دہلی کو چلا گیا اُسکے دہلی جانے سے شہنواز خان بہت ڈرا اور یقین کرلیا کہ شاہ دہلی مجھسے اس گستاخی کا انتقام لیگا پس اپنے بچاؤ کے واسطے اس نے محمد نعیم خان اپنے معتمد کو کرسنے کابل بھیجکر احمد شاہ دُرّانی کو بلا بھیجا اور اطاعت ظاہر کی یہ بشارت پاکر احمد شاہ نے فی الفور پچیس ہزار جرار لشکر ہمراہ لیکر داخل پنجاب ہوا مگر شاہ نواز نے احمد شاہ کے آنے سے پہلے اپنا انتظام شاہ دہلی کے ساتھ مضبوط کرکے فرمان منگوالیا تھا اس سبب سے متحیر تھا کہ اب کیا کرے ۔ احمد شاہ نے رہتاس مین پہنچکر عزا خان اپنے ایک معتمد کو لاہور بھیجا اور لکھا کہ حسب الوعدہ لعمیل کرو

شہنواز خان نے شاہی معتمد کو مُنہ نہ لگایا اُسکی بات تک نہ سنی اور وہ
بے نیل مقصود واپس گیا اور احمد شاہ پر ثابت ہوگیا کہ صوبہ لاہور نے بیوفائی
و بدعہدی پر کمر باندہ لی ہے جب دائرہ شاہی دریاے چناب پر پہنچا تو بادشاہ
نے مسمی صابر شاہ ایک خداپرست درویش جو اُسکا پیرزادہ تھا بطور سفیر شاہنواز خان
کے پاس بھیجا اور چاہا کہ صابر شاہ کی سمجھانے سے شاہنواز سمجھ جائے مگر معاملہ برعکس ہوا اور صابر شاہ
نے شاہنواز خان کے دربار مین پہنچکر نہ تو جھک کر سلام کیا اور نہ آداب
بجالایا گفتگو کے وقت گستاخانہ تقریرین کین یہانتک کہ سر دربار شاہنواز
خان کو بدعہد و متمرد و نالائق کہہ دیا اُسکی تقریر سے شاہنواز خان ایسا
غضب مین آیا کہ جلاد کو بلا کر سفیر کو قتل کرا دیا پھر تو فریقین مین سخت
بگاڑ پیدا ہوا اور عصمت بیگ بدخشی سپہ سالار فوج لاہور کو حکم ملا
کہ اسی ہزار فوج سوار و پیادہ لیکر احمد شاہ کا سدراہ ہو اسکو راوی
سے اُترنے نہ دے بلکہ مار کر پیچھے ہٹا دیوے لڑائی کے وقت اگرچہ لاہوری
فوج درانی فوج سے چار حصے زیادہ تھی مگر فتح خداداد درانیون کے
نصیب ہوئی لاہوری فوج نے شکست فاش کھائی اور منتشر ہوگئی
بادشاہ راوی سے اُتر آیا باہر شہر کے محلون مین سب سے پہلے
مغل پورہ جہان بڑے بڑے امراے شاہی کی حویلیان تھین
بلکہ خود صوبہ کے قیام کے لئے وہان ہی عالیشان مکان بنے تھے
لُٹنا شروع ہوا دن بھر درانی فوج اُسی محلہ کو لوٹتی رہی اور اتنی دولت
پائی کہ اُٹھانا مشکل ہوگیا جب رات ہوئی تمام شہر درانیون کے
خوف سے کانپ رہا تھا آدھی رات کے وقت شاہنواز خان سب سے
پوشیدہ دہلی کو بھاگ گیا دوسرے روز علی الصباح اکابران لاہور

نے میر مومن خان نواب یحی خان کے نائب کو جو شاہنواز خان کے حکم سے پابزنجیر مقید تھا قید سے نکالکر احمد شاہ کی خدمت مین بھیجا اور اطاعت ظاہر کی بادشاہ نے اسکی عزت کی اور شہر کو امان بخشی ؁

بارھوان صدمہ

اس صدمہ کا مختصر ذکر اس طرح پر درج تواریخ ہے کہ جب بعد پے درپے حملوں فوج دُرانی اور منقضی ہونے زمانہ حکومت میر معین الملک المشہور میر منو کے پورا پورا عمل و دخل احمد شاہ کا پنجاب پر ہوگیا تو بادشاہ نے شہزادہ تیمور اپنے بیٹے کو پنجاب کا ناظم مقرر کیا اس نے تمام خطہ کا انتظام بخوبی کرلیا اور گروہ قوم سکھ کو بزور شمشیر زیر کرکے زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لی اُسوقت ناظم دوابہ نسبت جالندھر و دامان کوہ مسمی آدینہ بیگ خان مغل زیر حکومت شہزادہ تیمور تھا اُسکو چند بار شہزادہ نے بمصلحت امور مملکت اپنے پاس بُلایا مگر وہ نہ آیا شہزادہ نے تنگ آکر ایک فوج خواجہ میرزا افغان کے ساتھ مامور کی اور حکم دیا کہ آدینہ بیگ کو پکڑ کر لے آئے یہ بات سنکر آدینہ بیگ باغی ہوگیا اور مرہٹون کو جنکی اختیار مین اسوقت شاہ دہلی تھا اور تمام ہند مین حکومت تھی لکھہ بھیجا کہ اگر تم اسوقت فوج مامور کرو تو پنجاب کا ملک بے جنگ و جدل آپکو دلا سکتا ہون اُسکی تحریر پر فی الفور مرہٹہ فوج جنگی تعداد تین لاکھ سے کم نہ تھی سرداران ملہاراؤ و جنکوراؤ کے ماتحت پنجاب کو آئے آدینہ بیگ خان اپنی فوج کے ساتھ اُنکے شامل ہوگیا بلکہ خواجہ میرزا بادشاہی افسر جو آدینہ بیگ کی گرفتاری کے لئے فوج لے گیا تھا اپنے مالک سے برگشتہ ہوکر مع فوج آدینہ بیگ کا مطیع و دوست بنگیا۔

یہ بیشمار لشکر جب دریاے بیاس سے اُترا شہزادہ تیمور بسبب اسکے کہ اسکے پاس فوج تھوڑی تھی لاہور کو خالی چھوڑکر کابل چلا گیا جبتک فوج مرہٹہ لاہور مین نہ پہنچی شہر لاہور پر بروز روشن ڈاکے پڑتے رہتے اور شہر لُٹتا رہا سکھون کی قوم نے شہر کے باہر کے محلے اکثر لوٹ لیئے اندرونی حصار کے دروازے ہمیشہ بند رہتے کسی متنفس کی طاقت نہ تھی کہ شہر کے باہر قدم رکھے ایک ماہ کے بعد آدینہ بیگ مرہٹہ فوج کے ساتھ لاہور آپہنچا اور خواجہ میرزا نمک حرام ملازم شہزادہ تیمور ناظم قرار پایا شام جی رام جی دو مرہٹے سردار کل پنجاب کے فرمان فرما مقرر ہوئے صاحباجی مرہٹہ دس ہزار فوج کے ساتھ اٹک کے قلعہ مین مامور ہوا کہ آیندہ احمد شاہ کے آنے کا رستہ بند رکھے۔ چھہ سات مہینے تک یہ انتظام براے نام رہا اتنے مین خبر گرم ہوئی کہ احمد شاہ بادشاہ دُرانی لشکر جرار و فوج خونخوار کے ساتھ مرہٹون کی سرکوبی و استیصال کے لیئے ہند کو آیا ہے بادشاہ کے پشاور تک پہنچتے ہی مرہٹون پر رعب چھا گیا۔ سب سے پہلے صاحبا قلعہ دار قلعہ اٹک کو خالی چھوڑکے اپنی فوج کے ساتھ لاہور آپہنچا اُسکے آنے پر لاہور والے مرہٹے حاکم بھی بادشاہ کے خوف سے کانپنے لگے اور سب کے سب پنجاب کو خالی چھوڑکر ستلج پار اُترگئے جب بادشاہ لاہور پہنچا شہر والون کو خستہ حال دیکھکر افسوس کیا اور کریم داد خان نام ایک امیر کو لاہور کا حاکم بنا کر خود ہندوستان کو چلا گیا اور مرہٹون کے ساتھ وہ جنگ کی جسکا تذکرہ قیامت تک تواریخون مین لکھا جایا کریگا اور لکھا جاچکا ہے حقیقت مین پچیس ہزار فوج کے ساتھ لاکھون آدمیون پر فتحیاب ہونا اسی دلاور بادشاہ کا

کام تھا اُس زمانہ مین کہ بادشاہ ہندوستان مین مرہٹون کے ساتھ
لڑرہا تھا سکھون کی قوم نے پنجاب کے چار طرف ہنگامہ قتل و غارت
گرم کر رکھا تھا کیونکہ بادشاہی فوجدار سب کے سب اپنی اپنی فوج کے
ساتھ بادشاہ کے پارکاب تھے صوبہ لاہور کے پاس متعدد سوار اور
تھوڑے پیادے تھے کسی مفسد کو قرار واقعی سزا نہین دے سکتے تھے ایسے
غنیمت وقت اور نا پرسان حالت مین سرداران سکھ یعنی جسا سنگھ
آلووالیہ و جیت سنگھ کنہیا و گوجر سنگھ بھنگی و لہنا سنگھ وغیرہ باہم
متفق ہوکر بمقام امرتسر تجویز کرکے ارادہ کیا کہ لاہور کو لوٹ لین چنانچہ
دس ہزار سکھ کی جمعیت کے ساتھ یہ سردار لاہور پر چڑھ آئی جب
متصل پہنچی اُنکے خوف سے کریم داد خان ناظم نے شہر کے اندرونی حصار
کے دروازے بند کر لئے باہر کی آبادیون پر سکھ آپڑے اور غارت شروع
کی سب محلے لُٹ کر برباد ہو گئے رعایا بیچاری آفت کی ماری ایسی لٹی کہ
بدن کے کپڑون تک سکھون نے نچھوڑا بہت سی اشراف ستر وار
عورتین کنوؤن مین گر کر مر گئین مرد بیچارے بہت سے مارے گئے
اور بہت سے ملکوں کو بھاگ گئے کچھ حصار کے اندر جا رہے جب مال منقول لُٹ چکا تو
حویلیون پر آفت آئی چھتون کی لکڑیان دروازون کے کواڑ جو اچھے
دیکھے جاتے مکانات مین سے اُتار لئے جاتے باقی مکان کو آگ لگا دیجاتی
کئی روز تک یہ نازنین شہر جلتا رہا غرضکہ باہر کی سب آبادیان جب
جلکر خاکستر ہو گئین تو دشمن نے اندرونی شہر کی طرف توجہ کی
اور نہایت زور ڈالکر چاہا کہ شہر کے اندر گھسین اور اندرونی شہر
کو لوٹین کریم داد خان نے بحالت ناچاری سکھون کے پاس صلح کا

پیغام بہیجا سکھون نے جواب دیا کہ اگر کریم داد خان پچاس ہزار روپیہ
نقد خالصجی کو کڑاہ پرشاد کے واسطے دیدیوے تو خالصہ جی نذرانہ
لیکر چلدیگا چنانچہ بعد جواب وسوال تیس ہزار روپیہ مقرر ہوا
اور سکھ تیس ہزار روپیہ نقد لیکر واپس چلے گئے دو ماہ کے بعد جب
احمد شاہ مرہٹون پر کامل فتح پاکر لاہور آیا تو شہر کی ایسی حالت دیکھکر
مارے غضب کے آگ ہوگیا اور سکھون کی گرفتاری کو چارون طرف فوج
بہیجی مگر کوئی نظر نہ آیا سب جنگلون مین روپوش ہوگئے آخر وہ غصہ
کریم داد خان پر نکالا کہ اس نے کیون تیس ہزار روپیہ سکھون کو
دیا اور اُسکو قید کرکے کابل کو بہیجدیا اور خواجہ عبید خان ایک شاہی
امیر کو لاہور کی حکومت دیکر کابل کو چلا گیا +

تیرھوان صدمہ

خواجہ عبید خان کی تقرری کے بعد جب بادشاہ کابل کو گیا تو سکھی
فوجین پھر جابجا پھرنے لگین چونکہ صوبہ لاہور کے پاس فوج بہت
کم تھی اس باب مین اس نے بادشاہ کی خدمت مین درخواست کی
اور بادشاہ نے کابل سے ایک امیر نور الدین خان نام جنگی فوج کے
ساتھ لاہور کو روانہ کیا جب وہ سردار چناب سے اُترا چڑت سنگھ
سکر چکیہ سکھون کی بڑے اجتماع کے ساتھ اُسکے مقابل ہوا جب یہ خبر
لاہور پہنچی خواجہ عبید خان اپنی فوج کے ساتھ نور الدین خان کی امداد
کو گیا اور جنگ مین شکست کھائی نور الدین خان تو بھاگ کر جمون چلا
گیا اور خواجہ عبید خان میدان مین کام آیا اُسکے مارے جانے کے
بعد کابلی مل نائب صوبہ نے صوبے کا کام اپنے ہاتھ مین لیا اُسکے

وقت پھر سکھون کی فوجون نے آکر لاہور کو گھیر لیا اور کابلی مل کو کہلا بھیجا کہ قصابان گاؤکش کو جسقدر لاہور مین ہین ہمکو دیدو یا قتل کردو ورنہ ہم شہر کو لوٹ لینگے کابلی مل اس مین متامل ہوا آخر جب سکھ دہلی دروازے کو توڑ کر شہر مین داخل ہوئے اور شہر لٹنے لگا تو کابلی مل نے سکھون کا کہنا مانا اور چند قصابون کے ناک کان کاٹ کر شہر سے نکال دیا اور بڑی رقم نذرانہ کی دیکر سکھون کو شہر سے نکالا ایسی ایسی خبرین سنکر احمد شاہ پھر غضب مین بھرا ہوا آیا اُسکے آتے ہی سکھ جنگلون مین ایسے نکل گئے کہ گویا سکھ پنجاب مین کبھی نہ تھے چارون طرف فوجین مامور ہوئین اور افغانون نے اُنکے مسکن و مکان دھونڈھکر سراغ نکالے مگر کوئی سکھ دستیاب نہوا پندرہ روز بادشاہ شہر مین رہا آخر واپس چلدیا کابلی مل بھی بادشاہ کے ہمراہ چناب تک گیا بادشاہ کے شہر سے قدم باہر رکھتے ہی سکھ آموجود ہوئے اور شورش برپا ہوئی کہ کابلی مل کو پھر لاہور آنا مشکل ہوگیا اور نہ آسکا اُسکے پیچھے سمبیان لہنا سنگھ و گوجر سنگھ و سوبھا سنگھ تین سکھ سردار لاہور پر چڑھ آئے شہر والون نے بعد لینے قول وقسم اس بات کے کہ شہر لوٹا نہین جائیگا بلکہ رعایا کی حفاظت ہوگی شہر کا دروازہ کھولدیا سکھون نے شہر مین جاتے ہی غارت شروع کی جبتک تھک نہ گئے باز نہ آئے شہر کو لوٹکر تینون نے شہر کے تین حصے کر لئے اور اپنے اپنے حصے مین حاکم بن بیٹھے مدت مدید تک یہ انتظام رہا اور لاہور کی رعایا انکی ظالمانہ حکومت کی بلا مین مبتلا رہی اُنکے وقت اندرونی شہر بھی ایک حصہ آباد تھا اور دو حصے ویران باہر کی آبادیان تو جلکر خاکستر ہوچکی تھین آخر جب

مہاراجہ رنجیت سنگہ کا زمانہ آیا تو گویا شہر کے بخت جاگے اور آبادی ہونے لگی رفتہ رفتہ اندرونی شہر سب آباد ہو گیا بڑی بڑی حویلیاں امرائے عظام کی تعمیر ہوئین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بھی اسکی آبادی مین بہت کوشش کی دوہرے دروازے بنوائے خندق کھدوائی دھول کوٹ تعمیر کیا فصیل کی مرمت کی غیر آباد محلون کی آبادی کا حکم دیا مہاراجہ کی وفات تک یہ شہر روز بروز آباد ہوتا گیا۔ مگر اُسکے مرنے کے بعد البتہ خفیف صدمے خود سکھی فوج کے ہاتھ شہر کو پہنچے ایک تو اُس روز جسروز مہاراجہ شیر سنگہ بخلاف رانی چند کنور و سرداران سندہانوالیہ بارادۂ مسند نشینی لاہور آیا اور شام کے بعد دہلی دروازے سے معہ فوج داخل شہر ہوا تو سکھون نے دہلی دروازے سے قلعہ دو طرفہ بازار لوٹ لیا چھتہ بازار مین جہان جو تیان بکتی ہین آگ لگا دی اور آٹھ روز تک سکھون نے منشیون کو لوٹا اس عداوت سے کہ یہ منشی دفتر مین نوکر ہو کر ہماری تنخواہ مین سے کاٹ قصور کرتے ہین اچھے اچھے عزت دار منشی ملازمان دفتر ملکی و فوجی لُٹ گئی بلکہ بہت سے مولوی ملان اس جرم مین غارت ہوئے کہ یہ لوگ منشیون کو پڑہاتے ہین سکہان فوج کوچہ کوچہ منشیون اور مولویون کے گھرون کو تلاش کرکے لوٹتے رہے دوسرا صدمہ مہاراجہ شیر سنگہ کے قتل کے وقت ظہور مین آیا اور سکھون کی فوج جب راجہ ہیرا سنگہ کے ساتھ قلعہ کے محاصرے کے لئے داخل شہر ہوئے تو وہ بھی قلعہ تک بازون کو لوٹتے گئے رعایا نے کوچہ بندیان بند کرلین جس سے شہر پر حسب دلخواہ ہاتھ فوج کا نہ پڑا جب قلعہ فتح ہوا اور سرداران سندہانوالیہ مارے گئے اور فوج قلعہ

مین داخل ہوئے تو اپنے مالکان کے خزانہ پر ہاتھ صفا کیے لاکھوں روپے
کا پشمینہ و جواہرات و ظروف نقرئی و طلائی و نقد و جنس تو شیخانہ
توڑ کر لوٹا پھر جسروٹہ وزیر راجہ ہیرا سنگھ لاہور سے جمون خلاف مرضی فوج کے
بھاگا اور سکھون نے تعاقب کرکے اُسکو قتل کیا تو جسقدر جواہرات
بیش قیمت و اشرفی وغیرہ مال جو ہاتھیون پر لاد کر ہیرا سنگھ جمون
لیچلا تھا سب سکھون نے لوٹا ✤

صورت موجودہ شہر لاہور

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی چہل سالہ مدت عملداری مین یہ شہر لاہور بخوبی
آباد ہوچکا تھا بیرونی کھنڈرات کی اکثر زمینون مین امراے دربار مہاراجہ
نے بڑے بڑے باغ بنوالئے تھے تو بھی بہت سی زمین ناہموار و خراب پڑی
ہوئی تھی جہان پہلے بیرونی آبادیان آباد تھین اور خشت فروشان
شہر نے اُنکی دیوارون کی بنیادون کی اینٹین نکال کر مغاک بدستور
چھوڑ دئے تھے۔ ہرچند چالیس سال تک بیرونی آبادیون کی بنیادین
سکھی عہد مین کھودی گئین اور بیس برس تک انگریزی عہد مین کھدتی
رہین مگر اینٹین ختم نہوئین آخر صاحبان انگریز نے بڑے بڑے مغاک بند کرا کر
حکم دیدیا کہ کوئی شخص زمین سے اینٹ نہ نکالے کشمیر کے ملک سے
جو آفت زدہ کشمیری آئے وہ لاہور مین آکر اینٹون کے کھودنے اور
بیچنے مین مشغول ہوکے لکھ پتی بن گئے اکثر اینٹین کھودنے کے وقت
اُنکو دفینے بھی حاصل ہوتے رہے انگریزی عہد مین بھی شہر دارالحکومت
پنجاب کا قرار پایا بلکہ دہلی اس صوبہ کے ماتحت ہوگئی بعد انقراض
سلطنت سکھی قسمے کے جب صاحبان انگریز پنجاب کے مالک ہوئے تو سب سے

پہلے چھاؤنی فوج کی انارکلی کے مقام پر مقرر ہوئی بہت سی پختہ بارگین اور کوٹھیاں تعمیر ہوکر فوج کو رکھا گیا اور ایک پختہ بازار صدر بازار انارکلی کے نام سے موسوم ہوکر آباد ہوا یہ بازار طول مین لہاری دروازے سے لیکر دنتورہ صاحب کے پرانے بازار تک قریب ایک میل کے ہوگا شرق و غرب دونو طرف بازار کے باموقع دوکانین اور انکے اوپر نشستگاہین تعمیر ہوئین بڑی بڑی بارگین اور کوٹھیان بنائی گئین بہت سے محلے بازار کے دوطرفہ آباد ہوئے سرکاری مکانات عجائب گاہ وغیرہ اسی بازار کے اندر بنوائے گئے اس بازار کی آبادی ابتدا سے آجتک بڑھتی چلی جاتی ہے گویا شہر کے باہر دوسرا شہر آباد ہوگیا ہے بڑے سوداگرون کی کوٹھیان اور تاجرون کی دوکانین اس مین کھلی رہتی ہین لاکہون روپے کا بیوپار ہوتا ہے باوجودیکہ فوج کی چھاؤنی اس جگہ سے اٹھا لیگئی ہے تو بھی شہر کے قریب کے سبب سے اس بازار کی آبادی روزبروز بڑھتی جاتی ہے - **دوسری** آبادی چھاؤنی میانمیر کی انگریزی عہد مین ظہور مین آئی اسلیئے کہ انارکلی کا میدان سرکاری فوج کے قیام کے لیئے کافی نہ تھا بنظر وسعت زمین کے میانمیر کے میدان مین چھاؤنی کی بنا ڈالی گئی اس موقع پر بھی ایک عالیشان بازار تعمیر ہوا ہے جسکو صدر بازار میانمیر کہتے ہین اور فوج کے رہنے کے لئے بڑی بڑی عالیشان بارگین بنائی گئین لاکھون روپے کی لاگت کی بیشمار کوٹھیان صاحبان عالیشان کے قیام کے لئے تجویز ہوئین چند سال مین اسکی خوبی اس ترقی پر آئی کہ وہ تمام خطہ غیرتِ خلد برین ہوگیا میانمیر کی چھاؤنی کی آبادی کوسون مین پھیلی ہوئی ہے اور فوج کی منقطع کوٹھیان اور حکام کے

بنگلے ایسے عمدہ بنے ہوئے ہین کہ دیکھکر انسان کا دل خوش ہوجاتا ہے -
اسکے علاوہ انارکلی سے چلکر میانمیر کی چھاؤنی کی انتہا تک اور موضع مزنگ
وگڈہی شاہو و قلعہ گوجر سنگھ کے چارون طرف اتنی کوٹھیان اور باغیچے
تعمیر ہوئے ہین جو شمار کے اندازے سے باہر ہین اور آبادی حال کی
سابق آبادیون سے دوچند بڑہ گئی ہے شہر کے باہر کوسون تک
آبادی نظر آتی ہے شہر لاہور کی زیادہ ترقی کا باعث فی زماننا محکمہ ریل
ہے اور صاحبان ریل کی بیشمار کوٹھیان اور عالیشان سٹیشن ریلوے
نے آبادی کی زیب وزینت دوچند کردی ہے فی الحقیقت ایسا عالیشان
سٹیشن جیسا لاہور کا ہے کہین نہین بنایا گیا لاہور کے دہلی دروازے
کے باہر ہر دروازے سے زیادہ رونق و آبادی ہے جسکا بانی میان
محمد سلطان ٹھیکہ دار مرحوم تھا اُس نے زر کثیر خرچ کرکے ایسی عالیشان
وعمدہ ووسیع سرائے پختہ تعمیر کی جسمین ہزارہا مسافر ملکون کے آئے
ہوئے ہر روز آرام پاتے ہین سرائے کے باہر شمال کی سمت ایک پختہ
جدید بازار جسکو لنڈا بازار کہتے ہین ایسا مقطع آباد کیا جس سے سرائے
کی زینت دوچندان ہوگئی بازار کی دونو سمت پختہ دوکانین بنوائین
ہر ایک دوکان آگے پختہ و انڈے تعمیر کئے اس سرائے و بازار کے
ساتھ ملا ہوا اسٹیشن ریلوے ہے دو وقتہ بلکہ ہر وقتہ مسافرون کی
آمد و رفت کے سبب سے اس سرائے و بازار مین ہمیشہ رونق رہتی
ہے خرید فروخت کا بازار گرم رہتا ہے + **شاہ عالمی** دروازے کے
باہر دیوان رتن چند کی سرائے اور تالاب نہایت عمدہ موقع پر بنا ہے
ہر ایک قسم کے اناج اور گھی اور تیل کی منڈی وہان لگتی ہے اور

دور دور کے سوداگر و بیوپاری وہان آکر قیام کرتے اور مال بیچتے ہین تالاب ہر وقت پر آب رہتا ہے شہر سے غسل کرنے کے لئے ہزارون زن و مرد وہان آتے ہین - بھاٹی دروازے کے باہر ایک عالیشان سرائے اور عمدہ کوٹھی رہے میلارام ٹھیکہ دار نے بنوائی ہی جو نہایت مقطع و عالیشان عمارت ہے کوٹھی مین تو میلارام خود رہتا ہے اور سرائے مین لکڑی وغیرہ سامان پڑا رہتا ہے مسافرون کی آمد و رفت بسبب اسکے کہ وہ سرائے سٹیشن ریلوے سے بہت دور اور شہر کے جنوب غربی گوشہ پر ہے اُس مین نہین ہے سکھون کے وقت شہر لاہور نہایت گندہ تھا ہر ایک کوچہ و محلون کے بازارون مین کوڑیون اور میلے کے انبار پڑے رہتے تھے سینکڑون مُردہ جانورون کی لاشین گلتی اور سڑتی رہتی تھین بازار کی نالیان بیچ مین تھین جس سے کیچڑ بہت رہتی تھی بازارون اور کوچون کی صفائی کبھی نہین ہوتی تھی نہ کوئی محکمۂ صفائی مقرر تھا اور نہ بدروئین صاف کی جاتی تھین تمام سال کی گندیلا بارش کا پانی بھا کر لیجاتا تھا چونکہ بازارون مین گھوڑے ہاتھی امراؤ کی سواریون کے بکثرت چلتے تھے اُنکے سُم جب موریون مین پڑتے تھے اتنی چھینٹین اُڑتی تھین کہ لوگون کے کپڑے رنگین ہوجاتے تھے - انگریزی عہد مین شہر کی غلاظت پاک ہوئی بازارون کی درمیانی موریان موقوف ہوئین ماہی پشت فرش باندھے گئے بازار کی زمین جو دوکانون کے چبوترون کے نیچے دبے ہوئے تھے چھڑائے گئے چوبی چھپر بنوائے گئے کوڑیان اُٹھوائی گئین ہر ایک طرح کی صفائی و درستی عمل مین آئی محکمۂ صفائی مقرر ہوا دو دفعہ بازار صاف ہوکر چھڑکاؤ

ہونے لگا یہ درستی شہر کی پہلے پہل ۱۸۵۸ء مین بعہد نہار ن ہل صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے ہوئی پھر ۱۸۶۰ء مین کوچہ و بازارون کے فرش دیوان بیجناتھ تحصیلدار کی ماتحت درست کرائے گئے اب بعد اجراے نلکہ ہاے پانی کے بازارون کے خشتی فرش اُکھروائے گئے ہین اور سڑکون پر کنکر کوٹوایا گیا ہے موریان بھی دوطرفہ پختہ بنوائی گئی ہین۔ چونکہ ڈاکٹرون کی راے مین شہر کے چاہات کا پانی رعایا کے لئے صحت بخش نہ تھا سرکار فیضدار کی یہ تجویز ہوئی کہ صحت بخش عمدہ پانی شہر مین بذریعہ نلکے کے پہنچایا جائے چنانچہ پریڈ کے میدان مین کنوئین کھُدوائے گئے اور ایک عالیشان پختہ تالاب بازار لنگا منڈی مین مسقف بنوایا گیا اور شہر کے تمام بازار ایک سمت سے سیدھے کرکے زمین کے اندر نلکے آہنی والے گئے۔جب تمام شہر مین یہ کارروائی ہو چکی تو تالاب مین پانی چھوڑا گیا مگر بسبب اسکے کہ تالاب کی بنیاد مین کنکریٹ بہت ہی کم کٹوایا گیا تھا پانی فی الفور بنیادون مین گھس گیا اور تالات کی سنگین و مضبوط عمارت ایک گھنٹہ مین پاش پاش ہوگئی اور زرکثیر جو تالاب کی عمارت پر خرچ ہوا تھا ضایع ہوگیا اُسی روز سے تالاب کا اجرا موقوف ہوا اور نلکون کے ذریعہ سے شہر مین پانی آنے لگا اس کارروائی مین شہر کے اکثر مکانات منہدم ہوگئے کچھ تو برسات کے موسم مین کہ جس جس سڑک پہ زمین کھودکر نلکے گاڑے گئے تھے وہ زمینین کوٹی نہین گئی تھین پولی زمین مین برسات کا پانی غرق ہوکر بہت سے مکانات گرے علاوہ اسکے جسقدر آہنی نلکے زمین کے اندر پھٹ گئے اُن سے پانی نکلکر مکانات کی بنیادون کے اندر

چلا گیا اور مکانات کو گرا دیا اگرچہ نقصان شہر کا بہت سا ہوا مگر سرکار نے براہِ
معدلت معاوضہ ہر ایک نقصان کا رعایا کو پورا پورا دیا یعنی جسقدر زمین لوگونکی
مکانات سے لی گئی تو معاوضہ زمین اور عمارات کا حسب دلخواہ رعایا کو دیا گیا جس سے
کوئی ناراض نہوا پھر جسقدر نقصان بسبب غرق ہونے پانی نالہ اور برسات کے
ظہور مین آیا اُس نقصان کا عوض بھی دام دام ادا کیا۔ اب گورنمنٹ سے حکم ہو گیا
ہے کہ تالاب دوبارہ تعمیر ہو اس استحکام کے ساتھ کہ کبھی پانی کا صدمہ اسکو نہ پہنچے
چنانچہ بن رہا ہے اس موقع پر کہ جہان اب تالاب پانی کا خزانہ بنایا گیا ہے سابق
گنجان آبادی شہر لاہور کی تھی سرکار نے بسبب اسکے کہ یہ جگہ تمام شہر کی زمین سے
بلند تھی تالاب کے لئے پسند فرمائی اور مالکان مکانات کو پوری پوری قیمت دیکر
مکانات گروا دیئے اور صاف میدان بنا کر تالاب کی عمارت شروع کی +

مدارس کا ذکر

سکھون کے عہد مین کوئی سرکاری مدرسہ شہر لاہور مین جاری نہ تھا صرف علما
لوگون کے مدارس جاری تھے بڑا مدرسہ خلیفہ غلام رسول و غلام اللہ کا موران
طوائف کی مسجد مین جاری تھا جسمین ہزارون ہندو مسلمان تعلیم پاتے تھے
اس مدرسہ مین ہر ایک علم فارسی عربی صرف نحو منطق معانی حدیث تفسیر کی
تعلیم ملتی تھی اور صاحب مدرسہ کا ادب تمام پنجاب کے لوگ کرتے تھے دوسرا
مدرسہ مسجد نور ایمان والی مین مولوی جان محمد پڑہاتے تھے یہ مدرسہ علوم
دینی کے پڑہانے مین ضرب المثل تھا اور مولوی جان محمد ایک بزرگ سر آمد علما مشہور تھے
تیسرا مدرسہ مسجد خراسیان مین چوتھا فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم کے فقیر خانہ
مین جاری تھا یہ چار مدرسے تو بڑے مشہور تھے ان کے علاوہ اور بھی ملایان مسجد
ہر ایک مسجد مین لڑکون کو پڑہاتے تھے مسلمانون کی تعلیم مین سب سے اول قرآن

پڑہایا جاتا تہا پہر فارسی کتابین پڑہائی جاتی نہین خام سی تعلیم ہوا کرتی تہی سرکار
انگریزی نے وہ سب نقص دور کردیئے جا بجا سرکاری مدرسے جاری کیئے
گورنمنٹ کالج ایک ایسا مدرسہ جاری ہوا جسسے ہزار ہا طالب علم تحصیل
کے رتبہ پر پہونچ گئے اس کالج کی شاخین شہر کے مختلف و متفرق محلون مین
قایم ہین ہندی طالب علم اول برنچون مین تعلیم پاتے ہین جب کالج کے
داخل ہونے کے لایق ہوجاتے ہین تو وہان بہیجدیئے جاتے ہین گورنمنٹ کالج
مین مذہبی تعلیم نہین دیجاتی علوم مروجہ پڑہائے جاتے ہین اس سبب سے
ہندو مسلمان دونو فریق اپنے لڑکون کو بے اندیشہ کالج مین داخل کردیتے ہین
دوم مدرسہ یونیورسٹی کالج لاہور اسمین علوم مشرقی کی تعلیم ہوتی ہے
اور مشرقی زبانین عربی فارسی سنسکرت پشتو وغیرہ سکہلائی جاتی ہین نظم و نثر
ریاضی طب ہندی گورمکہی پڑہائی جاتی ہین سرپرست بلکہ بانی مبانی اس کالج
کے جی ڈبلیو ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر پرنسپل اورینٹل کالج ہین جنکی دلی توجہ
اور سرگرمی سے یہ کالج قائم ہوا اور آیندہ روز بروز ترقی ہی بڑہے بڑے مولوی فاضل
اجل عالم متبحر اسمین ملازم ہین بابو نوبین چندر رائے سپرنٹنڈنٹ تعلیم تراجم
ایسے لایق و فایق شخص ہین کہ اپنے کام مین ثانی نہین رکہتے پنڈت گورپرشاد
و پنڈت رکہی کیش دونو پنڈت اپنے علم و فضل مین طاق و یگانۂ آفاق ہین
عربی مین مولوی فیض الحسن و قاضی ظفر الدین و حافظ عبد العزیز طلبا کو پڑہاتے
ہین فارسی مین مولوی عبد الحکیم و محمد الدین و شاہ چراغ خدمت مفوضہ ادا
کرتے ہین ریاضی مین پیرزادہ محمد حسین اسسٹنٹ پروفیسر اردو مین مولوی
غلام مصطفے ہندی ریاضی مین بہائی گورمکہہ سنگہ اسسٹنٹ پروفیسر گورمکہی
مین بہائی ہرسا سنگہ و جوگی شونا تہہ مقرر ہین اور مختلف علوم و فنون مین

چند اُستاد یگانہ زمانہ کام کرتے ہین - چنانچہ علوم طبعی مین ڈاکٹر امیر شاہ
سسٹنٹ سرجن اور انجنیر نگ مین لالہ گنگارام اسسٹنٹ انجنیر ہندی وید
مین پنڈت جنار دہن طب یونانی مین مولوی غلام مصطفےٰ اپشتو مین میر
عبداللہ علی ہذالقیاس ہندو قانون یعنی شاستری کی تعلیم متعلق پنڈت
گورپرشاد اور مسلمانی شرعیہ مسائل کے متعلق مولوی عبدالحکیم کی ہے اور
انگریزی سرکاری قانون کا لیکچر سنانا اور طلبا کو قانونی تعلیم مین مدد دینا متعلق
مسٹر پارکر صاحب جو ڈپٹی اسسٹنٹ کی ہے - سیوم نارمل سکول یہ
مدرسہ بھی لاہور کے عمدہ مدارس مین سے ہے تعلیم المعلمین بھی اسکو کہتے
ہین اس مدرسہ مین وہ معلم تعلیم پاتے ہین جو شہر کے باہر بڑے بڑے دیہات
و قصبون و تحصیلی مدارس مین پڑہاتے ہین علوم مروجہ کی تعلیم اُنکو بخوبی
دیجاتی ہی جب پاس کر لیتے ہین تو پہر مدارس مین بہیجے جاتے ہین تعلیم کے
زمانہ مین اُنکو وظیفہ ملتا رہتا ہے **چہارم** مدرسہ مشن سکول لاہور یہ پادریون
کا مدرسہ ہے اس مین انگریزی و فارسی وغیرہ کی تعلیم ملتی ہی بیبل یعنی انجیل
بھی پڑہائی جاتی ہے طالبعلمون کو وعظ عیسائی مذہب کی ترغیب کے لئے
سنایا جاتا ہی عیسےٰ مسیح کی مدحیہ غزلین لڑکون کو یاد کرائی جاتی ہین جنکو وہ
خوش آواز کے ساتھ پڑہتے ہین اس مدرسہ کی شاخین بھی شہر مین بہت ہین
ابتدائی تعلیم بچون مین پاکر لڑکے بڑے مدرسہ مین آتے ہین ان مدارس کے
بغیر زنانہ مدارس بھی شہر مین ہین جہان لڑکیان تعلیم پاتی ہین +

لاہور کے چھاپے خانے

اس شہر مین اب چھاپے خانے بکثرت ہین پہلے سکھون کیوقت کوئی چھاپہ کے
نام سے بھی واقف نہ تھا سب کتابین قلمی تاجران کتب فروخت کرتے تھے بڑا تاجر

لاہور مین محمد بخش صحاف تہا اور اُسکے ہان بہت سے کاتب کتابین لکہنے کے لئے موجود رہتے تہے ہزارون روپے کی تجارت ہوتی تہی چہوٹی چہوٹی سوداگر بہی بہت تہے جب انگریزی زمانہ آیا سب سے پہلے لاہور مین مطبع کوہ نور ۱۸۵۰ء مین منشی ہرسکہہ راے نے جاری کیا ایک اخبار بہی ہفتہ وار اسی نام کا شایع کیا جو اب تک جاری ہی اخبار کے علاوہ ایک رسالہ قانونی گنج شایگان نام بہی مہینے مین دو بار اس مطبع سے نکلتا ہی مالک مطبع کا نہایت لایق و باخبر منتظم ادمی ہے جسکے حسن انتظام سے ابتک مطبع کی وہی رونق چلی جاتی ہے۔ دوم پنجابی مطبع اس مطبع کا مالک منشی محمد عظیم ہی اور ایک پرچہ ہفتہ وار اخبار کا جسکا نام پنجابی اخبار ہی اس مطبع سے نکلتا ہی۔ سیوم مطبع انجمن یہ مطبع ممبران انجمن کی منظوری سے جاری ہی اور سرپرست جی ڈبلیو ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر ہین پرچہ انجمن اخبار ہفتہ وار اس مطبع سے نکلتا ہی چوتہے مطبع آفتاب پنجاب اس مطبع کا مالک دیوان بوٹا سنگہ ہے اور اسی نام کا ایک اخبار تیسرے روز نکلتا ہی اس اخبار کا ایڈیٹر مولوی فقیر محمد ایک لایق شخص ہی۔ پانچوین مطبع متر بلاس اس کا مالک پنڈت بال مکند ایک سادہ لوح آدمی ہے لکہہ پڑہ نہین سکتا مگر اُسکے لڑکے ہوشیار ہین جو ایک اخبار چوتہے روز نکالتے ہین جسکا نام اخبار عام ہی پیسہ اخبار بہی اُسکو کہتے ہین اس اخبار کے مضامین نہایت عمدہ ہوتے ہین جس سے عام کو فائدہ پہنچتا ہی۔ چہٹے مطبع سیفی اس سے اخبار رہبر ہند نکلتا ہی اور مالک سید نادر علیشاہ سیفی ہے۔ ساتوین مطبع لاہور پنچ اس سے بہی اسی نام کا اخبار جاری ہی۔ آٹھوین مطبع دہلی پنچ اخبار دہلی پنچ اس سے باہتمام فضل الدین مالک کے جاری ہی ان اخبار کے علاوہ اور بہی رسالے مثلاً حافظ صحت و تکمیل الحکمت لاہور مین ماہواری

جاری ہین نوین لاہور کے نامی مطابعون مین سے ایک مطبع وکٹوریا پریس لاہور ہے اس مطبع کو منشی عزیزالدین نے قایم کیا تہا وہ ۱۲۹۱ھ ہجری مین مرگیا اب منشی چراغ الدین اُسکا بہائی مالک ہے - فارسی انگریزی چہاپے کا کام بکثرت ہوتا ہے دسوین مطبع مصطفائی اس مطبع کا مالک امیرالدین گکے زی تہا جو اسی سال مین مرگیا ہے اسکے بعد مسمی ہیرا اُسکا بہانجا مطبع کا کام انجام دیتا ہے گیارہوین مطبع قانونی لاہور اس مطبع مین قانونی کتابین چہپتی ہین اور ایک پندرہ روزہ رسالہ مخزن القوانین جاری ہوتا ہے اسکا مالک پنڈت سورج بہان پلیڈر تہا وہ مرگیا تو اُسکے وارثون کے اہتمام مین کام جاری ہے ان مطابع کے بغیر اور فارسی مطبعے مثل مطبع گلشن رشید و مطبع محمدی و قادری و مفید عام وغیرہ - لاہور مین بہت ہین جنکی تشریح و تفصیل سے طوالت ہوتی ہے بڑا مطبع محکمہ جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر کا ہے جہان طالب علمون کی پڑہنے کی کتابین فارسی بکثرت چہپتی ہین اور ایک پرچہ گورنمنٹ گزٹ فارسی نکلتا ہی انگریزی چہاپہ خانون مین سے بڑا مطبع سرکاری ہی جس سے انگریزی پنجاب گزٹ شایع ہوتا ہے ایک شاخ اس مطبع کی صاحب چیف انجنیر بہادر کے دفتر کے متعلق ہی اور دوسری سنٹرل جیل کے متعلق دوسرا مطبع سول ملٹری یہ مطبع بہی لاہور کے بڑے مطابع مین سے ہے اور اخبار سول ملٹری گزٹ روزانہ اس سے شایع ہوتا ہے ان کے بغیر اور مطابع بہی مثل مطبع بال صاحب سوداگر وغیرہ لاہور مین جاری ہین +

کتاب فروشی کی تجارت کا ذکر

سکہون کیوقت چہاپے کی کوئی کتاب ہندوستان سے پنجاب مین نہین آتی تہی قلمی کتابین کاتب لوگ لکہکر فروخت کرتے تہے عام تجارت کتاب کی وزیرخان کی مسجد گنبد بیرونی کے دوکاندار کیا کرتے تہے وہی لوگ جلدبندی کا کام کرتے اور وہی کتاب فروشی کا بڑا

کارخانہ میان محمد بخش صحاف کا تہا جسکے پاس پچیس تیس کاتب ملازم کتابین لکہا کرتے تہے اُسکے کارخانہ کی کتابین تمام پنجاب مین جاتی تہین بلکہ ایران وخراسان تک سوداگر خرید کر لیجاتے تہے اب وہ کارخانہ برہم و درہم ہوگیا ہے اور مولوی فضل الدین محمد بخش صحاف کا بیٹا سرکاری مطبع ڈائرکٹری مین بعہدہ سپرنٹنڈنٹی نوکر ہے فی الحال بڑا تاجر کتب کا چراغ الدین ہے جسکی دوکان پر ہزارون روپیہ کے کتابون کی تجارت ہوتی ہے ایکہزار روپے ماہوار کی کتاب وہ لکہنو مطبع نولکشور سے منگواتا ہے خود بہی چہپواتا ہے مطبع وکٹوریا پریس اُسکے گہر کا مطبع ہے دوسرا تاجر فقیر الہی قوم ساد ہے اسکی دوکان بہی آجکل رونق پر ہے مسلمانی دینی کتابین یہ شخص بہت چہپواتا اور فروخت کرتا ہے تیسرے الہی بخش کتاب فروشون مین یہ شخص صاحب ثروت مشہور ہے یہ تین سوداگر کتب فروش لاہور مین بہت مشہور ہین اور انکی دوکان کی کتابین دور دور پشاور وملتان و ڈیرجات وہزارہ وغیرہ علاقون مین جاتی ہین ان کے سوا اور دوکاندار بہی مثل کریم بخش و ملک ہیرا و محی الدین وگلاب سنگہ وغیرہ بہت ہین اور سبکے ہان کتاب کی تجارت ہوتی ہے عمدہ اور معتبر کتابین ہر ایک علم فروع واصول ومعقول ومنقول خاص لاہور مین کم چہپتی ہین اکثر دہلی ولکہنو وبمبئی وغیرہ سے آکر فروخت کی جاتی ہین +

لاہور کی رعایا کا ذکر

لاہور کی قدیم رہنے والی ہندو قومین ہین ایکہزار برس سے پہلے کوئی غیر مذہب کا آدمی اس شہر مین سکونت پذیر سوائے ہنود کے نہ تہا سلطان محمود غزنوی کے فتوحات کے وقت مسلمانون کا دخل شہر پر ہوا رفتہ رفتہ کثرت ہوگئی اب عیسائی مذہب کے لوگ بہی بہت ہوگئے ہین اور ہوتے جاتے ہین ہنود اقوام مین سے برہمن کہتری اروڑہ راجپوت پوربیہ سکہہ وغیرہ اکثر ہین سب سے زیادہ تعداد کہتریون

کی ہی اور یہی قوم مالدار اور ساہوکار ہی اروڑہ قوم کی دولت کہتریون سے دوسرے درجہ پر شمار کی جاتی ہی برہمن لوگ اگرچہ دولتمند کم ہین مگر اکثر اپنے علوم سنسکرت وشاستر وجوتش وغیرہ مین صاحب کمال گنے جاتے ہین ہندوون کا مذہب ہی قدیم برہمنی مذہب ہی مگر چند سال سے اور فریق آریہ وبرہمو بہی پیدا ہوگئے ہین - لاہور کی مسلمان رعایا سید قریشی مغل پٹہان شیخ کہوجے پراچے ککے زئی ساد ہو اور بہت سی قومین ہین اور مذہب چار قسم پر منقسم ہی - اول اہل سنت وجماعت جنکو سنی کہتے ہین یہ لوگ پیغمبر صاحب کے چارون خلیفون کو برحق جانتے اور چار امام کے مذاہب کی تقلید کرنا انکا اصل اصول ہی ایک حنفی مذہب ہے انکا امام اعظم کوفی ہی دوم مالکی انکا پیشوا امام مالک ہے سیوم شافعی انکا مقتدا امام شافعی ہی چہارم حنبلی انکا امام احمد حنبل ہے مگر لاہور خاص مین حنفیہ مذہب کے سنی بکثرت ہین دوسرا مذہب شیعہ امامیہ ہے یہ لوگ سنیون کے برخلاف پیغمبر صاحب کے ایک خلیفے علی کو مانتے ہین اورون کی شکایت کرتے ہین محرم کے عشرہ مین امام حسین بن علی کی شہادت کے غم مین بہت ماتم کرتے اور تعزیہ بناتے دُلدُل نکالتے ہین بارہ امام کو مانتے ہین - سنیون کے چار امام کے معتقد نہین ہین تیسرا مذہب وہابیہ نجدیہ ان کے عقائد سنی شیعہ دونو کے برخلاف ہین کسی امام کی تقلید نہین کرتے پیغمبر کی حدیث سے غرض رکہتے ہین اپنے آپکو موحد کہتے ہین یعنی ایک خدا کو ماننے والے چوتھا مذہب صوفیہ یہ لوگ کسی سے عداوت نہین رکہتے چار امام سنیون اور بارہ امام شیعہ سے باعتقاد پیش آتے ہین خدا کی عبادت کرنا اور اسکی محبت مین محو رہنا ان کا کام ہی یہ لوگ اکثر سماع سنتے ہین مشہور فرقے ان کے یہہ مین قادریہ - چشتیہ - سہروردیہ - نقشبندیہ - مجددیہ - شطاریہ - نوشاہیہ وغیرہ

ہین یہہ فرقہ صلح کل و بے تعصب کہلاتا ہے

لاہور کے اہل حرفہ وکسب کا ذکر

لاہور مین صناع و اہل حرفہ اچھے اچھے صاحب کمال ہین عمدہ عمدہ کام کرتے ہین آہنگر ونجار ایسا ایسا عمدہ کام کرتے ہین کہ ولایتی کام کا نمونہ بن جاتا ہے سکہون کیوقت بن اگرچہ بندوقین ڈہلوا رہن اور توپین عمدہ بنتی تہین زرگہان ہی بے مثل کام بناتے تہے مگر وہ سب کام دیسی ہوتا تہا اب ولایتی کام ایسا کرنے لگ گئے ہین کہ انگریز دیکھکر آفرین کہتے ہین ریل کے محکمہ مین اب دیسی لوہار وزرگہان سب طرح کا ولایتی کام انجام دیتے ہین لاہور کے زرگر بہی اب ولایتی انگشتریان ایسی بنا لیتے ہین کہ ولایتی ساخت سے عمدہ و خوبصورت ہوتی ہین دیسی زرگری کا کام بہی اعلیٰ درجے کا لاہور مین بنتا ہی جلد ساز لاہور کے اب ولایتی جلدون کے بنانے اور سونا چڑہانے مین ایسے اُستاد ہو گئے ہین کہ انگریز انکی بنی ہوئی جلدین دیکھکر تحسین کرتے ہین بڑا اُستاد جلد سازی مین آجکل لاہور مین حسین خان اور اُسکا شاگرد حاجی عبداللہ ہی اور لوگ بہی اچھے کام کرنیوالے مثل میرزا وزیر بیگ وحسن دین ومحمد بخش وغیرہ بہت ہین لاہور کے معمار سکہی عہد مین دیسی عمارتین نہایت عمدہ بناتے تہے اب انگریزی عمارت مین بہی اُستاد ہو گئے ہین اور پہلے سے دوچند اجرت انکی بڑہ گئی ہی کیا معنی کہ سکہون کیوقت چار آنہ یومیہ معمار اور دو آنہ مزدور کا تہا اب ادنے معمار کی اجرت آٹہہ آنہ اور مزدور کے چار آنہ ہین اور اُستاد معمار ایکروپیہ دو روپیہ یومیہ تک ہے پاتے ہین لاہور کے مصور بہی ملکون مین مشہور تہے اور سرامد مصوران میان امام بخش ہوتی شبیہ ایسی کہینچتا تہا کہ اصل و نقل مین کچہہ تمیز نہین ہوتی تہی اب یہ فن عکسی تصویرون نے بالکل کہو دیا ہی سب لوگ اُسی کو پسند کرتے ہین نقاشی کام البتہ فروغ پر ہے کہ

سینکڑون طلبا آرٹ سکول مین تعلیم پاکر پورے پورے نقاش بن گئے ہین
نقشہ نویسی یہہ فن ایک اعلی فن خاص گنا جاتا تہا مگر اب عام ہوگیا ہے۔
کہ اکثر لوگ سیکہ گئی ہین۔ اگرچہ نقشہ کے ڈیزین کرنے والے اب بہی کم ہین
مگر نقشنویس بہت ہین موچی لاہور کے قدیم سے اُستاد مشہور ہین اور لاہور
کا زردوز جوتا بطور تحفہ دور دور جاتا تہا اب بہی جاتا ہے مگر اب گران بلکہ پہلے
قیمت سے دوچندان قیمت پر ملتا ہی باعث یہہ ہی کہ ہندوستان سے اب چمڑا
بکثرت یورپ کو جاتا ہی اور وہان ولایتی چمڑا بنکر آتا ہی کثرت خریداری اسکی
گرانی کا باعث ہی سکہون کیوقت بافندگی کے کارخانے لاہور مین بیشمار جاری
تہی اچہی اچہی قسم کے کپڑے بُنے جاتے تہے کسی قسم کا ولایتی کپڑا اس ملک مین
نہین آتا تہا شہر کے جُلاہے جو کپڑا بُنتے تہے وہی لوگ پہنتے تہے سفید کپڑے
کے علاوہ ریشم کا کپڑا بہت بُنا جاتا تہا گلبدن و دارائی کا خرچ بہت تہا
ایک روپیہ گز سے دس روپے گز تک کا گلبدن لاہور مین بنا جاتا تہا بڑی بڑے
کارخانے جاری تہی شالبافی بہی بکثرت ہوتی تہی مگر شالبافی سوای کشمیریون
کے اور کوئی نہین کرسکتا تہا۔ اب جو ولایتی کپڑے ہزارون اقسام کے آگئے
تو بافندگی کی قدر جاتی رہی ہی کوئی شخص دیسی کپڑا نہین پہنتا ابتدائی عملداری
انگریزی مین البتہ گلبدن و دارائی بافی کا کارخانے بدستور جاری تہی مگر جبسے ور
سے بخارے کی سوسی ہر ایک رنگت کی عمدہ سے عمدہ لاہور مین آئی گلبدن کی
خرید جاتی رہی اب یہہ کارخانے نہایت بیرونقی مین ہین شالبافی کا حال بہی
ابتر ہے ڈوری بافی کا کام سکہون کیوقت بہت کم ہوتا تہا البتہ زردوزی
کا کام بہت تہا اب کام تو وہی ہوتا ہی مگر طلا کی عوض مین ریشمی ڈوری باریک
لگادی جاتی ہی پشمینہ کے چوغون و کوٹون و پتلونون پر ڈوری کا کام نہایت

عمدہ کیا جاتا ہی پشمینہ کی چار گوشی ٹوپیان ڈوری کے کام کی کثرت سے بنتی اور باہر کے ملکون مین جاتی ہین - علاقہ بندی کا کام سکھون کیوقت بڑی رونق پر تہا ریشم کے ازار بند ایسے عمدہ بنے جاتے تہے کہ تجار ہزارون روپے کے خرید کر باہر لیجاتے تہے خاص شہر مین بہی رواج عام تہا کہ کوئی شخص سوا ریشمی ازار بند کے پہنتا نہ تہا اب انگریزی عملداری مین ریشمی ازار بند کے پہننے کی رسم بہی جاتی رہی ہی سب لوگ سوتی ازار بند پہنتے ہین البتہ پنجاب کے امرا اب بہی ریشمی ازار بند پہننے کے عادی ہین فقط غرض کہ لاہور مین ہر ایک کسب و پیشہ و حرفہ کے لوگ رہتے ہین اور اپنے اپنے کام مین اکثر صاحب کمال مشہور ہین +

لاہور کی طوائفون کا ذکر

سکھون کیوقت کسبی طوایف لوگون کی لاہور مین وہ کثرت تہی کہ اور کسی شہر مین ایسی کثرت نہ تہی کشمیر و پہاڑی علاقون سے بردہ فروش خوبصورت لڑکیان لاکر کسبیون کے پاس فروخت کر ڈالتے اور کسبی لوگ اُنکی پرورش کرکے گانا ناچنا بہی سکہلاتے اور پیشہ بہی کرواتے تہے چونکہ ہر ایک امیر سردار کے پاس کنچریان نوکر تہین اور سب کے ہان ان لوگون کا دخل تہا ہر ایک امر مین ان لوگون کی سعی و سفارش سے کام نکلتا تہا بڑا خاندان موران طوایف کا مشہور تہا جسپر مہاراجہ رنجیت سنگہ کی کمال مہربانی تہی روپے پیسے پر بہی اُسکی ضرب لگتی تہی موران شاہی پیسے اور روپے ابتک موجود ہین یہ عورت امورات سلطنت مین بقدر دخیل تہی کہ ہر ایک امیر و سردار و اہلکار اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی کاربراری کا ذریعہ اُسکو بناتا تہا مہاراجہ بہی اسکے کہنے سے کبہی عدول نکرتا تہا وہ مرگئی تو مسمات جگنو و گل بیگم وغیرہ کا دخل بہی مہاراجہ کے حضور مین رہا گل بیگم پر یہ مہربانی ہوئی کہ اسکے ساتہہ مہاراجہ نے شادی کی اور اُسکے ساتہہ ہندوون

کے طریق پر لاد ان پہیرے لئے اور برات بڑے تزک و احتشام کے ساتھہ لاہور سے امرتسر گئے اور گل بیگم مہاراجہ کی رانی بنکر محل مین داخل ہوئی اور یہ عزت پائی کہ انگریزی عملداری مین بہی اُسکو سب سے زیادہ پنشن اور کسی رانی کی نہ تہی جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو اس قوم کی رونق و حکومت جاتی رہی بردہ فروشی کی انسداد نے انکی آیندہ ترقی گم کردی اور حکم ملگیا کہ جو کنیزان سے ناراض ہو اُسکو اختیار ہے کہ نکل جائے چنانچہ ہزارون عورتون نے نکاح کر لیئے۔

لاہور کے خوشنویسون کا ذکر

اس شہر مین بڑے بڑے کاتب و خوشنویس پہلے زمانہ مین بہی تہے اور اب بہی ہین فارسی و عربی خط اس شہر کا ولایتون مین مشہور رہا سکہی وقت مین فارسی خوشنویس میان پیر بخش کو فنگر تہا اور اُسکی عزت تمام امرائے دربار بلکہ خود مہاراجہ کرتا تہا امیرون کے لڑکے اصلاح لینے کے لئے اُسکے مکان پر جاتے مگر وہ کسیکے گہر نہ جاتا کو فنگری کے کام سے گزارہ کرتا سب کو اصلاح خدا کے واسطے دیتا تہا اور سکے عوض مین کچہہ نہ لیتا مہاراجہ نے بہت چاہا کہ یہ نوکری قبول کرے مگر اُسنے منظور نکیا اُسکے شاگردونمین سے **مولوی فضل الدین صاحب** اب تک زندہ ہے یہ شخص نہایت عمدہ لکہنے والا ہے عربی و فارسی دونو خط اسکے لائق تعریف ہین موتی قلم سے اسکے لکہے ہوئے قطعات کی بہت قدر ہوتی ہے باریک قلم کی لکہی ہوئی کتابین اسکی لوگ نہایت خوش ہوکر لیتے ہین مدت مدید تک یہ کوہ نور اخبار لکہتا رہا پہر سرکاری مطبع ڈائرکٹری مین کتابین تحریر کرتا رہا اب سپرنڈنٹ مطبع سرکاری ہے سوائے کتابت کے نقاشی مین بہی اُستاد ہی عربی کے خط کا اُستاد سکہون کے وقت **خلیفہ بگو** نام موچی دروازے محلہ کمان گران مین رہتا تہا انگریزی عہد مین **مولوی غلام یاسین** ایک

مشہور خوشنویس تہا اگرچہ اب تک زندہ ہے مگر بسبب بیماری کے لکہنے کے لایق نہین رہا میرزا امام وبردی کابلی بہی اس شہر مین ایک استاد خوشنویس تہا افسوس کہ اب بمرور پانچ برس کے مرگیا ہی اُسکی اولاد مین سے کوئی لیاقت اس فن کی نہین رکہتا اور وہ لیاقت واستادی اوسی کے دم تک تہی اسکے علاوہ میان سید احمد امین آبادی اگرچہ اس شہر کا رہنے والا نہین ہے مگر سالہا سال سے بسبب علاقہ ملازمت محکمہ ڈایرکٹری کے لاہور مین قیام پذیر ہے یہہ شخص بہی خوشنویسی مین یگانہ گنا جاتا ہی مولوی فقیر محمد و غلام محمد و پیر بخش و پنڈت دیارام و قاضی شمس الدین و چراغ علی وغیرہ اور بہی خوشنویس لایق تعریف ہین +

لاہور کے ہندو علما و فضلا کا ذکر

اس شہر کے صاحب فضیلت پنڈتون مین سے بڑا خاندان پنڈت مدسودن کا ہی اُسکا بیٹا پنڈت رادہاکشن اپنے زمانے مین یکتا شخص گزرا ہے سرکار انگریزی نے بکمال قدردانی اُسکو چیف پنڈت کا خطاب بخشا تہا اس بزرگ کی تصانیف ہر ایک علم مین موجود و مطبوع طبع فضلا کے زمانہ مین اسکا لایق بیٹا پنڈت رکہی کیش اب اپنے والد بزرگوار کا جانشین و قایم مقام ہے اُسکے علاوہ اور نامی فاضل اور اجل پنڈت لاہور کے پنڈت بہگوانداس سکہہ دیال منطقی و گرپرشاد و دیارام و گنپت دہہارام و کشن چند جواہر پنڈت و بیج بہان و گوبند رام و گوری شنکر و گسائین جیت رام و ڑوپ چند و پنڈت برج لال ملکون مین مشہور ہین اور خطہ پنجاب مین سب لوگ بدل وجان انکی عزت کرتے ہین + مسلمان علما و فضلا

لاہور مین سے سکہی عہد مین مولوی خلیفہ غلام رسول و خلیفہ غلام اللہ

تہے بڑا مدرسہ انکا جاری تہا ہزارہا دون طلبا درویش دور دور ملکون سے
وہان آکر تعلیم پاتے تہے تمام زمانہ انکا بدل وجان ادب کرتا تہا ہنود واہل اسلام
سب اُنکے شاگرد کہلاتے اب خلیفہ غلام اللہ کا فرزند دلبند وخلف الرشید
حمید الدین اجل فاضل وعالم متبحر موجود ہی خلیفہ غلام اللہ کو مہاراجہ رنجیت سنگہ
تعظیم دیتے اور برابر کرسی پر بٹہلاتے تہے اُنکے صاحبزادے مولوی حمید الدین
کو اب بہی سرکار نے لاہور کی قضا کے عہدہ پر ممتاز فرمایا ہی اس عالیشان
خاندان کی بدولت ہزارون طالب علم فضیلت کے رتبہ پر پہنچگئے۔ دوسرے
خاندان مولوی جان محمد سکہی عہد مین یہ بزرگ بہی مدرس وواعظ عالم و
عامل مشہور تہا ہزارون آدمی علمی وعملی فیض اُس سے پاتے تہے اُسکا فرزند
محمد فیض بہی اپنے باپ کی طرح جامع کمالات ظاہری وباطنی تہا مگر اسکی عمر
نے وفا نکی اور باپ کے روبرو مرگیا اب اُسکا بہائی محمد فضل کتب پڑہاتا
ہی طب مین بہی کچہہ دخل ہی تیسرے خاندان قاضیان لاہور تہا جب مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے لاہور فتح کیا تو قاضی نظام الدین شہر کا قاضی تہا اُسی کو
قضا کی پگڑی پہنائی گئی وہ مرگیا تو قاضی مسیح الدین جانشین ہوا جو تمام
عمر قضا کا کام انجام دیتا رہا اُسکے بہائی اعلم الدین کو افتا کا عہدہ ملا قاضی
مسیح الدین کی وفات کے بعد قاضی عظیم الدین نے قضا حاصل کی مگر اُسکے
وقت بہت سے صدمے قاضی خانہ پر آئے اور انگریزی عہد مین قید وفاقتی
تک نوبت پہنچی امام الدین کے دو فرزند ہوئے ایک تاج الدین دوسرا
فقیہہ الدین سرکار انگریزی نے براہ قدردانی تاج الدین کو سررشتہ داری
ذوبارہ مرحمت کی اور فقیہہ الدین کو داروغگی محال نزول کی عنایت فرمائی
مگر دونو بہت جلد عہدون سے برخاست ہوگئے اب قاضی عظیم الدین کا بیٹا

شمس الدین موجود ہی اس نے موروثی قضا کے حاصل کرنے کے لیئے بہت سی
کوشش کی اور محضر نامہ لکہکر لاہور کی رعایا و اکابر ورؤسا و شرفا کی مہرین
اُسپر ثبت کرائین اور گورنمنٹ مین اپنی حقرسی کا دعویدار ہوا چند سال حکام
کے دروازون کی دیوار بنا رہا جب عہدہ قضا کی منظوری ہوئی تو حکام نے
یہ پسند کیا کہ اس کام کے لیئے کوئی فاضل اجل فقیہ صاحب فتوی متدین مقرر
ہونا چاہئے چنانچہ مولوی حمید الدین خلیفہ غلام اللہ کا فرزند قاضی بنایا گیا
چوتہا خاندان مولوی پہگنے والے کا ہے یہ خاندان بہی سکہی عہد مین درس پڑہاتا
تہا اب بہی مولوی غلام محمد بادشاہی عالمگیری مسجد کا امام ہے - پانچوین حافظ
ولی اللہ نابینا یہ ایک شخص عالم متبحر لاہور کے علما مین سے تہا انگریزی عہد مین
اسنے علم پڑہا اور وہ ترقی پائی کہ سب سے کوئی سبقت لے گیا مناظرہ کے علم
مین اسکو یہ استعداد تہی کہ بڑے بڑے پادری عیسائی اسکے روبرو بول نہین سکتے
تہے شیعہ کے علما کا دم خشک ہوتا تہا وعظ نہایت عمدہ کہتا تہا باوجود نابینائی
کے خدا نے دل کی روشنی اور عقل کا جوہر اسکو ایسا دیا تہا کہ سب کتابین اسکو
نوک زبان یاد تہین حکام وقت اسکی عزت کرتے اور عدالت سے فتاوے
اسی سے طلب کیئے جاتے تہے افسوس کہ اب بمرور عرصہ چار سال فوت ہوگیا
ہے یہ شخص اگرچہ خاندانی علما مین سے نہ تہا مگر اپنے عہد مین لاثانی شمار ہوا
چہٹے خاندان مفتیون کا شاہان اسلام کیوقت شہر لاہور مین چار مفتی اور ایک قاضی
مقرر تہا ہر ایک مفتی چوتہے حصے شہر کا حاکم تصور کیا جاتا تہا ہر ایک مقدمہ پہلے پہل
مفتی کے اجلاس مین تکمیل پاکر بعد تحریر رائے وحکم محکمہ افتا کے قاضی کی خدمت مین
بہیجا جاتا اور محکمہ قضا سے اُسپر حکم اخیر نافذ ہوتا پُرانے مفتیون مین سے اب صرف
نام ہی باقی رہگیا ہی شاہجہانی عہد مین ایک نامی مفتی محمد باقر تہا جسکی اولاد کا

اب نام ونشان نہین ہی صرف ایک محلہ جو بنام مفتی محمد باقر اُسکے نام سے مشہور ہے
سکہون کی عملداری مین ایک شخص مفتی الٰہی بخش نام مفتیان متقدمین کا یادگار
لاہور مین تہا اُسکی اولاد مین سے امام الدین موجود ہی مگر علم نہین رکہتا بڑا خاندان
ذی عزت اسلام کی عملداری مین اس شہر مین مفتی شیخ کمال الدین قریشی کا تہا
جسکا باپ شیخ مخدوم المشہور بڑا میان محمد تغلق بادشاہ کیوقت ملتان سے بُلایا گیا
اور عہدہ افتا پر مامور ہوا یہہ بزرگ شیخ بہاوالدین زکریا کی اولاد مین سے تہا
لوگ اُسکا بدل ادب کرتے تہے علاقہ سیٹ پوربئی جسکو اب لوگ پٹی کہتے مین
اور لاہور کے ضلع پرگنہ قصور مین واقع ہی اُسکی جاگیر مین تہا اُسنے محلہ ہمادلنگا
لوہانی مین زمین زرخرید کرکے اپنا محلہ آباد کیا جو اب تک کوٹلی مفتیان مشہور ہے
اُسکے بیٹے کمال الدین نے بہی بڑی عزت پائی اور اُسکی اولاد صدہا سال اسی
عہدہ پر مامور رہی احمد شاہ دُرانی کیوقت اس شہر کا اعلی مفتی شیخ مکرم اسی
خاندان کا تہا جسکو بادشاہ نے افتا کا خلعت دیکر فرمان شاہی محررہ ماہ رمضان
سنہ ۱۱۷۰ ہجری عطا کیا یہہ شخص محمد مکرم بن محمد اعظم بن محمد ولی بن محمد نقی بن
محمد نقی بن مفتی کمال الدین تہا محمد نقی کے فرزندون مین سے ایک شخص مفتی
رحمت اللہ عالم جید لاہور مین عام درس پڑہاتا تہا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک
مفتی محمدی دوسرا مفتی رحیم اللہ اُن مین سے مفتی محمدی نے علم پڑہا مگر رحیم اللہ
بے علم رہگیا چونکہ اُسوقت سکہون کی غارت وتاراج سے شہر برباد ہوچکا تہا
اور اڑہائی سیری قحط سے رعایا بہاگ گئی تہی یہ خاندان بہی آوارہ ہوگیا
مفتی محمد صادق وغیرہ اکابر جلاوطن ہوگئے محمد مکرم کی اولاد موضع منج مین
جا رہے حویلیان خالی ہوگئین جنکی لکڑیان لوگ اُتار کرلے گئے صرف مفتی
محمدی اپنی حویلی مین سکونت پذیر رہا جسکو چند بار سکہون نے لوٹا مفتی رحیم اللہ

کا گہر بارش سے گر گیا ملبہ لوگ اُٹہا کر لے گئے جب مفتی محمدی مرگیا تو اُسکا بیٹا احمد بخش حویلی بیچکر موضع منج مین جا رہا پس اس محلہ مین صرف رحیم اللہ باقی رہگیا جسکے پاس اپنی ملکیت کا کوئی مکان نہ تہا اُسکے گہر دو فرزند ہوئے ایک غلام محمد دوسرا غلام رسول مفتی غلام محمد کو ایک شخص مسمی عزیز اللہ جو اُسکے دادا رحمت اللہ کا شاگرد تہا اُس تباہی کیوقت موضع مزنگ مین لیگیا اُس نے اُسکو پڑہا یا لایق کیا اور اپنا مکان اور عہدہ امامت مسجد بلوچان جو اُسکے متعلق تہا دیکر حج کو چلا گیا جب غلام محمد نے علم کی تحصیل کی تو اس خاندان مین علم کا چراغ جو گل ہو چکا تہا پہر روشن ہو گیا غلام محمد نے تمام عمر موضع مزنگ مین سکونت رکہی تدریس و تعلیم کو کمال رونق دی فن طبابت سے لوگون کو فیض پہنچا یا اس نے موضع مزنگ مین عمدہ حویلی تعمیر کی شہر لاہور اپنے موروثی محلہ مین دو مکان خرید کئے اپنے چہوٹے بہائی غلام رسول کو پڑہایا پرورش کیا اور شہر کے دو زرخرید مکانات مین سے ایک مکان اُسکو دیکر آباد کیا اور تمام عمر بعزت و آبرو بسر کی ۱۲۷۶؁ ہجری مین مرگیا مفتی غلام محمد کے تین بیٹے ہوئے ایک سید محمد جو صاحب علم و فضل تہا اور ۱۲۸۰؁ ہجری مین فوت ہوا اُسکے دو فرزند مفتی چراغ الدین و جلال الدین موجود ہین دوم مفتی حافظ غلام احمد جو ۱۲۹۳؁ مین فوت ہوا اُسکے دو فرزند مظفر الدین و فصیح الدین موجود ہین تیسرا مفتی غلام سرور یہ شخص فی زماننا ایک شخص نامور عالم فاضل شاعر مصنف اس خاندان کا چشم و چراغ ہے اس نے تمام عمر شاعری و تصنیف و تالیف مین بسر کی ستر کتابین نظم و نثر اردو و فارسی لکہین تمام زمانے مین نام پایا - اس نے خاص لاہور محلہ موروثی مین سکونت اختیار کی عالیشان حویلی بنوائی اور بہی چند مکانات خریدے

اب مولف کتاب کے دفتر مین منشی گری کے عہدہ پر ممتاز ہے اس کے پانچ فرزند ہوئے
ایک غلام حیدر منشی دوم غلام صفدر منشی فاضل ومختار سیوم غلام اکبر منشی
فاضل ومختار چہارم محمد انور طبیب ہے پنجم غلام اصغر جو بارہ برس کی عمر مین فوت
ہوگیا مفتی غلام رسول مفتی رحیم اللہ کا دوسرا بیٹا تمام عمر تعلیم وتدریس مین
مصروف رہا ۱۲۸۰ھ مین مرگیا اوس کا بیٹا غلام محی الدین زندہ وحیات
ہے۔ اس خاندان مین سے ایک اور نامی گرامی بزرگ خواجہ ایوب نام
گزرا ہے جسکی تصنیفین عربی وفارسی مین بہت ہین مثنوی مولانا
جلال الدین رومی کی شرح اوس نے ایسی خوبی سے لکھی ہے جسکی
حد ونہایت نہین ہے۔ اور طرفہ شرح مثنوئے جان فزا اوس
کی تاریخ ہے یہ شخص مفتی محمد تقی کا داماد تہا*

لاہور کے شعرا کا تذکرہ

لاہور کے شعرا مین سے بعد سکہی مولوی غلام حسن تخلص خورم ومولوی فریدالدین
ومولوی احمد بخش یکدل وفیض بخش تخلص فیض تہا مولوی خورم فارسی شعر
غزل وریختہ ومثنوی عمدہ لکہتا تہا ایک کتاب بھی اوس نے فارسی لکھی جس کا
نام پنج گنج تہا وہ کتاب حضرت رسالت مآب وچار یار کبار کے حال مین
تھی اس صنعت کے ساتھ کہ ہر ایک سطر مین چار لفظ سرخی سے لکھی ہوئی
تھی اور باقی تمام سطر سیاہی کی ہر ایک سرخی کے حروف مین علیحدہ علیحدہ
چار یار کبار کا حال پایا جاتا تھا اور عام عبارت سے پیغمبر خدا کے معجزات
وغیرہ فواید نبوی معلوم ہوتے تھے یعنے پہلے سرخی کے الفاظ سے صدیق اکبر
دوسرے سے عمر فاروق تیسرے سے عثمان غنی چوتھے سے مرتضی علی کے

حالات معلوم ہو جاتے تھے۔ یہ کتاب اُس نے نہایت محنت و جان کاہی سے لکھی مگر چھاپی نہین گئی تھی کہ وہ مرگیا۔ اُس کے بیٹے غلام حیدر نے کتاب کے شیوع کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ مولوی فریدالدین تخلص فرید سکھون کے وقت ایک بڑا اُستاد شاعر مانا جاتا تھا۔ اشعار فارسی و اردو اچھے پُرمضمون لکھتا تھا تاریخ گوئی مین بھی اُسکو کامل استعداد تھی۔ اگرچہ یہ شاعر اب تک زندہ ہے مگر پیری کی حالت پر پہنچگیا ہے اُسکا بیٹا بارس علی شعر عمدہ لکھتا ہے موجودہ شعرا مین سے ایک تو مصر رامداس تخلص قابل خلف مصر بیلی رام خزانچی مہاراجہ رنجیت سنگھ ہے فارسی غزل نہایت عمدہ لکھتا ہے اور مثنوی لایق تعریف مثنوی رامایَن وغیرہ کتابین اس نے لایق تعریف لکھی ہین دوم مفتی غلام سرور یہ شخص اردو فارسی نظم قابل تحسین لکھتا ہے نظم و نثر کتابین مثل گلدستہ کرامت خزینۃ الاصفیا و گنجینہ سروری اخلاق سروری ومخزن حکمت و حدیقۃ الاولیا و تحفہ سروری وغیرہ بہت لکھی ہین خاص لاہور کے رہنے والے شاعر صرف یہی ہین اور کوئی شاعر نہین ہے البتہ اور ملکون سے آئے ہوئے شعرا مثل مولوی محمد حسین آزاد وغیرہ لاہور مین سکونت پذیر ہین۔ اور موضع نوان کوٹ مین ایک شاعر فضل شاہ نام رہتا ہے بہت کتابین مثنویہ پنجابی زبان مین اُس نے لکھی ہین۔ اور مولف کتاب ہذا اصلی متوطن جلیسر ضلع اٹہ کا ہے ۳۲ سال کے عرصہ سے خاص لاہور مین بذریعہ ملازمت سرکار قیام پذیر ہوا اس عرصہ مین علاوہ سرکاری خدمات انجام دینے کے طبیعت نظم و نثر فارسی و اردو لکھنے کی طرف اکثر مائل رہی اور مفصلہ ذیل کتابین گلزار ہندی منظوم تہذیب نامہ منظوم یادگار ہندی منظوم اخلاق ہندی منظوم رنجیت نامہ منظوم مناجات ہندی منظوم نصیحت نامہ منظوم انگریز نامہ منظوم تاریخ پنجاب لکھی بعد ازان اس کتاب یعنی تاریخ لاہور کی تحریر عمل مین آئی اب دیوان مخزن التوحید فارسی منظوم کا مسودہ پیش ہے

لاہور کے اطبا کے ذکر مین

اس شہر کے ہنود اطبا مین سے حکیم میا داس ایک نامی گرامی طبیب ہے

معالجہ یونانی طریق پر کرتا ہے آدمی مجرب کار اور لایق ہے اکثر لوگ اسکے معالجہ سے
شکر گذار ہین - دوم حکیم ہرنامداس یہ بھی یونانی طبیب ہے - سیوم پنڈت جبا ردنز
یہ بید حکیم ہے اور ہندی طریق پر معالجہ کرتا ہے یونیورسٹی مین بھی
ہندی بید علم کی تعلیم اس کے متعلق ہے ان کے علاوہ پنڈت خوشحال و
پنڈت کنھیا و ہردو نرائنداس ہندی و یونانی طب کے طبیب لاہور مین نامی گرامی
مین مسلمان یونانی اطبا مین سے چند خاندان لاہور مین بعہد سکھی مسند
آرائے علم طبابت تھے - **اول** خاندان حکیم گل محمد یہ خاندان سب سے قدیم شہر
لاہور کے حکما مین سے ہے اور محلہ مسکن الحکما اب تک حکیمون کا بازار کہلاتا ہے
محمد اسحاق ان کے بزرگ کو شاہان چغتائی کے وقت ملک الحکما کا خطاب حاصل
تھا اور کتاب تذکرہ اسحاقیہ فارسی اس بزرگ کی تصانیف مین سے مطبوع
و مقبول خاص و عام ہے اسکے بڑے بیٹے حکیم خدا بخش کی عزت و توقیر بھی بدرجہ
غایت تھی نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور کے دربار مین یہ مشیر بلکہ وزیر تھا
رئیس الحکما و فرزند خانی کا خطاب حاصل تھا اوس کے بڑے فرزند حکیم نور محمد
کا اعزاز یہان تک تھا کہ سب لوگ اوسکو اپنا مربی جانتے تھے - مہاراجہ رنجیت سنگھ
کے دربار مین اوس کے توقیر تھی اوسکی لکھی ہوئی کتاب نہایت الطبیب علم طب مین نہایت
کارآمد اطبائے زمانہ ہے اوسکے بعد حکیم گل محمد اس خاندان کا چراغ ہوا
اوسنے تمام عمر عزت و آبرو سے بسر کی اور اپنے علم سے خلق خدا کو فیض پہونچایا
اب اوسکے دو فرزند لایق حسام الدین و شجاع الدین موجود ہین حسام الدین
تو امرتسر مین طبابت کرتا ہے اور عام و خاص اوس کے معالجہ سے مستفید
ہوتے ہین اور حکیم شجاع الدین لاہور مین قیام پذیر ہے یہ شخص عالم فاضل و
طبیب ہے بہت سے رسالے اسنے علوم متنوعہ مین لکھے مین نظم فارسی و عربی

سعدہ لکھتا ہے طبابت بھی کرتا ہے اور سرکار کے ملازمون مین بھی منسلک ہے
حکیم خدا بخش کا دوسرا بھائی حکیم عبداللہ بھی صاحب اعزاز و مشہور
حکیم تھا اسنے اپنی زندگی مین غلام محی الدین نام ایک سیدزادہ کو جو غلام شاہ بٹیا
تھا متبنے کیا یعنے بیٹا بنایا غلام محی الدین کو فقرا کے ساتھ کمال محبت تھی اور
خاندان نوشاہیہ قادریہ مین اس کی بیعت تھی فقیر کا لفظ اوسنے اپنے نام
کے ساتھ ایسا منسوب کیا کہ اب تک اوس کی اولاد باوجود امیری کے
فقیر کہلاتے ہین اوسکے بیٹے فقیر عزیز الدین و نورالدین و امام الدین صاحب اعزاز
و امیر کبیر ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار مین وہ تینون رکن رکین تھے
اونکا ذکر رؤسائے لاہور کے ذکر مین تحریر ہوگا جو تاریخ رؤسائے پنجاب مولفہ
گرفن صاحب بہادر سے تحریر ہوا ہے **دوم** خاندان حکیم نتھو شاہ یہ شخص بھی
صاحب تصانیف حکیم تھا کتاب تبصرۃ الاطبا و مرآۃ الشفا اسکی عمدہ تصانیف مین سے موجود ہے
اسکی عمدہ خاندان مین سے حکیم عنایت شاہ کامل حکیم گزرا ہے جسکی عزت و توقیر لاہور مین بہت تھی اسکا مقبرہ
بھی اسکی نشستگاہ کے مقام پر شہر کے اندر پختہ بنا ہوا ہے وہ لاولد رہا مگر اوس کے ہمشیرہ زادے
محمد شاہ و بہادر شاہ و بزرگ شاہ لایق و فایق حکما مین سے ہوئے
تینون کے مطب شہر مین جاری تھے اب محمد شاہ فوت ہوچکا ہے اوسکا
لایق فرزند عالم شاہ طبابت کرتا ہے اگرچہ نوجوان ہے مگر تدبیر پیرانہ ہے بہادر شاہ
و بزرگ شاہ دونو زندہ ہین اور اپنے علوم کاملہ مین سے خلق خدا کو فیض
پہونچاتے ہین حکیم عنایت شاہ کی بہن کا دہوتا حاکم شاہ بھی کامل طبیب تھا
اوس کے دو فرزند عباس علی و دلاور علی منصفی کے عہدہ پر ممتاز ہین
سوم خاندان حکیم ولی شاہ یہ ولی شاہ سکھی عہد مین صاحب علم و تجربہ مشہور
تھا خلقت کثیر اس کے پاس معالجہ کے لئے حاضر ہوتی تھی امرائے دربار

سکھی کے یہان بھی اسکی توقیر تھی آخر عمر مین مہاراجہ جمون نے اسکو اپنے یہان
بلا لیا اور بڑی عزت کی اب اسکا بیٹا مست شاہ موجود ہے ولی شاہ کے تمیز
ہمشیرہ زادی لائق طبیب ہوئے ایک بزرگ شاہ جو سکھی وقت مین لاہور مین طبیب تھا
آخر عمر مین ہمراہ ولی شاہ کے جمون مین ملازم ہوا اب فوت ہوچکا ہے دوم احمد شاہ
یہ اجتک دربار جمون مین ملازم ہے - اسکا لائق فرزند نجف علی شاہ لاہور مین طبابت
کرتا ہے اور بہت لوگ اوسکے تجربہ کے قایل ہین - چہارم جیون جان
یہ شخص بھی لاہور مین طبابت کرتا ہے آدمی نہایت خلیق و شیرین زبان و خوش
خلق ہے پنجم - حکیم شرف علی بن احمد علی لاہور کے نامی طبیبون مین سے ہے - علم و فضل [illegible]
ہے ششم حکیم حیدر ملتجان یہ ایک بزرگ دہلی کے شاہی اطبا کی اولاد مین سے سکھی عہد مین
لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا امرائے دربار خاندان راجہ دینا ناتھ و دیوان گنگا رام
اوسکا معالجہ کرتے تھے اب اوسکا بھائی منور ملتجان لاہور مین ... ہے ہفتم حکیم غلام دستگیر
سکھی عہد مین یہ حکیم لاہور کے اعلے اطبا مین سے شمار ہوتا تھا علم و فضل بدرجہ کمال تھا دربار لاہور
مین اوسکی عزت بہت تھی اسکا بیٹا غلام محمد المشہور گاما نوجوان مر گیا اوسکے لایق شاگردون
مین سے میان الہ دین حکیم صاحب تجربہ و ذی علم طبیب ہے اوسکے فرزندون مین سے احمد الدین چراغ الدین طبابت
کرتے ہین احمد الدین نے رسالہ تحفۃ العیش و شرح موجز لکھی ہے جو بہت عمدہ ہے حکیم غلام دستگیر کے شاگردون
مین سے ایک شخص سید چراغ شاہ سبزواری حکیم ہے یہ بھی لاہور مین طبابت کرتا ہے آدمی نہایت
خلیق ہے خاندان چشتیہ و قادریہ کا فیض بھی اس سے جاری ہے مرید بکثرت ہین ہشتم حکیم
محمد اللہ یار یہ شخص بھی حکیم غلام دستگیر کا شاگرد ہے موضع قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ کا
رہنے والا ہے چھ سات برس کا عرصہ ہوا ہے کہ اسنے لاہور آکر مطب جاری کیا آنکھون کا
علاج کرنا اسکا خاص کام ہے یہ طبیب ہر ایک قسم کا عرق و شربت و معجون وغیرہ حسب ضرورت اپنے پاس
تیار رکھتا ہے اور مریض اوس سے خرید کرتے ہین کیونکہ بازاری ادویات سے یہ دوا عمدہ ہوتی ہے کہ

اوقات موسم گرما مریض کو فایدہ دیتی ہی نہم حکیم غلام نبی بہی جدید حکما سی لاہور مین ہین نہ بدۃ الحکما کا خطاب یونیورسٹی سی ملا ہی۔ اسکی یہان سے ایک ماہواری رسالہ حافظ صحت بام اشتراک حافظ فخر الدین نکلتا ہی۔ دہم حکیم احمد علی زبدۃ الحکما بہی جدید حکیم ہین۔ اور رسالہ تکمیل الحکمت طب کے علم مین اسکی اہتمام سی جاری ہوتا ہی۔ یازدہم حکیم غلام علی یہ شخص پہلی کتابت کرتا تہا کوہ نور اخبار کی مطبع مین مدت مدید تک نوکر رہا پہر محمد شاہ حکیم سی حکمت کا علم پڑہا۔ اب مطب کرتا ہی اور رسالہ گلزار حکمت ماہوار اسکی یہان سی جاری ہوتا ہی۔ ان حکما کی علاوہ اور حکما بہی مثل حکیم گلاب دین گنگا بادہ حکیم نور شاہ وغیرہ لاہور مین بہت ہین جنکی تحریر سی ہم کرتی طوالت ہوتی ہی انمین سی ایک حکیم محمد انور مفتی غلام سرور شاعر مرحوم کا بیٹا بہی ولایت طبیب ہی حکیم نجف علی شاہ سی اوسنی یونانی طب کا علم پڑہا اور ڈاکٹر حاکم الدین مرحوم سی ڈاکٹری علم کی تعلیم لی شب و روز کتب طبیہ کے مطالعہ مین مصروف ہی مطب بہی کرتا ہے اور دو چار سال کے مطالعہ مین جید طبیب ہو جائے گا۔

لاہور کے ڈاکٹروں کا تذکرہ

اس شہر مین علم ڈاکٹری سکہون کے وقت بالکل نہ تہا صرف جراح لوگ جراحی کا کام کرتے تہے اور مشہور خاندان جراحون سی چار شخص ایک حکیم ارزانی دوم خدا بخش سیوم محمد بخش چہارم دارا جراح تہی بڑی بڑے امرا اُن سے علاج کراتے تہے ان کی اولاد اب بہی لاہور مین موجود ہے دارا کے تین فرزند کرم بخش و کالو و الہ بخش ہوئے کرم بخش سب سے ہشیار تہا وہ مرگیا۔ کالو اب بہی معالجہ کرتا ہے ارزانی کی اولاد مین سے مہر بخش نہایت ہشیار جراح تہا۔ وہ گذشتہ سال کے ہیضہ کی وبا مین مرگیا گلاب دین اُس کا بہائی جراحی نہین کرتا نقشہ نویس ہے محمد بخش کے دو بیٹے ایک فضل الدین حافظ دوسرا امام الدین تہا یہ بہی دونو مرگئے اس خاندان کے علاوہ انگریزی عہد مین نظام الدین نام ایک نامی جراح ہوا وہ بہی اب مرگیا ہے امام الدین بیٹا اس کا کام کرتا ہے

مگر جراحی کی اب کچھہ توقیر نہین سب ہسپتال جاتے اور مفت دوائی پاتے ہین ڈاکٹران موجودہ لاہور سے بڑے عہدہ دار یورپین ڈاکٹر براؤن صاحب و اسکریون صاحب و ڈالا صاحب و سٹیفن صاحب بہادر ہین۔ ڈاکٹر بیل صاحب بھی اسی زمرے مین سے تھے وہ ۱۸۶۷ء مین مرگئے دیسی ڈاکٹرون مین سے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خان و محمد حسین خان و لاله بیج لال و امیر شاہ و بوڑے خان ہین رحیم خان ایک فاضل اجل صاحب تصانیف کثیرہ مثل طب رحیمی وغیرہ ہین ایک علمی رسالہ بحر حکمت بھی شایع ہوتا ہی ان کے علاوہ اور ڈاکٹر دیسی مثل حاکم الدین و عبدالحمید و کالے خان و امیر بخش و احمد شاہ خان و کشن سنگھ و سید علی شاہ نہایت لایق ڈاکٹر لاہور مین ہین ان مین سے اب حاکم الدین تو فوت ہوگیا ہے اور سید علی شاہ آسام کو چلا گیا ہے +

لاہور کے حکام کا ذکر

شہر لاہور صوبہ پنجاب کا دار الحکومت و حاکم نشین ہی بڑی کچہری اور دفتر اس جگہ جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور اُنکے سکرٹریون کی ہے اس محکمہ کی حکومت تمام صوبہ پنجاب پر ہی رئیس اور راجے مہاراجے کمشنر ڈپٹی کمشنر وغیرہ سب ماتحت ہین ۔ دوسری کچہری فنانشل کمشنر بہادر حاکم کلکٹر پنجاب تیسری محکمہ چیف کورٹ اس محکمہ مین تین جج مقدمات دیوانی و فوجداری مین قطعی فیصلہ کرتے ہین کمشنریان صوبہ پنجاب کا اپیل اسی محکمہ مین ہوتا ہی خون کے مقدمات بھی اسی محکمہ سے منظوری ہوکر پھانسی کی سزا جاتی ہی چوتھے محکمہ کمشنری اس محکمہ کے ماتحت تین اضلاع لاہور و فیروزپور و گوجرانوالہ ہین اور صاحب کمشنر حکومت کرتے ہین۔ پانچوین

محکمہ ڈپٹی کمشنری ضلع لاہور ہی اور صاحب ڈپٹی کمشنر حکومت کرتے ہین
فوجداری و دیوانی و کلکٹری ہین حاکم با اختیار ہین ضلع کی حفاظت و انتظام جزو
کل انکے سپرد ہی انکے ماتحت بہت سے حاکم صاحب اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر و جوڈیشل اسسٹنٹ علیحدہ علیحدہ کچہریان کرتے ہین ہر ایک مقدمہ
ڈپٹی کمشنر بہادر کے حکم سے انکے محکمون مین سپرد ہوتا ہے ضلع کے متعلق
چار تحصیلین ہین ایک تحصیل لاہور اسمین ایک تحصیلدار کام کرتا ہے
دوسرا منصف جسکو صرف دیوانی مقدمات کے تصفیہ کا اختیار ہی دوم
تحصیل قصور اس جگہ ایک صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ اور ایک تحصیلدار
اور ایک منصف کام کرتا ہی سیوم تحصیل چونیان چہارم تحصیل شرقپور
ان دونو تحصیلون مین ہی ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک منصف
کچہری کرتے ہین شہر مین انریری مجسٹریٹون کا محکمہ علیحدہ ہی یہ مجسٹریٹ لاہور
کے معزز رؤسا مین سے آٹھ کس چار ہندو اور چار مسلمان ہین ہندو چار
رئیس رائے مول سنگہ و دیوان داس مل و لالہ بھگوانداس خلف دیوان رتن چند
و پنڈت رکہی کیش خلف پنڈت رادہا کشن اور چار مسلمان نواب نوازش علیخان
و فقیر قمر الدین و نواب عبد المجید خان ملتانی و شیخ سندے خان ہین انکی
تجویز سے شہر کے خفیف فوجداری مقدمات فیصل ہوتے ہین دو مجسٹریٹ ہر روز
اجلاس پر بیٹھتے ہین اور دونو کی تجویز و صوابدید ہر ایک مقدمہ کا تصفیہ
ہوتا ہی اب رائے مول سنگہ فوت ہوگیا ہی اور شیخ رحیم بخش سوداگر مقرر ہوا ہے
میونسپل کمیٹی شہر لاہور کا محکمہ الگ ہے پریزیڈنٹ اسکے صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر لاہور ہین جنرل کمیٹی ہر ایک مہینے مین ہوتی ہی جو جو امور تصفیہ
طلب ہوتے ہین تمام ممبرون کی رائے سے تصفیہ پاتے ہین سکرٹری اسکے

صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر اور ایک صاحب ایڈیٹر یعنی محاسب اور ایک صاحب وکیل ہین و ممبران معزز صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس و صاحب اگزیکٹو انجنیر لاہور ڈویزن و خان بہادر محمد برکت علی خان سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حال پنشن خوار و رائے مول سنگہ و دیوان رامل و نواب نوازش علی خان و فقیر قمر الدین و نواب عبد المجید خان و شیخ سندہے خان و پنڈت رکہی کیش و لالہ بہگوانداس و لالہ گوبند رام و بہوانیداس و لالہ درگا پرشاد و بہائی مہیان سنگہ و منشی چراغ الدین و پنڈت جنار دہن و ملک بسو و کریم بخش ٹہیکہ دار ـ و سید فضل شاہ و شیخ نانک بخش وغیرہ ہین جنکی راے ہر ایک تجویز و صوابدید مین لی جاتی ہی ویسی ممبر اکثر اوقات بدلتے رہتے ہین اُنکی جگہ اور جدید ممبر شہر کی رعایا کی رضامندی سے مقرر ہوتے ہین + محکمہ پولیس شہر کے فوجداری انتظام کے لئے مقرر ہی اسمین افسر اعلی صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہین اور سب عملہ پولیس اُنکے ماتحت ہی ایک ڈپٹی انسپکٹر لاہور کی کوتوالی مین کوتوال کا کام دیتا ہی ایک انارکلی مین اور ایک فوجی سر رشتہ جنٹ مجسٹریٹ بہادر کے ماتحت بمقام میانمیر مقرر ہے بیرونی تہانجات مین بہی ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہین خاص شہر لاہور کا کوتوال سکہون کیوقت سالہا سال خدا بخش ککے زئی رہا انگریزی عہد مین بہی تا دم اخیر اُس نے کوتوالی کی ـ پہر رام نراین و محمود خان و مہدی حسین وغیرہ بسنین مختلف کام کرتے رہی اب چند سال سے سردار چند اسنگہ مقرر ہے یہ شخص نہایت لایق اہلکار نیکنام فہیم و ذکی آدمی ہی حاکم و رعایا دونو اس سے خوش ہین +

لاہور کے رؤسا کا ذکر

اس شہر کے نامی رؤسا صاحب خاندان ہنود و مسلمان بہت ہین جنکا لحاظ حکام وقت کرتے ہین ہندو رئیسون مین سے راجہ ہربنس سنگہ جانشین

راجہ تیجا سنگہ نہایت لایق و دولتمند و جاگیردار صاحب اختیار رئیس ہین بانی اس خاندان کا جمعدار خوشحال سنگہ بن ہرگوبند مرحوم گوڑ برہمن ساکن کنکہل علاقہ ہردوار تہا وہی پہلے کنکہل سے لاہور آیا اور مہاراجہ کی خدمتمین نوکر ہوا رفتہ رفتہ اس درجہ تک پہنچا کہ امیر کبیر سلطنت کا ایک رکن بنگیا کشمیر کی نظامت بہی اسکے سپرد ہوئی لاہور و امرتسر مین اُس نے بڑی بڑی عالیشان حویلیان و باغ و ڈہویلے بنوائے جو ابتک موجود ہین اُسکا بیٹا سردار بہگوان سنگہ آنریری مجسٹریٹ اب امرتسر مین قیام پذیر اور اپنے باپ کی جائداد پر قابض و متصرف تہا افسوس کہ اسی سال مین مرگیا راجہ تیجا سنگہ بن ندہا جمعدار خوشحال سنگہ کا برادرزادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت فوج کا سپہ سالار تہا بعد انقلاب سلطنت جب صاحبان انگریز لاہور مین آئے تو وہ اعلی ممبر اہالیان دربار مین مقرر ہوا سرکار انگریزی سے اُس نے راجگی کا خطاب پایا ۳۹ ہزار روپے کی جاگیر مقرر ہوئے علاقہ سیالکوٹ جاگیر مین ملا پہر تبادلہ ہوکر ضلع گرداسپورہ مین علاقہ بٹالہ اُسکو جاگیر مین دیا گیا وسمبر ۱۸۶۲ء کو راجہ تیجا سنگہ مرگیا اب راجہ ہربنس سنگہ اُسکا لایق و فایق جانشین اُسکی جائداد و جاگیر پر قابض ہے اور علاقہ شیخوپورہ ضلع گوجرانوالہ مین اس راجہ کی جاگیر مین سرکار نے دیا ہے لاہور مین اس راجہ کا قیام ہے شیخوپورہ مین اکثر اوقات رہتا ہے تاہم امرائے پنڈتان کشمیری مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین صاحب توقیر و اقتدار و رکن رکین سلطنت تہے اب بہی صاحب عزت و دولت و حکومت ہین سب سے اول دیوان گنگارام پنڈت کشن دہر کا بیٹا جو پہلے راجہ گوالیار کا نوکر تہا حسب الطلب مہاراجہ رنجیت سنگہ لاہور مین آیا مہاراجہ نے اُسکی بڑی خاطر کی اور دیوانی کا خطاب بخشا فوجی دفتر اُسکے حوالہ کیا

مدت العمر اُس نے نہایت عزت کے ساتھہ بسر کی اُسکے بعد دیوان اجودھیا پرشاد
اُسکا بیٹا فوج کا دیوان بنا اور تا انقراض سلطنت سکھی خدمات لایقہ انجام
دیتا رہا انگریزی عہد مین آنریری مجسٹریٹ بنا اور دیوان بیجناتہہ اُسکے بیٹے
کو تحصیلداری کا عہدہ ملا ابہی دیوان اجودھیا پرشاد زندہ تہا کہ دیوان
بیجناتہہ ترقی پاکر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور ہوا مگر جب اُسکی تبدیلی لاہور سے امرتسر
ہوگئی تو اُس نے چاہا کہ میرا بیٹا مجھسے علیحدہ رہے اور بیٹے سے استعفا دلوا دیا -
دیوان اجودھیا پرشاد ۱۸۷۰ع مین مرگیا - اپنے باپ کی وفات کے بعد
دیوان بیجناتہہ آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور مقرر ہوا اور کئی سال اس کام کو
انجام دیا آخر جوالاجی کے درشن کو گیا اور اُسی جگہ ہیضہ کی بیماری سے مرگیا
یہ شخص خوش مزاج خوش خلق نیک طینت صاحب مروت تہا اُسکی حکومت
کیوقت اہلکار کچہری کے نہایت خوش وخورم تہے اب اُسکا فرزند دلبند دیوان
نرندر ناتہہ اپنے والد کی طرح نہایت خلیق ولیئق نوجوان موجود ہے + راجہ
دینا ناتہہ یہ بزرگ بہی خاندان اُمراے کشمیر کا چشم وچراغ تہا پہلے دہلی مین نوکر تہا
۱۸۱۵ع مین اسکو دیوان گنگارام نے لاہور بلایا دفتر مین ملازم کرایا رفتہ رفتہ اقتدار
اسکا بڑہتا گیا ۱۸۲۶ع مین مہاراجہ نے اسکو دیوانی کا خطاب بخشا مُلکی دفتر کا افسر
بنا یا جاگیرمین بخشین امارت کے درجہ تک پہونچا یا اخیر سلطنت سکہی تک اُسکو
دیوانی کا خطاب حاصل رہا سرکار انگریزی نے بکمال عنایت وبصلہ حسن خدمات
وخیر خواہی اسکو راجگی کا خطاب دیا کلانور کا علاقہ جاگیر مین بخشا آخر ۱۸۵۷ع
مین مرگیا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک دیوان امرناتہہ اکبری تخلص جسکی جاگیر باپ سے
الگ تہی یہ شخص شاعر وصاحب علم تہا دیوان اکبری اسکی تصنیف کی ہوئی کتاب
موجود ہی اُسکا بیٹا رام ناتہہ تخلص اصغری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہے -

دوسرا بیٹا راجہ دینا ناتہہ کا نرنجن ناتہہ ہی جو عالم و فاضل و شاعر ہی پنڈت دیوان
شنکر ناتہہ کشمیری پنڈتون کے خاندان مین سے ایک نامور پُر دماغ روشن طبع صاحب
مروت و خلیق امیر راجہ دینا ناتہہ کا بہنوئی تہا دربار لاہور سے خطاب دیوانی کا پایا
سرکار انگریزی کیوقت سالہا سال آنریری مجسٹریٹ رہا اُسکا بیٹا پریم ناتہہ سالہا سال
شرف عدالت ضلع لاہور رہا اب پنشن پاتا ہی دوسرا بیٹا شونا تہہ منتظر تخلص
شاعر و لایق دربار جموں مین نوکر ہے - ویسی رُوسا مین سے دیوان رتن چند داڑہی
والہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین حضور نویس منشی تہا داڑہی والہ خطاب
بہی اسکو مہاراجہ سے ملا تہا۔ پہلے اسکا باپ کرم چند مہاراجہ کی خدمت نوکر ہوا اُسکے
چار بیٹے ہوئے ایک دیوان نارچند جو ۱۸۵۹ء مین مرگیا دوم منگل سین جو ۱۸۶۴ء
مین فوت ہوا سیوم دیوان رتن چند جس نے ۱۸۷۳ء مین وفات پائی -
چہارم لالہ ہرنا مداس جو زندہ و حیات ہی دیوان رتن چند کو عمارت کا بہت شوق
تہا عالیشان حویلی شہر مین تعمیر کی سرائے و تالاب و باغ و شوالہ بیرون دروازہ
شاہ عالمی بنوائے اُسکی اولاد مین سے لالہ بہگوانداس و روپ چند و ہرکت رام
تین فرزند نرینہ ہین اُنمین سے بہگوانداس افسر خاندان و آنریری مجسٹریٹ اپنے
باپ کی جگہہ ہی دیوان رتن چند کی توقیر سرکار انگریزی کیوقت بہت تہی آنریری مجسٹریٹ
کا عہدہ اُسکو حاصل تہا بہگوانداس اُسکے بڑے بیٹے نے ایک عالیشان ٹہاکر دوارہ
تالاب کے جنوبی کنارے پر بنوایا ہی جو لایق دید عمارت ہی خاندان بہائی صاحبان
یہ خاندان مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت سے معزز چلا آتا ہی مورث اعلے اسکا بہائی
بلاقا سنگہ تہا جسنے گرو گوبند سنگہ کے ہاتہہ سے پاہُل لی اُسکے تین بیٹے تہے ایک بہائی
بستی رام دوسرا بہائی سہائی تیسرا بہائی مولک رام یہ تینو خدا پرست عابد و
زاہد تہے پہر بستی رام کے دو بیٹے بہائی ہرنام و بہائی ہربہجرائے ہوئے پہر بہائی

ہرہجرائے کے تین بیٹے ایک بہائی کاہنہ سنگہ جو ۱۸۴۳ء مین مرگیا دوسرا بہائی رام سنگہ جو ۱۸۴۶ء مین فوت ہوا تیسرا گوبندرام جو ۱۸۴۵ء مرا بہائی کاہنہ سنگہ سے بہائی ندہان سنگہ و بہائی کیسر سنگہ و بہائی گنڈاسنگہ ہوئے بہائی ندہان سنگہ کا بیٹا بہائی مہیا سنگہ ہوا اور گنڈاسنگہ کے دو بیٹے بہائی تاراسنگہ و بہائی پرتاب سنگہ ہوئے بہائی رام سنگہ کا بیٹا بہائی چترنجیت سنگہ بہائی گوبندرام کے دو بیٹے بہائی ہرگوپال و بہائی نندگوپال ہوئے + مہاراجہ رنجیت سنگہ اس خاندان کا ادب بدل وجان کرتا تہا بہائی رام سنگہ کا اقتدار یہان تک تہا کہ ہر ایک جنگ و انتظام کے موقعون مین وہ مہاراجہ کے ساتہہ رہتا تہا کنور نونہال سنگہ کے وقت بہی وہ مشیر اعظم سلطنت کا رہا جب نونہال سنگہ ۱۸۴۰ء مین مرگیا تو رانی چندکنور کا پورا حامی بہائی رام سنگہ بنا مہاراجہ شیر سنگہ کیوقت بہی اسکی عزت بدستور رہی راجہ ہیراسنگہ وزیر کے عہد مین بہی وہ مشیر سلطنت تہا جب انگریزون اور سرکار لاہور مین عہدنامہ ہوا تو اُس مین بہی بہائی رام سنگہ مشیر با تدبیر تہا اب بہی اس خاندان کی عزت سرکار انگریزی کرتی ہی اور لاہور کے علمی [illegible]

راجہ دیال سنگہ یہ ایک نامی رئیس گوجرانوالہ کا رہنے والا لاہور کے ذی عزت امراد مین سے ہے پہلے سردار ہری سنگہ نلوہ کے ہان ملازم رہا پہر راجہ تیجا سنگہ کے گہر کا مختار و مدار المہام بنا جب سرکار انگریزی کے صوابدید سے تیجا سنگہ کو راجگی کا خطاب ملا تو اسکو راجہ کا خطاب مرحمت ہوا جاگیر بہی ملی راجہ تیجا سنگہ کی وفات کے بعد راجہ ہرنبس سنگہ کے سن بلوغ تک اسنے راجہ مرحوم کے گہر کا انتظام ایسی خوبی سے کیا کہ مورد تحسین و آفرین ہوا سرکار انگریزی نے بکمال قدردانی اسکو آنریری مجسٹریٹ لاہور بنایا اور اُس عہدہ کو اس نے بکمال دیانت و امانت سالہا سال انجام دیا جلسہ قیصری مین اسکو آنریری اسسٹنٹ کمشنر کا

عہدہ سرکار سے ملا آخر سال ۱۸۵۳ء یعنی اسی سال مین مرگیا +
رائے بہادر دیوان وہسل پشاوری خاندان مین سے یہ رئیس نہایت خلیق کریم الطبع
صاحب صورت و سیرت لاہور مین رہتا ہی سرکار انگریزی کیوقت اعلے اعلے عہدونپر
مامور رہا تحصیلداری وغیرہ عمدہ عہدون کا کام اسنے بخوبی انجام دیا با آنریری
مجسٹریٹ لاہور ہی کر رائے بہادر و دیوانی دو خطاب اسکو سرکار سے عنایت ہوئی ہین +
خاندان پنڈت مدسودن مورث اعلے اس خاندان کا پنڈت برج راج تہا جو ۱۸۲۳ء
مین مرگیا اسکا بیٹا پنڈت مدسودن ہوا جو ۱۸۶۳ء مین مرگیا اسکے چار بیٹے ہوئے
ایک رادہاکشن دوسرا بالکشن تیسرا ہرکشن چوتھا دیو بدت پرشاد پہلے پہل
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین برج راج بلایا گیا جب وہ مرگیا تو پنڈت
مدسودن اپنے باپ کی جگہ پاٹہ پوجا کرتا رہا چونکہ یہ شخص سنسکرت کے علم مین استاد
یگانہ آفاق تہا روز بروز اسکی ترقی ہوتی گئی لاکہون روپے اسکی معرفت
خیرات ہوکر برہمنون کو دیا جاتا تہا اسکا بیٹا پنڈت رادہاکشن راجہ ہیرا سنگہ کا
استاد بنا مہاراجہ دلیپ سنگہ کو بہی تعلیم دی نو ہزار نوسو پینتیس ۹۹۳۵ روپے کی جاگیر
پنڈت مدسودن کو واگزار تہی اور ایک گاؤن قلعہ گوجر سنگہ نسلاً بعد نسلاً معاف تہا
پنڈت مدسودن کا اخیر عمر مین تینون بڑے بیٹون کے ساتہہ تنازع رہا اسلئے
کہ اُس نے کل جائداد مع دوامی جاگیر کے دیو بدت پرشاد اپنے چہوٹے بیٹے
کو جو دوسری زوجہ سے تہا ہبہ کردی تہی- رادہاکشن اسکا بیٹا خاندان کا
چراغ ہوا کہ تمام پنجاب مین علم مین بے مثل تہا سرکار انگریزی مین بہی اسکی توقیر
تہی اور چیف پنڈت کا خطاب حاصل تہا پنڈت رادہاکشن کا لڑکا پنڈت کہی کیشتر
اپنے باپ کی طرح جامع اوصاف حمیدہ ہی اور سرکار سے عہدہ آنریری مجسٹریٹ
کا اسکو حاصل ہی کشوری لال اسکے گہر ایک بیٹا ہوا- بالکشن کا موہن لال

اور موہن لال کے دو بیٹے سوہن لال اور رام لال ہوئے ہرکشن چند ۱۸۶۶ء مین مرگیا امر ناتہہ اسکا بیٹا ہوا دیو بیدت پرشاد کا بیٹا درگا دت پرشاد ہے خاندان بخشی بہگت رام۔ بخشی بہگت رام بساکہی رام کا بیٹا سرکار مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین تمام فوج پیادہ کا بخشی تہا اور دربار مین اسکو بڑا رتبہ حاصل تہا اسکے پن دان اور بخشش کا کچہہ اندازہ نہ تہا ہزارون روپیہ خیرات کیئے جاتے تہے مگر آخر عمر مین اسکا کام برہم و درہم ہوگیا باعث یہ ہوا کہ ۱۸۴۷ء مین جب جان لارنس قائمقام رزیڈنٹ لاہور مقرر ہوئے تو اُنہون نے اس سے حساب طلب کیا اس نے حساب دینے مین بہت لیت ولعل کیا اسواسطے جاگیر ضبط ہوئی اور عہدہ سے معطل ہوا جب حساب پیش ہوا تو پانچ لاکہ روپیہ باقی نکلا مگر اُس مین سے افسرون کے ذمہ بہت روپیہ تہا جسقدر خاص اسکے ذمہ نکلا وہ ادا کیا گیا ابہی جاگیر واگزار نہین ہوئی تہی کہ پنجاب کا ملک سرکار نے ضبط کرلیا ضبطی کے بعد سرکار انگریزی کی نسبت اسکا کچہہ حق ثابت نہوا مگر چیف کمشنر صاحب نے بارہ سو روپیہ اسکی حین حیات پنشن مقرر کردی آخر ۱۸۶۵ء مین مرگیا تو وہ پنشن بہی ضبط ہوگئی اب لالہ جمعیت راے اسکا بیٹا موجود ہے گر خانہ نشین و بیکار اس بزرگ کی یادگار ایک عالیشان شوالہ لاہور مین موجود ہے جسکا ذکر تحریر ہوگا +

لاہور کے معزز دولتمندان اور ٹہیکہ دارون سے راے میلا رام ہے سرکار انگریزی عہد مین اس نے ٹہیکہ داری کے کام سے دولت وعزت حاصل کی راے کا خطاب سرکار سے لیا اس ٹہیکہ دار کے ہان بڑی تجارت لکڑی کی ہوتی ہے لاکہون روپئے کے ٹہیکے یہ ریلوے کے محکمہ سے لیتا ہے اور متفرق ٹہیکے بہی بہت سے ہین چنانچہ ۱۸۶۸ء مین اسنے پٹہان کوٹ کی ریلوے سڑک کا ٹہیکہ لیا

لاکہ ہیکو باتفاق کروی صاحب کے لیا آدمی معتدل مزاج خوش طبع ہے +
لالہ نہال چند یہ شخص بہی ٹہیکہ داروں وو ولتمندان شہر لاہور سے آدمی
نیک طینت و نیک صورت ہی سنٹرل جیل لاہور کی ٹہیکہ داری اسکے متعلق ہے
ہر ایک چیز اسکی معرفت جاتی ہے جیل کی عمارت کا ٹہیکہ بنگرانی مولف کتاب اسیکے پاس ہے +

مسلمان رؤسائے شہر لاہور

لاہور مین فی زمانہ بڑا خاندان نواب علی رضا خان بن ہدایت خان بن علی خان
بن نوروز علی خان کابلی قزلباش کا ہی یہ بزرگ خیر خواہ نمک حلال دوست
سرکار انگریزی کا تہا جب انگریزی فوج شاہ شجاع کے ساتہہ ۱۸۳۹ء مین کابل
مین پہنچی تو علی رضا خان رئیس کابل اعلے گماشتہ کمسریٹ کا مقرر ہوا اور
خدمات شایستہ بجالاتا رہا من بعد جب کابل مین مفسدہ ہوا اور انگریزی فوج
محاصرے مین آگئی تو یہ فوج کو رسد اور کپڑا برابر پہنچاتا رہا جب میم صاحبات
اور صاحب لوگ اسیر ہوگئے تو علی رضا خان نے انکی آسایش کے سامان
بہم پہنچائے محمد شاہ خان محافظ کو پانسو روپیہ ماہوار دیا گیا اُسکے عملہ کو
ہزارون روپیے رشوت کے دیئے ایک ہندوستانی سپاہی کو غلام کی قید سے
رہائی دلوائی جب انگریزی فوج دوبارہ کابل مین پہنچی اور محمد اکبر خان نے انگریزی
قیدی ہزارہ مین بہیجدئی تو اسنے رئیسان ہزارہ کو روپیہ دیکر روکا کہ قیدیان
کو کوہستان مین نہ لیجائین اور صالح محمد خان محافظ کو بہت سا روپیہ
دیکر اپنی طرف لیا تاکہ قیدی نکل آئے اور جنرل پالک صاحب کی فوج سے
آملے پہر جب جنرل پالک صاحب فوج پر حملہ کرنے کو آگے بڑہا تو علی رضا خان
کی سعی سے سرداران قزلباش کو ساتہہ ملالیا اور وہ محمد اکبر خان سے علیحدہ
ہوگئے جب انگریز کابل سے واپس آئے تو علی رضا خان بہی وطن چہوڑکر

ہندوستان کو چلا آیا تین لاکھہ روپے کی جائداد اسکی جو کابل مین تہی امیر کابل نے
ضبط کر لی مکانات گرا دیئے پہر جب باہم سکہان و سرکار انگریزی کے جنگ ہوا
تو یہ اپنی بہائیون اور ساٹہہ سوارون کے ساتہہ انگریزی فوج کے ساتہہ ہوکر
ہر ایک لڑائی مین داد شجاعت دیتا رہا ۱۸۴۶ء مین یہ لارنس صاحب بہادر
کے ساتہہ کانگڑہ اور کشمیر کے مفسدہ مین دشمنون سے لڑتا رہا ۱۸۴۸ء و
۱۸۴۹ء کے مفسدہ مین اسنے اپنے خواہرزادے شیر محمد خان کو سو سوار کے
ساتہہ انگریزی فوج کے ساتہہ کر دیا ۱۸۵۷ء کے مفسدہ مین اسنے ایک رسالہ
سوارون کا زیر حکم محمد رضا خان و تقی خان کی سرکار کو دیا اس رسالہ کی بہرتی
مین اس نے سرکار سے روپیہ نہ مانگا اپنی گرہ سے خرچ کرکے یہ خدمت ادا کی
اُس رسالہ نے دہلی وغیرہ شہرون کی جنگون مین بڑی بڑی خدمتین کین ۔
غرض کہ بعوض ان خدمات کے روز افزون عنایت سرکار کی اسکے حال پر
ہوئی کابل سے آنے کے وقت آٹہہ سو روپیہ ماہوار اسکو پنشن ملتی تہی مفسدہ
۱۸۵۷ء کے بعد ۱۴۷ دیہات کی تعلقہ داری بہرائچ ملک اودہ مین اسکو ملی
دو ہزار روپیہ نقد پنشن قرار پائی عہدہ آنریری مجسٹریٹی لاہور کا ملا ۱۸۶۴ء
مین نوابی کا خطاب مرحمت ہوا آخر جون ۱۸۶۵ء مین فوت ہوا نعش
اسکی کربلا معلے بہیجی گئی علی رضا خان کے تین لایق کار فرزند ہین ایک
نوازش علی خان دوم ناصر علیخان سیوم نثار علی خان ہے ۔ نوازش علی خان
ہمراہ جارج لارنس صاحب کے اُسوقت تہا جب سردار چتر سنگہ اٹاری والے نے
مفسدہ برپا کیا بہت سا اسباب اور مکان اُسکا جو پشاور مین تہا بسبب رفاقت
انگریزون کی ضایع ہوا باپ کے مرنے کے بعد وہ قایمقام باپ کا مانا گیا نوابی
کا خطاب بدستور رہا آنریری مجسٹریٹ لاہور کا قرار پایا ۔ دوسرے بیٹے ناصر علیخان

کو اکسٹرا اسسٹنٹی کا عہدہ ملا۔ نثار علی خان املاک کے انتظام و اہتمام کے لیئے
بہرائیچ مین آنریری اسسٹنٹ کمشنری سے ممتاز ہوکر مقرر ہوا افسوس کہ وہ
جوان مرگیا رکہہ کہبہ واقع ضلع لاہور نقد پنشن کی عوض مین اس خاندان کو
دوام کے لئے سرکار سے عطا ہوئی ملکیت بہی ملی جمع سرکار بہی معاف ہوئی
اور لکہا گیا کہ بالفعل اس جائداد کا قابض نواب نوازش علی خان رہے
اُسکے بعد ناصر علی خان اُسکے بعد جو لایق ہوگا قابض و سرپرست مقرر ہوگا
پرورش کل خاندان کی اُسکے ذمہ ہوگی چنانچہ نوازش علی خان نے اُس رکہہ
بخوبی آباد کیا ہی بہت سے گاؤن بسائے ہین عالیشان کوٹہیان مسجد بن
امام باڑے بنوائے ہین زمینداروں کو نہایت آسودہ رکہا ہوا ہی نواب
نوازش علی خان دو بار حج کو گیا کربلا معلے کی زیارت کی اس کار خیر مین بہت
سا روپیہ صرف کیا + یہ خاندان شیعہ مذہب ہے عشرہ محرم مین دس روز
تک انکی ہان تعزیہ داری ہوتی ہی شب و روز مکلف کہانے تقسیم ہوتے ہین
سنی شیعہ مذہب والون کو برابر تقسیم ہوتا ہے + ساتوین محرم کو مہدی
کے دن جو لوگ علم نکالتے ہین سب اُسکے گہر بیجاتے ہین فی کس ایک روپیہ
دس روپیہ تک یہ رئیس نذر دیتا ہی غرض ہر ایک برس دس ہزار روپیہ سے
کم روپیہ اسکا خرچ نہین ہوتا + دوسرا خاندان فقیر صاحبان یہ خاندان
بہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد سے معزز و مکرم چلا آتا ہی تینون بہائی فقیر
عزیز الدین و نور الدین و امام الدین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین رکن
رکین تہی اقتدار حد سے زیادہ تہا انکے گہر شفاخانہ و مدرسہ جاری تہا اور
لوگ مفت تعلیم پاتے تہے مورث اعلے انکا غلام شاہ تہا اُسکا بیٹا غلام محی الدین
اُسکے تین بیٹے ایک عزیز الدین جو ۱۸۴۵ء مین مرگیا۔ دوسرا امام الدین جو

۱۸۴۲ء مین فوت ہوا - تیسرا نورالدین جو ۱۸۵۲ء مین وفات پا گیا عزیزالدین
کے چھ بیٹے - نادرالدین - فضل الدین - شاہ دین - چراغ دین - جمال الدین
سابق اکسٹرا اسسٹنٹ حال پنشنخوار و سب جسٹرار - و رکن الدین - ان مین سے
چراغ دین صاحب اولاد ہوا جسکے پانچ بیٹے تھے سراج الدین - شہوار دین -
شہ نواز دین - نجیب الدین - حسین الدین - سراج الدین اُنمین سے صاحب اولاد تھا اور
فیروزالدین و سلطان الدین اُسکے بیٹے تھے سراج الدین ریاست بہاولپور مین وزیر اعظم
ہوا اور وہان ہی قتل ہوا - فقیر امام الدین کی اولاد مین سے تاج الدین اور تاج الدین سے معراج الدین
اور اُس سے جمیل الدین ہوئے - فقیر نورالدین کے چار بیٹے ہوئے ایک ظہورالدین
جسکا بیٹا نو بہار دین جوان فوت ہوا یہ شخص پہلے تحصیلدار تہا پہر اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر ہوا اب پنشندار ہے دوسرا شمس الدین انگریزی عملداری مین پہلے یہ
تحصیلدار ہوا پہر اسنے نوکری چہوڑدی اور پنشن پر گذارہ کرتا رہا اور آنریری
مجسٹریٹی لاہور کا عہدہ بکمال ایمانداری انجام دیا یہ شخص صاحب مروت
و خلیق ایسا تہا کہ تمام شہر کے ہندو مسلمان اس کے اخلاق حمیدہ و اوصاف
پسندیدہ کے ثناخوان تھے یہ شخص سنہ ۱۸۷۲ء مین مرگیا اور تین بیٹے چہوڑے
ایک برہان الدین اکسٹرا اسسٹنٹ دوم زین العابدین پلیڈر سوم شہاب الدین
یہ تینون اپنے باپ کی طرح خلیق و ملیح آدمی ہین - تیسرا بیٹا نورالدین کا قمرالدین
آنریری مجسٹریٹ یہ شخص بھی فقیر شمس الدین کی طرح نہایت نیک اور خلیق ہے
اسکا بیٹا مظفرالدین و جلال الدین ہوئے - چوتھا حفیظ الدین تحصیلدار جسکا بیٹا
اقبال الدین ہے - **تقسیم خاندان** نواب شیخ امام الدین کا اس خاندان
کی عزت سکھی دربار مین بہت تھی علاقہ دوابہ بست جالندہر انکی نظامت و
حکومت مین تھا مورث اعلے انکا شیخ اجلا تھا اُسکے بیٹے شیخ غلام محی الدین

نے امارت کا رتبہ پایا جو چند سال صوبہ کشمیر رہا اُس کے دو بیٹے ہوئے ایک
شیخ امام الدین جو بعد وفات باپ کے کشمیر کا صوبہ مقرر ہوا اور تا انقراض
سلطنت صوبہ رہا سرکار انگریزی نے اسکو نوابی خطاب بخشا ۱۸۵۹ء مین
فوت ہوا اُسکا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی موجود ہے جو آدمی لایق اور شاعر ہے
دوسرا بیٹا شیخ غلام محی الدین کا شیخ فیروز الدین خلیق و خوشخو سخن سنج صاحب
مروت تھا اُس نے ریاست بہاولپور مین وزارت کا عہدہ پایا۔ آخر بیمار
ہوکر مرگیا اُسکا بیٹا شیخ نصیر الدین منصفی کے عہدہ پر سرفراز ہے **چوتھا خاندان**
نوابان ملتانی۔ یہ خاندان قدیم سے ذی عزت چلا آتا ہے پہلے زمانہ
مین اس خاندان کے بزرگ شہر قندھار کے حاکم تھے شاہ ہند و شاہ ایران کے
ساتھ انکا دوستانہ برتاو تھا شاہ ہند انکو مرزبان قندھار اور شاہ ایران سلطان
قندھار لکھا کرتے تھے شاہ جہان بادشاہ کے عہد مین اقتدار انکا دربار سلطنت
ہند مین بہت تھا جب نواب علی مردان خان نے قندھار کا قلعہ شاہ جہان
کے حوالے کردیا تو بادشاہ نے صوبہ ملتان ان کی حکومت مین دیدیا تب
سے یہ فرمان فرمائے ملتان قرار پائے چنانچہ نواب زاہد خان و عابد خان
وغیرہ اپنے وقت مین مستقل حاکم ملتان کے رہے انہین سے نواب شجاع خان
ایک مشہور بزرگ اس خاندان کا ہے جسنے قصبہ شجاع آباد آباد کیا اُس کی
وفات کے بعد نواب مظفر خان جانشین ہوا یہ امیر کمال بہادر متدین انصاف
پسند عادل رحیم و کریم تھا خدا پرستی و عبادت مین شب و روز سرگرم رہتا
بڑے اجتماع کے ساتھ بہ حج کرنے کو ایسے وقت مین گیا کہ ہندوستان سے
کسیکا پہنچنا وہان ممکن نہ تھا لاکھون روپے اُسنے حج کے کام مین صرف کئے
اسکے وقت مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پے درپے حملے ملتان پر کئے اور ہر ایک حملے مین

لاکھون روپے نواب سے لیتا رہا اخیر حملے مین جب نواب تنگ آگیا تو شہادت کا جامہ پہن کر مقابل ہوا بہت سے سکھون کو تہہ تیغ کرکے خود بھی مع پانچ فرزندان دلبند کے شہید ہوا اس بزرگ کے آٹھ بیٹے تھے۔ سرفراز خان۔ ذوالفقار خان۔ شہنواز خان۔ ممتاز خان۔ حق نواز خان۔ شہباز خان۔ میر باز خان۔ اعزاز خان اُنمین پانچ نے تو والد بزرگوار کے ساتھہ شہادت پائی اور آخرت کے سفر مین باپ کے ہمرکاب رہے۔ سرفراز خان و ذوالفقار خان و میر باز خان زندہ رہے انمین سے سرفراز خان و ذوالفقار خان تو لاہور مین آکر قیام پذیر ہوئے اور میر باز خان بہاولپور کو چلا گیا نواب سرفراز خان بکمال اعزاز و اکرام لاہور مین قیام پذیر رہا یہ شخص نہایت نیک طینت و سخی و صاحب علم و فضل تھا۔ فارسی شعر نہایت عمدہ کہتا تہا اسکے فرزندان دلبند فیروز الدین خان و احمد علیخان و اکبر علی خان و شاہ ولی خان ہوئے پہر فیروز الدین خان کا بیٹا قاسم علیخان و ہاشم علیخان و صادق علی خان و شمشیر علیخان ہوئے پہر قاسم علیخان کا بیٹا اعظم علی خان اور صادق علی خان کا بیٹا برکت علیخان۔ نواب ذوالفقار خان کے بیٹے عبدالخالق خان و جہانگیر خان و محمد خان و گلزار خان و احمد یار خان و حیدر خان و محبوب خان ہوئے احمد یار خان کے بیٹے محمد اکبر خان و عنایت اللہ خان ہین۔ نواب عبدالمجید خان بن شہنواز خان خوردسالی کی عمر مین لاہور مین آیا سایہ عاطفت الٰہی مین پرورش پائی علوم عربی و فارسی و طب مین تحصیل کے مدارج پر پہنچا تمام خاندان سے بڑہ کے عزت حاصل کی اس بزرگ کو اب تمام خاندان کا چراغ کہا جائے تو بجا ہے حکام وقت اسکا کمال لحاظ و ادب کرتے ہین عہدہ آنریری مجسٹریٹی و آنریری اسسٹنٹ مع اختیار مجسٹریٹی اسکو حاصل ہے آدمی نہایت لایق و ذی عزت و مخیر و فیض بخش خوش مزاج نیکخو زندہ دل نہایت صورت

نیک سیرت ہی امرا و غربا سے اسکا برتاؤ دوستانہ ہی طبابت کا بازار گرم بیماروں کا ہجوم شب و روز دروازے پر رہتا ہی صدہا روپے کی ادویات انگریزی و دیسی بیماروں کو اپنے پاس سے تقسیم کرتا ہی عمارت کا شوق بہی اس بزرگ کو بہت ہے بہت سی مسجدیں اسنے لاہور میں بنوائیں اور مرمت کیں جس سے کمال نیک نام ہے میر باز خاں کی اولاد انبک بہاولپور میں قیام پذیر ہی - یہ خاندان موجودہ لاہور سرکار انگریزی سے پنشن پاتا ہی +

میاں محمد سلطان ٹہیکہ دار اس شخص نے سرکار انگریزی کے عہد میں ٹہیکہ داری کے ذریعہ سے دولت حاصل کی سکہوں کیوقت صابون بناتا تہا انگریزی عہد میں اسنے لاکہوں روپیہ کمایا اگرچہ ناخواندہ و اُمی محض تہا مگر بخت یاور تہی سرکاری بڑی بڑی مکانات و عالیشان عمارات وچہاونیاں بنوائیں اپنی خاص عمارتیں بہی تعمیر کیں ایک عمدہ و عالیشان سرائے و بازار اپنی یادگار چہوڑ گیا اخیر عمر میں بسبب کثرت خرچ و کمی آمد و غبن و خیانت اہلکاران خاین و غاین کے خار کارخانہ اُسکا بگڑ گیا تمام جائداد کئی لاکہہ روپے کو مہاراجہ جموں کے پاس رہن ہو گئی کُل قرضخواہوں کو روپیہ مہاراجہ سے دلوایا گیا اور پانسو روپے ماہوار جائداد کی آمدنی میں سے اُسکے گزارہ کے لئے مہاراجہ نے دینا منظور کیا اب آٹھ برس گذرے ہیں کہ محمد سلطان مر گیا صلبی بیٹا اُسکا بابا اور کوئی منتظم موجود نہ تہا اس سبب سے خاندان برباد ہو گیا +

میاں کریم بخش ٹہیکہ دار یہ شخص بہی لاہور کے مسلمان دولتمندوں میں سے ممتاز ہے یہ دو بہائی تہے ایک رحیم بخش دوم کریم بخش اب رحیم بخش فوت ہو گیا ہی عبد الصمد اُسکا بیٹا ٹہیکہ داری کرتا ہی اور کریم بخش بہی ٹہیکہ کا کام انجام دیتا ہی ادمی متحمل و مخیر ہے چند سال ہوئے کہ کشمیر میں قحط پڑ گیا ہزارہا قحط زدہ کشمیری پنجاب میں آئے لاہور خاص میں صدہا کشمیری بحالت زار آموجود ہوئے اس نے ہم قومی و

ہموطنی کے سبب سے اُنپر رحم کیا اُنکے رہنے کے لئے مکان دیا کہانے کا بندوبست بہی کیا
کپڑے تقسیم کیے جس سے اکثر کشمیریون کی جان بچگئی سرکار انگریزی اس عمل سے اُسپر
خوش ہوئی تحسین و آفرین کی سند بخشی دربار مین کرسی نشین کیا یہ شخص اکثر
ٹہیکے محکمہ تعمیر سرکاری مین جو ماتحت مولف کتاب ہذا ہی پاتا ہی اور بخوبی انجام دیتا ہی ؞

دوسرا حصہ اس تذکرے مین کہ بعہد سلطنت چغتائی جب لاہور کی آبادی کی ترقی قدیمہ حصار کے باہر ہوئی تو کس سمت کو ہوئی اور اُس آبادی مین مشہور محلے کون کون تھے اور کس کس شخص نے انکو آباد کیا تہا اب بہی کوئی نشان اُنکا باقی ہے یا نہین ؞؞

واضح ہو کہ بیرونی آبادی لاہور کی شاہ ہمایون کے عہد سے شروع ہوئی اور
رفتہ رفتہ بسمت جنوب و جنوب مشرق و شرق شہر آباد ہوتا چلا گیا یہانتک کہ
اصل شہر سے دو چند شہر باہر آباد ہو گیا سب سے پہلے لنگر خان بلوچ لنگاہی ملتانی سلطنت
کا مدار المہام جسکی خیر خواہی و دولت سگالی سے ہمایون نے ملتان پر قبضہ پایا تہا
لاہور مین آیا بادشاہ نے اُسکو جاگیر دی اور لاہور کے رہنے کی اجازت بخشی اُسکی خدمات
شہزادہ کامران اپنے بہائی کے جسکی جاگیر مین پنجاب کا علاقہ تہا متعلق کردی اُس نے
باجازت شاہی لاہور کے باہر بسمت جنوب پنا الگ محلہ آباد کر لیا اور اپنی سکونت اُسی
جگہ پر اختیار کی یہ محلہ حال کی آبادی موضع مزنگ سے بگوشہ شمال مغرب آباد تہا گذر
لنگر خان اُسکا نام تہا اس محلہ مین بڑی حویلیان اور مکانات پختہ لنگر خان
اور اُسکی اولاد نے بنوائے تہے اور صدہا سال اسپر قابض و متصرف رہی اخیر سلطنت
چغتائی تک یہ محلہ آباد رہا جب سلطنت چغتائی جاتی رہی تو سکہی اور درانیون کی غارت سے
یہ محلہ اُجڑ گیا اُسکی آبادیون مین سے اب کسی کا نام و نشان نہین ہی مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت کشمیریان خشت فروش نے اُن دیوارون کو بیخ و بنیاد سے نکال لیا

اب صاحبان عالیشان کی کوٹھیان بنی ہوئی ہین سہ از گردش دوزمان گاہے
چنین گاہے چنان ٭ از انقلاب آسمان گاہے چنین گاہے چنان ٭

محلہ پیر عزیز مزنگ المشہور موضع مزنگ

یہ آبادی بہی ایک محلہ محلہ ہای بیرونی شہر لاہور سے تہی جسکو ایک بزرگ پیر عزیز مزنگ نے کابل سے آکر آباد کیا تہا مزنگ ایک گوت مغلون کی قوم مین سے ہے مدت العمر خود بہی وہ اسمین آباد رہا من بعد اُسکی اولاد قابض ہوئی اسلامی سلطنت کے انقراض کے وقت اس محلے کے مغل بکمال استقلال یہان مقیم رہے غارت گرون کے ہاتہہ سے کبہی بخوشامد و منت کبہی برشوت کبہی بزور شجاعت بچتے رہے جب لنگر خان کا محلہ جو اسکی دیوار بدیوار آباد تہا اُجڑ گیا تو قوم بلوچ بہی وہان سے اُٹھکر اسی محلے مین آرہے اور دونو قومون نے ملکر اس جگہ کو غارت گرون کے حملون سے بچائے رکہا اور یہ بستی دو فریق مین مشترک ہوگئی پہر جب چالیسی قحط مین لوگ تنگ آکر یہان سے بہاگ گئے اور مکانات بہت سے خالی ہوگئے تو ارائین لوگ متفرق مواضعات سے اُٹہہ کر یہان آگئے اور یہ بستی تین اقوام مین مشترک ہوئی آخر قوم مغل کا صرف اسقدر اقتدار رہگیا کہ کوئی کاغذ بیعنامہ یا گرونامہ اُنکی مُہر و دستخط کے بغیر جائز گنا نہ جاتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت اس گاؤن مین بلوچون کی قوم کا غلبہ ہوگیا مغل اور ارائین محکوم رہے بلوچون مین سے اچہے اچہے ذی عزت لوگ مثل عزت خان و بوٹے خان و بہادر خان و شہادت خان و دریام خان و قاسم خان وغیرہ پیدا ہوئے جو سکہی سرکار مین ملازم تہے عبد اللہ شاہ نام ایک بلوچ ایسا صاحب باطن فقیر ہوا جسکے لاہور کے علما و فضلا مرید تہے اخیر سلطنت سکہی و ابتدائی سلطنت انگریزی مین سردار خان بلوچ ایسا ذی رعب صاحب حکومت اس گاؤن مین ہوا جسکی اطاعت مین تمام بستی تہی اُسکی یادگار ایک پختہ مسجد اب تک موجود ہے وہ مرگیا تو بلوچ کی قوم مین سے

کوئی صاحب اقبال نرہا ارائین زبردست ہوگئے اب بلوچون مین ہے صرف ایک لمبردار ہی اور سب لمبردار ارائین ہین اعلے لمبردار بہی شادی ارائین ہی یہ بستی اب بہت بستیون مین منقسم ہی خاص مزنگ کی بستی ہی پہلے سے زیادہ ہوگئی ہی۔ دوم بستی کوٹ عبداللہ شاہ اسکو عبداللہ شاہ بلوچ نے آباد کیا تہا پختہ فصیل اور پختہ اسکے مکانات ہین سیوم قلعہ مہر بادو یہ بستی مرادبخش المشہور بادو ارائین نے آباد کی تہی جسکا بیٹا نظام الدین ٹہیکہ دار موجود ہی چہارم قلعہ مہرا یہ بستی اگرچہ ارائیون نے ملکر آباد کی تہی مگر سب سے پہلے مہرا نام ایک نرکہان اسمین آکر آباد ہوا تہا اسلئے یہ بستی اسکے نام سے مشہور ہوگئی پنجم تاج پورہ اسکو ایک شخص مسمی تاجا نے آباد کیا تہا جو فقیر تہا اور اسکی قبر بستی کے اندر ہی ششم ڈہیر یہ بستی قوم ارائین گوت ڈہیر سے موسوم ہے اور انہون ملکر اسکو آباد کیا تہا۔ ہفتم بہونڈپورہ یہ بستی انگریزون کیوقت آباد ہوئی ہی جو خاص موضع سے جنوب مشرق کے گوشے پر ہے جو مسمی کما المشہور بہونڈے کے نام سے آباد ہی اور سب سے پہلے وہی اس جگہ آکر آباد ہوا اسواسطے یہ بستی اسکے نام سے مشہور ہوگئی اس موضع مین اچہے اچہے علما و شعرا ہوگزرے ہین سکہی وقت مین سراج الدین نام ایک بزرگ و فاضل و عابد ہی دوسرے عبداللہ شاہ قادری تیسرے مفتی غلام محمد جو بلوچون کی مسجد کے امام تہے وہ طبابت کا کام کرتے تہے اکثر بیمار انکے معالجہ سے اچہے ہوجاتے چہارم میان ساون شاعر یہ شاعر قوم کا بلوچ تہا اسکے پنجابی اشعار اب تک مشہور ہین۔ پنجم میان فرید شاعر جو پنجاب کے شعرا مین سے استاد شمار ہوتا ہی اسی موضع کا رہنے والا ہی ششم مفتی غلام سرور جو مصنف و شاعر تمام زمانہ مین مشہور ہے اسی موضع کے رہنے والون مین سے ہے اب تک اٹہارہ کتابین نظم و نثر لکہہ چکا ہے مثل خزینۃ الاصفیا و گنجینہ سروری وغیرہ +

محلہ موج دریا بخاری

یہ محلہ لنگر خان کے محلے سے بہت قریب ایک نامی گرامی محلہ تہا بیبی وڈی کا محلہ بہی اسکو کہتے تہے اور بڑی بی بی بانی محلہ کی زوجہ کا خطاب تہا اس مقام پر سب سے پہلے سید میران شاہ بخاری جسکو موج دریا بہی کہتے تہے اکبر بادشاہ کے عہد مین آکر آباد ہوا یہ شخص ایک بزرگ صاحب کرامت عابد زاہد تہا بادشاہ نے بکمال ارادت دو لاکہہ روپے کی جاگیر درویشان خانقاہ کے خرچ کے لئے اُسکو دیئے ہوئے تہے اور اس جاگیر مین قصبہ بٹالہ واگزار تہا جب اُسکا قیام اس مقام پر ہوا تو بڑا محلہ آباد ہو گیا اخیر سلطنت چغتائی تک آباد رہا آخیر سکہون کی غارت اور احمد شاہی حملون کیوقت اُجڑ گیا بانی محلہ سید موج دریا کا مقبرہ اب تک وہان موجود ہی اور اولاد اس بزرگ کی کچہہ تو لاہور مین رہتی ہی اور کچہہ قصبہ بٹالہ مین قیام پذیر ہی اس محلے کے وسط مین اب کوٹہی مکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بہادر سابق بنی ہوئی ہے اور کچہہ زمین سڑکون مین آگئی ہے +

محلہ سید چراغ شاہ گیلانی

یہ محلہ سید موج دریا بخاری کے محلے کے شرق کی سمت کو آباد تہا سادات گیلانی اسمین سکونت رکہتی تہی شاہ جہانگیر کیوقت آباد ہوا اور مدت مدید آباد رہا آخر تنزلی اور بد عملی کیوقت غارت گرون نے اسکو ویران کر دیا سید چراغ شاہ کا مقبرہ و مسجد پختہ اب تک موجود ہی مسجد تو سرکاری قبضہ مین ہی اور صاحب اکونٹنٹ جنرل کا دفتر وہان رہتا ہی اور مقبرہ پر صاحب مقبرہ کی اولاد کا قبضہ ہی یہ محلہ اُس موقع پر آباد تہا جس جگہ اب محکمہ چیف کورٹ کی عمارت بننی شروع ہوئی ہی +

محلہ دولا واڑی

یہ محلہ بہی لاہور کے نامی گرامی محلون مین سے ہی مسمی دولا زمیندار گوت واڑی

نے اسکو آباد کیا تہا سید عبد الرزاق مکی جو ایک بزرگ سید موج دریا بخاری کے خلیفون مین سے تہا سب سے اول یہان آکر سکونت پذیر ہوا اور رونق آبادی کی بڑہ گئی اخیر سلطنت چغتائی تک اسکی آبادی بڑے اوج پر رہی اس سبب سے کہ خانقاہ شاہ عبد الرزاق مکی مین کوئی نہ کوئی بزرگ ایسا قیام پذیر رہتا جس سے تمام زمانہ کو فیض پہنچتا تہا بد عملی کیوقت بہی یہ محلہ غارت سے بچا رہا کہ ایک بزرگ حاجی محمد سعید نام اسمین رہتا تہا سکہ بہی اُسکا لحاظ کرتے تہے جب احمد شاہ درانی بعد فتح مرہٹہ لاہور آیا تو حاجی محمد سعید کی زیارت کو حاضر ہوا اور شاہی پہرہ محلہ مین اسواسطے مقرر کر دیا کہ کوئی غارت گر محلہ پر دست انداز نہو آخر جب حاجی محمد سعید مر گیا تو گوجر سنگہ کی نسل نے اس محلہ کو لوٹ کر بے چراغ کر دیا اُسوقت کی عمارات مین سے ایک تو روضہ پختہ سید عبد الرزاق مکی کا موجود ہے جسکو بازار انارکلی مین نیلا گنبد کہتے ہین اور ایک پختہ مسجد جو سید عبد الرزاق کے احاطہ کے اندر تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت مقبرہ اور مسجد دونو مین بارود بہری رہتی تہی اور مسجد کے صحن مین لوہا آہنے گولی بناتے تہی انگریزون کیوقت مقبرہ و مسجد خالی ہوا اور مسکوٹ بنایا گیا چند سال صاحبان انگریز اسمین کہانا کہاتے رہے جب انارکلی سے چہاونی فوج کی میانمیر چلے گئے تو مسجد و مقبرہ منشی نجم الدین ٹہیکہ دار گوشت نے سرکار سے لے لیا مسجد کو اُس نے از سر نو مرمت کر کے آباد کر دیا مقبرہ مین بہی قبر بنا دی گئی تیسرا احاطہ مزار حاجی محمد سعید اب تک موجود ہے جسمین حاجی ممدوح کی قبر ہے یہ احاطہ بہت بڑا ہے اور دروازہ آمد و رفت مغرب کی سمت کو ٭

شاہ شرف کا محلہ

یہ محلہ بہاٹی دروازے کے باہر آباد تہا بہاٹی دروازے سے بلکہ ضلع لاہور کی کچہری و دفاتر تک اسکی آبادی تہی شاہ شرف جو ایک عالم و عامل شخص تہا اور ہزار دن

لوگ اسکے مرید تھے اس محلہ کا بانی تھا اسکی زندگی مین اس محلہ کی آبادی نہایت
اوج پر رہی ایک عالیشان مسجد اُس نے بنوائی اور مقبرہ پختہ بھی اپنی زندگی مین بنوایا
آخر غارت گرون کی بار بار غارت گری سے یہ اُجڑ گیا مگر مقبرہ و مسجد کی عمارت بدستور
قایم رہی جب مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سلطنت کا وقت آیا اور شہر کے گرد گرد پختہ
خندق بننے لگی اور دوہرے دروازے بنوائے گئے تو ضرورت ہوئی کہ بھاٹی دروازے کے
باہر کے دروازے کے آگے کھلا ہوا میدان ہو اسلیئے وہ سنگین مسجد اور مقبرہ
دونو گرا دیئے گئے بڑی مشکل سے یہ عمارت گری اور شاہ شرف کی لاش کا صندوق
نکلوا کر فقیر عزیز الدین کی معرفت احاطہ مزار حاجی محمد سعید مین بمقام دولا واڑی دفنایا
گیا اور مہاراجہ کے حکم سے چھوٹا سا چبوترہ پختہ اُسپر بنا دیا گیا جو ابتک موجود ہے
اُس مسجد و مقبرہ کی پختہ بنیادین اب بھی بھاٹی دروازے کے باہر کے میدان مین نظر آتی ہین +

لکھی محلہ

یہ ایک مشہور و معروف محلہ لاہور کے بیرونی محلون مین سے تھا آبادی اسکی نہایت
با رونق تھی لاکھون روپے کی عمارت کی حویلیان بڑے بڑے ساہوکارون و مالدارون
کی اُسمین تھین اس سبب سے لکھی محلہ کہلاتا تھا یہ محلہ اس موقع پر آباد تھا جہان اب
کوٹھی کرنیل ہال صاحب ڈپٹی کمشنر سابق لاہور اور وہ میدان ہے جہان اب گرجا
بن رہا ہے انقلاب سلطنت کیوقت جب غارت کا بازار گرم ہوا تو اس محلہ کے
لوگ کچھ تو سمت جمون بھاگ گئے اور کچھ لاہور کے حصار کے اندر جا رہے اور جو
موجود رہے اُنکو لٹیرون نے سب سے اول غارت کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت جب
خشت فروشون نے اسکے گھرون کی بنیادون کو کھودا تو اکثر دفینے نکلے ہمت قوم
کہار جو جمعدار خوشحال سنگہ کا ایک بلکار تھا اور موضع مزنگ اچھرہ اسکے ٹھیکہ
مین تھا اُس نے اس جگہ اپنا باغ بنوایا اور زمین صاف کرائی تو اُسکو مہر شاہی

روپے کا بہرا ہوا ایک دیگچہ ملا تہا انگریزی جب عملداری ہوئی توسمی حاکم ہمت کے پوتے نے وہ باغ محمد سلطان ٹہیکہ دار کے پاس فروخت کردیا محمد سلطان نے اُسی جگہ کوٹہی بنوائی جواب ہال صاحب کی کوٹہی مشہور ہے +

درگاہی شاہ کا محلہ

یہ محلہ بہی لاہور کی بیرونی آبادی مین لکہی محلہ سے بسمت شرق بفاصلہ ایک بازار کے آباد تہا اب اُسکا کوئی نشان باقی نہین صرف ایک مزار شاہ درگاہی کا باقی ہے جو سر راہ بجانب شرق واقع ہی یہ شاہ درگاہی قادریہ سلسلہ کا ایک فقیر عابد و زاہد تہا اسکی خانقاہ کے احاطہ کے اندر ایک چاہ تہا چونکہ اکثر اہل حاجت اس بزرگ کے پاس حاضر ہوتے تہے ایک روز ایک عورت اپنے خورد سال بچہ کو لیکر درگاہی شاہ کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکو بانی ونے کی بیماری ہی یعنی بدن پر ایسی پہنسیان نکلی ہوئی ہین جنمین سفید پانی بہرا ہوا ہی درگاہی شاہ نے فرمایا کہ اسکو ہمارے چاہ کے پانی سے غسل دیدو اچہا ہو جائیگا چنانچہ غسل دینے سے وہ اچہا ہو گیا اب بہی وہ چاہ مزار سے بجانب جنوب موجود ہی اور اتوار کے روز ہندو مسلمان لوگ اپنے بچون کو جنکو بانی وانے کی بیماری ہوتی ہی چاہ پر لیجا کر نہلاتے ہین ہر ایک شخص چار روٹیان میٹہی اور چار نمکین اپنے ہمراہ لیجاتا ہی بعد غسل کے وہ روٹیان زمیندار چاہ کا مع ایک پیسہ چراغی کے لے لیتا ہے یہ تاثیر چاہ کے پانی مین اب بہی باقی ہی جو اُس بزرگ کی کرامات و بندگی مین داخل ہے +

شاہ بدر کا محلہ

یہ محلہ سادات گیلانی کا شاہ درگاہی کے محلے سے بسمت دکہن آباد تہا شاہ بدرالدین گیلانی نے جو ایک عابد زاہد و صاحب کرامت تہا اسکو آباد کیا اور اپنے ہم قوم شریف سید لوگ اسمین آباد کئے اکبری عہد سے اخیر سلطنت چغتائی تک آباد

سکھان مثل قوم کنہیا دوبار اسکے لوٹنے کو آئے مگر سادات نے بمقابلہ پیش
آکر انکو پسپا کیا تیسری بار بڑے اجتماع کے ساتہہ سکہہ اس محلے پر آگئے اور فتح
پاکر بہت سے سادات کو قتل کیا محلہ لوٹ لیا مکانات کو آگ لگادی باقیماندہ
سید لوگ بہاگ گئے اور بہت سی سیدانیان خودکشی کرکے مرگئین مہاراجہ رنجیت سنگہ
کے وقت اس محلے کی عمارات مین سے ایک پختہ وسیع مسجد شاہ بدر کی باقی رہ گئی
تہی اُسمین گولہ و باروت بہری رہتی تہی اور ایک کمپنی سپاہیون کی مامور
رہتی تہی مسجد کے باہر علیحدہ عمارت یعنی مسجد کے حجرون مین باروت گر
باروت بناتے تہے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو سب باروت اُسی
مسجد کے چاہ مین جو بہت چوڑا تہا ڈلوا کر اوپر مٹی ڈلوادی گئی جب مسجد
خالی ہوگئی تو سردار خان بلوچ لمبردار موضع مزنگ نے بسبب اسکے کہ وہ مسجد
حد بست موضع مزنگ مین تہی دعوی مسجد کا کیا اور مسجد نزول سے خارج
ہوکر اسکو ملگئی اُس نے مسجد کو چاندی کی کان سمجھکر گرانی شروع کی اور ہزار ہا
روپیہ کی اینٹین بالضرورت تعمیر چہاؤنی سرکار مین بیچدالین مسجد اور حجرون کی
بنیادین تک نکال لین چونکہ اوپر مسجد کی عمارت کے موٹا پلستر چونہ کا اور
اندر سے پکی عمارت تہی سب عمارت پانی گرگئی چاہ کی اینٹین نکالنے
کیواسطے بہی اس نے بہت سی عرضیان دین مگر سرکار نے اجازت نہ دی
پہر نکالنا منظور نکیا چند سال کے بعد پاس کے زمیندارون نے اس موقع پر جہان
چاہ تہا اپنی مویشی کی کہرلی بنالی اور کسی تقریب سے آگ جلائی تو آگ کی گرمی سے
باروت مین اثر کیا ایکہی دفعہ سب باروت اُڑی زمین مین ایک زلزلہ
نمودار ہوا چاہ کی عمارت کی اینٹین ہوا مین اُڑکر دور دور جا پڑین پچاس
پچاس گز تک زمین مین غار پڑگیا دو زمیندار جان بحق تسلیم ہوگئے

چار بیل مارے گئے غرض کہ بحکم تقدیر رب قدیر اب اُس محلہ کا نام و نشان
باقی نہین صاحبان عالیشان کی کوٹھیان بنی ہوئی نظر آتی ہین ۔

دور گردون زیکحالت نمیباشد قیام ٭ گاہ گرد صبح روشن رونماید گاہ شام

کہوجیون کا محلہ

یہ بھی ایک دولتمند محلہ منجملہ محلہ ہاے بیرونی شہر تہا بڑے بڑے عزتدار تجار قوم خوجہ اس مقام پر آباد تہے بڑی بڑی حویلیان پختہ بنی ہوئی تہین سکہون نے اسکے لوٹنے کے لئے بہت سے حملے کئے ہر وقت خوجے انکو روپیہ دیکر ٹالتے رہتے آخر تنگ آ گئے اور لڑنے مرنے پر تیار ہوگئے لڑائی مین بھی انہون نے دو بار سکہون کو بسپا کیا جب تین سکہ سردار گنڈا سنگھ بہنگی و رام سنگھ و لہنا سنگھ آئین تو مغلوب ہوئے باعث یہ ہوا کہ مسجد کی چار دیواری سب سے زیادہ مستحکم تہی خوجون نے چاہا کہ اُسمین بیٹھکر لڑین سکہ انکی حویلیون پر چڑھ گئے جو بہت اونچی تہین اور اوپر سے گولیان مارکر بہت خوجے مار دئیے جو مسجد کی چہت پر تہے اور جو مسجد کے اندر تہے انکے واسطے آگ وا اندر مسجد کے پہینک دیا اور محلہ لوٹ لیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین وہی عالیشان پختہ مسجد بلا عمارت محلے کی باقی تہی اُسمین بارود بھری رہتی تہی انگریزی عہد مین وہ مسجد مال سرکار منصور ہوکر رجسٹر نزول مین درج ہوگئی سنہ ۱۸۶۵ع مین ایک شخص مسمی شمسی کچہری ضلع مین مدعی ہوا کہ اس مسجد کا متولی بعہد آبادی محلہ میرا دادا تہا سرکار یہ مسجد مجھکو دیدیوے تو مین اسکو آباد کرون اور مسلمان اسمین نماز پڑہین اور اپنے بیان کے ثبوت مین اُسنے چند گواہ معتبر قوم خوجہ پیش کئے انہون نے اظہار کیا کہ مدعی کا دادا ہمارا مرشد اور امام تہا ہمارے بھی بزرگ اس محلے مین رہتے تہے انہون نے یہ مسجد تعمیر کرکے اُسکو دیدی تہی اب اسکا حق ہے کہ مسجد اسکو دیدی جاوے ۔

سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر نے مسجد اُسکو دیدی ایک دو سال تو اُس نے
مسجد کو مسلمانی طور پر آباد کیا پہر کوٹہی کی صورت بناکر انگریز کرایہ دار اسمین رکہہ دی
اور کرایہ کہانے لگا پہر فروخت کرڈالی چنانچہ اب بہی وہ مسجد بشکل کوٹہی موجود
ہی یہ موقع محلہ پیر عزیز مزنگ سے بجانب شرق آباد تہا اور کوٹہی ہال رائڈ صاحب
ڈائرکٹر وغیرہ کوٹہیان انگریزون کی اب وہان بنی ہوئی ہین +

محلہ جاٹ پورہ

یہ محلہ موضع مزنگ سے بگوشہ ایسان آباد تہا جاٹ لوگ اُسمین قیام پذیر تہے اسواسطے
جاٹ پورہ کہلاتا تہا جب اسکے پاس کا محلہ خوجون کا غارت ہو گیا تو یہ سب
لوگ اپنا جان و مال لیکر بہاگ گئے صرف مکانات خالی چہوڈ گئے۔ اب اس محلہ سے
کسی عمارت کا نام و نشان باقی نہیں ہی اور موقع محلہ پر کوٹہیان بنگئی ہین +

محلہ میانی

یہ محلہ موضع مزنگ سے بسمت نیرت آباد تہا شاہ جہانگیر بادشاہ کیوقت شیخ محمد طاہر
قادری و نقشبندی نے شہر سرہند سے اگر اس مقام پر سکونت اختیار کی چونکہ
محمد طاہر عالم و فاضل و فقیر کامل تہا چندسال مین ہزارون لوگ اُسکے مرید و شاگرد
ہو گئے دن بدن رونق بڑہتی گئی اور ایک عالیشان بستی آباد ہو گئی چونکہ میانا
پنجابی زبان مین مولوی عالم فاضل کو کہتے ہین اور وہی لوگ اسمین رہتے
اسواسطے اس بستی کا نام میانی مشہور ہو گیا شیخ محمد طاہر نے بہت برس تک اس
جگہ پر مدرسہ جاری رکہا اور علوم فقہ و حدیث و تفسیر طلبا کو مُفت پڑہا تا رہا مرید
بہی بہت کئے اور سلوک کی تلقین کی ۱۰۴۰ھ ہجری مین وہ مرگیا جسکی تاریخ
غم کے نقطہ سے نکلی اُسکے مرنے کے بعد بہی اخیر سلطنت اسلام تک یہ محلہ
آباد رہا غارت گرون نے جسوقت اُسکو لوٹا ہزارون قرآن و کتابین لوٹ کر

بیگئے مگر جب جانا کہ یہ ناکارہ جنس ہی تو باہر گاؤن کے پھینک کر چلے گئے اور جاتی وقعہ غصہ کے مارے محلہ کو آگ لگا دی جس سے وہ جلکر خاکستر ہو گیا اب عمارات محلہ سے ایک تو مزار شیخ محمد طاہر موجود ہی اور دوسری کسیقدر عمارت کہنہ مدرسہ شیخ محمد طاہر کا ابتک موجود ہے بعد ویرانی اس محلہ کے شہر لاہور کے لوگون نے اس جگہ کو قبرستان بنالیا چنانچہ اب بہی قبرستان ہی ہزارون قبرین وہان بنی ہوئی ہین اور آیندہ بنتی جاتی ہین پختہ احاطے بہت سے بنائے گئے ہین +

محلہ دایہ لاڈو

یہ محلہ اس موقع پر آباد تہا جہان اب دیوان رتن چند ڈاڑہی ولے کا باغ ہی اس محلہ مین بڑی بڑی عالیشان عمارتین تہین دائی لاڈو شاہان اسلام کیوقت ایک معزز دایہ تہی جس نے یہ محلہ آباد کیا تہا عرض وطول اس محلہ کا شہر کے بیرونی سب محلون سے بڑا تہا غربی حد اسکی محلہ واڑی محلہ کے ساتہہ ملتی ہی اور شرقی حد محلہ زین خان کے ساتہہ ملحق تہی بڑی بڑی عالیشان عمارتین اس محلے مین بنی ہوئی تہین۔ غارتگرون سنگدل نے اسکو بکمال بیرحمی لوٹا اور جلایا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت بہی بہت سی دیوارین اسکی باقی تہین مگر خشت فروش کشمیریون نے اُنکو گرا دیا اور بنیادین نکال لین جب لالہ رتن چند نے اس جگہ باغ بنانا شروع کیا تو بڑے بڑے عمیق کہنڈرون کو ہموار کیا یعہ ہولناک باغ کی تجویز کی جو ابتک اُسکا یادگار موجود ہا محلہ کی عمارتون مین سے صرف ایک پختہ مسجد دایہ لاڈو کی موجود ہے مہاراجہ کیوقت اس مسجد کو ایک ہندو سادہ نے اپنا گہر بنالیا تہا مسجد مین ٹہاکرون کی تصویرین رکہدی تہین مگر انگریزون کیوقت ایک مسلمان فقیر نوشاہی نے چند مسلمانون کو جمع کر کے براہ زبردستی اُسکو مسجد سے بیدخل کر دیا وہ سادہ خاموش ہو کر مسجد سے نکل گیا ابتک وہ مسجد اُسی فقیر یا قبضہ مین ہی اور اُسی مسجد سے علیحدہ ایک کوٹہہ بنا کر سکونت اختیار کی ہوئی ہے +

محلہ زین خان

یہ محلہ دائی لاڈو کے محلے کے ساتھہ بجانب شرق آباد تھا زین خان نائب صوبہ لاہور نے اپنے نام پر اسکو آباد کیا تھا قریب ایکسو برس کے آباد رہا اُسکا اپنا محل عالیشان بہی اس جگہ بنا ہوا تہا جب سلطنت مغلیہ بالکل ضعیف ہوگئی تو سب سے اول جے سنگہ کنہیہ نے اسکے لوٹنا چاہا نورالدین خان کے پوتے نے دس ہزار روپیہ نذرانہ دیکر اُسکو ٹالا اور اُس نے وعدہ کیا کہ آیندہ کوئی سکہ نکو نہ ستائیگا مگر وہ وعدہ برائے نام تہا وہ گیا تو بہنگیون نے آکر محلے مین غارتگری شروع کی محلہ والون نے جے سنگہ کی سند دکہلائی مگر اُنہون نے ایک نمانی ناچار محلے والے لڑنے پر مستعد ہوئے سخت لڑائی کی جب محلے والون نے جانا کہ اب سکہ بڑا مجمع کرکے آئینگے تو مشکل ہوگی آخر مکانات خالی کرکے چلے گئے بہت سے تو شہر کے اندر جا رہے اور بہت سے دیہات مین نکل گئے - اب یہ موقع زین خان کا میدان مشہور ہے اور ایک قبرستان فقرائے چشتیہ خیر شاہی کا بنا ہوا ہے اُسمین مسجد پختہ و مقابر پختہ مین باقی زمین مزروعہ ہوئی ہوئی ہے البتہ مہاراجہ کے وقت مین زین خان کی حویلی کی باقیات مین سے ایک پختہ حمام وتہہ خانہ موجود تہا مگر اب اسکا بہی نام ونشان نہین ہے

پیرون کا محلہ

یہ محلہ جہانگیر بادشاہ کیوقت سید شاہ ابوالمعالی قادری نے آباد کیا تہا خود بہی یہان ہی سکونت پذیر تہا سلطنت کی بربادی کیوقت ساکنان محلہ جا بجا بہاگ گئے اور شاہ ابوالمعالی کی اولاد شہر کے حصار کے اندر جا رہی اور محلہ ویران ہوگیا پرانی عمارات مین سے روضہ یعنی مقبرہ شاہ ابوالمعالی پختہ بنا ہوا موجود ہے یہ وہ مکان ہے جہان دونو عیدون کا میلہ ہوتا ہے اور شہر کے لوگ بکمال اعتقاد مقبرہ پر جا کر نذرانہ دیتے ہین عرس سالانہ بہی مزار پر ہوا کرتا ہے +

محلہ دائی انگا

یہ محلہ شاہان اسلام کیوقت دائی انگا نام ایک معزز دایہ نے آباد کیا تہا عالیشان حویلیان امرای عظام کی اسمین بہت تہین اور تمام محلون سے آراستہ محلہ تہا موقع غارت کیوقت اسکے رہنے والون نے اپنی حفاظت کا انتظام بہت کیا پختہ دروازے اور فصیل بنائی مدت تک اپنے محلے مین غارتگرون کو داخل ہونے ندیا آخر روز کی مزاحمت سے تنگ آ گئے اور مکانات چہوڑ کر بہاگ گئے محلہ ویران ہوگیا یہ وہ موقع تہا جہان سٹیشن ریلوی کا کارخانہ ہے طرح طرح کے مکانات بنے ہوئے ہین پرانی عمارت مین سے صرف ایک مسجد پختہ دائی انگا کی موجود ہی جسکو صاحبان انگریز نے کوٹہی کی صورت بنالیا ہی اُسکے بغیر اور کوئی علامت محلہ کی موجود نہین ہے +

محلہ سیدسر

یہ محلہ متصل گڈہی شاہو کے آباد تہا سادات و شرفا لوگ اسمین رہتے تہے اور ایک قدیم تالاب پختہ بنا ہوا تہا جسکے سبب وہ محلہ سیدسر کہلاتا تہا اُن سیدون کے ہزارون مرید تہے انکا یہ اعتقاد تہا کہ اس تالاب کے پانی مین شفا ہی بیمار اچہے ہوجاتے ہین پس وہ اپنی بیمارون کو تالاب کے پانی سے نہلاتے اور اپنے اعتقاد کے پہل سے اکثر اچہے ہوجاتے جب سلطنت کی بربادی کا وقت آیا اور غارتگرون کی فوجین جابجا پہرنے لگین شہر کے بیرونی محلے نوبت بنوبت لُٹنے لگے تو اس محلے پر بہی غارتگر کئی بار آئے مگر سفید ریش سادات انکے استقبال کو جاتے اور خوشامدین کرکے واپس کردیتے اور کہتے کہ یہ سیدون فقیرون کے گہر ہین گورو کے واسطے بخشد یجے وہ بہی درگزر کرجاتے آخر کسی دشمن نے بہنگی مثل کو خبر دی کہ سیدسر کے سید پوشیدہ گاؤکشی کرتے ہین اور بظاہر اپنے آپکو خالصہ جی کا دعاگو بیان کرتے ہین انکی خبر لینی چاہیئے یہ خبر سنتے ہی سکہی قہر جوش مین آیا اور بڑے اجتماع کے ساتہہ محلے کے

چڑھ آئے سید بھاگ گئے سیدانیاں بے پردہ ہوئیں محلہ ویران ہو گیا اُن میں سے کچھ تو موضع جیو ضلع لاہور میں سکونت پذیر ہوئے اور کچھ حصار لاہور کے اندر جا رہے کچھ اور دیہات میں متفرق ہو گئے +

محلہ تیل پورہ

یہ محلہ موضع گنج کے شمال کی طرف آباد تھا جس میں مدرسہ محمد اسمعیل المشہور میاں وڈا جاری تھا اور اب تک موجود ہے اس محلے میں تیلی لوگ بہت آباد تھے اس سبب سے تیل پورہ کہلاتا تھا تیل کی ایک منڈی تھی اس جگہ لگتی تھی جب بسبب بے حاکمی کے منڈی بند ہو گئی اور غارت کے خوف سے رعایا متفرق ہو گئی تو محلہ ویران ہو گیا مگر درویش طالب علم میاں وڈا کے خانقاہ پر بدستور بیٹھے رہے کبھی ایسے غارت گر آتے جو درویشوں کے کپڑے اُتار لیجاتے کبھی ایسے رحم دل آتے جو بچا لیتے چنانچہ وہ مدرسہ اب تک آباد ہے +

محلہ گنج

اس نام کا محلہ اُس موقع پر آباد تھا جہاں اب سٹیشن ریلوے میانمیر کا امرتسر کی سڑک پر بنا ہوا ہے اب اگرچہ وہ محلہ تو اُجڑ چکا ہے مگر ایک چھوٹا سا گاؤں اُسی موقع پر آباد ہے نام بھی اسکا پرانا نام یعنی گنج مشہور ہے گویا اُس محلہ کا یادگار گاؤں اب تک قایم ہے +

محلہ قصابان

یہ محلہ جہانگیر کے عہد میں شہر سے باہر بجانب شرق آباد کیا گیا تھا قصابان گاؤ کش کی بستی شاہی حکم سے علیحدہ مقرر کی گئی تھی کیونکہ تمام ہندو رعایا اُن سے نفرت کرتی تھی اور مناسب سمجھا گیا تھا کہ یہ شہر سے الگ سکونت رکھیں بڑے بڑے دولتمند قصاب وہاں رہتے تھے اور ایک پختہ مسجد عالیشان تعمیر کی ہوئی تھی جب سلطنت اسلام کی پنجاب سے جاتی رہی اور سکھوں نے

زور پکڑا تو سب سے پہلے سکہون نے اسی کو غارت کیا قصابون کا مال لوٹا خرابی شہر
کی انکی ذات سے شروع ہوئی قصابون نے دوبار سکہون کا مقابلہ کیا
بہت دفعہ خفیف خفیف مقابلے بہی ہوئے آخر محلہ چہوڑکر شہر کے حصار کے
اندر جا رہے کابلی مل صوبہ لاہور نے جو بحکم احمد شاہ دُرانی مقرر تہا انکو شہر
کے اندر علیحدہ جگہ دیدی چونکہ سکہون کی انکے ساتہہ جانی دشمنی تہی سکہون
کی سب مثلین جمع ہوکر لاہور پر چڑہ آئین اور کابلی مل کو کہلا بہیجا کہ ہم قصابان
گاؤکش کو قتل کردو یا ہمارے حوالے کردو یا ایسی سخت سزا دو جیسکے وہ لائق
ہین اگر ایسا نکروگے تو ہم شہر کے دروازے توڑکر اندر گہس آئینگے اور تمام شہر کو
لوٹ کر برباد کردینگے کابلی مل نے اُسوقت تنگ آکر چند قصابان کے ناک کان
کٹواکر شہر سے باہر نکال دیا جنکو سکہون نے اپنی آنکہہ سے دیکہہ لیا اور خوش
ہوکر چلے گئے - اس محلے کی عمارت مین سے صرف ایک پختہ مسجد ابتک موجود ہے اور کچہہ باقی نہین +

محلہ مغل پورہ

یہ محلہ باہر شہر کے محلون مین سے ایک عالیشان و دولتمند محلہ مشہور تہا امرا ے
عظام صوبہ لاہور کے سب اسی مین قیام پذیر تہے لاکہون روپے کی لاگت کی
حویلیان بنی ہوئی تہین اور بڑے بڑے دیوان خانے تہے جن مین اجلاس
ہوتا تہا نواب زکریا خان بہادر و شہنواز خان وغیرہ حکام پنجاب کے اسی مین
رہتے تہے سب سے اول احمد شاہ دُرانی شاہ کابل نے شہنواز خان صوبہ لاہور
پر فتحیاب ہوکر اس محلہ کو لوٹا تمام فوج ایک روز کی لوٹ مین ایسے مالامال ہوگئے
کہ شہر کے لوٹنے کی خواہش اُنکو نرہی زرنقد و سامان قیمتی ایک ایک سپاہی
کے پاس اسقدر تہا کہ اُٹہا نہین سکتا تہا اُس سے بعد سکہون نے اسکو تین بار
لوٹا اور بیچراغ کردیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اسقدر ر ہشین اس محلے

کی دیوارون اور بنیادون سے نکالی گئین کہ ہزارون محل تیار ہوگئے دفینے
بہی نکلے زکریا خان بہادر کے قبرستان کی عمارت جو لاکہا روپے کی تہی اُسپر زمیندارون
نے قبضہ کرلیا اور گاؤن بناکر خود اُسمین آباد ہوگئے اس سبب سے اُس عمارت
مین سے کسیقدر عمارت خشت فروشون کی دستبرد سے بچگئی اُس گاؤن کا
نام فی زمانہ حال بیگم پورہ ہی اُس عمارت کے اندر دو درجے ہین ایک بیرونی
دوسرا اندرونی بیرونی درجے کے وسط مین بہی قبرین مردانی ہین اور اندرونی
درجے مین زنانی جن پر لاکہون روپے کا سنگ مرمر تہا وہ سب مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے اتروالیا اندرونی درجے مین ایک عالیشان چینی کار دوہرے درجے
کی مسجد ہی یہ مسجد نواب زکریا خان کی یادگار ہی دوسرا مقبرہ حضرت ایشان
اور ایک خستہ مسجد اسی محلے کی یادگار موجود ہی اس محلے کی بقیہ عمارت
جو کسی سے گر نہین سکی دیکہکر انسان حیرت مین آجاتا ہی کہ جب یہ محلہ
آباد ہوگا تو کیا صورت ہوگی ✤

محلہ چوک دارا شکوہ

اس عالیشان محلے کی بنیاد شاہجہان بادشاہ کے عہد مین دہلی دروازے
کے باہر رکہی گئی اور شہزادہ دارا شکوہ پنجاب کے جاگیردار نے یہ محلہ آباد کرکے
محلہ کے وسط مین ایک وسیع چوک پختہ بنایا چارون طرف چوک کے چار عالیشان
دروازے رکہے گئے اور دروازون کے چپ و راست دوہری دوکانین پختہ
دومنزلہ بنائی گئین غرض کہ وہ چوک ایسی خوبی وخوش اسلوبی کے ساتہہ
بنا کہ تمام ہند مین اُسکا ثانی نہ تہا بڑے بڑے ساہوکار تجار کی اُس مین
کوٹہیان تہین لاکہون روپے کا بیوپار ہوتا تہا ہر جنس کے مال و غلہ کا
ذخیرہ رہا کرتا تہا اخیر عہد چغتائی تک یہ چوک آباد رہا جب بادشاہ گردی ہوئی

اور بخوف غارت مال کا آنا بند ہو گیا تو بیوپاریون کی آمد و رفت بکلی موقوف ہوئی موجودہ مال لٹ گیا ساکنین چوک چھوڑ کر بھاگ گئے تو چوک ویران ہو گیا محلہ اُجڑ گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت بہی بہت سی عمارت اس چوک کی باقی تہی جنکو کشمیریان خشت فروش نے گرایا بنیادین نکالین انگریزی عہد مین وہ کہنڈر میان محمد سلطان ٹہیکہ دار کو ملگئے گویا اینٹ کی کان ہاتہہ آگئی اُس نے اُسکی بنیادون سے ہزارہا روپے کی اینٹین نکلوائین اور لنڈہ بازار و سرائے کی تعمیر مین وُہی اینٹین صرف کین گئی کوٹہیان بنائین غرض اس خطہ مین جسقدر اینٹین تہین سب نکلوالین دارا شکوہ کی ایک مسجد عالیشان جو چوک کے متصل تہی وہ البتہ قائم تہی انگریزی عہد مین اُسمین ایک انگریز نے کوٹہی بنالی تہی وہ بہی محمد سلطان نے اینٹون کی طمع سے لے لی اُسکے چار طرف کے حجرے جو مسجد کی کرسی کے اندر بنے ہوئے تہے گرائے مسجد کے دو گنبد گرا چکا تہا کہ اُسکی عمر کا خاتمہ ہو گیا اب اُس مسجد کا ایک گنبد بدستور ہی باقی گرچکی ہی لوگون مین مشہور ہے کہ اگر محمد سلطان اس مسجد کو نگرواتا تو اُسکا کارخانہ برہم و درہم نہوتا یہ اسی مسجد کے گروانے کی نکبت ہی جس سے وہ قرضدار ہو گیا تمام جائداد رہن پڑگئی کارخانہ بگڑ گیا تندرستی مین فرق آگیا اور سالہا سال بیمار رہکر مر گیا +

تیسرا حصہ

اس حصہ مین تشریح اُن مکانات اندرونی بیرونی شہر لاہور کی ہی جو زمانہ سلف مین تعمیر ہوئے اور اب تک باقی ہین از قسم عمارات حویلی و باغچہ و مقبرہ و مسجد و مندر وغیرہ اسمین تین قسمین ہین پہلی قسم مین ذکر اُن مکانات کا جو ہندؤن کے مذہب سے متعلق ہین دوسری قسم مین

ان مکانات کا تذکرہ جو ملت اسلام سے علاقہ رکہتے ہین تیسری قسم
بین تفصیل اُن مکانات کی جو کسی اہل مذہب و ملت سے متعلق نہین +

پہلی قسم

اُن مکانات کے ذکر مین جو ہندؤن کے مذہب سے متعلق ہین

واضح ہو کہ پرانی عمارت کے مندر اور ہندؤن کی عمارت گاہین بہت ہین جنکا شمار
نہین ہو سکتا چہوٹے چہوٹے شوالے و ٹہاکر دوارے و دیوی دوارے بیشمار ہین
ان مین سے قدیم و جدید دونو قسم کے ہین مگر سکہی عہد مین پُرانی عمارت
کے مندر بہی از سر نو بنائے گئے تہے جنکی عمارت تازہ نظر آتی ہی بعض مندر
جو اُن سے نامی گرامی ہین اور خاص و عام وہان جاکر پوجا کرتی ہین اس قسم مین لکہے جاتے ہین +

شوالہ یا واٹہاکر

یہ عالیشان شوالہ مسجد وزیر خان کے شمال کی طرف واقع ہی صرف بازار کا فاصلہ
درمیان ہی دروازہ اسکا جنوب کی سمت ہی ڈیوڑہی سے گزر کر جب انسان اندر
جاتا ہی تو ایک وسیع صحن آتا ہی صحن کے وسط مین ایک مندر پختہ چونہ گچ عمارت
کا بہت بلند بنا ہوا ہی مندر کی سقف قالبوتی ہی اُسپر نہایت خوبصورت
گنبد مدور ہی اُسپر کلس طلائی عجیب خوشنما معلوم ہوتا ہی مندر کا غربی دروازہ
ہی اور اندر سنگ مرمر کا فرش ہی فرش کے وسط مین ایک چبوترہ ایک بالشت
اونچا بنا ہی اُسپر شب جی مہاراج کا لنگ نصب ہی اور جلہری بہی رکہی ہی جلہری
پر ہستی گاگر یعنی سبوچہ پُر آب ہمیشہ رکہا رہتا ہی گنبد کے اندر کی دیوارین
منقش ہین مندر کے باہر صحن کی چار سمت خشتی قالبوتی چونہ گچ سہ درے
چار دالان ہین اور دالانون کی بغلون مین مقطع کوٹہریان سادہون کے

رہنے کے لئے بنی ہوئی ہین صحن کے اندر دو کلان درخت ایک بڑہ اور دوسرا
پیپل کا ہی یہ دونو درخت بہت بلند سر بفلک کہڑے ہین اُنکے زیر سایہ تمام مکان
ہے خاص مندر کے چپ و راست دو سماد ہین پختہ چونہ گچ گنبد دار پہلی مہنتون
کی بنائی گئی ہین جنکا نام بسبب گذرنے عرصہ دراز کے معلوم نہین گوشہ شمال
ومغرب مین ایک مسقف چاہ ہی جس سے پانی کہینچا جاتا ہے اور ایک سمادہ
مغربی دالان کے گوشہ جنوب مغرب مین بنی ہوئی ہے اس سمادہ والے کا نام
ونہکا سائین تہا مست ومجذوب پہرا کرتا تہا اسی شوالہ مین اُسکی سکونت تہی
اور اسی گوشہ مین جائے نشست تہی جب مرگیا تو اُسی نشیمن پر اُسکی سماد بنائی گئی
یہ سمادہ سمت ۱۹۰۱ بکرمی مین مرا تہا یہ احاطہ عہد شاہان اسلام مین مسجد وزیرخان
کے متعلق تہا کرایہ کی آمدنی مسجد کے اصراف مین صرف کی جاتی تہی جب سلطنت
جاتی رہی تو تین حاکمون کے وقت باواٹہاکر نے اسجگہ سکونت اختیار کی اور گوجر سنگہ
احدالحاکم سے اجازت لیکر چہوٹا سا شوالہ کچی پکی عمارت کا بنوالیا مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے دور دوران مین راجہ دینا ناتہہ نے یہ موجودہ عمارت
بنوائی بہت سا روپیہ خرچ کیا اور اپنی یادگار زمانہ ناپائدار مین چہوڑ گیا اس
مندر کے متعلق کوئی روزینہ یا جاگیر سرکار سے مقرر نہین ہے معتقد ہندو
روزمرہ یہان آکر ماتہا ٹیکنے اور چڑہاوہ چڑہانے ہین اُسی پر پوجاریون کا
گزارہ ہے کنور نرنجن ناتہہ راجہ دینا ناتہہ کا بیٹا سادہون کی خدمت کرتا ہے
اور پنڈت کشمیری بہی خبر رکہتے ہین *

شوالہ راجہ دینا ناتہہ راجہ کلانور

یہ عالیشان مندر شہر لاہور مین کوتوالی کے متصل سر بازار واقع ہے عمارت
دو منزلہ بلند اور گنبد سر بفلک دور سے نظر آتا ہی بازار کی طرف اسکے نیچے کی منزل مین

دو کانین ہین جنمین کرایہ دار بیٹھتے ہین اوپر کی منزل مین دو بخارچے بازار کی طرف
اور چند دریچے ہین جو نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین تمام دیوار دومنزلہ بازار
کی طرف چونہ گچ سفید ہے اور اُسپر اوتارون و دیوتاؤن کی تصویرین لکھی
ہین مندر کے دو دروازے سنگین عالیشان ہین ایک شرقی دروازہ
اندر کوچہ کے دوسرا شمالی یہ بھی کوچہ کے اندر ہے شرقی دروازہ بند رہتا
ہے شمالی سے آمد و رفت جاری ہے لال پتھر کی چوکھٹین اور زینے بھی
اُسی پتھر کے ہین زینے سے چڑھکر اوپر جائین تو کھلا ہوا صحن آتا ہی اس صحن کے
چارونطرف قالبوتی دالان اور بغلون مین کوٹھریان جنوبی دالانون
مین بخارچے و دریچے بازار کی طرف کھلے ہوئے ہین اور جائے نشست امیرانہ فرش
فروش سے آراستہ شمالی حصہ مین چاہ ہی غربی سہ درہ دالان کے اندر نقارہ کلان
اور نفیری و گھڑیال وغیرہ آرتی کا سامان رکھا ہی روزمرہ آرتی صبح کے چار بجے
اور شام کے سات بجے ہوتی ہی مختلف اوقات مین بھی جب کوئی امیر آکر پوجا کرتا
ہی آرتیان ہوتی ہین کوئی وقت پوجا سے خالی نہین جاتا دالانون کی بغلون مین
جو کوٹھریان ہین وہ سادہون کے آرام و آسایش کے لئے بنی ہین باورچی خانہ و
فراشخانہ وغیرہ علیحدہ علیحدہ مکانات ہین صحن کے وسط مین کمر تک بلند چبوترہ
سنگین بنا ہی اور اُسپر شوجی مہاراج کا مندر نہایت منقطع خوبصورت پختہ عمارتہ
کا تعمیر ہوا ہی تین دریچے ہین اور دو طرف زینہ آمد و رفت کے لئے پتھر کا
بنا ہی اکثر آمد و رفت پوجا کرنے والون کی شمالی دروازے سے ہوتی ہی جنوبی
دروازہ بھی اگرچہ کھلا رہتا ہی مگر آمد و رفت کم ہی دروازون کی چوکھٹین سنگ
مرمر کی ہین مندر کی دیوارون پر بیشمار تصویرین دیوتاؤن کی تحریر ہین
چھت مندر کی قالبوتی منقش اور چھت کے اوپر عالیشان گنبد مدور

نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی اُسکے اوپر طلائی کلس چمکتا ہوا طراوت بخش دیدۂ
اہل بصیرت ہی مندر کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور فرش کے وسط مین ایک
چبوترہ سنگین خورد بنا ہوا ہی جسپر شوجی مہاراج رکھے ہین اوپر ستی جلہری اور
جلہری پر گاگر ستی رکہی ہی جسمین پانی بہرا رہتا ہی اور گاگر کے سوراخ سے قطرہ
قطرہ پانی شوجی پر پڑتا رہتا ہی پوجا کا پانی غرقی مین جاتا ہی اس مندر مین شوجی
کی پوجا ہر وقت ہوتی رہتی ہی بہت لوگ روز مرّہ پرستش کیواسطے آتے ہین خصوصاً
پنڈتان کشمیری تو بہت یہان ہی حاضر ہوتے ہین دیوان اجودہیا پرشاد و بیجناتہہ و
راجہ دینا ناتہہ کے خاندان کا پرستشگاہ تو یہی شوالہ ہی سوموار یعنی دوشنبہ کے
روز خاص پوجا ہوتی ہی پوجا اور آرتی کیوقت نفیری و گہڑیال و نشتری کبہی
بجائی جاتی ہین اور اسقدر شور ہوتا ہی کہ کوئی کسی کی بات نہین سن سکتا۔
یہ مندر راجہ دینا ناتہہ بہادر راجہ کلانور و دیوان ملکی سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے اپنی دیوانی کے عہد مین بنوایا تہا اور بنیاد یادگار دنیاے ناپایدار مین چہوڑ
مرا جسکے باعث سے اب تک اُسکا نام خیر سے یاد کیا جاتا ہی یہ شوالہ پہلے زیادہ
وسیع تہا مگر جب سنہ ۱۸۵۰ء مین نہارت ل صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور
نے موجودہ حال کوتوالی کے مکان کو بنوانا شروع کیا تو کوتوالی کے سامنے
بازار کو وسیع کرنا منظور ہوا تو اس شوالہ مین سے بہی زمین لیگئی اور دیوار جنوبی
شوالہ کی گراکر پیچہے ہٹائی گئی اور زمین کوتوالی کے میدان کے لئے نکالی گئی۔
اس شوالہ کے اخراجات کیواسطے کچہہ زمین و روزینہ سرکار سے مقرر ہی دوکانات کا
کرایہ بہی آتا ہے پنڈتان کشمیری بہی خدمت کرتے ہین خصوصاً دیوان نرندناتہہ
خلف دیوان بیجناتہہ و کنور نرنجن ناتہہ خلف راجہ دیناناتہہ کافی خرچ اس
مندر کا دیتے ہین جس سے مندر کی رونق روز افزون ہی سادہ فقیر

سنت جو آجاتا ہی اُسکو بہی مندر کی طرف سے کہانا دیا جاتا ہے +

شوالہ بخشی بہگت رام

لاہور کے عالیشان مندرون مین یہ شوالہ بہی مشہور و معروف عبادت گاہ ہے عمارت نہایت پختہ و سنگین دو بر پا ہی اور مکان دو منزلہ مندر اوپر کی منزل پر واقع ہی جہان سیڑہیان چڑہ کر جاتے ہین بانی اسکا بخشی بہگت رام مہاراجہ رنجیت سنگہ والی پنجاب کے لشکر کا بخشی تہا تمام فوج پیادہ جسکی تعداد ستر ہزار سے کم نہ تہی اسی کے ہاتہہ سے تنخواہ پاتی تہی مہاراجہ کے دربار مین اسکی عزت و توقیر بہت تہی یہ شخص نہایت نیک نیت حلیم الطبع مخیر فیضرسان آدمی تہا فقرا و غربا کو اکثر اوقات خیرات دیا کرتا برہمنون کو ہزارون روپیے بانٹ دیا کرتا تہا تمام عمر اُس نے عالیجاہی و امیر الامرائی مین گزرانی مگر آخری عمر مین کارخانہ امارت کا برہم و درہم ہوگیا مختصر حال جسکا روسا کے ذکر مین لکہا ہے +

بخشی بہگت رام نے اپنی امارت کے وقت یہ مندر بہت سا روپیہ خرچ کرکے بنوایا اور اپنا یادگار عالم فانی مین چہوڑ گیا اُسنے اس شوالہ کے خرچ کے لئے چارسو روپیہ سالانہ کا گاؤن اپنی جاگیر سے الگ کر دیا تہا مگر بسبب اسکے کہ وہ تقرری بخشی کی طرف سے تہی سرکار کی طرفسے نہ تہی وہ گاؤن بہی بوقت ضبطی جاگیر ضبط ہوگیا اب خرچ اس شوالہ کا لالہ جمعیت رائے بخشی کا بیٹا کرایہ مکانات کی رقم سے دیتا ہی علاوہ اسکے پوجا کرنے والے بہی خدمت کرتے ہین بلکہ کہتری بان گوٹ سیرین کی برادری مین جو شادی ہوتی ہی فی شادی آٹہہ آنہ اس شوالہ مین چڑہاتے ہین یعنی چار آنہ برات کے چڑہنے کیوقت اور چار آنہ عروس کے گہر لانے کیوقت دیتے ہین یہ رقم پوجاری لیتا ہی + اس مندر کے باہر سے کرسی بہت اونچی ہی چہہ سڑہیان چڑہ کے اوپر جاتے ہین دو طرفہ

سیڑھیان شرقی غربی سرخ پتھر کی بنی ہوئی ہین اور دو تصویرین سنگ سرخ کی
بیلون کی اُنکے درمیان ایک ہاتھی اور مگرمچھ کی سنگی تصویر ہے جو باہر کے زینہ
کی دیوار پر نصب ہے اُسکے اوپر چار زینہ اور ڈیڑھ گز تک بلندی دیگر سنگ
سرخ کی چوکھٹ لگائی گئی ہی دروازے کے اوپر گنیش جی کی مورت سنگ مرمر
کی نصب ہی اور چپ و راست ہنومان و بھیروجی کی سنگی تصویرین لگائی گئی ہین
دروازے سے گزر کر ایک وسیع صحن آتا ہی صحن کے اندر پتھر کا فرش نہایت
مکلف بنایا گیا ہی صحن کے شرق کی طرف تین زینہ دیکر ایک گز اونچا چبوترہ سنگ
سرخ کا ہی جسکے دونو طرف نہایت خوشنما کٹہرے سنگ مرمر کے لگائے گئے ہین اُسکے
اوپر ڈیڑھ ہاتھ کی اونچائی کا چبوترہ جگ موہن کا قایم ہوا ہی جگ موہن کے
ستون سنگ سرخ کے اور فرش سنگ مرمر کا ہی اُسمین تین تصویرین سنگ مرمر
کی رکھی ہین ایک نندی گن یعنی شوجی کے بیل کی اور دو مورتین سوام کارتک
فرزندان شوجی کی جو ہر دو جانب دروازے اندرونی کے رکھی ہین اس جگ موہن
کی سقف اندر کی طرف بیل بوٹے سے آراستہ اور چھت کے اوپر سات کلس
طلائی معہ سات سورج کھیون مرصع کے لگے ہوئے ہین جس سے جگ موہن کی زینت
دوچندان ہی جگ موہن کے آگے بڑھ کر خاص مندر شوجی کا آتا ہی مندر کی
عمارت سب پتھر کی دہلیز پتھر کی فرش بھی اندر پتھر کا ہی وسط مین مندر
کے ایک بالشت بلند سنگ مرمر کی چوکی بنائی گئی ہی جو پتھر کے بیل بوٹون
سے منقش ہی اُسکے اوپر ایک ہاتھ بلند جلہری سنگ مرمر کی نصب ہے اُسکے اوپر
جلوس شوجی مہاراج کا ہی مندر کے دو طرف دو دریچے ہوادار رکھے ہین اور
خاص چوکی کے چارون کونون پر ایک چوپائی برنجی ہی اور چوپائی پر بڑا مٹکا
برنجی پانی کا بھرا ہوا دھرا رہتا ہی جس سے رات دن پانی قطرہ قطرہ شوجی پر

پڑا رہتا ہی اور مٹکے کے اوپر ایک سائبان کمخواب سرخ کا ہمیشہ تنا رہتا ہے
مندر کے اندر سوائے لنگ مہادیو کے سنگی مورتین شوجی و پاربتی کی رکہی ہوئی
ہین جنکی پرستش ہوتی ہی اس مندر کے نیچے غرفی پختہ بنی ہوئی ہے جسمین پوجا
کا پانی جاتا ہی مندر کی دیوارین اندر باہر سے سنگ مرمر کی ہین اُنمین کاٹے
پتہر کے نقش ہین اُن نقشون سے زینت مندر کی دوبالا ہی مندر اور جگموہن
مین فرش سنگ مرمر کا ہی سیڑہیان مندر کی بہی سنگ مرمر کی ہین مندر کی
سقف قالبوتی ہی اور اُسپر طولانی گنبد نہایت بلند بنایا گیا ہی بہت سے طلائی
کلس موقع موقع کی برجیون پر نصب ہین سب کلس طلائی شمار مین اکسٹہ
ہین بڑا کلس جو مندر کے سر پر نصب ہے پانچ ہاتہہ لمبا مع گہڑیون اور طلائی
جہنڈی کے ہے۔ باقی کلس طلائی چہوٹے ساٹہہ عدد گنبد کے چپ و راست
نہایت خوبی کے ساتہہ منصوب ہین مندر کے صحن مین سنگ سرخ کی سلین
لگائی ہوئی ہین اُسمین ایک چبوترہ خوش قطع سنگ مرمر کا دو گز طول اور
دو گز عرض کا بنا ہوا ہی اس چبوترے کا نام دہرم شلا ہی اسواسطے کہ بخشی
بہگت رام اسپر بیٹھکر برہمنون کو دان دیتے تہے اسی چوک یعنی صحن مین
دروازہ بیرونی کے محاذ مین جانب دیوار جنوبی سمادہ طلائی بخشی بہگت رام
کی بنی ہوئی ہی اور اُسکے پاس ایک قلمی تصویر بخشی مذکور کی لٹکائی ہوئی
ہے جو لوگ پوجا کو آتے ہین اُسکو دیکہتے ہین اس صحن کے غرب کی طرف چونہ گچ
محرابی خشتی دالان وسیع بنا ہوا ہی جسکی چہت چوبی منقش ہی اُسمین پجاری رہتے
ہین اُس سے آگے بڑہ جائین تو ایک راستے سے ہو کر چاہ کے احاطہ مین
جا پہنچتے ہین اور وہ چاہ بہت چوڑا متعلق شوالہ کے ہی دالان کی نہایت عمدہ
چونہ گچ عمارت ہی اور بطرف شمال سر راہ بخارچہ مقطع نشستگاہ بنائی گئی ہی بخارچے

مین تین دریچے ہین مندر کے باہر صحن کے جنوبی حصے مین بیرونی دروازے کے
شرق کی سمت کو ایک پختہ دالان اسی زیب و زینت کا ہی اور ایک بخارچہ اسمین
بھی سر راہ بنا ہوا ہی علاوہ اسکے تیرہ فوارے اور ایک چادر بھی تین فوارے کلان
اور چادر سنگ سرخ کی جانب شمال ہی اور دس فوارے جانب جنوب انمین سے
پانچ تو بالاخانہ پر لگائے گئے ہین جنکا پانی جھلنی لگانے سے خاص شوالہ کے اوپر
برستا ہی ان فوارون مین پانی اس چاہ سے آتا ہے جو حویلی کلان مین ہے اور دو
حلقہ چاہ آبنوشی لگائے گئے ہین چاہ کے پاس ایک سرد خانہ زیر زمین خوبصورت
بنا ہوا ہے ایک دروازہ اسکا کوچے کی طرف اور دوسرا شوالہ کی سمت سے
ایک دریچہ چاہ کے اندر رکھا گیا ہی - ان مکانات کے علاوہ چھہ کوٹھریان
پجاریون کے آرام کیواسطے بنائی گئی ہین - اس شوالہ مین دو وقت آرتی ہوتی ہے
بڑا نقارہ اور گھڑیال اور گھنٹے اور نفیری اور ناقوس رکھے ہوئے ہین - اس مندر
مین سنگین مورتین اور بھی بخارچون وغیرہ مکانات مین رکھی ہین ایک مورت
بشن جی دوسری لچھمی جی تیسری گرڈ جی چوتھی پاربتی کی پانچوین گنیش جی
چھٹی سورج کی مورت ساتوین اور گنیش جی کی آٹھوین دیوی اشٹ بھوجی
کی نوین سرستی جی کی دسوین رامچندر جی کی گیارھوین سیتا جی کی بارھوین
کرشن جی کی اور بھی مورتین خورد کلان ہین یہ شوالہ سمت ۱۹۰۰ بکرمی مین
تعمیر ہوا اور تاریخ اختتام مندر پر لکھی ہی - ایکے سال مین جو اس کوچہ مین سرکار
کے حکم سے آب رسانی کا نلکہ لگایا گیا تو بسبب ٹوٹنے نلکے کے شوالہ کی بنیاد (؟)
مین پانی گیا بہت سا نقصان ہوا شوالہ کی دیوارین بہت جگہ سے شق
ہوگئین بظہور اس امر کے جمعیت رائے بخشی بھگت رام کے بیٹے نے سرکار
مین عرضی گزرانی تحقیقات ہوئی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و محکمہ واٹر سپلائی

کے حکام موقع پر آئے نلکہ کہدوا یا گیا اور ثابت ہوا کہ فی الحقیقت پانی
نلکے کا شوالے کی بنیادون مین گیا ہی اور شوالے کی مرمت کے لئے پانسو روپے
نقد جمعیت رائے کو ملا اور اُس نے دوبارہ مرمت شوالے کی کردی +

گردوارہ جنم ستہان گرو رامداس

یہ عبادت گاہ سکہی مذہب سے متعلق ہی سکہ لوگ اس متبرک مکان کا کمال ادب
کرتے ہین اور عام و خاص ہندو بہی پرستش کے لئے حاضر ہوتے ہین اور
اسجگہ کو نہایت پاک تصور کرتے ہین جس مقام پر گرو رامداس صاحب مذہب سکہی
کے جانشین چہارم کا جنم ہوا تہا یعنی وہ اس جگہ پیدا ہوئے اور اسی جگہ پرورش
پائی خاص جائے سکونت گرو رامداس کے ماباپ کی اسجگہ پر تہی پہر بسبب انقلاب
زمانہ وہ لاہور سے نکل کر گوبندوال مین جا رہی جسجگہ گرو امرداس تیسرا جانشین
قیام پذیر تہا اور وہان ہی شادی گرو رامداس کی امرداس کی لڑکی کے
ساتہہ ہوگئی - پہلے اسجگہ چہوٹا سا مکان تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی اخیر
عملداری مین گرو کے سکہون کی توجہ اسطرف ہوئی اور مہاراجہ کے حکم سے
محلہ سوداگران کے مکانات جو اسکے ساتہہ ملحق تہے لے لئے گئے اور زمین کو وسعت
دیکر اس عالیشان مکان کی تعمیر کی بنیاد رکہی گئی اور ایکسال کے عرصے مین بنکر
تیار ہوگیا اور ایک معقول خوبصورت عبادت گاہ بنگئی - یہ مکان بازار چونی منڈی
کے جنوبی لین مین واقع ہی سر بازار ایک عالیشان دروازہ پختہ بنا ہوا ہی اور
ڈیوڑہی مین زینہ ہے اس زینے سے چڑہ کر جب اُوپر جا مین تو ایک وسیع صحن
آتا ہی جسکے گوشہ شمال و مغرب مین چاہ ہی اور اسی صحن مین ایک پیپل کا درخت
ہے اور ایک علم یعنی جہنڈا کہڑا کیا گیا ہی صحن کے شرق کی طرف زینہ دار چبوترہ
پختہ خشتی چونہ گچ منقش ہے یہ عالیشان عمارت دربار امرتسر کی قطع پر بنی ہوئی ہے

چارون طرف چار دروازے ہین بیچ مین اگرچہ گنبد نہین ہی مگر چار دو منزلہ شاہ نشینان نہایت خوبصورت چارون طرف ہین اور بذریعہ زینہ کے انپر لوگ جاتے ہین وسط مین مکان کے فرش مکلف بچہار ہتا ہی اور گرنتھہ صاحب بکمال آداب رکہا رہتا ہی سکہہ لوگ کثرت کے ساتہہ وہان آکر جبین سائی کرتے ہین دو وقت روزمرہ گرنتھہ پڑہا جاتا ہی اور معتقد لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین گانا بہی ہوتا ہی اور قوال موحدانہ کافیان گاکر لوگون کو محظوظ کرتے ہین آٹھوین روز اتوار کے دن تیسرے پہر بڑا مجمع زن و مرد کا ہوتا ہی اور گروؤن کے گرنتھون کا انتخاب پڑہا جاتا ہی شبد توحید آمیز گائے جاتے ہین غرض کہ جلسہ لایق دید ہوتا ہی ابکے ہولیون کے دنون مین سنگہ سبہا کے ممبرون نے یہان بڑا جلسہ کیا تہا تمام مندر اور بازار مین روشنی کی اور تمام رات شبد گاتے رہے تہے فی الحال پجاری اس گردوارے کا جے سنگہ اور ممد و معاون جلسہ کا ایک شخص کنہیا لال ہے حقیقت مین یہ دونو لایق شخص ہین +

مکان دہرم سالہ باباخدا سنگہ

یہ مکان دہرم سالہ چونی بازار کے سرِرہ ایک مشہور و معروف مکان ہی سکہون کیوقت مین اسکی بنیاد رکہی گئی بانی اسکا باباخدا سنگہ ایک سکہہ موحد فقیر تہا کبہی مستانہ برہنہ تن پہرا کرتا تہا کبہی ہوش مین آجاتا اُس نے دور دور تک سیر کی اور ملکون مین پہرا کابل مین جاکر وہ کئی سال رہا امیر دوست محمد خان باوجودیکہ متعصب مسلمان تہا مگر اُسکی خاطر بہت کرتا تہا اب ۱۸ برس ہوئے ہین کہ خدا سنگہ مرگیا ہی - اصلی نام اُسکا جسونت سنگہ تہا جب فقیر ہوگیا تو خدا سنگہ نام رکہہ لیا - اب بہائی پریم سنگہ اُسکا چیلہ جانشین اُسکا موجود ہی یہ پریم سنگہ اپنے گرو خدا سنگہ کی بڑی بڑی کرامتین بیان کرتا ہی جنکا بیان طول طویل ہے +

یہ دہرم سالہ پختہ چونہ گچ مکلف مکان بنا ہی شمال کی طرف دروازہ ہی دروازے اندر جائیں تو ایک کہلا ہوا صحن آتا ہی جسکے چارون طرف پختہ مکانات ہین شمال کی طرف ایک نشستگاہ عمدہ مکلف بنی ہوئی ہی اور تین دریچے بازار کی طرف ہین اسمین گرنتہہ رکہا رہتا ہی اور بہائی پریم سنگہ گدی نشین کی نشست بہی اسی بیٹہک مین ہی صحن کے شرق وجنوب کی طرف پختہ مکان بنے ہوئے ہین جسمین فقرا رہتے ہین عزلی گوشہ مین چاہ ہی ہر روز تیسرے پہر یہان بہجن گایا جاتا ہی بیشمار مرد عورتین حاضر ہوکر مستفید ہوتے ہین اور گرنتہہ پر چڑہاوا چڑہا جاتے ہین فقرا کا گذارہ صرف معتقد لوگون کی خدمت و نذرانہ پر ہی مسافر فقیر بہی اگر آجائے تو اُسکو بہی کہانا ملتا ہی بہائی پریم سنگہ جانشین خدا سنگہ کا بہی متبرک و خلیق آدمی ہے اور اسی کے سبب سے یہ مکان بخوبی آباد ہے ✚

ٹہاکردوارہ راجہ تیجا سنگہ

یہ ایک عالیشان مندر موتی بازار کے اخیر پر سر بازار بنا ہوا ہی مکان پختہ عمارت کا چونہ گچ سنگین ہی عمارت اسکی قدیم نہین بلکہ جدید ہی کہ راجہ تیجا سنگہ افسر فوج سکہی نے اسکو انگریزون کی عملداری مین بنوایا تہا جسکو پچیس برس کا عرصہ گذرا ہے پہلے یہان ایک حویلی کہنہ عمارات قدیمہ مین سے تہی اُسکو گرواکر راجہ تیجا سنگہ نے یہ مندر بنوایا اور بہت سا روپیہ اس کار خیر پر خرچ کیا یہ مندر دو منزلہ ہی پہلی منزل مین بازار کی طرف دوکانین ہین جنکا کرایہ راجہ ہربنس سنگہ راجہ تیجا سنگہ کا وارث وصول کرکے مندر کے اخراجات مین صرف کرتا ہی شمالی رستہ بازار کے طرف مندر کا دروازہ ہی جسمین چوکہٹ پتہر کی لگی ہوئی ہے دروازے کے آگے ڈیوڑہی اور ڈیوڑہی کے آگے سیڑہیان ہین سیڑہیان چڑہکر جب اوپر جائیں تو کہلا صحن مربع نہایت خوشنما آتا ہے اس صحن کے چارون طرف

محرابی خشتی چونہ گچ دالان بنے ہوئے ہین اور صحن مین پختہ فرش صحن کے وسط مین ایک چبوترہ پختہ سنگین کسیقدر بلند بنا ہوا ہی اُسپر مندر کی عالیشان عمارت ہی مندر کے دروازے کے آگے برآمدہ پختہ سنگین الیسا عمدہ و مقطع و خوشنما ستوندار بنا ہی کہ دیکھکر انسان کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے مندر کے اندر کی عمارت سنگین منقش ہی اور ایک خوشنما طاقچہ سنگ مرمر کا جسمین دو تصویرین پتھر کی رکھی ہین ایک تصویر تو سری کرشن جی مہاراج کی ہی اور دوسری رادھکا جی کی ان دونو تصویرون کو نہایت قیمتی پوشاک اور قیمتی زیور پہنائے گئے ہین صبح و شام صدہا ارادتمند اس مندر مین آکر کرشن بھگوان کا درشن کرکے سعادت دارین حاصل کرتے ہین مندر کی چھت کے اوپر مستطیل صورت کا بہت بلند گنبد ہے تین منزل مین اسکی بلندی منقسم ہی پہلی منزل کی صورت گول ہی اور باقیماندہ پہلدار گنبد کے اوپر بڑا بھاری طلائی کلس اور طلائی گھڑیان لگی ہوئی ہین جو نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہین اس مندر کا سرپرست راجہ ہربنس سنگھ رئیس شیخوپورہ ہی جو اس مندر کے بانی راجہ تیجا سنگھ کا جانشین و وارث ہی تمام اخراجات اس مندر کے وہی دیتا ہی پہلے اس ٹھاکردوارے مین ایک خداپرست کامل مکمل سادہ شب نامی نام قیام پذیر تھا جسکے پاس اکثر لوگون کا رجوع تھا دن رات صدہا لوگ اُسکے پاس آتے اور فیض پاتے تھے ٹھاکردوارے کی رونق بھی اُسکے سبب سے دوبالا تھی اب چندسال سے وہ یہان سے چلا گیا ہے اور دمودر نام ایک پنڈت مہنت مقرر ہوا ہی جسکے متعلق خدمت مندر کی ہے ✦

شوالہ گلاب داس جمعدار

یہ شوالہ مستی دروازے کے اندر جمعدار خوشحال سنگھ کی حویلی کی پشت پر ہے بانی اسکا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار مین جمعدار تھا بازار کی طرف اس شوالہ

کے متعلق چودہ دوکانین ہین اور صحن بہت وسیع اور عمارت مندر کی سنگ سرخ
اور پختہ چونہ گچ بنی ہوئی ہے مندر کے اوپر گنبد تمام مطلا کیا ہوا ہی جو نہایت
خوشنما معلوم ہوتا ہی سرپرست اس مکان کا کوئی نہین ہی سوای ایک شخص
بالکشن نام برہمن کے کہ وہ مندر کی خدمت کرتا ہی اور کرایہ جو دوکانون سے
وصول ہوتا ہی اپنے گزارہ معاش مین خرچ کرتا ہی کسی وقت یہ مکان بہت بڑا
بنا ہوگا مگر اب بے مرمت وخراب پڑا ہے +

دہرم سال کوکہ

موتی بازار کی غربی لین مین یہ مکان واقع ہی مکان اگرچہ مختصر ہے مگر اجتماع کوکہ
مذہب کے سکہون کا وہان رہتا ہی اور گرنتھہ صاحب وقت پڑہا جاتا ہی بہائی لکہن سنگہ
کوکہ اس دہرم سال کا مہتمم ہے یہ مکان قدیم نہین ہے پندرہ سال کا عرصہ
ہوا ہی کہ یہ دہرم سال بنایا گیا اور کوکہ مذہب کے لوگ یہان آکر عبادت کرنے لگے
اس روز سے چار پانچ برس تک نہایت رونق رہی جب کوکون نے مالیر کوٹلہ مین
فساد کیا اور سزایاب ہوئے اور رام سنگہ کوکہ گرو کوکون کا مقید ہوکر رنگون
بہیجا گیا تو اس دہرم سال کی رونق بہی جاتی رہی - مکان کا دروازہ شرق
کی طرف ہی اور دروازہ کے اندر مختصر صحن ہی اسمین چاہ چرخی دار ہی اس صحن کے
شمال کی طرف ایک بڑا دالان پختہ عمارت چونہ گچ بنا ہوا ہی جسمین گرنتھہ صاحب
رکہا ہوا ہی اور معتقد لوگ اسکو پڑہتے ہین صحن سے غرب کی طرف ایک کوٹہری
پختہ بنی ہوئی ہی جسکا دروازہ دالان کلان کے اندر ہے شام کے وقت شہر کے
کوکے یہان آکر جمع ہوتے اور عارفانہ گیت گاتے ہین +

ہنومان جی کا مندر

یہ مندر موتی بازار مین سرراہ جانب شرق واقع ہے دروازہ زینہ دار غرب

کی طرف ہی جب دروازے سے اندر جائین تو دہنی طرف دوسرا دروازہ ہے
اور اُس دروازے کے اندر ایک کہلی سقف بیٹہک دریچہ دار ہی تین در تیجے
بازار کی طرف کہلے ہوئے ہین اس بیٹہک کی شرقی دیوار پر بہت بڑی تصویر
ہنومان جی کی بنی ہوئی ہی دوسری تصویر کرشن بہگوان جی کی ہی ہنومان جی کی
مورت پر سندہور ملا ہوا ہی اور کرشن جی کی مورت شام رنگ ہی ان دونو مورتون
کی پرستش کے لئے دونو وقت خلقت کثیر حاضر ہوتی ہی مندر نہایت عمدہ
منقش بنا ہوا ہی چہت بہی چوبی منقش ہی اس معندر کی پشت پر مہنت کے
رہنے کے لئے پختہ مکانات بنے ہوئے ہین اور اُنکے آگے کہلا ہوا صحن ہی جسمین
چاہ چرخی دار ہی اور ایک پیپل کا درخت ہی۔ یہ مکان پہلے گنیش داس و
مہیش داس ساہو بیراگی کا تہا پہر سیر انند صراف نے اپنا روپیہ صرف کرکے
اسکو تعمیر کیا جو ابتک موجود ہی اب پجاری اس مندر کا مسمی ٹہاکر داس ہی جو ہر روز
خدمت کرتا ہی اور آمدنی چڑہاوے سے اُسکا گزارہ ہی

شوالہ نرپولیہ والہ

یہ شوالہ لاہور کے مشہور و قدیم مندرون مین سے ہی اسکی قدامت مین کسی کو
کلام نہین لاہور کی آبادی جبسے ہوئی ہی اُسی روز سے یہ شوالہ ہی تجدید عمارت
کی وقت بوقت ہوتی رہی ہی خصوصاً سکہی عملداری مین اسکی سب عمارت نئی
بنگئی چونکہ پریم ناتہہ جوگی مدت العمر اسمین قیام پذیر رہا اسلئے یہ پریم ناتہہ
کے شوالہ سے مشہور ہوگیا پرستش اس شوالہ کی بہت ہوتی ہی دونو وقت
معتقد لوگون کا ہجوم مندر پر رہتا ہی لوگ نہایت اخلاص و اعتقاد سے یہان
آکر جبین سائی کرتے ہین اور چڑہاوہ چڑہاتے ہین۔ نرپولیہ بازار سے سمرلہ
بجانب شرق یہ عالیشان مندر واقع ہی دروازہ مکان بجانب غرب ہے

دروازے کے آگے بازار چہت کر ایک مکان نشستگاہ بنا ہوا تہا جسکے دونو طرف
دریچے تہے مگر حکام کے حکم سے مسمار کر دیا گیا ہی دروازے کی بائین طرف ایک دریچہ
ہی جسمین برہمن پانی پلانے والا بیٹھتا ہی تمام دن وہ لوگون کو پانی پلاتا رہتا ہی
دروازے سے جب اندر جائین تو تہوڑا صحن پٹا ہوا آتا ہی اُسکے شمال کی طرف چاہ
چرخی دار ہی اُسکے آگے شرق کو بڑہین کو کہلا ہوا صحن آتا ہی اُسکے گوشہ کلنی مین ہی
مندر ایک پختہ چبوترے پر نہایت مکلف و پختہ بنا ہوا ہی مندر کا دروازہ شمال
کی طرف ہی اور ایک دریچہ غرب کی طرف صحن مین کہلا ہی دریچہ مین سنگ مرمر کا
پنجرا لگا ہی اور چوکہٹ خشتی ہی مندر کے اندر وسط مین ایک اور خورد چبوترہ ہے
جسپر شوجی کا جلوس ہی چاندی کی جلہری نہایت مکلف خمدار بنی ہی اُسپر بہت
بڑی گاگر برنجی پر آب رکہی رہتی ہی زمانہ تحریر اس حال مین کوئی ہندو سنار پاپی
جو آیا تو ماتہا ٹیکنے کے بہانے اُس نے مندر کے اندر جا کر جلہری سیمین کا ایک
ٹکڑا کاٹ لیا اور بے خبر چلا گیا اس بات کے ظہار سے دہرم آتما لوگون کو کمال
افسوس ہوا اور کسیقدر روپیہ ارادت مند لوگون نے جمع کر کے جلہری کو سر نو
بنوایا چنانچہ اب وہ جلہری چار سو روپے کے وزن کی از سر نو تیار ہو گئی ہے
مندر کی دیوارین اندر سے پختہ چونہ گچ ہین اور قالبوتی چہت اُسپر عالیشان
گنبد کلس دار ہی سامنے مندر کے باہر صحن مین ایک پیپل کا درخت بہت بلند جسکی
شاخین مندر کے چوطرفہ عمارات سہ منزلہ و دو منزلہ سے بڑہ گئین ہین موجود ہے
شمالی و جنوبی دالانون مین سابق کے مہنتون کی سمادین پختہ بنی ہوئی ہین
صحن کی ملحقہ عمارتین شمالی و شرقی و جنوبی و غربی بہت بلند دو منزلہ سہ منزلہ
عمارتین نہایت مکلف و پختہ چونہ گچ و مقطع دریچہ دار بنی ہوئی ہین جس مین
جوگی پجاری مندر کے قیام پذیر ہین شمالی عمارت خصوصاً بہت بلند ہے

اُس سے ملتی ہوئی جو بازار کی شمالی و غربی دو کانین ہین وہ بہی مندر کی ملکیت ہین
اور کرایہ مہنت لیتا ہی غرض کہ اس مندر کی وسعت بین زمین اگرچہ کم ہی مگر عمارت
کثیر و منازل مین بلند ہی شہر لاہور کے ہنود بسبب قدامت اس متبرک مکان کے
دلی تعلق اس مندر کے ساتہہ رکہتے ہین اور بدل و جان پرستش کو حاضر ہوتے
ہین دولتمندی و قدر و توقیر ہین یہ مندر مرجع خاص و عام ہی مشہور ہے کہ اس
مندر کا باوا پریم ناتہہ جوگی گزرچکا ہی سب لوگ اسکی تعریف کرتے ہین اور اُسکے صاحب
باطن ہونے مین شک نہین کرتے اب اُسکا پوتا چہبیلا ناتہہ پجاری
مندر کا و صاحب اختیار ہے +

مکان باولی صاحب

یہ متبرک مکان عبادت گاہ سکہان لاہور کے مشہور و معروف مکانات مین سے
ہے وسعت اسکی بہی اور مکانات عبادت گاہون سے بہت بڑی ہی جب کوئی مجمع کسی
قسم کا ہنود مین ہوتا ہی تو یہی مکان انتخاب کیا جاتا ہی یہ عالیشان مکان ڈبی بازار
و کسیرا بازار و لوٹی بازار کے درمیان ہی چارون طرف اسکے بازار ہی شرق کی طرف
لوٹی یعنی لوہا بیچنے والون کا بازار شمال کو ڈبی بازار جنوب کو کسیرا بازار یعنی برتن
فروخت کرنیوالون کا بازار ہی غرب کی طرف بہی کہلا ہوا بازار ہی اسی طرف اس مکان
کا بڑا دروازہ ہی تین سیڑہی چڑہ کر انسان اس دروازے مین جاتا ہی دروازہ محرابی
عالیشان بنا ہوا ہی دونو طرف چوکیان ہین ڈیوڑہی کی سقف کے نیچے جنوب و
شمال کی طرف دو دالان محرابی ہین شمالی دالان کے شامل ایک کوٹہڑی ہے
اور جنوبی دالان مین زینہ ڈیوڑہی کے اوپر جانیکا جب زینہ کے اوپر جائین
تو ڈیوڑہی کی چہت پر بطرف شرق ایک شاہ نشین بنی ہوئی ہے جسکے تین در نیچے
محرابی مکان کے صحن کی طرف ہین ۔ جب ڈیوڑہی سے آگے گزرین تو

بہت وسیع میدان آتا ہی جسکے سامنے ایک چاہ چرخی دار ہی دروازے کی یمین و یسار
تین تین کوٹہریا بنی ہین جنکی پشت پر باہر بازار کی سمت کو دوکانین ہین صحن
شمال کی طرف اندر کو بارہ کوٹہریان تالاب کے زینہ کی حد تک ہین اور باہر کو
دُلی بازار کی طرف دوکانین ہین اسی طرف کوٹہریون کے آگے دو درخت پیپل
کے اور ایک بڑ کا ہی صحن کے جنوب کی سمت کو عالیشان مکان باولی صاحب
کا ہی یہ ایک منقطع و پختہ و منقش بڑا دالان گویا ایک دالان کے تین دالان
نہایت وسیع ہی باہر کے دروازے محرابی مرغولی منقش ہین اُسکے اندر شرقی
غربی کوٹہریان اُسمین فرش بوریا کا بچہا رہتا ہی اُسکے اندر دوسرا دالان محرابی
مرغولی خشتی جسکے محاذی شرقی غربی کوٹہریان اور اُنکے اوپر شاہ نشینین بنی
ہین پہر اُسکے اندر تیسرا دالان اُسکے دونو طرف بہی شاہ نشین بنی ہین شرقی کوٹہری
کے اندر بڑا نقارہ رکہا ہی جو دو وقت بجایا جاتا ہی تیسرے دالان کے وسط مین
ایک چوبی تخت پوش بچہا ہی اُسپر ایک چہوٹا پلنگ بچہایا گیا ہی اُسپر گرنتہ صاحب
بڑی عزت کے ساتہہ مکلف غلافون کے اندر رکہا رہتا ہے خاص باولی کا
زینہ اس دالان کے بیرونی درجے کے غرب کی طرف ہی یہ دروازہ اکثر مقفل
رہتا ہی ضرورت کیوقت کہولا جاتا ہی اُسکے اندر جائین تو ایک درجہ مسقف قالبوتی
آتا ہی اُس سے آگے زینہ باولی کا شروع ہوتا ہی تین سیڑہیان اترکر ایک اور درجہ
آتا ہی اس درجہ مین ایک دروازہ کلان بازار کی طرف بہی رکہا گیا ہی اگر وہ کہولا جائے
تو بازار کی سمت سے بہی انسان براہ راست باولی مین اتر سکتا ہی مگر یہ دروازہ
ہمیشہ بند رہتا ہی جنوبی و شمالی سمت اس درجےکے بہی دو شاہ نشین
منقطع محرابی قالبوتی بنے ہوئی ہین اس سے آگے بڑا زینہ شروع ہوتا ہے جب
پینتیس ۳۵ سیڑہیان اُتر جائین تو آگے ایک کہلا ہوا صحن آجاتا ہی اس درجے مین

بسبب کہلا ہونے کے روشنی بہت ہی شرقی غربی جنوبی عمارتین اسکی بہت بلند
نظر آتی ہین ایک دوسرے کے محاذ عالیشان شاہ نشنین مرغولی قابوتی بنے
ہوئے ہین آس سے آگے جب پہر زینہ سے اترنا شروع کرین تو چھتیس اور
سیڑہیان اُتر کر چاہ کی تہہ کو پہنچ جاتے ہین اور پانی کے کنارے پر انسان
جا کہڑا ہوتا ہی اس درجے کے زینہ کے جنوب و شمال کی طرف بہی بدستور مرغولی
دالان بنے ہین زینہ کے انجام پر ایک مرغولی دروازہ سرخ پتہر کا۔ چاہ کی دیوار
مین لگا ہوا ہی جسکی دہل پانی کے اندر ہی۔ اور پر کے صحن کے غربی حصے مین
ایک چہوٹا سا پختہ تالاب بنا ہوا ہے جسکی سات سیڑہیان ہین پہلے اسمین
پانی بہرا جاتا تہا مگر اب مدت مدید سے خشک پڑا ہوا ہی تالاب کے جنوب کی سمت کو
ایک چاہ ہی اور مکان روغن منڈی جو اسی مکان کے متعلقات مین سے ہی وہان
گہی کی منڈی لگتی ہی اور کرایہ لیا جاتا ہی تالاب کے جنوب کی سمت کو وہ مکانات
ہین جسمین چرخ چوب چاہ کا چلتا تہا مگر اب جاری نہین ہی جب چرخ چوب جاری
تہا تو باولی کی چاہ سے تالاب بہرا جاتا تہا اور مکانات بہی واسطے باندہنے مویشی وغیرہ
کے بنے ہوئے ہین اور اکثر لوگون نے اپنی تہیا و اسباب ڈالکر قفل لگائے ہوئے
ہین اور کرایہ دیتے ہین احاطہ کے اندر کی تمام کوٹہریان بازار والون نے کرایہ
لیکر اپنے اسباب ڈالے ہوئے ہین + یہ باولی گرو ارجن صاحب پانچوین جانشین
مذہب سکہی کی تعمیر کی ہوئی مشہور ہے جو اُس نے بعہد جہانگیر بادشاہ کے بنوائی
تہی باعث اس باولی کی تعمیر کا یہ ہوا کہ ایک شخص نے جو گرو ارجن صاحب کا سکہہ تہا
اپنا مکان جو اسی باولی کے موقع پر تہا ایک عورت کے پاس تین سو روپے کو فروخت
کیا اور اُس عورت نے مکان گرا کر از سر نو بنانا چاہا اور زمین کہودی تو ایک
چرخہ اور ایک پیہڑا اور ایک پلنگ یعنی چہپر کہٹ مطلا و مرصع ایک سوخانہ

قدیم مین سے دستیاب ہوا عورت مشتریہ مکان نے اُس مال مین طمع نکی اور تصور
کیا کہ یہ مال اُس شخص کی ملک ہے جس نے یہ مکان میرے پاس فروخت کیا ہے
چنانچہ اُسنے اُس سکھہ کو بُلایا اور کہا کہ مال تمہاری زمین مین سے دبا ہوا نکلا ہے
یقین ہے کہ تمہارے کسی بزرگ نے دفن کیا ہوگا تم یہ مال لے لو سکھہ نے انکار کیا
اور کہا کہ مین یہ مکان تمہارے پاس فروخت کر چکا ہون جب زمین فروخت ہو گئی
تو جو کچھہ زمین کے اندر تہا وہ بھی فروخت ہو گیا یہ مال میرا حق نہین ہے تم ہی
اپنے پاس رکھو اس بات پر فریقین مین تکرار ہو پڑی اور معاملہ قاضی تک
پہنچا چونکہ مقدمہ عجیب طرح کا تہا ہوتے ہوتے بادشاہ کے حضور مین یہ معاملہ
پیش ہوا بادشاہ فریقین کی ایمانداری پر خوش ہوا اور بسبب اسکے کہ بائع مکان
گرو ارجن کا سکھہ تہا وہ مال گُرو ارجن کے پاس بہیجدیا کہ کسی نیک کام پر خرچ
کرے گرو ارجن نے تجویز کی کہ اس مال سے ایک باولی تعمیر کی جائے جب یہ خبر
اُس عورت کو پہنچی وہ گرو کی خدمت مین گئی اور التجا کی کہ مین اس مکان سے
دست بردار ہوتی ہون آپ اسی جگہ باولی بنوا دین گرو نے یہ بات منظور کی اور
یہ موجودہ باولی اُسی مدفونہ مخزونہ مال کے خرچ سے بنوا دی اور نگاہیا نام ایک
سکھہ کو مع اور چار سکھون کے باولی کی حفاظت پر مامور کر دیا خود بھی گُرو اکثر
اس مقام پر قیام رکھا کرتا تہا اور اس باولی سے بجانب جنوب بفاصلہ کسیرہ بازار
کے جو ایک مکان تہا اُس مکان مین گرو ارجن کا لنگر ہوا کرتا تہا وہ مکان بھی گویا
باولی والے مکان ہی سے متعلق تہا چند سال یہ معاملہ اسی طرح رہا جب جہانگیر بادشاہ
و گُرو ارجن دونو جہان فانی سے رحلت کر گئے اور شاہ جہانی وقت آیا اور گرو ہرگوبند
جانشین گرو ارجن کا پنگار الاہور کے قاضی بلکہ خود بادشاہ کے ساتھہ بھی ہو گیا باعث
یہ ہوا کہ ایک باز بادشاہ کا اُڑ گیا تہا وہ گرو ہرگوبند کا کوئی سکھہ پکڑ کر گرو کے

پاس سے گیا بادشاہ نے اُسکی تلاش بہت کی پتہ نملا اور کولان نام ایک کنیز تہی
کی بہاگ کر گُرو کے پاس چلی گئی وہ بہی اُس نے نہ دی آخر مخبری ہوئی اور بادشاہی
بازگُرو کے پاس ثابت ہوا اور مخلص خان نام ایک افسر مع کسی قدر سوارون کے
امرتسر بہیجا گیا گُرو ہرگوبند اُسکے مقابل ہوا مخلص خان مارا گیا اور سوار بہاگ آئے
اس واقع کے بعد گُرو امرتسر سے چلا گیا اُس وقت جسقدر جائداد گرو کی لاہور
مین تہی وہ قرق کر کے قاضی کے حوالے ہوگئی جسمین یہ باولی اور لنگر کا مقام ہی
تہا قاضی نے بسبب اپنی ذاتی عداوت کے یہ کیا کہ لنگر کے مقام پر مسجد کانسی کار
بنوادی اور لگا ہیا گرو کے سکہہ کو جو باولی پر مامور تہا مع اُسکے چار ہمراہیون کے
قتل کر کے باولی مین ڈال دیا اور جسقدر جائداد لگا ہیا کی تہی وہ بہی اسی چاہ
مین ڈالکر چاہ کو بند کرا دیا اور اُسپر مکانات بنوا دیئے اُسروز سے یہ باولی بالکل
مفقود ہوگئی اور لنگر کے مقام پر ایک عالیشان مسجد بن گئی آخر الامر جب چغتائی
سلطنت جاتی رہی اور سکہی حکومت نے زور پکڑا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی حکومت
مین تمام خطہ پنجاب کا آگیا تو مہاراجہ کی اخیر حکومت کیوقت اس باولی کی دوبارہ
ظہور کی نوبت پہنچی سبب یہ ہوا کہ سمت ۱۸۹۰ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت سنگہ
سخت بیمار ہو گیا اُس بیماری کی حالت مین کسی مستن سنگہہ نے مہاراجہ کی خدمت
مین یہ ظاہر کیا کہ گُرو ارجن جی مہاراج میرے خواب مین آئے ہین اور فرماتے
ہین کہ فلان موقع پر ہماری باولی اور لنگر خانہ تہا جو قاضی نے باولی دبوادی اور
لنگر خانہ پر مسجد بنوادی تہی تم مہاراجہ رنجیت سنگہ کو کہو کہ اُس باولی کو کہدوائے
اور اُسکے پانی سے غسل کرے صحت ہو جائیگی۔ بعض کا قول ہی کہ گُرو جی خود
مہاراجہ کے خواب مین آئے اور یہ ارشاد کیا جب ایسا ارشاد گرو جی کی حضور
سے ہوا تو حسب نشاندہی اس سکہہ کے باولی کا کہودنا شروع ہوا اور بڑے

بڑے مکانات رعایا کے جو اس موقع پر تھے وہ سب گرائے گئے اور میدان کیا گیا
یہ کانسی کار عمدہ مسجد بھی مسمار ہوئی جو لنگر خانہ کے موقع پر بنی ہوئی تھی آخر باولی
ظاہر ہوئی اور مہاراجہ نے اُسکے پانی سے غسل کر کے صحت پائی اور حکم دیا کہ کل ملازمین
سلطنت کی یکماہہ تنخواہ وضع کر کے یہ عالیشان مکان بنوایا جائے بعد وضع تنخواہ
ستر ہزار روپیہ جمع ہوا اور یہ موجودہ مکان بنوایا گیا سمت ۱۸۹۵ میں اسکی عمارت
شروع ہوئی اور پانچ برس کے عرصہ میں آہستگی یہ مکانات تعمیر ہوئے ابھی عمارت
جاری ہی تھی کہ سمت ۱۸۹۶ بکرمی میں مہاراجہ رنجیت سنگھ مرگیا اور عمارت بند ہو گئی
اگر مہاراجہ اور دس برس زندہ رہتا تو یہ مکان لاثانی بن جاتا مسجد جس جگہ سے
گرائی گئی تھی وہاں بھی دو دکانیں اور نشستگاہیں اور کوٹھڑہ بنوایا گیا اور شامل
مکان باولی سمجھا گیا مہاراجہ نے یہ مکان بھائی نہال سنگھ کو سپرد کیا اور ۱۱
یومیہ گرنتھ صاحب کی بھینٹ مقرر کر دیئے آٹھ ہزار روپیہ سالانہ جاگیر اس مکان
کی خدمت کی عوض بھائی نہال سنگھ کو دینے مقرر ہوئے اُسکے بعد یہ مکان بھائی
جواہر سنگھ گرنتھی پوریہ کی تحویل میں آیا اور آمدنی کرایہ دو دکانات کی جو ڈیڑھ روپیہ
ماہوار آتا ہے بھائی مذکور لینے لگا چند سال میں بھائی جواہر سنگھ کئی ہزار روپیہ
کا قرضدار ہوا اور انتظام قرضہ ہو کر بھائی کی جاگیر و آمدنی جائداد کی سب ضبط
ہوئی اور بھائی کا گزارہ مقرر ہوا اُس قرضہ میں یہ آمدنی بھی قرق ہو گئی اور
پچاس روپیہ ماہوار مکان کے خدام کی تنخواہ و چراغ بتی و کڑاہ پرشاد کے لئے
سرکار نے واگزار رکھا جو ماہوار محکمہ خفیفہ سے ملتا ہے اسی میں فرش و دری
وغیرہ کل اخراجات محسوب ہیں اڑھائی روپیہ ماہوار الگ ہی نوازت و دلشاد
کو ملتا ہے جو ہر روز علی الصباح حاضر ہو کر شادیانہ کرتے ہیں کل ایکسو دس
دو دکانیں دو تو بازار دن کی طرف اس مکان کے متعلق ہیں اور بھائی خزان سنگھ

نام ایک سفید ریش سکھہ مکان کی خدمت و خبر گیری پر مامور ہی پہلے عام چڑہاوہ گرنتھہ صاحب
کا دو روپے یومیہ سے کم نہین ہوتا تہا اب آمدنی چڑہاوے کی نقد کچہہ نہین ہوتی اور اگر
کوئی راجہ سکھہ سردار کچہہ روپے چڑہاوہ چڑہاتا ہے تو بہائی جواہر سنگہہ لے لیتا ہی خدمتگارون
کو اُسمین سے کچہہ نہین ملتا البتہ بتاشے وشیرینی اور پیسے جسقدر گرنتھہ صاحب پر چڑہتے
ہین وہ پُجاریون کا حق ہوتا ہی سوائے اسکے اور کچہہ چڑہاوے سے نہین ملتا -
اب بہائی جواہر سنگہہ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مرگیا ہے +

بیکنتہہ داس کا ٹہاکردوارہ

یہ ٹہاکردوارہ بہی قدیم زمانے کا چکلا بازار کے سرے پر ہی یہ مندر نہایت پُرانا مشہور ہے
بعض اسکو ہزارہا سال کا کہتے ہین مگر وسعت اسکی بہت کم ہی قدیمہ عمارات مین سے
اب کوئی ٹکڑا عمارت کہنہ کا باقی نہین ہی تمام عمارت مندر کی تازی بنی ہوئی ہے اور
موجودہ عمارت دس سال کے عرصہ سے سمی پریم داس نے بنوائی تہی اور اس
خرچ مین بہت سے لوگ شامل ہوئے اور چندہ کرکے یہ مندر تعمیر ہوا مکان کی صورت
بطور حویلی کے ہی اور اندر باہر سے چونہ گچ ومنقش عمارت ہی تین منزلین زیروبالا
مکان کی ہین ہر ایک منزل مین کوٹہریان ودالان نہایت خوبصورت طور پر بنے
ہوئے ہین درمیانی منزل کے ایک دالان مین ایک طاق نہایت مکلف بنا ہوا ہے اور
اُسمین ایک مورت کرشن بہگوان مہاراج کی پتہر کی رکہی ہی دوسری مورت رادہکا جی
کی ہی دونو تصویرون کو طلائی زیور مرصع پہنایا ہوا ہی اُسکے محاذ کے دالان مین
ہنوان جی کی مورت خشتی عمارت مین بنائی ہوئی ہے اور سرخ رنگ سے رنگی ہوئی ہے
دونو دالان مکلف فروش سے آراستہ ہین انہی مین مورتون کی پوجا
ہوتی ہے چڑہاوے کی آمدنی پر مندر کا خرچ چلتا ہی +

شوالہ دیوان شنکر داس

چہرہ شوالہ بھی چکلہ بازار مین ایک کوچہ کے اندر واقع ہے مکان اگرچہ مختصر ہے مگر عمارت عمدہ
و سنگین و پختہ بنی ہوئی ہے بانی اسکا بھی ایک نامور آدمی تہا جو بعہد سکھی دیوانی کے عہدہ
پر ممتاز تھا اور انگریزی عہد مین آنریری مجسٹریٹ خاص لاہور کا مقرر رہا چند سال ہوئے کہ
بقضائے الہی مرگیا ہے اوسنے اپنی حین حیات مین یہ شوالہ بنوایا اور اپنا یادگار دنیائے
فانی مین چھوڑ گیا یہ شوالہ چکلہ بازار سے بجانب شرق کوچہ کے اندر ہے دروازہ بیرونی
غرب کی سمت کو ہے جب اندر کو جائین تو ڈیوڑہی مسقف آتی ہے ڈیوڑہی سے آگے بڑہین
تو ایک کھلا ہوا مختصر صحن ہے اوسکے وسط مین مکان شوالہ بنا ہوا ہے مندر کے اندر
پختہ سنگین فرش اور ایک خورد سنگین چبوترہ اوسپر شوجی کا استہاپن ہے اوپر اوسکے
جلہری اور جلہری پر گاگرستی پر آب رکھی رہتی ہے مندر کی چھت قالبوتی اور
اوپر عالیشان گنبد کلس دار ہے دیوارین مندر کی اندر باہر سے پختہ چونہ گچ منقش ہین
مندر کے بیرونی صحن مین بھی پختہ سنگی فرش ہے جنوب کی سمت کو ایک پختہ دالان
بنا ہوا ہے جسمین کیشورام برہمن خبرگیر و پجاری مکان کا رہتا ہے دیوان تسنگ ناتہہ
کی حین حیات تک وہ خود خبرگیر اس مندر کا رہا اوسکے مرگ کے بعد اب پنڈت پریم ناتہہ
و شونا تہہ مندر کی خدمت کرتے ہین اور برہمن کو بھی تنخواہ دیتے ہین +

شوالہ رگناتہہ مشر

یہ بھی ایک نامی شوالہ چکلہ بازار کی شرقی سمت کے کوچہ کے اندر ہے غرب کی سمت کو مکان
کا دروازہ ہے جب اوسکے اندر جائین تو ایک میدان کھلا ہوا آتا ہے اس صحن کے
جنوب کی طرف دالان اور دالان کے اندر کوٹھریان پختہ پجاریون کے رہنے
کی خاطر بنی ہوئی ہین اور باقیماندہ صحن مین ایک چاہ چرخی دار و درختان بڑہ و
پیپل وغیرہ لگے ہوئے ہین جن سے نہایت رونق اس مکان مین ہے صحن کے
غرب کی طرف ایک سا پختہ ریختہ کا چبوترہ ہے اور چبوترے پر شوجی مہاراج کا مندر ہے

یہ مندر گنبددار ہی مدور گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی مندر کا دروازہ شرق کی طرف ہی جب اس دروازے کے اندر جائین تو گنبد کے وسط مین ایک اونچا خورد چبوترہ پختہ سنگی بنا ہی جسپر شوجی مہاراج کا استہاپن ہی اوپر اُسکے برنجی جلہری اور جلہری پر گاگر پرآب رکھی رہتی ہی مندر کی قالبوتی چہت اور چونہ گچ دیوارین ہین اور اُنپر دیوتاؤن کی تصویرین نہایت عمدہ بنی ہوئی ہین - چالیس برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ یہ شوالہ رگناتہہ مشر برہمن نے اپنا روپیہ صرف کرکے بنوایا تہا اُسروز سے یہ عبادتگاہ خاص و عام مقرر ہوئی ہی اب مہنت اسکا مسمی سندرناتہہ جوگی ہی گزارہ اُسکا اور مکان کا خرچ چڑہاوے کی آمدنی سے چلتا ہے

ٹہاکردوارہ ماگہو مشر

چکلہ بازار کی شرقی سمت کوچہ ٹہاکردوارہ کوچہ کے اندر رگناتہہ مشر کے شوالہ کے پاس بطرف جنوب واقع ہی مکان ٹہاکردوارہ ایک عالیشان عمارت بطور حویلی کے بنا ہوا ہے کل عمارت پختہ چونہ گچ و منقش و منقطع ہی مکان کے دروازے کے اندر جب جائین تو ایک نشستگاہ نہایت مکلف بنی ہوئی آتی ہی اُسمین مہنت کی نشست ہی نام اُسکا ماگہو مشر المشہور لولا مشر ہے وہ اپنے پاؤن سے نہین چل سکتا اس سببسے اُسکو لولا مشر کہتے ہین اور لولا پنجابی زبان مین اُسکو کہتے ہین جسکی دونو ٹانگین چلنے لایق نہون اس نشستگاہ کے اوپر ایک اور نشستگاہ عمدہ مکلف بنی ہوئی ہے گویا دو منزلہ مکان ہی اس سے آگے بڑہین تو ایک صحن آتا ہی جسمین پختہ فرش ہی صحن سے شرق کی سمت تو ایک عمدہ دالان ہی اور اُسکے اوپر دوسرا دالان یعنی دو منزلہ دالان بر دالان اس دالان کی خوبی و خشتی قیمتی عمارت لایق دید ہی صحن کے جنوب کی سمت ٹہاکرجی مہاراج کا مندر ہی مندر کا گنبد ایک عجیب و غریب عمارت کا پختہ بنا ہی جسپر طلائی کلس ہے اور باہر کی تمام عمارت بلدار تیشہ کی بنی ہوئی ہی بیلے بوٹے القیاس

مندر کی اندرونی عمارت ہی جسکو دیکھکر انسان کی روح خوش ہو جاتی ہی اس مندر کے
اندر کرشن جی مہاراج اور رادہکا جی کی سنگین مورتین ہین جنکا مکلف لباس ہے
اور قیمتی زیور پہنایا ہوا ہے مکان کا صحن اوپر سے مسقف ہی اگر مسقف نہوتا
تو بارش سے یہ مطلا و آینہ دار عمارت حقیقت مین خراب ہو جاتی - اس مندر کا
بانی بہی یہی ناگہو مشر ہوا ہی جس نے چندہ کرکے اس مکان کو بنوایا ہی اور کہلے دل سے
روپیہ خرچ کرکے اس مندر کی عمارت کو زینت دی ہی اب بہی مکان کے اندر عمارت
شروع ہی اور بیل بوٹے شیشے کے بن رہے ہین - یہ ناگہو مشر نہایت خلیق آدمی
ہی اور زن و مرد قوم ہندو بہزار دل اسکی خدمت کرتے ہین اور تمام آمدنی یہ مندر
کی آراستگی پر خرچ کر دیتا ہی اپنے پاس جمع کچہہ نہین رکہتا +

ٹہاکر دوارہ بانکے بہاری

یہ ٹہاکر دوارہ لاہور کے نامی گرامی مندرون مین ہی بہائی وستی رام کی حویلی کے
قریب مین واقع ہی اس مکان کی خوبی و پختگی و رنگینی کی جسقدر تعریف کیجائے
کم ہے حقیقت مین نہایت عمدہ و عالیشان عمارت ہی مکان دو منزلہ ہی اوپر کی
منزل جہان ٹہاکر جی مہاراج کا جلوس ہی نہایت آراستہ کی گئی ہی دیوارین و سقف
و فرش سب کے سب منقش و مطلا و آئینہ دار عمارت کے ساتہہ سجائی گئی مین
جسکو دیکہکر انسان تصور کرتا ہی کہ شاید یہ مکان بہشت برین کے مکانات مین سے
ہی رستہ کے سرے پر شرق کی طرف یہ مکان واقع ہی پہلے ایک دیوار بطور بیرونی دیوار
کے بنی ہی جسکے اندر چاہ چرخی دار ہی اُس سے آگے بڑہ کر مندر کا دروازہ عالیشان
منقش ہی جو ایک عالیشان بلند دیوار مین لگا ہی اس دیوار پر باہر کی طرف
بے انتہا تصویرین دیوتاؤن کی لکہی ہین دروازے کے اندر جائین تو جنوب
کی سمت کو زینہ اوپر جانیکا ہی اُس سے لوگ اوپر چڑہ جاتے ہین تو ایک صحن مسقف

آتا ہے اُس صحن کی غربی دیوار مین بیرونی دروازے کے اوپر تین دریچے مرغولی
کٹہرہ دار کہلے ہوئے ہین اُنکے آگے ایک بڑا نقارہ نستری جسکا طاس آہنی ہے
رکہا ہوا ہی یہ نقارہ صبح وشام آرتی کیوقت بجایا جاتا ہی اس صحن کے آگے شرقی
کی طرف بڑا دالان ستون دار مسقف ہی اس دالان کے عجیب وغریب کے نقش ونگار کی
تعریف احاطہ بیان سے افزون ہی دیوارون مین طلائی نقوش طرح طرح کے ہین جنمین
بلوری نگلینی ستارون کی طرح چمکتے ہین چہت اسکی بہی طلائی منقش ہی اور فرش بہی
سنگین ہی اُسپر عمدہ قیمتی فرش بچہائے گئے ہین اُس دالان مین داخل ہوکر انسان
اُسکی خوبی وخوش اسلوبی پر ایسا محو ہوجاتا ہی کہ دیکہنے سے سیر نہین ہوتا دالان کی
شرقی دیوار کے آگے ایک اور سہ درہ شہ نشین دالان کے فرش سے کسی قدر بلند
بنی ہوئی ہی جسکے تین در محرابی متقطع نہایت خوبصورت ہین شہ نشین کے ستونون اور
پیشانی پر آئینہ کی بیلین نہایت عمدہ بنی ہوئی ہین گویا روز روشن مین ستارون
کا عالم دکہایا ہی اس شہ نشین کی شرقی دیوار مین تین طاق نہایت مکلف ومنقش
طلائے خالص سے رنگین بنی ہوئی ہین تینون طاقون مین سنگین مورتین دیوتاؤن
کی نہایت اعزاز واکرام سے رکہی ہین بیچ کے طاقچے مین سنگین مورت سری کرشن جی مہاراج
کی رکہی ہی مہاراج کے زیب تن قیمتی زیور ومکلف لباس ہی بائین طرف مہاراج کے
رادہا جی کی مورت اور داہنی سمت گوسری بلبدہر جی کی تصویر رکہی ہی ان دونو
مورتون کو بہت سے قیمتی طلائی زیور اور شاندار پوشاک پہنائی ہوئی ہے
دو طاقچون باقیماندہ مین اور تین مورتین دیوتاؤن کی دہری ہین غرض کل
چہہ مورتین اس مندر کے اندر رکہی ہین - شہ نشین کا فرش پتہر کا اور سقف
آئینہ دار اور دیوارین زرنگار ہین + بڑے دالان کے شمال کی سمت کو ایک اور
دالان ہی جسمین مہنت رہتا ہی اور تین دریچے بطرف شمال کہلے ہوئے ہین -

ابتدا اس مندر کی کسیکو معلوم نہین پُرانا مکان ہے مگر حال کا مکان نیا بنا ہوا ہے جو بااہتمام بہائی نند گوپال و فقیر چند کتہری کے بنایا گیا ہے۔ عرصہ قریب چہہ سو برس کے گذرا ہوگا کہ مقام لنکھل علاقہ ہردوار مین مسمی سوبہا رام کاردار سکنہ لاہور کو ٹہاکرجی نے خواب مین درشن دیئے کہ ہم یہان فلان جگہ مدفون ہین تو ہمکو نکال چنانچہ اُس نے اُس موقع سے زمین کہود دی اور ٹہاکرجی کو نکالکر لاہور مین لے آیا محلہ ستہان مین استہاپن کیا مدت مدید ٹہاکرجی وہان رہے آخر وہ بہی مر گیا اور اُسکی اولاد بہی مر گئی تو مسمات دیاکنور جو سوبہا رام کے خاندان سے تہی پوجا سیوا ٹہاکرجی کی کرتی رہی اتفاقاً اُس نے ایکروز مسّی یعنی چنے کی روٹی پکائی ٹہاکرجی کو بہوگ بہی اُس نے اُسی روٹی کا دیا ٹہاکرجی خواب مین آئے اور فرمایا کہ سبب کہانے مسی روٹی کے ہمارے پیٹ مین درد ہے ہمکو عرق بادیان پلاؤ چنانچہ اُس نے عرق بادیان کا بہوگ دیا اور ٹہاکرجی کو آرام ہوگیا۔ یہہ بات لاہور مین بہت مشہور ہے کہ سردار موہر سنگہ جو لاہور کے تین حاکمون مین سے ایک حاکم تہا ہر روز ٹہاکرجی کی سیوا کو آتا تہا اُس نے چاہا کہ ٹہاکرجی کو مین اپنے گہر لے چلون مگر دیاکنور نہین مانتی تہی آخر وہ ٹہاکرجی کو زبردستی اپنے گہر لے گیا اُس نے یہہ بے اعتدالی کی کہ ایک روز بہوگ مین شراب رکہہ دی ٹہاکرجی کی اُسپر کمال خفگی ہوئی اُنہین دنون مین رنجیت سنگہ نے لاہور لے لیا اور سردار موہر سنگہ قید ہوگیا سردار موہر سنگہ کی عورت لاہور سے ایک گاؤن مین چلی گئی ٹہاکرجی کو ہمراہ لے گئی وہان سے ایک زمیندار جو ٹہاکرجی کا کمال معتقد ہوگیا تہا مورتی کو چورا کر لے گیا اور اپنے گہر لیجا کر توڑی کی کوٹہی مین مورتی کو چہپا رکہا ٹہاکرجی اُس عورت کے خواب مین آئے اور فرمایا کہ ہمکو فلان زمیندار نے فلان کوٹہی مین توڑی کے اندر چہپا رکہا ہے وہان سے ہمکو نکال لاؤ۔ چنانچہ عورت وہان سے نکال لائی

پہر تو ٹہاکر جی کے سیوا دار بہت لوگ ہوگئے کسیقدر مدت کے بعد عورت نیز تہوڑا
کو چلی گئی اور ٹہاکر جی کو ایک سادہ بیراگی کو دے گئی جو موضع رنگیل پور کا
رہنے والا تہا اُس نے رنگیل پور مین مندر بنوایا اور ٹہاکر جی کو وہان رکہا۔
لاہور مین ایک شخص پنڈت ہر جس رائے ٹہاکر جی کا بہگت تہا اور جب ٹہاکر جی
لاہور مین تہے تو وہ انکی سیوا بہت کرتا تہا اُس نے سنا کہ اب ٹہاکر جی کی
مورتی رنگیل پور مین ہے اُس نے پنڈت ہری ناراین کو رنگیل پور بہیجا
اور سادہ بیراگی سے ٹہاکر جی کی مورت مانگی سادہ نے انکار کیا مگر ہری ناراین
وہان ہی ٹہیرا رہا اور سیوا کرکے ٹہاکر جی کو لاہور کے آنے پر رضی کیا مگر سادہ
نہین دیتا تہا آخر اتفاق یہ ہوا کہ جسجگہ ٹہاکر جی کا مندر تہا اس طرف دریاے
راوی چڑہ آیا اور مندر کی دیوار کو گرا لیا جب یہ حالت گزری تو سادہ نے
مورتی ٹہاکر جی کی ہری نارائن کے حوالے کردی اور ہری ناراین نے پہلے
رنگیل پور بہت روپیہ خرچ کرکے سادہوئن کو کہانا کہلوایا پہر بڑی عزت
کے ساتہہ ٹہاکر جی کو لاہور لے آیا بہیہ مہاراج نے اپنی زمین ٹہاکر دوارے کیواسطے
دی اور لوگون نے امداد کی اور مندر تیار ہوگیا رفتہ رفتہ یہ مکان اس رونق پر آگیا جو اب ہے +
بہائی نند گوپال و فقیر چند کہتری نے بہت سی کوشش کرکے اس عالیشان مکان
کو تعمیر کیا جو اتبک موجود ہی ہر ایک ماہ کی اکادشی کے دن یہان بڑا میلہ ہوتا ہے
اعتقادمند لوگ کثرت سے آکر جمع ہوتے ہین اور تمام رات بہگت لوگ بہجن گاتے
ہین اور چڑہاوہ کثرت سے چڑہتا ہے اس مندر کے ضروری اخراجات کا صرف
صرف چڑہاوے کی آمدنی پر ہے جاگیر روزینہ کوئی مقرر نہین ہے اور باوا گلاب داس
اس مندر کا مہنت بیراگی ایک خدا پرست شخص مہتمم و منتظم اس مندر کا ہے +

ویشنو دیوی کا مندر

محلہ تلواڑہ علاقہ بھائی دروازہ میں یہ مندر سرراہ جنوب کی سمت کو واقع ہی کرسی دار مکان پختہ عمارت ریختہ کی بنی ہوئی ہی چند زینے چڑھ کر جب اوپر جائیں تو ایک مختصر صحن ہے اسمین چاہ چرخی دار بنا ہوا ہی اُس چاہ کی غربی سمت کو مندر کا دروازہ ہی اس دروازے کے اندر جائیں تو ایک لمبہ دار صحن مسقف آتا ہی اس صحن کی شمالی سمت کو ایک دالان چوبی ستونوں کا بنا ہوا ہے یہ نشست گاہ مہنت کی ہی اور بازار کیطرف اسمین تین دریچے منقطع خوشنما بنے ہوئے ہیں دو نو بغلوں میں دو کوٹھڑیاں ہیں صحن کے جنوب کی سمت کو بھی ایک دالان سہ درہ ہی جسکی غربی بغل میں ایک کوٹھڑی ہی بیرونی مسقف صحن کے غرب کی طرف دیوی جی کا مندر ہی یہ مکان بھی ایک حجرہ کی طرح پر بنا ہوا ہی اندر اسکے پختہ فرش زمین پر ہی دیواروں کو چونہ گچ کیا ہوا ہی سقف چوبی منقش ہے غربی دیوار میں ایک طاقچہ منقش و مکلف بنا ہی اُسمیں دیوی جی کی سنگی مورت رکھی ہی لباس مکلف پہنایا ہوا ہی زیور بھی پہنایا ہی اس دیوی جی کی عام پوجا ہوتی ہی روز لوگ پرستش کو حاضر ہوتے ہیں یہ مورت دیوی جی کی پہلے شہر امرتسر چوک ملا سنگہ میں ایک دیوی دوارے میں رکھی تھی وہاں سے مسمی بھگو بھگت لاہور میں لایا اور اسجگہ رکھی مکان دیوی دوارہ بھی چندہ کرکے تعمیر کیا اس بات کو عرصہ چالیس برس کا گزر چکا ہی اب پجاری اس مندر کا مسمی سنت رام مشہر ہے اور مکان کی آمدنی چڑھاوے سے خرچ مکان کا چلتا ہے اور اُسی پر گزارہ پجاری کا ہے +

مکان شوالہ دلباغ رائے

یہ ایک پختہ و عالیشان عمارت کا مندر محلہ تلواڑے میں موجود ہی بانی اسکا دیوان دلباغ رائے راجہ دھیان سنگہ وزیر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے گھر کا دیوان تھا آدمی

صاحب دولت و مخیر تھا وہ اپنی حین حیات ہیں یہ شوالہ تعمیر کر کے اپنا یادگار دنیای فانی ہیں چھوڑ گیا اس شوالہ کے دروازے کے باہر ایک چاہ نہایت وسیع ہے اُسکی بنیاد کا زمانہ کسیکو معلوم نہین قدیم و پُرانا چاہ ہی اب وہ چاہ اس شوالہ کے متعلق سمجھا جاتا ہی وہ زمین جسپر اس شوالہ کی عمارت ہی چاہ کی متعلقہ زمین تھی اور محلے کے رہنے والے اُس زمین پر آپس ہین ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے تھے آخر دلیا ع رہے نے فیصلہ کیا کہ اپنا روپیہ صرف کر کے اُسپر شوالہ بنا دیا اس شوالہ ہین شو پوجا ہر روز دو وقت ہوتی ہی چڑہا وہ بھی چڑہتا ہی جو شوالہ کے خرچ اور پجاری کے گزارہ کے لئے کفایت کرتا ہی اس شوالہ کی کرسی اونچی ہی جب زینہ چڑہ کر جائین تو آگے دروازہ آتا ہی دروازے کے اندر صحن مسقف ہے صحن کے جنوب کی سمت کو عالیشان گنبددار مندر بنا ہی جسکی سنگین پختہ عمارت ہی مندر کے اندر پختہ چبوترہ اُسپر شوجی نصب ہین جلہری اوپر ٹھہری ہی اور گاگر تانبے کی اُسپر رکھی رہتی ہے مسمی دیویدتا برہمن اس شوالہ کی پوجا پر مامور ہی اُسکے سبب سے شوالہ نہایت رونق پر ہے مندر کی سقف قالبوتی اور اوپر مدور گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی پجاری کے قیام کیواسطے ایک نشستگاہ دریچہ دار بنی ہوئی ہے جسکے تین دریچے بسمت غرب بر سر راہ کُھلے ہوئے ہین دلیا ع رہے مندر کے بانی کی اولاد ہین سے لاہور ہین کوئی شخص موجود نہین ہے مگر ایک شخص مسمی نانک چند اکال گڈہ ہین رہتا ہی مگر اس مندر کی خبر گیری وہ کچھ نہین کرتا +

مکان شوالہ ٹبی والہ

یہ متبرک مندر محلہ ٹبی ہین راجہ سوچیت سنگہ کی حویلی کے شرقی کی سمت کو جسمین اب محکمہ تحصیل لاہور ہی واقع ہی اسکی قدامت کی کوئی حد و اندازہ نہین ہے مشہور یہ ہی کہ یہ شوالہ شہر لاہور کی آبادی کے وقت تعمیر ہوا تھا جسکو کئی ہزار برس

گذر چکے ہین بہر حال تین ہزار برس سے کم مدت نہین گذری اسکی قدامت
بلاحظہ مکان سے پائی جاتی ہے کہ مندر کا مکان حال کی سطح زمین سے
ڈیرہ منزل نیچے ایک تہ خانہ مین ہے اور زینہ اوتر کر اُسمین جاتے ہین
جب یہ بنایا گیا ہوگا تو زمین سے اونچا کسی قدر کرسی دیکر تعمیر اسکی عمل مین آئی ہوگی
اب بسبب اسکے کہ ہزارہا برس گذر چکے ہین باہر زمین اونچی ہوگئی ہی اور مندر ڈیڑہ منزل
نیچا رہ گیا ہی سکھون کی عملداری مین اسکا بالائی گنبد زمین کے برابر تھا راجہ دینا ناتھہ
نے بکمال ارادت مندی وہ گنبد اتروا کر اور عالیشان گنبد اونچا کرکے بنوایا اب جسوقت
انسان مندر کے نیچے اُترتا ہی تو سقف گنبد کی بہت اونچی نظر آتی ہی مندر کے اندر
تاریکی رہتی ہی اگرچہ روشن دان بہی باہر کی زمین سے ڈیڑہ گز اونچے بنے ہوئے ہین مگر
تسپر بہی تاریکی رہتی ہی اور تمام روز چراغ جلتا رہتا ہے بیرونی دروازہ اس مکان کا
بسمت جنوب کوچہ کے اندر ہی جب اُسکے اندر جائین تو ایک ڈیوڑہی آتی ہی اور دوسرا
دروازہ مشرق کی سمت کو کہلا ہوا رہتا ہی اُس سے گذرین تو بڑا وسیع صحن آتا ہی
اس صحن کے تین طرف پختہ محرابی دالان چونہ گچ نہایت مقطع بنے ہوئے ہین صحن
کے بیچ مین بہی پختہ فرش ہی صحن کے وسط مین دو سمادہین پختہ چونہ گچ گنبددار
پچہلے مہنتون کی موجود ہین اور ایک درخت بڑہ کا اور ایک پیپل کا بہت بڑے
تمام صحن کے اوپر سایہ فگن ہین جنوب کی سمت صحن کے بہی ایک دالان مکلف
بنا ہی اس دالان کے اندر مندر کا دروازہ سنگی چوکہٹ کا ہی اس دروازے
سے گذرین تو سیڑہیان سرخ پتہر کی شروع ہوتی ہین تخمیناً بیس سیڑہیان اُتر کر
انسان تہ خانہ کے صحن مین پہنچتا ہے جاتے ہی پہلے تو کچھ نظر نہین آتا ایک
گہڑی کے بعد مکان کی صورت نظر آنے لگ جاتی ہی مندر کی زمین پر بہی سرخ پتہر کا
فرش ہی دیوارون پر بہی پتہر لگا ہوا ہی اور اوپر سقف قالبوتی اور اُسکے اوپر

عالیشان گنبد کلس دار ہی مندر کے وسط میں ایک عالیشان سنگی چبوترہ ہے
اُسپر شوجی رکہی ہین اُسپر جلہری پتہر کی نہایت خوبصورت رکہی ہی اُسپر مٹی
گاگر پر آب رکہی رہتی ہی ایک گہنٹہ بہت بڑا چہت کے ساتہہ لٹکتا ہی ہر روز
ارادت مند لوگ اس مندر کی پوجا کیواسطے حاضر ہوتے ہین اور جبسے قدامت
اس مندر کی لوگ اسکو نہایت متبرک تصور کرتے ہین اور دور دور سے پوجا
کیواسطے حاضر ہوتے ہین چڑہاوہ بہی بہت چڑہتا ہی جسپر مہنت اور پجاریون
کا گزارہ ہی اسی تہ خانہ مین ایک قدیم چاہ بطور غرقی بنا ہوا ہی اور شوجی پر جسقدر
پانی گاگر سے شب و روز ٹپکتا رہتا ہی وہ اُسی غرقی مین غرق ہوتا ہی راجہ
دینا ناتہہ نے اگرچہ اور تمام مکانات اس مندر کی از سر نو بنوائے گنبد بہی
جدید تعمیر کیا مگر غرقی وُہی بدستور رہی اب مہنت اس شوالہ کا مسمی بسنت گر
سنیاسی چیلہ منگل گر کا ہی جسکو شوالہ مین اختیار جزو کل حاصل ہی اُسکے بغیر اور
بہی چند آدمی سادہ بسنت گر کے چیلے ہین جو شوالہ کی خدمت کرتے ہین خرچ
روزمرہ اُنکا بہی بسنت گر کے ذمہ ہے +

ٹہاکردوارہ چورمور والا

یہ مشہور و معروف مندر دائی بہولی کے کوچہ مین واقع ہی مکان اڑہائی منزلہ نہایت
مکلف و پختہ چونہ گچ و منقش بنا ہوا ہی عرصہ پچاس برس کا گزرتا ہی کہ اس مندر
کی بنیاد مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت رکہی گئی اور کنہیا لمبو کی والدہ نے اپنے روپے
سے اسکو تعمیر کیا اور مہنت بلرام داس کو جو ایک مشہور خداپرست سادہ تہا یہ مکان
دیدیا چونکہ وہ مہنت ایک ہر دل عزیز نیک خلق شخص تہا عام و خاص کا رجوع
اُسکی طرف ہوا مہاراجہ رنجیت سنگہ بہی اکثر اوقات اسکے دیکہنے کو آیا کرتا تہا
اس سبب سے کمال مشہوری اس مندر کی ہوگئی ایک بار مہنت ہر کشن داس نے

ایک چور اور مور کی کتہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کو سنائی مہاراجہ اُسکو سنکر بہت خوش ہوا اور چور مور والا اسادہ اُسکو خطاب دیا پہر سب لوگ اُسکو چور مور والا سادہ کہنے لگے چند سال مین بباعث کمال شہرت کے یہ ٹہاکر دوارہ بہی چور مور والا مشہور ہوگیا اب بہی چور مور والا مندر مشہور ہے آخری عمر تک مہنت موصوف اس مین قیام پذیر رہا اُسکے پیچہے جے رامداس مہنت ہوا اب بہگوانداس مہنت ہے یہ ٹہاکر دوارہ بطور حویلی کے بنا ہوا ہی جسکی اونچائی دو منزلین ہین یعنی دو منزلین تو سالم اور نصف بالائی چارون طرف دالان اور کوٹہریان پختہ چونہ گچ عمارت کی نہایت مکلف بنی ہوئی ہین خاص مندر بہی ایک حجرے کے طور پر ہے جسکے اوپر طلائی کام ہوا ہوا ہی اس حجرے کے اندر چند مورتین سنگین دیوتاؤ اور اوتارون کی نہایت تعظیم کے ساتہہ طاقچون مین رکہی ہین بڑی مورت توسری رامچندر جی مہاراج اوتار کی ہی جسکا مکلف لباس ہی اور طلائی زیور پہنایا ہوا ہی دوسری مورت لچہمن جی مہاراج کی رامچندر اوتار کے بائین طرف تیسری مورت سیتا جی کی بجانب راست رامچندر جی کی چوتہی مورت رگہناتہ جی کی علے ہذالقیاس اور مورتین بہی رکہی ہین مندر کی دیوارون پر بہی آئینہ دار کام کیا ہوا ہی ہر روز ارادت مند لوگ اس مندر مین حاضر ہوکر پوجا کرتے ہین ہر روز شام کو کتہا بہی ہوتی ہی زن و مرد ہنود سننے کو آتے ہین چونکہ مہنت اس مندر کا صاحب علم ہی وہ خود کتہا کرتا ہی کبہی کبہی اور برہمن بہی کتہا کرتے ہین۔ گزارہ مہنت و پجاریون کا صرف چڑہاوے کی آمدنی پر ہی اور اُسی سے اخراجات ضروری مندر کے چلتے ہین +

مکان بہدر کالی

یہ عبادت گاہ شہر لاہور محلہ پہلہ لکہپت رائے بیرت ہی اگرچہ مختصر سا مکان ہے

عمارت بہی کہنہ ہی مگر پوجا اسکی کثرت سے ہوتی ہی گرمیوں مین جب بہدر کالی
کا میلہ موضع نیاز بیگ مین ہوتا ہی اُسروز اس جگہ بہی زن و مرد کا اجتماع
بحد نہایت ہوتا ہی جو لوگ وہان نہین جاتے وہ یہان آکر پوجا کرتے ہین
مکان کا دروازہ سر کوچہ شمال کی طرف ہی اُس سے جب داخل ہون تو ایک
کہلا ہوا صحن آتا ہی پہر ایک مکان مسقف بطور کوٹہہ کے ہی اُسکے اندر ایک
پنڈی بنی ہوئی ہی اُسکی پرستش ہوتی ہے +

ٹہاکر دوارہ جوالا دئی

محلہ وچہو والی مین سر بازار بجانب غرب یہ ٹہاکر دوارہ واقع ہی عمارت اس مکان
کی عالیشان پختہ چونہ گچ بنی ہوئی ہی اسکی بانیہ ایک عورت مسمات جوالا دئی
رام کشن کی زوجہ تہی جس نے بارادت دلی و خلوص باطن یہ مندر بناکر وقف کیا
تہا مکان کی کرسی بہت بلند بقدر ایک منزل کے ہی زینہ چڑہ کر اوپر جاتے ہین
زینہ چڑہ کر ایک عالیشان دروازہ مقطع و منقش بنا ہوا ہی اُسکے آگے بڑہین تو
ایک چاہ پختہ چرخی دار آتا ہی جو اوپر سے مسقف ہی اور چاہ کے پاس سے جو رستہ شمال
کو جاتا ہی اُس سے گزرین تو ایک صحن کہلا ہوا آتا ہی صحن کے چارون طرف
عمارت ہی یعنی شرق کی طرف تو وہ دیوار ہی جو بازار کے رستہ کے ساتہہ ملحق ہی غرب
کی طرف کوٹہریان رسوئی خانہ وغیرہ کی بنی ہوئی ہین شمال کی سمت کو ایک
بڑا دالان مکلف عمارت کا تیار ہوا ہی اس دالان کے محرابی در ہین اور سقف
چوبی منقش۔ زمین پر بہی پختہ فرش ہی دیوارین چونہ گچ و منقش ہین اس دالان
کے اوپر دوسری منزل پر ایک عمدہ نشستگاہ دریچہ دار بنی ہوئی ہی اُسکی شکل
و صورت و رنگت بہی ایسی ہی جیسے دالان زیرین کی اس جگہ مہنت رہتا
ہی صحن کے جنوب کی سمت عالیشان مندر ٹہاکر دوارہ نہایت قبول صورت و

پختہ بنا ہی مندر کا دروازہ شمال کی سمت کو ہی اور دروازے کے آگے برآمدہ
نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی دروازے کے اندر جائین تو خاص مندر کا مکان
آتا ہی اسکی چھت قالبوتی ہی اور اوپر چھت کے طولانی گنبد نہایت منقطع و بلند
بنا ہوا ہی سنہری کلس اوپر لگا ہوا ہی مندر کے اندر کا فرش سنگین اور دیوارین منقش
ہین دروازے کی محاذی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ سنگین بنا ہوا ہی جسمین دو مورتین
ایک کرشن جی مہاراج کی دوسری رادہا جی کی پتھر کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی
رکھی ہوئی ہین دو نو مورتون کو قیمتی لباس اور فاخرہ زیور پہنایا ہوا ہی دو نو وقت
بیشمار لوگ اس جگہ اگر پوجا کرتے ہین آمدنی چڑہاوے کی بہی اتنی ہوتی ہی جسمین
پجاریون کا گزارہ بخوبی ہو جاتا ہی جوالادئی بانیہ مکان کا داماد مسمی ہرنراین
بہی پانچ سات روپے ماہوار اس مندر کے اخراجات کیواسطے دیتا ہی عرصہ
نو سال کا ہوا ہی کہ یہ مندر مسمات مذکور نے تعمیر کرایا بعد اختتام عمارت وہ مر گئی
اب اسکا داماد ہرنراین سرپرست اس مندر کا موجود ہی پہلے پہل مسمی سانگ رام
بیراگی مہنت اس ٹہاکر دوارے کا مقرر ہوا تہا اب وہ بہی مر گیا ہے اور اسکا چیلہ
آیا رام مہنت ہے +

مکان رام دوارہ

یہ متبرک مکان بہی محلہ چہوالی مین واقع ہی - اگرچہ سر بازار ہی مگر رستہ آمد و رفت
کوچے کے اندر سے ہی کرسی اسکی بلند ہی بیرونی زینہ چڑہ کر دروازے مین داخل ہوتے
ہین ڈیوڑہی سے گزر کر اندر جائین تو ایک مربع مکان نہایت خوبصورت پختہ عمارت
کا بنا ہوا دکہائی دیتا ہی چارون طرف چار چوبی دالان ہین تین گوشون مین
تین کوٹہریان ہین اور چوتہے گوشے شمال مغرب مین چاہ چرخی دار ہی غربی
دالان مین بازار کی طرف دریچے رکہے ہین - عرصہ چہہ برس کا ہوا ہی کہ یہ مکان

تعمیر ہوا اور ہر جی رام مہنت اس مقام پر مقرر ہوا اُسکی طرف سے پنڈت کانشی رام یہان مقرر ہی جو دونو وقت کتہا کرتا ہی اور ہنود زن و مرد سننے کیواسطے بیشمار حاضر ہوتی ہین بہاگوت راماین وغیرہ متبرک کتابون کی کتہا روزمرہ ہوتی ہی اور خداوند لاشریک کی پرستش اس توجہ و غور سے ہوتی ہی کہ جو شخص کتہا کیوقت حاضر آتا ہی مہنت کی طرف سے ایک مالا تلسی کی اُسیوقت اُسکے ہاتہہ مین دیدی جاتی ہے اور کہدیا جاتا ہی کہ رام کا بہجن کرو چنانچہ جب تک وہ حاضر رہتا ہی مالا جپتا رہتا ہے جاتی دفعہ مالا رکہہ جاتا ہی حلقہ کے بیچ مین مالاؤن کا ڈہیر لگا رہتا ہی اور ایک آدمی صرف مالاؤن کے اہتمام پر مقرر ہی وہی مالا تقسیم کرتا ہی وہی مالا برخاست کیوقت واپس لیتا ہی اگر کسی مالا کا تاگا ٹوٹ جاتا ہی تو وہ دوسرا تاگا اُسمین ڈال دیتا ہی غرض شب و روز اس مکان مین رام کا بہجن ہوتا ہی لنگر بہی دو وقت بانٹا جاتا ہے سادہ سنت غریب غربا جو حاضر ہوتا ہی اُسکو کہانا ملتا ہی ایک گوشہ مکان مین سری کرشن جی مہاراج کی سنگی تصویر رکہی ہی اور صحن مکان کے ایک طرف ایک چوبی تخت بچہا ہی اُسپر بیٹہکر پنڈت کانشی رام کتہا کہتے ہین - یہ پنڈت کانشی رام نہایت خلیق و حلیم و صاحب علم آدمی ہی جسکے سبب سے مکان کی رونق دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہی چڑہاوہ جسقدر حاصل ہوتا ہی وہ پنڈت کانشی رام کے ضروری اخراجات اور روزمرہ لنگر کے خرچ مین آتا ہے مسافر جو آتا ہے اُسکو بہی کہانا دیتا ہے +

بہیرو جی کا استہان

یہ متبرک پرستشگاہ محلہ وچہووالی مین سر راہ ایک کوچے کی جانب شرق بنا ہوا ہے تین چبوترے ایک دوسرے پر بنے ہوئے ہین پہلا چبوترہ خشتی چونہ گچ ہی اُسپر بقدر ایک بالشت کے گہٹا کر سنگ سرخ کا چبوترہ بنا ہی اُسپر سنگ مرمر کا چبوترہ اور

عمارت مندر کی بہی سنگ مرمر کی بنی ہی جسمین دو طاق ہین ایک طاق مین

تو شب و روز چراغ جلتا رہتا ہی دوسرے طاق مین جو پہلے طاق مین جو پہلے

کے اوپر ہے ایک مینخ گڑی ہوئی ہی جسپر پہولون کے ہار لٹکتے رہتے ہین انگراوپر خورد

گنبد جسکو آدہا گنبد کہنا چاہیے بنا ہی اور چہوٹا سا طلائی کلس ہے نیچے کے چبوترہ

پر بجانب جنوب ایک چہوٹی سی کوٹہڑی ہی جسکا دروازہ چوبی شمالی سمت کو ہے

اسمین چراغ گلی وغیرہ سامان متعلق مندر رکہا رہتا ہی اس مندر کے محاذ مین

بفاصلہ کوچہ ایک نشستگاہ دو منزلہ پُجاریون کی سکونت کے لئے بنی ہے

یہ مکان دریچہ دار محاذی مندر کے ہی صرف کوچے کا فاصلہ درمیان ہی یہ مکان

عالیشان پختہ دریچہ دار بنا ہوا ہی اور پُجاری اُسی مین سکونت رکہتے ہین مہنت

دریچہ مین بیٹہا رہتا ہی اور جو نقد و جنس مندر پر چڑہا وہ چڑہتا ہی فوراً اُٹہوا لیتا

ہے کیونکہ مندر کا چبوترہ سرراہ ہی فی زمانا مہنت و سرپرست اس مکان کا

بیرسدہ ناتہہ چیلہ باوا لہر ناتہہ جوگی کا ہی اُسی کے اختیار مین چڑہاوہ کی آمدنی کی

تقسیم و خرچ ہی سوائے اُسکے چار آدمی اُسکے چیلے بہی مکان کے خدمتگار ہین اور

گزارہ آمدنی سے پاتے ہین +

مندر باوا مہر داس

محلہ وچہو والی مین یہ ایک بڑے احاطہ کا مکان ہی جسمین چار مندر عالیشان

بنے ہوئے ہین اس مکان کو اگر مندرون کا مجموعہ کہا جائے تو بجا ہے. بیچ

مین مکان ٹہاکر دوارہ باوا مہر داس ہی اور یہ سب سے پہلا اور قدیم مکان ہے

اسکی قدامت دو سو برس سے کم نہین ہی اسمین بہت سی مورتین سنگین دیوتاؤن

کی رکہی ہین سب سے قدیم مورت جو باوا مہر داس کیوقت کی ہی وہ بہی نیچے کے

طاق مین باداب و توقیر تمام رکہی ہی اور طاقون مین اور بہت مورتین کرشن بہگوان

وراد ہا بائی وو دیگر دیوتاؤن کی ہین فی زمانہ حال یعنی سمت ۱۹۳۶ مین واسدیو نام
ایک بزاز نے اس مندر کی تجدید کی ہے سفیدی وغیرہ سے خوب آراستہ کیا ہے
دو مورتین سنگین گرشن مہاراج وراد ہا جی کی اپنی طرف سے بہی اُسمین رکہوادی
ہین اور ایک اینٹ سنگ مرمر کی اپنی تعمیر کے نام نہاد سے کہدوا کر مندر کی پیشانی
پر لگوادی ہی تاکہ لوگون پر ظاہر ہوجائے کہ یہ مندر واسدیو نے سمت ۱۹۳۶ مین بنوایا
ہی یہ مکان گنبددار نہین ہی صرف ایک پختہ کوٹھہ بنا ہوا ہی جسمین طاق بنے ہوئے
ہین اور مورتین رکہی ہوئی ہین ہر ایک مورت کو مکلف لباس پہنایا ہوا ہی ہنود
بسبب قدامت اس مکان کے اسکا ادب بہت کرتے ہین اور جبین سائی کے
لئے دو وقتہ حاضر ہوتے ہین - دوسرا مندر ایک عالیجاہ عمارت کا شوالہ مہرداس کے
مندر کی بجانب چپ میدان مین بنا ہوا ہی پہلے عالیشان چبوترہ پختہ ہے
اُسپر مندر ہی جسکا دروازہ بجانب شرق ہی اُسکے اندر جائین تو مندر کیواسطے
ایک خورد چبوترہ سنگین بنا ہی اُسپر شب جی کا استہاپن ہی اُسپر جلہری اور جلہری
پر گاگر پر آب رکہی رہتی ہی مندر کی دیوارین پختہ چونہ گچ منقش ہین اور سقف
قالبوتی جسکا گنبد طولانی شکل کا نہایت خوشنما ہی اور کلس طلائی چمکتا ہوا ہے
یہ شوالہ سکہرام داس کہتری کپور نے سمت ۱۹۰۳ مین اپنے بیٹے میلارام متوفی کی یادگار
مین بنوایا تہا اب خبرگیری اخراجات اس شوالہ کے جیکشن داس سکہرام داس کا
پوتا کرتا ہے - تیسرا مکان ایک شوالہ نہایت عمدہ پختہ بنا ہوا باوا مہرداس کے مندر
سے بجانب راست ہی یہ مندر بہی عین میدان مین ایک پختہ مربع چبوترہ پر بنا ہی
گنبد اسکا بہی طولانی کلس دار ہی بانیہ اسکی ایک ہندوستانی عورت مائی بہیجی
مسمات بہگتن تہی جو سکہون کی عملداری مین ہی پان فروشی کی دوکان رکہتی تہی
اس مندر کی عمارت بہی سمت ۱۹۰۳ مین بنائی گئی ہے گویا دونو شوالے ایک ہی

سال مین اس احاطہ کے اندر بنے تہے ۔ چوتہا مندر چوراسی گہنٹے والی دیوی کا ہی یہ مندر باوامہر داس کے مندر کے محاذی بجانب شرق ہی چبوترہ ہکا اور باوامہرداس کے مندر کا ایک ہی تصور کرنا چاہئے یہ مکان ہی پختہ جو گچ بنا ہی دروازے کے آگے ایک برانڈا مسقف ہی اسکی دیوارون مین لکڑیان رکہکر چوراسی ۸۴ عدد گہنٹے آویزان کئے گئے ہین مندر کا دروازہ شمال کی طرف ہی جب اندر جائین تو ایک مورت سنگین دیوی جی کی طاق مین رکہی ہوئی ہے دیوارین مندر کی چونہ گچ سقف قالبوتی ہی اور اوپر چہت کے مدور گنبد ہے اس دیوی کا اظہار سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء کے ہوا اتفاق ایسا ہوا کہ اس احاطہ مین سے مہنت نے اینٹین کہدوانی شروع کین اینٹین کہودتے کہودتے یہ دیوی جی زمین سے نکل آئین معلوم ہوا کہ دیوی جی نے خود ظہور کیا ہی تہوڑے عرصہ مین یہ خبر تمام شہر مین پہیل گئی اور اعتقادمند ہندوٗن کا ہجوم اسقدر ہوا کہ چندروز میلا لگا رہا صدہا روپے چڑہت چڑہ گئے آخر یہ تجویز ٹہیری کہ اس دیوی کا مندر بہی اسی صحن مین بن جائے اور سمی چینومہر ونترا کہتری نے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرکے یہ مندر بنوایا اور سنگ مرمر کی اینٹ اپنے نام سے کہدوا کر مندر کے دروازے پر لگوادی اس اینٹ مین چینو کا نام اور ماہ فروری ۱۸۷۵ء لکہا ہوا ہی اس احاطہ کے گوشہ شرقی وشمالی مین چاہ چرخی دار ہی اور چاہ کے چبوترے کے گوشۂ غرب شمال پر ایک چوبی گنبد دار شوالہ بنا ہوا ہی جسپر ٹین لوہا منڈہا ہوا ہی اور بیچ مین شولنگ نصب ہے مگر جلہری وگا گر نہین ہی اس مکان کا مہنت باوا چاندی ناتہہ جوگی ہی جو دونو شوالون کی پوجا کرتا ہے اور آمد لیتا ہی اور ٹہاکردوارے کی پوجا سمی موتی براگی کی متعلق ہے اور دیوی چوراسی گہنٹے والی کے مندر کا پجاری علیحدہ مقرر نہین ہے

وہی دونوں ملکر خدمت کرتے ہین +

شوالہ پنڈت رادہاکشن

یہ شوالہ گمٹی بازار کے غربی بازار کے سرراہ بجانب جنوب واقعہ ہے جو بازار محلہ سیدمٹھہ کو جاتا ہی - مکان اگرچہ چہوٹا سا ہی مگر عمارت پختہ و عالیشان بنی ہوئی ہے شمال کی طرف اسکا دروازہ ہی جب دروازے کے اندر جائین تو ایک چہوٹا سا طولانی صحن ہی جسکے جنوبی حصے مین یہ عالیشان مندر بنا ہی مندر کے اندر ایک اور چہوٹا چبوترہ سنگین ہی اُسپر شوجی کا جلوس ہی جلہری برنجی اور اُس پر مٹی کا گر رکہی ہی دیوارین مندر کی پختہ ریختہ کار اور سقف تالبوتی ہی سقف کے اوپر طولانی گنبد ہی اس گنبد کی بالائی منزل مطلاکی ہوئی ہی اور بجائے کلس کے ہنومان جی کی مورت ٹہلائی ہوئی ہے وہ بہی سرتاپا سونے سے ملمع ہی یہ شوالہ سمبت ۱۸۷۴ بکرمی مین پنڈت رادہاکشن لم دہڑبا یعنی ریش دراز نے بنوایا تہا اور اپنی یادگار زمانہ ناپائیدار مین چہوڑ گیا +

مندر کالی دیوی

یہ مندر مندر گمٹی بازار کے متعلقہ ایک کوچہ مین واقع ہی بلکہ اس کوچہ کو بہی کالی ماتا کی گلی کہتے ہین کوچہ کے سرراہ بجانب غرب یہ مکان پختہ ریختہ کار بطور نشستگاہ کے دریچہ دار بنا ہوا ہی دو طرف زینہ دار دروازہ ہی ایک دروازہ نشستگاہ سے جانب شمال ہی اور دوسرا بجانب جنوب دونو طرف سیڑہیان اوپر کی منزل کے جانے کیواسطے بنی ہوئی ہین اور سیڑہیون کے آگے مسقف ڈیوڑہیان ہین جنوبی دروازہ اکثر بند رہتا ہی اور شمالی دروازے سے آمدورفت ہوتی ہی جنوبی سیڑہیان چڑہ کر جب اوپر جائین تو مربع صورت کی ڈیوڑہی آتی ہی اُسکے آگے شمال کی سمت اور دروازہ آتا ہی گویا وہ دروازہ اُس نشستگاہ

کا ہی جسکے مغربی حصہ مین مندر دیوی جی کا ہی نشستگاہ کے تین دریچے کوچہ کی طرف ہیں اور صحن مسقف ہی غربی حصہ علیحدہ کیا ہوا ہی اُسمین ایک پختہ سنگین چبوترہ چبوترہ چھوٹا سا مندر ہی جسکے اندر کالی ماتا کی سنگی تصویر سیاہ رنگ کی رکھی ہی اُسکے اوپر چھوٹا سا مطلا گنبد بنا ہوا ہی دو چتر جہالردار ملمع طلائی اس مندر مین ہین ایک چھوٹا چتر جو دیوی ماتا کے سر پر نصب ہی دوسرا بڑا چتر جو گنبد کے اوپر سایہ گستر ہے ان دونو چترون سے مندر کی زینت دوبالا معلوم ہوتی ہے طلائی گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی جسپر چتر طلائی ایسی زینت دیتا ہی کہ دیکھنے والا دیکھتے ہی باغ باغ ہوجاتا ہی گنبد کے اوپر نشستگاہ کی چھت ہی - اس مندر کی پرستش ہر روز ہوتی ہی اور صدہا ہنود جبہین سائی کے لئے حاضر ہوتے ہین خصوصاً نوراتون مین نو دن ہر روز میلا یہان جمع رہتا ہی اور چڑہاوہ بہت چڑہتا ہی ہر روزہ آمدنی بہی اسقدر ہوتی ہے جس سے گزارہ پجاریون کا بخوبی ہوجاتا ہی چونکہ یہ مندر لاہور کے مشہور مندرون مین سے ہی غیر ملک کے ہنود بہی یہان آکر مستفیض ہوتے ہین اور اعتقاد کا یہ حال ہے کہ جو ہندو کوچہ سے گزرتا ہے وہ بہی دروازہ مکان پر جبین سائی کرکر آگے جاتا ہی فی زمانہ حال مہنت اس مندر کا پنڈت بشنداس ایک عالی دماغ شخص ہے اکثر اوقات علیحدہ بیٹہا رہتا ہے لوگون سے کلام بہی کم کرتا ہے +

ٹھاکر دوارہ پنڈت رادہاکشن خلف پنڈت مدسودن مرحوم

یہ عجیب و غریب عالیشان ٹھاکر دوارہ پنڈت ممدوح کی خاص حویلی مسکونہ مین بمحلہ سید مٹھہ واقع ہی یہ حویلی دو کوچون کے درمیان ہی ایک رستہ گمٹی بازار کی طرف سے ہی دوسرا محلہ سید مٹھہ کی طرف ہی مگر بڑا دروازہ وہی گنا جاتا ہے جو گمٹی بازار کی طرف سے ہی اس دروازے سے جب حویلی کے اندر داخل ہون

تو ایک صحن فراخ آتا ہے جسکی چارون طرف عالی شان عمارت بنی ہے شمالی حصہ مین یہ عالی شان ٹہاکردوارہ بنا ہوا ہے چند زینے چڑہکر جب اوپر جائین تو اُس ٹہاکردوارہ مین داخل ہوتے ہین خاص مندر کے آگے صحن مسقف ہے جسکی چار دیواری پختہ و منقش بنی ہے سقف بہی چوبی منقش ہے اِس صحن کے غربی حصہ مین مندر بنا ہوا ہے جسکا جالیدار سنگین دروازہ ہے اور مطلا دیوارین منقش ہین سقف قالبوتی اور اسپر طلائی بہت بلند گنبد بنا ہے اُسپر طلائی کلس ایسا خوبصورت لگایا گیا ہے جس سے مندر کی زیب و زینت دوبالا ہے اِس مندر کے اندر دو مورتین سنگین رکہی ہین ایک سری کرشن جی مہاراج کی دوسری رادہا مائی کی اِن دونون مورتون کو باعزاز و اکرام تمام مندر کی اندر استہاپن کیا گیا ہے اور لباس فاخرہ و زیور شاہانہ پہنایا گیا ہے یہہ ٹہاکردوارہ سنہ ۱۸۹۰ء مین تعمیر ہوا اُسروز سے اب تک برابر پوجا اِسکی ہوتی ہے روزمرہ دو وقت لوگ ٹہاکرجی کی پوجا کے لئے حاضر ہوتے ہین پنڈت رادہاکشن بانی مندر کی وفات کے بعد اب پنڈت رگہی کشن سرپرست اِس مندر کا ہے اور اُنہین کے ذمہ پر اِسکا خرچ ہے پنڈت مسودن کا خاندان مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت سے معزز چلا آتا ہے اُسکے بعد پنڈت رادہاکشن اپنے وقت مین لاثانی پنڈت تہا اور چیف پنڈت اوسکا خطاب تہا اب وہ بہی فوت ہوگیا ہے اور پنڈت رگہی کشن اُسکی جانشین ہین سرکاری عہدہ آنریری مجسٹریٹی لاہور پر ممتاز ہے۔

چوبارہ چہجو بہگت اندرون لاہور

یہہ مکان علاقہ گنڈ ڈہل محلہ مرکوچہ بجانب شمال واقع دروازہ مکان کا جنوب کی سمت کو اور اسکی اندر ڈیوڑہی ہے ڈیوڑہی مین سے زینہ اوپر جانے کے لئے بنا ہوا ہے ڈیوڑہی کی دوسری دروازہ سے اندر جائین تو صحن مسقف آتا ہے

جسکی سقف مین نگہہ روشندان رکہا ہے نگہہ کی نیچے چاہ چرخی دار ہے چاہ
کی شمالی سمت کو دو بچہ چوبچی بنے ہین ایک تو چہوٹا ہے جو زمین کے اندر ہے
اسمین صاف پانی بہرا رہتا ہے اسمین لوگ آکر منہہ دہوتے ہین اور نہایت اعتقاد
سے اس پانی کو پی بہی لیتے ہین دوسرا چوبچہ بطور تنور کی زمین کی اوپر دہرا ہے
اس شکل کا ہے جس شکل پر نیل گردن کا بچہ ختم ہوتا ہے اسمین بہی پانی بہرا رہتا
ہے اور بکمال اعتقاد لوگ اسکو پیتے اور آنکہون پر لگاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ
چوبچہ چہجو بہگت کے وقت کا ہے اور چہجو بہگت نے اسمین سے گنگا جاری کی تہی اسکی
تشریح اسطرح پر ہے کہ ایک بیرزالہ انکی خدمت کرتی تہی جب بیساکہی کا میلہ نزدیک آیا
تو اُسنے اجازت گنگا جانے کی چاہی بہگت جی نے کہا کہ وہان جاکر تو گنگا کا اشنان
کریگی ہم تجکو اسی جگہہ گنگا اشنان کرادیتے ہین چنانچہ اس چوبچے سے کہ خشک
پڑا تہا پانی نے جوش مارا اور اُس عورت نے بخوبی اشنان کرلیا وہ متبرک
چوبچہ ابتک رکہا ہے۔ اس سقف دہن کے شمال و مغرب کی طرف دو دالان
ہین جنکے تین تین محرابی در اور ستون چوبی پرانی زمانیکی قطع پر ہین شمالی دالان
تو چہوٹا ہے جسکے اندر پجاری و خدمتگار مکان کے رہتے ہین غربی دالان بہت
بڑا ہے اس دالان کی اندر جنوب کی طرف ایک بڑا پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے اور
چبوترہ کے گوشہ جنوب مشرق مین ایک اور خورد چبوترہ بنا ہوا ہے اُسپر شوجی کا
استہان ہے لکڑی کی تپائی رکہی ہے اور اُسپر مسی گاگر پر آب دہری رہتی ہے
شوجی کی پوجا بہی دو وقت ہوتی ہے گویا اس بڑی دالان کو شوالہ تصور کرنا
چاہئے صحن مسقف کی شرق کی طرف تین در بطور دالان محرابی خشتی بنی ہین
جب ان سے گذرین تو دوسرے ٹہاکردوارہ مین داخل ہوجاتی ہین
یہہ ٹہاکردوارہ دس بارہ سال سے بنا ہے پہلی دال گردن کی یہان دوکان تہی

محلی والون نے یہہ مکان خرید کر ٹہاکر دوارہ بنوادیا ہے یہہ مکان پختہ چونہ گچ مکلف
بنا ہے درمیان مین کہلا ہوا صحن ہے جنوبی سمت کو ایک نشستگاہ ہے جسکے تین دریچے
کوچے کی طرف ہین اور تین دروازے صحن کیطرف صحن سے جنوب کیطرف ایک
دالان خشتی محرابی مرغوبی ہے صحن کے شرقی حصے مین ٹہاکردوارہ پختہ
بنا ہے مندر کا سنگین دروازہ غرب کی طرف ہے اور اندر دو مورتین سنگین
کرشن جی مہاراج اور رادہا جی کی رکہی ہے جسکی پرستش ہوتی ہے مندر کی چہت قالبوتی
ہے اداو پر طولانی گنبد کلس دار ہے جہنڈا اور کلس دونو طلائی ہین جنوبی دالان کی چہت
کی دوسری منزل بطور نشستگاہ مکلف چوبی ستونون کے بنی ہوئی ہے جس مین
پجاری رہتا ہے یہہ مکان اصلی جائے سکونت بہجو بہگت کا تہا جسمین وہ اپنی حین
حیات سکونت پذیر رہا اور باہر شہر کے جہان اوسکی سمادہ ہے وہان اسکی دکان
بہی دونو مکانون کی پرستش جاری ہے اس مکان کا اصلی پجاری فی زمانہ حال
گرم چند برہمن ہے وہ شوالہ کیخدمت بہی کرتا ہے اور ٹہاکردوارہ کا پجاری نند لال
ہے گذارہ انکا چڑہاوے کی آمدنی سے ہوتا ہے اور محلے کے لوگ بدل وجان
انکی خدمت کرتے ہین ۔

سادہو چوہر کا چاہ و شوالہ

بازار چہی ہٹہ مین سر راہ یہہ مکان بجانب غرب واقع ہے پہلے صرف چاہ
تہا سکہون کے عملداری مین بازار والون نے چندہ کر کے چاہ کی پاس شوالہ
بہی تعمیر کردیا جو اب تک موجود ہے ۔

قصہ تعمیر اس چاہ کا اور وجہ تسمیہ چوہر اسطرح پر زبان زد خلق ہے کہ عملداری اسلامیہ مین
سادہو نام ایک چوہر شہر لاہور مین نامی گرامی چوہر تہا اور ایک ہندو دکاندار
نکوڑا فروش اسی بازار مین دوکان کرتا تہا چوہر روز اوسکی دوکان پر آتا اور جسقدر

جاہتا پکوڑی زبردستی دوکان سے اوٹہاکر کہا جاتا کئی بار حکام تک بہت پہنچی اور معاوضہ
بہی دلایا جاتا اور ملتا رہا مگر روز روز نالش کرنے سے بہی وہ تنگ آگیا تہا ناچار
اوسنے ارادہ کیا کہ دوکان ترک کر دی چنانچہ پکوڑے تلنے اوسنے موقوف کر دیئے
چور حسب عادت بعد شام کے آیا اور دیکہا کہ دوکاندار خالی بیٹہا ہے اوسنے حال
پوچہا دوکاندار نے جواب دیا کہ تیرے ہاتہ سے تنگ آکر مین نے اپنا
پیشہ ترک کر دیا ہے اور تمنے میرا سارا مال کہا کر مجکو مفلس کر دیا ہے دوکان
کرنے کے لائق بہی مین نہین رہا چور بولا اچہا تمام رات آج تم دوکان کہلا
رکہنا اور خود بہی حاضر رہنا یہ کہکر چلا گیا اور اوس رات کسی بڑے امیر کی گہر مین
چوری کر کے بڑا مال مارا اور وہ تمام کمال ومال لاکر دوکاندار کے حوالے کیا
اور کہا کہ مینے تیرا جسقدر کہایا اوسکا حق ادا کر دیا یہ کہہ کر چلا گیا صبح کو
بادشاہی ملازم چورون کی تلاش مین مصروف ہوئی سادہو چور بہی پکڑا گیا چونکہ بڑا نامی
چور تہا سب کو اوسی پر کامل شبہہ ہوا کہ یہی مال لیگیا ہے حاکم وقت نے اوسکو کہا کہ اگر
مال ندوگی تو پہانسی پاؤگے سادہو منکر رہا حاکم نے غضب مین آکر سادہو کی نسبت
پہانسی کا حکم صادر کر دیا اور اوسکو بعد تشہیر و منادی شہر کے باہر پہانسی دینے کو لیچلے
جب منادی والا دوکاندار کی دوکان کے آگے سے گذرا اور دوکاندار نے دیکہا کہ سادہو
پہانسی ملنے کے لئے جاتا ہے تو اوسکو کمال رحم آیا اور پیچہے ہو لیا جب پہانسی کے موقع پر پہنچا
چاہتا تہا کہ راز فاش کر دیوے اور مال دیکر سادہو کی جان بچاتا لیکن سادہو با آواز بولا کہ اس
ہزارہا خلق خدا مین سے جس شخص کے پاس میرا چہپایا ہوا مال ہے وہ ظاہر نکرے کیونکہ اگر وہ
مال انہین دیدیگا تو مین نہین بچونگا اوسکو چاہیے کہ اپنی پاس اپنا حق رکہہ لے اور جسقدر باقی رہے
اوسکے جسقدر بن سکین چاہ لگوا دیوے تاکہ صاحب مال کو ثواب پہنچتا رہے یہ بات جب اوسنے
کہی حکام نے جستجو بہت کی کہ آیا یہ کس طرف مخاطب تہا مگر کچہہ ثابت نہوا کیونکہ ہزارہا خلقت کا مجمع

اُسوقت تہا چور کے پہانسی ملنے کے بعد کسیقدر مدت کے بعد دو کاندار نے اُسی مال کے شہر لاہور مین کئی چاہ بنوائے چنانچہ یہ چاہ بہی اُنہین چاہات مین سے ہی جو ساد ہو چور کے نام سے موسوم ہے مندر جو چاہ کے پاس پختہ بنا ہوا ہی گنبد مدور قبول صورت ہی دو حجرے بہی متعلق مندر کے ہین جسمین پجاری رہتے ہین شیوگر سادہ سنیاسی مندر کی خدمت کرتا ہی بسبب سر بازار ہونے مندر کے خلقت کثرت سے پوجا کیواسطے آتی ہے چڑہاوہ بہی بہت چڑہتا ہے +

دوسری قسم مین تشریح اُن مکانات کی جو اندرون شہر لاہور متعلق باہل اسلام ہین از قسم خانقاہ و مقبرہ و مساجد و معابد وغیرہ

واضح ہو کہ اس فصل مین جن جن مکانات کا ذکر لکہا گیا ہی وہ دو قسم پر منقسم ہین ایک قدیم یعنی پرانے زمانے کے مکان دوم وہ مکان جو اب تعمیر ہوئے یا عہد سکہی مین بن چکے ہین گویا یہ حصہ دو قسم پر منقسم ہوا چنانچہ اول تذکرہ مکانات قدیمہ کا تحریر ہوتا ہے +

مسجد بادشاہی

یہ عالی جاہ مسجد لاہور کی قدیمی مساجد سے بہت بڑی مسجد ہی سب عمارت اسکی سنگ سرخ و سنگ مرمر کی ہی تینون گنبد کلان سنگ مرمر کے نہایت بلند ہین چارون مینارون کے اوپر کی گنبدیان بہی سنگ مرمر کی تہین مگر اب موجود نہین باقی عمارت سب سنگ سرخ کی ہی قلعہ لاہور کے غربی دروازے کیطرف چہوٹا سا میدان جسکو اب حضوری باغ کہتے ہین چہوڑ کر مسجد کی سیڑہیان شروع ہوتی ہین اور بہت بلند کرسی دیکر مسجد کی دیوار کا آغاز ہوتا ہے

دروازہ اس مسجد کا بھی سنگ سرخ سے برجی دار نہایت عمدہ و مقطع بنا ہوا
ہے اور پیشانی کے کتبہ پر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی بانی مسجد کا نام
اور اہتمام فدائی خان کوکہ کا لکھا ہوا ہی یہ فدائی خان جسکے اہتمام مین یہ مسجد
تعمیر ہوئی ہی نہایت متدین و بزرگ بادشاہی نوکرون مین سے تہا اور کوکہ
ترکی زبان مین دودہ پلانے والی کے بیٹے کو کہتے ہین یعنی دایہ کا بیٹا جس نے
بادشاہ کو بحالت شیر خواری دودہ پلایا تہا باعث تعمیر اس مسجد عالیشان
کا یہ ہوا کہ بوقت سلطنت شاہجہان بادشاہ کے جب پنجاب کی حکومت
دارہ شکوہ کو تفویض ہوئی تو اُس نے عمارتین بہت کین پہلے چوک بنوایا
پہر عالیشان عمارت اپنے دادا مرشد میانمیر بالاپیر کے روضہ کی تعمیر کی پہر
ملاشاہ قادری اپنے مرشد کا روضہ بنوایا جسکے حاطہ مین اب موضع میانمیر
ایک گاؤن آباد ہی اس عمارت کے اختتام پر پتہر بہت بڑہ رہا تہا اور اُسکا ارادہ
تہا کہ چوک داراشاہ سے میانمیر کے مقبرہ تک ایک سڑک سنگ سرخ کی ایسی
مصفا و پاکیزہ بنوائے کہ روز سلام کیواسطے پا برہنہ وہان جایا آیا کرے اور
اُس سڑک پر سوائے شہزادہ کے اور کوئی آمد و رفت نکرے یہ ارادہ ابہی پورا
ہونے نہین پایا تہا کہ عالمگیر اورنگ زیب نے باپ پر غالب آکر اُنکو قید کرلیا اور
داراشکوہ اپنے بہائی کو قتل کرا دیا اور حکم دیا کہ موجود پتہر کی ایک جامع مسجد
بنائی جائے اور فدائی خان کوکہ مسجد کی تعمیر کا مہتمم مقرر کیا اُس نے بکمال جانفشانی
اس مسجد کو بنوایا یہ مسجد بہت بڑی مسجد ہی صحن نہایت چوڑا و وسیع ہی چارون
مینار نہایت بلند ہین گنبد بہی اتنے بلند ہین کہ میناروں کے برابر معلوم ہوتے
ہین صحن مسجد مین خشتی فرش ہے اور سب عمارت دیوارون کی سنگی ہے۔
جامع مسجد دہلی سے یہ مسجد بڑی ہی اس مسجد کے شمال و جنوب شرق کی طرف

سنگین حجرے درویشون اور طالبعلمون کے رہنے کے لئے بنے ہوئے ہین
مگراب شمالی وجنوبی حجرے موجود ہین شرقی حجرے انگریزی عہد مین کسی مصلحت
کیوقت گراوئے گئے تہے بلکہ شرقی دیوار بہی مسمار کرادی گئی تہی صرف ڈیوڑہی کلان
اور زینہ باقی رکہہ لیا گیا تہا چارون مینارون کی سنگ مرمر کی بالائی برجیان
نہایت خوبصورت بنی ہوئی تہین تین سکہی حاکمون کیوقت اُنمین سے
ایک برجی بہونچال کے صدمہ سے گرگئی تہی اور تین مرمت طلب خراب ہوگئی
تہین - مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُن تینون کو بہی مسمار کرادیا اور چارون
مینار بے گنبدی رہ گئے یہ مینار مثمن ہین اور دور دراز زینہ مینارون کے
اندر بنا ہوا ہے جسکے ذریعہ سے لوگ اوپر چڑہ جاتے ہین اوپر کہڑے ہوکر چارون
طرف سبزہ نظر آتی ہے شمال اور غروب کیطرف تو دریاے راوی لہرین مارتا ہوا
اور پریڈ کا میدان دکہائی دیتا ہے اور شرق وجنوب کی طرف شہر کی آبادی
کی عمارت نہایت خوبصورت نظر آتی ہے یہ مسجد شہر لاہور گوشہ بائب یعنی شمال
وغرب کے گوشہ مین واقع ہے اندر سے تو شہر کی زمین سے کسیقدر بلند ہے
مگر باہر کی طرف سے مسجد کی کرسی بہت بلند نظر آتی ہے اور دیوار مسجد کی
قلعہ کی دیوار کے ساتہہ ملی ہوئی ہے بادشاہی عہد مین اس مسجد کی آرائش
کا سامان فرش جہاڑ فانوس وغیرہ لاکہون روپے کا تہا جب زمانے نے
پلٹا کہایا اور سکہی سلطنت ہوئی تو مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت کبہی اسمین
توپخانہ کبہی پلٹن اور سوار ی کی فوج کی چہاؤنی رہا کرتی تہی حجرون مین
میگہزین بہرا رہتا تہا سکہ لوگ پتہرون کی سلین اوکہاڑ کر لیگئے چہوٹی
برجیان سب گرگئین فرش مسجد کا ٹوٹ گیا بڑا صدمہ اس مسجد پر اسوقت
آیا جب رانی چند کنور کے عہد مین مہاراجہ شیر سنگہ نے بٹالہ سے آکر لاہور

پر حملہ کیا اُسوقت رانی چند کنور قلعہ مین محصور تہی اور مہاراجہ شیر سنگہ مسجد مین
تہا مسجد کے میناروں پر زنبوری یعنی شتری چہوٹی توپین شیر سنگہ کے حکم سے
چڑہائی گئین جنکا گولہ قلعہ کے صحن کے اندر پڑتا تہا اور قلعہ کی مغربی دیوار سے
جو گولہ آتا تہا مسجد کے اندر پڑتا تہا تین دن تک یہی حال رہا دوسری مرتبہ بھی
جب سرداران سندہانوالیہ قلعہ مین محصور ہوئے اور راجہ ہیرا سنگہ نے قلعہ کا
محاصرہ کیا تو اُس نے توپین میناروں پر چڑہوادین اور دونو طرف سے گولہ
باری ہوتی رہی صاحبان انگریزی کی ابتدائی عملداری مین اس مسجد مین گوروں
کی فوج نے قیام کیا اور انگریزوں کے لئے حجروں مین دریچے نکلوائے گئے
اور برانڈے نئے تعمیر ہوئے آخر جب مہاراجہ دلیپ سنگہ جلاوطن ہوئے اور
کامل انگریزی حکومت پنجاب مین ہوگئی تو فوج مسجد سے نکال لیگئی اور سرکار
نے براہ دریادلی مسجد مسلمانوں کے حوالے کردی اور سید بزرگ شاہ حکیم جسکے
بزرگ شاہی عہد مین اس مسجد کے امام تہے مسجد کا متولی قرار پایا مگر کچھہ آبادی
نہوئی آخر خان بہادر محمد برکت علیخان نے اپنی تحصیلداری کیوقت مسجد کی
آبادی کی طرف توجہ کی اور چندہ کرکے کسی قدر جائداد بہم پہچائی جسکے کرایہ کی آمدنی
مسجد کے مصارف مین صرف ہونے لگی چاہ روان اور حوض جاری کیا گیا امام
موذن مقرر ہوئے عیدوں کی نماز کے لئے شہر والوں کو ترغیب دی کہ وہان
پڑہین چنانچہ چند سال مین مسجد آباد ہوگئی اور مسلمان رئیسوں کی کمیٹی اس
مسجد کی خبر گیر رہی اور قرار پایا کہ شہر مین جو نکاح ہو چار آنہ نکاح کرنے والے سے
آبادی مسجد کی امداد خرچ کیواسطے لئے جائین سالانہ یہ رقم اچھی ہوگئی مدرسہ بھی
اسلامیہ مسجد مین جاری ہوگیا مولوی غلام محمد امام اور حافظ ولی اللہ فاضل
لاہور واعظ قرار پائے روزمرہ کی نماز کے سوا عیدین اور جمعہ کی نماز بڑی

دہوم دہام سے ہونے لگی یہان تک کہ عید کی نماز مین چہہ سات ہزار نمازی
جمع ہونے تنگ گیا یہ رونق تو خوب ہوگئی مگر مسجد نہایت خستہ و مرمت طلب
تہی فرش نہایت خراب تہا اسواسطے نواب نوازش علیخان اور محمد برکت علیخان
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و نواب عبد المجید خان و دیگر روسا اس کار خیر مین
سرگرم ہوئے اور سبنے ملکر کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور
کی خدمت مین اس باب مین درخواست کی صاحبنے ایک دربار منعقد کیا
اور شہر کے اندرونی و بیرونی ہندو مسلمان لوگون کو جمع کرکے چندہ دینے پر
ترغیب دی اپنی جیب خاص سے بہی روپیہ دیا گورنمنٹ سے بہی ایک
اچہی رقم دلوائی جب روپیہ چندہ کا جمع ہوا تو مرمت شروع ہوئی اس چندہ
مین ہندو مسلمان عیسائی سب بخوشی خاطر شریک ہوئے اور مسجد مرمت
ہوکر گلزار بن گئی اب بہی مرمت باقی ہے چارون مینارون کی برجیان بہی باقی
ہین فرش صحن کی مرمت نہین ہوئی بہت سی سلین پتہر کی لگانی باقی ہین
جہان صرف سرخ استرکاری کرکر تکسے رنگ ملا دیا ہے غرض سرکار بلندار
اگر ایک مرتبہ پہر توجہ کریگی اور محمد برکت علیخان بہادر اس کار خیر مین کمربستہ
رہینگے تو پوری پوری مرمت مسجد کی ہوجائیگی اس مسجد کی عمارت عمدہ
مین باختتام پہنچی اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی یادگار تا روز قیامت باقی رہیگی +

مسجد مستی دروازہ

یہ ایک عالیشان مسجد مستی دروازے کے متصل قلعہ لاہور کے شرق کی طرف ہے
عمارت اسکی نہایت پختہ قدیمی عمارات شاہی مین سے ہے بانیہ اسکی مریم زمانی
زوجہ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ تہی اور خوش مسجد سے مطابق سنہ ۱۰۲۳ تاریخ
اسکے دروازے پر لکہی ہے قطعہ تاریخ پورا پورا پڑہا نہین جاتا جب اسلام کی

حکومت لاہور سے جاتی رہی اور سکہی وقت آیا تو مدت مدید تک یہ مسجد
اُجڑی رہی جب مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سلطنت ہوئی تو اس مسجد پر
سرکاری تسلط ہوگیا اور بارود بہری گئی سالہا سال اسمین بنتی رہی
یہان تک کہ بارود خانے والی مسجد مشہور ہوگئی سکہی سلطنت کے انقراض
تک اسمین بارود رہی انگریزی عہد مین اس سے بارود نکلوا کر دریا مین
پہنکوائی گئی اور مسجد خالی ہوگئی داروغہ نزول قاضی فقیہہ الدین نے سکو
درج رجسٹر نزول کردیا مگر میجر میگر یگر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور نے بکمال
دریادلی سنہ ۱۸۵۵ء مین یہ مسجد مسلمانون کے حوالے کردی اور ایک بیٹھک اور
دو کانین جو متعلق مسجد تہین وہ بہی واگزار کردین اب یہ مسجد مسلمانون کے
پاس ہی مگر رونق نہین کیونکہ اُسطرف کا بازار ہی بے رونق ہی جب قلعہ آباد
تہا تو اُسطرف کے بازار کی ایک ایک دوکان و بیٹھک بیس بیس روپیہ
ماہوار کرایہ پاتی تہین اب خالی پڑی ہین +

مسجد خورد نواب وزیر خان

یہ قدیم عمارت کی چہوٹی سی مسجد ٹکسالی دروازے کے جنوب کی طرف فصیل
کے ساتہہ واقع ہی اسی مقام پر نواب وزیر خان صوبہ لاہور نے شاہجہانی
عہد مین اپنا زنانہ محل بڑا عالیشان بنایا ہوا تہا جو اب گرچکا ہی سکہون کیوقت
مدت تک اُس عمارت عظیم الشان کے آثار و کہنڈر موجود رہی اب انگریزون
نے اُس زمین کو ہموار کرادیا ہی اور یہ مسجد اُس محل کے متعلق زنانہ مسجد تہی
جہان آکر صوبہ لاہور کے گہر کے زنانے لوگ نماز پڑہا کرتے تہے اور رستہ آتا
محل کے اندر سے تہا اب یہ مسجد آباد ہے اور مسلمان اسمین معبود حقیقی کی عبادت
کرتے ہین عمارت اس مسجد کی نہایت عمدہ و پختہ و سادہ بے گنبد مسجد ہے +

ٹکسال والی مسجد

یہ مسجد ٹکسالی دروازے کے ورے سر بازار واقع ہے اگرچہ تمام مسجد گر چکی ہے مگر اب بہی ایک حصہ باقی ہے اُسکی دیوارون پر کانسی کا کام ہے اور ابتک ایسا روشن رنگ ہے کہ گویا آج ہی نقاش نقش بنا کر گئے ہین شاہجہان بادشاہ نے اسکے پاس دارالضرب تعمیر فرمایا تہا جو نہایت مکلف پختہ مکان تہا اور اُسی مین روپیہ مضروب ہوتا تہا یہ مسجد بہی اُسی مکان کے متعلق تہی اب دارالضرب کا تو نام و نشان باقی نہین ہے سکہون کیوقت کہنڈرات باقی تہے البتہ مسجد کا کسی قدر حصہ باقی ہے + اس مسجد کو اب مسلمانون نے مرمت کر کے آباد کر لیا ہے

خانقاہ شاہ رضا قادری

یہ بہی ایک قدیم و متبرک مزار محلہ بہی واقع ٹکسالی دروازے مین ہے ایک کشادہ احاطہ مین چبوترہ مزار کا بنا ہوا ہے جسپر اس بزرگ کی قبر ہے ہر سال میلا بہی ہوتا ہے صوفی لوگ جمع ہو کر سماع سنتے ہین اور وجد کرتے ہین یہ بزرگ خاندان قطاریہ قادریہ مین سے ایک صاحب کمال عابد زاہد آدمی تہا اسکا سلسلہ بہی اسکے بعد جاری ہوا چنانچہ شاہ عنایت اللہ اسی کا مرید تہا جسکا مرید بہلے شاہ قصوری ایک مشہور ولی ہوا ہے پنجابی زبان مین بہلے شاہ کی کافیان اور بارہ ماہ و ابیات وغیرہ کلاونت مجلسون مین گاتے ہین الغرض ایک زمانہ اُسکی بزرگی کا قایل ہے ۱۱۶۱ھ مین یہ بزرگ فوت ہوا اور اس مقام پر دفنایا گیا +

مزار سبز گنبد

یہ ایک پُرانی عمارت کا مقبرہ راجہ سوچیت سنگہ کی حویلی کے متصل جسمین اب تحصیل لاہور کی کچہری ہوتی ہے شمال کی طرف واقع ہے عمارت اسکی نہایت مستحکم چینی کاری کی ہوئی ہے نام اس بزرگ کا جو اسمین مدفون ہے سید بدرالدین شاہ عالم ہے

سادات بخاری کہتے ہین کہ ہمارے شجرے کے بزرگون مین سے یہ بزرگ تہا اور شاہجہانی عہد مین فوت ہوا نواب سعد اللہ خان وزیر نے یہ مقبرہ بنوایا اور چارون طرف مقبرہ کے ایک عالیشان باغ تجویز کیا اس تمام عمارت متعلق مقبرہ سے صرف اب مقبرہ باقی ہی یا چاہ جواب متعلق مکان تحصیل ہے راجہ سوچیت سنگہ نے جیسا یہ حویلی جسمین اب عمارت تحصیل ہے تعمیر کی تو مقبرہ کی سب زمین اپنی حویلی مین داخل کر لی جس سے اب مقبرہ بے رونق ہو گیا ہی غنیمت ہے کہ گرنے سے بچ گیا +

بہاٹی دروازے کی پرانی مسجد

یہ عالیشان مسجد بہاٹی دروازے کے بازار لکڑ ہارے مین واقع ہے اور اونچی مسجد کہلاتی ہے عمارت اسکی پرانی عہد عالمگیری ہے بسبب قدامت کے معلوم نہین ہوتا کہ کس بانی نے اسکی بنیاد رکھی تہی ابتک یہ مسجد آباد ہے +

مسجد طلائی المشہور سنہری مسجد

یہ مسجد لاہور کی نامی گرامی اور قدیمہ عمارات مین سے ہی نہایت مقطع وخوبصورت مکان بنا ہوا ہی تینون گنبد کلان اور چہوٹی گنبدیان اسکی برج برجیان طلائی مین اور سونا تانبے کے تختون پر ایسی خوبصورتی و استحکام کے ساتہہ چڑہایا گیا ہے کہ ابتک باوجود گزرنے مدت مدید کے سونے مین وہی چمک دمک ہی جب مینہ برستا ہی اور سونا دہویا جاتا ہی تو سونیکا چمکارہ دوچندان ہو جاتا ہی مسجد کی خشتی عمارت نہایت مضبوط اونچی کرسی بقدر ایک منزل و یکبرہ بنائی گئی ہے تین طرف نیچے دوکانین بنائی گئی مین کہ انکے کرایہ کی آمدنی مسجد کے اخراجات لابدیہ مین صرف ہو اس مسجد کے چارون طرف بازار ہی اور بیچ مین اسکی عالیشان و مطلا عمارت نہایت مطبوع و دلپسند معلوم ہوتی ہے بانی اس مسجد کا نواب

میر سید بکہاری خان امیر الامراء عہد میر معین الملک المشہور میر منو تہا اور محمد شاہ بادشاہ کے حکم سے بعہدہ نائب صوبہ وسرو فتر خطہ پنجاب کے ممتاز تہا اسکے اوصاف حمیدہ وخصائل پسندیدہ کے بیان سے تاریخین بہری ہوئی ہین یہہ شخص نہایت دیندار سخی فقیر دوست ناظم عالم فاضل تہا چشتیہ سلسلہ فقر مین ارادت اسکی بخدمت میران سید بہیکہہ چشتی کی تہی جب اُسکا ارادہ تعمیر مسجد کے لئے مستحکم ہوگیا تو میر منو صوبہ لاہور کی خدمت مین درخواست کی کہ چوک واقع کشمیری بازار مین اُسکو زمین تعمیر مسجد کے لئے مرحمت ہو چونکہ اس جگہ پہلے ایک چوک تہا اور چوک کی زمین مسجد کی تعمیر سے رک جاتی تہی بذات خود حکم نہ دیسکا اور علمائے دین سے فتوی مانگا سب نے اجازت دی کہ زمین خدا کا ملک ہے خانہ خدا کی تعمیر مین جسقدر اُسمین سے دیجائے نہایت مناسب ہی چاہیے اسکے دینے مین کسی طرح کا ہرج واقع ہوتا ہو پس یہ مسجد چوک کے وسط مین تعمیر ہوئی اور چارون طرف اسکے بازار کا رستہ بہی رکہا گیا چونکہ ایک بہت چہوٹی سی مسجد پہلے بہی اس چوک کے وسط مین تہی نواب نے چاہا کہ اُسکو بہی اسمین شامل کرے مگر شامل کرنے سے اس مسجد کا بیرونی زینہ اور دروازہ اُس موقع پر آتا تہا جہان وہ چہوٹی مسجد تہی علما نے اسمین اجازت نہ دی اور لکہا کہ ایک مسجدگاہ کی جگہ جہان لوگ نماز پڑہ چکے ہون دوسری مسجد کا زینہ و دروازہ وغسلخانہ بنانا جائز نہین ہی چونکہ سوائے شمول اُس مسجد خورد کے اس مسجد کا عالیشان دروازہ وزینہ نہین بن سکتا تہا نواب نہایت پریشان ہوا ناچار دو طرفہ رستہ مسجد کو دیکر دو نو طرف زینہ بنادیا جو نہایت ناموزون تہا مگر اب نواب مرحوم کی مراد بر آئی اور روح خوش ہوئی کہ کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور نے وہ پرانی خورد مسجد جو غیر آباد پڑی تہی گرواکر شرقی دروازہ مسجد کا بنوادیا زینہ بہی شرقی تجویز ہوگیا

اور وہ دوطرفہ قدیم زینہ گراکر زمین اُسکی صحن مسجد مین ایزاد کردی اس کارروائی سے مسجد کی زینت بہت بڑہ گئی اندرونی محراب مسجد کی اس جدید دروازے کے ذریعے سے دور سے نظر آتی ہی یہ مسجد ۱۱۶۳ ہجری مین تعمیر ہوئی ہی ۱۱۶۳ھ بیرونی۔ محراب مسجد پر آیت قرآنی آیت الکرسی کے نیچے لکہا ہی مسجد کی تینون محرابین اور تینون گنبد منقطع و بلند ہین گوشون پر خورد مینار اندر باہر سے منقش استرکاری ہے صحن کے اندر پختہ دروازہ حوض سنگین اور چاہ آبدار بنا ہوا ہی اس مسجد کی آبادی سکہون کے عہد مین بہی بدستور رہی کیونکہ مسجد کا متولی جو روپیہ دو کانون کے کرایہ کا پاتا رہا اسکی آبادی اور اپنی گزارہ مین خرچ کرتا رہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ عہد مین بہی پہلے کوئی متعرض اس مسجد کا نہوا آخر جب باولی کا مکان مسجد کے متصل بنگیا اور اُسمین گرنتہہ صاحب رکہا گیا تو باولی کے بہائی سکہہ اور اکالیہ اس مسجد کے درپے ہوگئے اور مہاراجہ کی خدمت مین عرض کی کہ اس مسجد کا ملا آواز بلند اذان دیتا ہی تو ہمارے کان مین پڑتی ہی یہ مسجد بھی باولی کے ساتہہ شامل ہمارے قبضہ مین رہنی چاہیئے یا گرادی جائے کہ مسلمانون کی ہمسایگی گورو کے سکہون کے ساتہہ نہ چاہیئے۔ مہاراجہ نے فی الفور حکم دیدیا کہ مسجد سے ملان نکالدیا جائے اور گرنتہہ رکہا جائے اس حکم کے صادر ہوتے ہی ملان بیچارہ نکال کر باہر کر دیا گیا اور مسجد مین اکالیون نے قبضہ کرلیا اور تمام مسجد مین گوبر کا لیپن دیکر گرنتہہ رکہہ دیا گیا دو کانون کی آمدنی ضبط ہوکر باولی کے محال کے شامل کردی گئی وقوع اس حال سے شہر کے مسلمان نہایت غمگین ہوئے اور سب نے مجمع فقیر عزیز الدین و نور الدین کے مکان پر گیا اور چاہا کہ اُنکے ذریعہ سے مہاراجہ کے حضور مین مسجد کی واگزاری کے لئے عرض کیجائے چونکہ اس زمانے مین مہاراجہ کے دربار مین سب سے بڑہ کر تو فقیر گہلو ماشکلی کی تہی اور

مہاراجہ کسی بات مین اُسکے کہنے سے باہر نہ تھا فقیر صاحبان نے مسجد کے معاملہ مین اُسکو اپنے ساتھہ ملا لیا اور اُس کے ذریعہ سے مہاراجہ کی خدمت مین عرض کی اور بیان کیا کہ تمام پنجاب کی مسجدون کے مُلا کبھی بانگ بلند آواز سے نہین کہتے چہ جائیکہ باولی صاحب کے پاس جہان گرنتھہ صاحب رکھا ہو مسجد کا مُلا اذان دیوے یہ بات بالکل برخلاف ہے ہم آیندہ مُلا سے مچلکا لے لیتے ہین کہ کبھی بانگ ندیوے اس بات پر مہاراجہ رضی ہوا کہ مسجد بدستور ملا کے حوالے کردی جاوے اور اُس سے مچلکا لیا جاوے کہ بانگ ندیوے مسجد کی دوکانون کا کرایہ بہی ضبط رہے مسلمانون نے اتنی بات کو بہی غنیمت جانا اور مسجد پر دوبارہ قبضہ پایا مگر دوکانین ہاتہہ سے جاتی رہین بعد انقراض سلطنت سکہی انگریزی عملداری مین بہی وہ دوکانین بصیغہ نزول ضبط رہین اہل اسلام نے بہت دفعہ عرضیان کین اور مقدمات کئے مگر حکام نے بدین خیال کہ یہ محال مہاراجہ کیوقت سے ضبط ہے اب واگزار نفرمایا جاوے بتیس ۳۲ برس کے بعد اب بعہد جناب اجرٹن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب یہ عقدہ کشائی ہوئی کہ نواب نوازش علیخان وخان بہادر محمد برکت علیخان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اس کار خیر کے انجام مین سرگرم ہوئے اور کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے اس بات مین گورنمنٹ عالیہ مین سفارش کی اور مسجد کی دوکانین جنکے کرایہ کی آمدنی پانسو روپے سالانہ ہے سرکار سے واگزار ہوئین اور رؤسائے اہل اسلام کی کمیٹی قرار پائی کہ آمدنی کا روپیہ وہی وصول کرین اور وہی بطرز عمدہ ومناسب صرف کرین اب یہ مسجد نہایت آباد ہے امام وموذن تنخواہ پاتا ہے مرمت ضروری ہوتی ہے چنانچہ سفیدی بہی ازسرنو کرائی گئی ہے زمین کی زیادتی کے سبب سے دوکانین بہی زیادہ ہوگئی ہین اس مسجد کا بانی نواب بکہاری خان سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین مرگیا مختصر حال اُسکے

مرگ کا یہ ہی کہ بعد وفات میر معین الملک صوبہ لاہور کے جب حکومت لاہور کی
مراد بیگم اُسکی زوجہ کے قبضہ اقتدار مین آئی تو اُس نے بہی نواب بہکاریخان کو بدستور
مختار و مدار المہام سلطنت کا رکہا مگر بسبب اسکے کہ نواب نہایت خوبصورت خوش وضع
جوان تہادل سے خواہان تہی کہ وہ اُسکے ساتہہ نکاح کرے مگر نواب نے یہ امر نامنظور کیا
اس انکار سے بیگم اسکی جان کی دشمن ہوگئی اور محل مین بلواکر اُسکو قتل کروا دیا
یہانتک کہ اسکی نعش کا بہی نشان نملا اور وہ نیکو کار جوان اس ستمگار عورت کے
ہاتہہ سے بدرجہ شہادت پہنچا یعنی ناحق مارا گیا +

مزار پیر سراج الدین المعروف پیر شیرازی

یہ متبرک مزار لاہور کے اندر محلہ جوڑے موری زیارت گاہ خلق ہی بعض اس بزرگ
کو پیر شیرازی کے نام سے مشہور کرتے ہین یہ بزرگ سلطان محمد تغلق کے عہد
مین بخارا کی طرف سے آکر لاہور مین قیام پذیر ہوا چونکہ عارف کامل و فاضل
اجل تہا تدریس و تلقین کے لئے صدہا لوگ خدمت مین حاضر ہونے لگے اور
مشہوری بہت ہوئی ایک مرتبہ بادشاہ ملتان کی طرف سے آکر چند روز لاہور
مین قیام پذیر ہوا علما و فضلا کے زمرہ مین یہ بہی سلطانی دربار مین حاضر ہوا
بادشاہ نے اسکو چاہا کہ شہر کا قاضی مقرر کرے مگر اس نے وہ عہدہ منظور نکیا
اس عدول حکمی کے سبب سے بادشاہ غضب مین آیا اور حکم دیا کہ یہ شخص شہر
کے چورستہ بازار مین گردن مارا جائے علما و فضلا جو مجبور کرکے اسکو اپنی ہمراہ
لے گئے تہے سخت نادم ہوئے اور بہت سا عجز و زاری کرکے بادشاہ سے اسکی
جان بخشی کرائی اُس روز سے اس نے تعلیم و تلقین کا دروازہ بند کردیا او
تارک الدنیا ہوکر گوشہ مین ہو بیٹہا بعد وفات کے اپنے مسکن کے اندر دفنایا
گیا یہ مزار پختہ بنا ہوا ہی اور گہرون کی عمارات کے اندر اسکا احاطہ ہے +

مزار پیر بہولا

یہ متبرک مزار چیلہ کے عام کے محلے مین پختہ بنا ہوا ہے صاحب مزار ایک مجذوب
فقیر عالمگیری عہد مین تہا لڑکون سے اُسکو کمال محبت تہی تمام روز شہر مین پہرا کرتا
تہا اور لڑکے جوق جوق اُسکے ہمراہ ہوتے تہے نقد و جنس جسقدر لوگ اُسکو دیتے وہ
لڑکون پر تقسیم کر دیتا اکثر اوقات وہ اپنی بغل سے شیرینی نکال کر لڑکون کو بانٹتا
اور معلوم نہوتا کہ یہ شیرینی کہان رکہی ہے اس بات سے اُسکو لوگ صاحب کمال
تصور کرتے تہے اب بہی اس بزرگ کے مزار پر دن بہر لڑکے کہیلتے ہین قبر کو گہوڑا
تصور کرکے اوپر چڑہ بیٹہتے ہین ہر ایک جمعہ کے روز لڑکے چار اینٹین جمع کرکے
گلی گلی کوچہ کوچہ پیر بہولا کا مزار بناتے اور اُسپر بہول چڑہاتے اور چراغ جلاتے
ہین غرض اس بزرگ کا نام ابتک لاہور مین روشن ہے اور بچون کو اسکے ساتہہ
کمال محبت ہے + - لڑکی کے پیر بہولی بنا کر بہی شہر مین جمعہ کو پہراتین -

مسجد بازاری

یہ مسجد بہی شاہجہانی وقت کی بنی ہوئی ہے سکہون کیوقت مہاراجہ کی باروت اسمین
بہری رہتی تہی ابتدائی عملداری انگریزی مین چند سال یہ غیر آباد پڑی رہی آخر
مولوی غلام قادر نے سرکار مین درخواست کرکے اس مسجد کے آباد کرنے کا حکم لیا اور
امام بخش قصاب نے جسکے پاس ٹہیکہ گوشت رسانی گورون کا تہا اُسنے مسجد
کو دوبارہ آباد کیا اور بہت سا روپیہ صرف کرکے اسکی مرمت و سفیدی کرائی
مولوی غلام قادر کی وفات کے بعد اُنکا بہانجا مولوی نظام الدین اس مسجد کا
امام رہا اور اُسکے مرنے کے بعد اُسکے دو بیٹے مولوی عزیز الدین و علی الدین اس
مسجد کے امام ابتک موجود ہین - اور امامت کرتے ہین - بانی اسکا کوئی امیر
یا توقیر تہا جسکا نام غلام مہندی خان کتبہ مین لکہا ہے مگر سنہ پڑہا نہین جاتا +

مسجد پری محل

یہ قدیمہ مسجد نواب وزیر خان صوبہ لاہور کی بنائی ہوئی دروازہ شاہ عالمی روبروئے دروازہ پری محل سر بازار واقع ہی باعث اسکی تعمیر کا یہ ہوا کہ جب نواب ممدوح نے مردانہ محل عالیشان تعمیر کرکے پری محل اُسکا نام رکھا تو یہ مسجد چھوٹی سی صرف اپنی نماز پڑہنے کے لئے تعمیر کی جسکی سادہ عمارت نہایت پختہ ہی یہ مسجد ابتک آباد ہے کبھی ویران نہیں ہوئی +

پست مسجد یعنی نیچی مسجد

یہ ایک عجیب و غریب مسجد درمیان دروازہ لوہاری و شاہ عالمی کوچہ دوگران مین واقع ہی مسجد کی عمارت بہت پرانی صدہا سال کی ہی مسجد اور صحن مسجد و چاہ و غسل خانہ و حجرہ وغیرہ مکانات متعلقہ مسجد محلے کی زمین سے ایک منزل بلکہ منزل سے بہی زیادہ نیچے ہین بانی اسکا ذوالفقار خان نام ایک امیر لودیہ سلطنت کا ایک اہلکار تہا اور ہیبت خان صوبہ لاہور کے دربار مین سردفتری کے عہدہ پر مامور تہا چونکہ اونچی اور کرسی دار مسجدین شہر مین بہت تہین اُس نے یہ ایک عجیب بات کی کہ مسجد کی زمین کو پہلے بقدر ایک منزل کے کہدوا ڈالا پہر اُسپر مسجد کی بنا رکہی اس مسجد کا پانی باہر کہین نہین جاتا دو غرقیان اُسی جگہ بنی ہوئی ہین جہان پانی غرق ہوتا رہتا ہی لوگ زینہ اُترکر مسجد مین جاتے ہین تین محرابین اس مسجد کی ہین اور تینون گنبد نہایت پختہ بنے ہین مسجد ابتک آباد ہی اور اہل محلہ کی خبرگیری سے مسجد کی رونق اور مُلا کا گزارہ ہوتا ہے +

مسجد محمد صالح کنبو

یہ عجیب و غریب مسجد موچی دروازے کے اندر ہے جو کوئی موچی دروازے سے جو ایک دروازہ شہر لاہور کے دروازون مین سے ہی داخل ہوتا ہی تو سامنے

اس مسجد کی عالیشان و رنگین عمارت نظر آتی ہی یہ چہوٹی سی مسجد نہایت منقطع و خوبصورت بنی ہوئی ہی سب عمارت اسکی خشتی پختہ ریختہ کار ہی تینون گنبد مدور صورت عمدہ شکل کے ہین مسجد کے تینون محرابے اوپر او رگوشون کی دیوارون پر کانسی کا کام زرد رنگ ہوا ہوا ہی اور اُسمین حروف لاجوردی رنگ کے لکہے ہین اکثر آیات قرآنی و احادیث و عبارات فارسی اُسمین تحریر ہین کانسی کا رنگ ابتک ایسا شوخ نظر آتا ہی کہ گویا آج ہی طاقچہ بنایا گیا ہی اور آج ہی یہ نقش و حروف لکہے گئے ہین اس مسجد کی عمارت سنہ ۱۰۶۰ھ مین باختتام پہنچی اور منشی محمد صالح دیوان صوبہ پنجاب نے اسکو تعمیر کیا بانی اس مسجد کا بڑا عالم و فاضل و شاعر وحید منشی شاہجہانی دربار کا ذات کا کمبو تہا اور منشی عنایت اللہ مصنف کتاب بہار دانش اسکا اموں اور خسر تہا اس خاندان کی عزت و آبرو شاہی دربار مین بہت تہی اور فضیلت کا تمام زمانہ قایل تہا اس مسجد کے دروازے پر جو محاذی دروازہ شہر کے ہی تین طاقچہ کانسی کار بنے ہوئے ہین ایک مین لکھا ہے ؎

بانی این مسجد زیبا نگار ✤ دوسرے مین ۔ بندۂ آل محمد صالح است ✤

تیسرے مین سنہ ۱۰۶۰ھ ۔ اس مسجد کی کرسی اونچی ہی اور نیچے دوکانین ہین مگر بسبب گزرنے عرصہ دوسو چہبیس سال کے اب بازار کی زمین اونچی ہوگئی ہی اور دوکانین آدہی زمین مین غرق ہوگئی ہین دروانہ بہی چہوٹا سارہ گیا ہی اور مسجد کی کُرسی کی بلندی صرف پانچ سیڑہی کی مقدار باقی ہے ✤

مسجد چینیان والی

یہ عالیجاہ مسجد زمانہ سلف کی عمارتون کی یادگار اندرون حصار شہر لاہور محلہ چابک سواران اندرون کوچہ دیوار بدیوار حویلی نواب سعد اللہ خان المشہور میان خان کی واقع ہی مسجد نہایت وسیع صحن دار ہی تینون محرابین اسکی

ہمشکل محرابہاے مسجد وزیرخان کاشی کار منقش ہین مسجد کی تمام زمین مین سے
نصف زمین دو درجہ مین منقسم ہوکر مسقف ہی اور نصف بطور صحن کہلی چہوڑی
گئی ہی اور سقف پر تین گنبد بیٹہوین قطع کے بنے ہوئے ہین جسطرح کے گنبد
مسجد وزیرخان کے ہین بوقت تعمیر اس مسجد کے بانی نے مسجد کی کرسی بہت اونچی
رکہی ہوگی اور شمالی دیوار کے نیچے دو دکانین بہی ہونگی مگر اب کوچہ کی زمین بسبب تمادی ایام
کے اسقدر بلند ہوگئی ہی کہ مسجد کی کرسی جاتی رہی ہے اور شمالی دریچہ مسجد
کا جو زمین سے ایک منزل بلند تہا قریب دو فٹ کے اونچا رہگیا ہی مسجد کا
شرقی دروازہ نہایت عالیشان بنا ہوا تہا بوقت زوال سلطنت چغتائی جب
گہر گہر راج ہوگیا تو مسجد کے دروازے کی سلین جو ابری کی تہین گوجر سنگہ نے
جو ایک حاکم لاہور کے تین حاکمون مین سے تہا اوکہڑوالین پنہر کی دہلیز جو سنگ مرمر
کی تہی سو بہا سنگہ نے نکلوالی دروازہ مسجد کا منہدم ہوگیا پہلے دروازے کی
اینٹین پہر زمین کسی طامع امام مسجد نے فروخت کردی جہان نائیون کی
دوکان اور حمام بنا ہوا ہی اور مسجد کے داخل ہونے کے لئے شمالی دیوار توڑ کر
چہوٹا سا دروازہ نکال لیا تہا معمر و بزرگون کی زبان سے یہ سنا جاتا ہی کہ مسجد
کے منہدمہ دروازہ کی پیشانی پر یہ شعر لکہا تہا۔ طرفہ معمار خرد تاریخ سال
گفت زیبا مسجد افراز خان۔ اس مصرع سے ۱۰۹۲ ہجری حاصل ہوتی
ہین اور مسجد کے اندر کی محراب پر تاریخ تعمیر ۱۰۹۰ تحریر ہے جس سے پایا
جاتا ہی کہ اندر کی عمارت اور دروازہ بیرونی کی تعمیر مین دو سال کا عرصہ گزرا
تہا اس مسجد کی تین محرابین عالیشان کاشی کاری ہوئی ہین ہر ایک محراب
کاشیکاری کتبہ تین تین ہین جسمین کلمہ و آیات قرآنی و اشعار فارسی تحریر ہین
نقش و نگار و حروف کاشی کار نہایت خوش رنگ یعنی زمین بسنتی اور حروف

لاجوردی ہین اندر کی دیوارین مسجد کی ریختہ کا پختہ عمارت کی بنی ہوئی ہین۔ اس
مسجد کے بانی کا نام نواب سرفراز خان المعروف افراز خان تہا عہد شاہجہانی و عالمگیری
مین فوجداری صوبہ لاہور کی اُسکے سپرد تہی پانچہزاری منصب تہا جب بسبب
انقلاب زمانہ کے شاہجہان بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب اپنے بیٹے کی قید مین آگیا
اور سلطنت پر قابض و دخیل اورنگ زیب ہوا تو سرفراز خان بدستور عہد
داراشکوہی لاہور مین فوجدار مقرر رہا ایک سال کے عرصہ کے بعد کسی مخبر نے عالمگیر
کی خدمت مین مخبری کی کہ سرفراز خان دست پروردہ و ملازم داراشکوہ ولی عہد کا
تہا آپکا جانی دشمن ہی اُسکا انتظام ابہی سے کرنا چاہئیے مبادا کوئی صدمہ بادشاہ
پر اُسکے ہاتہہ سے پہنچے بادشاہ نے یہ خبر سنکر سرفراز خان کو عہدہ سے موقوف کرکے
اُسکی جائداد کی ضبطی کا حکم دیا یہ حکم ابہی صوبہ لاہور کے پاس نہین پہنچا تہا کہ سرفراز خان
اس حال سے خبردار ہوگیا اُس نے فی الفور اپنی کل جائداد غیر منقولہ وقف کردی
اور حویلی سکونت جو اپنی زمین پر تہی گرانی شروع کردی اور مشہور کردیا کہ مین اسجگہ
مسجد بناتا ہون آخر جب بادشاہی حکم صوبہ لاہور کے نام درباب ضبطی جائداد
سرفراز خان کے آیا تو اُس نے صورت حال بادشاہ کی خدمت مین عرض
کردی کہ سرفراز خان نے اس حکم کے پہنچنے سے اول کل جائداد اپنی وقف کردی ہی اور مسجد کا
بننا شروع ہوگیا ہی بادشاہ یہ حال سنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ سرفراز خان بہت اچہا دیندار آدمی ہے
جس نے اپنی جائداد بیراہ خدا وقف کردی ہی ایسے دیندار شخص کو معزول کرنا چاہیی اور جسقدر
جائداد وقف کردی ہی اُسکی عوض مین محالات نزول سی جائداد اُسکو دیجائے اور اپنے عہدہ پر
بدستور بحال رہی۔ پس سرفراز خان نے نہایت توجہ سی اس مسجد کو تعمیر جو ابتک اُسکے نام سے یادگار
موجود ہے اس مسجد مین پہلے حوض ہی تہا مگر اب اُسکا نام و نشان نہین البتہ قدیمی چاہ موجود
ہے سکہون کے وقت یہہ مسجد آباد رہی اور اب بہی آباد ہے مگر قبضہ مسلمانان ملت

وہابیہ کا ہے جو سنی و شیعہ دونو فرقہ کے مخالف ہین وہابیون نے اب بہت سا روپیہ
خرچ کرکر مسجد کی مرمت کی ہے پہلے دروازہ کی جگہ عالیشان دروازہ بنایا ہے اور
حوض بہی منقطع تعمیر کیا ہے جو نلکہ کے پانی سے پر آب رہتا ہے اندرونی و بیرونی
مرمت اس مسجد کی ہوکر مسجد کی رونق دوبالا ہوگئی ہے

مسجد نواب وزیر خان مرحوم

یہہ وہ عالیشان لاثانی عمارت لاہور کے قدیم عمارات مین سے ہے جسکی شہرت
ولایتون مین ہے اور فی الحقیقت ایسی خشتی کاشی کار عمدہ عمارت دوسری
جگہ کم دیکہی جاتی بلکہ اس مسجد کو لاہور کا فخر و افتخار کہا جائے تو بجا ہے اس مسجد
مین ہر ایک کام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بنا ہے عمارت ایسی مضبوط
پختہ چونہ کا مستحکم بنی ہے کہ باوجود گذرنے عرصہ دوسو اکیاون سال کے ابتک
اوسکی عمارت کو کچہہ نقص نہین پہونچا بعد سلطنت چغتائی سکہی عہد مین کبہی کسیکی
توجہ اسکی مرمت کی طرف نہین ہوئی اگر ہوئی تو اسقدر کہ نورا ایمان والے نے اسکی
چارون مینارون کی اوپر کی برجون کے دو دو در بند کرا دئے تہے اور دو دو
کہلے رکہے تہے اس خیال سے کہ درمیانی ستون نازک ہین مبادا کسی بہونچال
کے صدمہ سے گرجائے مگر اس مستحکم عمارت کو مرمت کی ضرورت نہوئی اب جو
کسیقدر مرمت کی ضرورت ہوئی تو مرزا انور علی متولی و مہتمم مسجد نے چونہ سے کرائی
ہے کاشی کار نقاشی اس مسجد کی دیوارون پر اور منبت کا کام ایسا اچہا ہوا
ہوا ہے کہ بڑے بڑے نقاش نقاشی کا سبق اوس سے لیتے ہین اور دور دور
کے مسافر لاہور مین آکر اون طاقچون کی نقلین اوتار کر لیجاتے ہین خوشخطی حرف
عربی و فارسی کے اس شان کے ہین کہ بڑے بڑے خوشنویس ولایتون کے
اسکو دیکہہ کر دنگ ہوجاتے ہین مقطع ایسی ہے کہ اس قطع کی دوسری مسجد

دیکھنے مین نہین آئی بیرونی بڑے محرابی دروازے کے زینہ سے جو اوپر چڑہین
تو مسقف یک صحن جسکے اوپر بڑا گنبد بنا ہوا ہی آتا ہی اُسکو مسجد کا چارسو کہنا
چاہئے کہ ایک رستہ اُسکا شمال کو نکل جاتا ہی اور شمالی زینہ سے اُترکر بازار مین
انسان جا سکتا ہی دوسرا راستہ جنوب کی طرف جاتا ہی اور چھوٹے دروازے
مسجد سے نکلکر کوچے مین آدمی داخل ہوجاتا ہی غرب کی طرف اندرونی دروازہ
مسجد کا ہی اسطرف انسان جائے تو مسجد مین داخل ہوجاتا ہی صحن اس مسجد
کا بہت وسیع دو درجہ مین منقسم ہی ورلا صحن متعلقہ مسجد ذرہ پست ہے اور
صحن خاص مسجد ذرا بلند ہے صحن متعلقہ مین حوض ایکسوگز مربع بنا ہوا ہے
اور حاطہ چار دیواری مزار سید سحاق گازرونی المعروف میران بادشاہ کا
بہی اسی مین ہی اور صحن خاص مسجد مین مسلمان نماز پڑہتے ہین اُس سے آگے
بڑہکر مقام مسجد ہی جسکی پانچ محرابین عالیشان ہین اُنمین سے ایک محراب
بہت بڑی اور دو دو اُسکے دائین بائین اُس سے چھوٹی ہین اندر سے بہی
مسجد کی نہایت عمدہ عمارت منقش و رنگین ہی اور منبت کا کام مغربی دیوار کی
محرابون پر بہت ہی آیۃ قرآنی و احادیث بہت لکہی ہین باہر پانچون محراب
پر کانسی کار کتبے نہایت خوشخط و رنگین بنے ہوئے ہین وسط کی محراب کے
اوپر کے کتبے پر آیت الکرسی بخط عربی تحریر ہے اور کتبون پر قرآن کی سورتین
اور حدیثین اور چار کبار کے نام تحریر ہین مسجد کے سب صحن مین خشتی فرش
ہے اور باہر کے اندرونی دروازے پر - محمد عربی کابروے ہر دو سرا ست -
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او + بخط فارسی جلی قلم سے نہایت
خوشخط لکہا ہی اس مسجد کی تین طرف علما و فضلا و طالب علمون کے رہنے
کے لئے حجرے بنے ہوئے ہین شمالی حجرون مین سے ایک ایک دریچہ بطرف

بازار رکہا ہوا ہی ان حجرون کے علاوہ سولہ بڑے بڑے حجرے مسجد کی ڈیوڑہی کے چارسو ہین بنے ہین شمالی رہستہ کے شرق وغرب تین تین اور ایسیقدر جنوبی رہستے کے دو طرف اور چار حجرے ڈیوڑہی کے گنبد کے چار گوشون مین اور گنبد کی سقف کے نیچے چارون طرف چار شہ نشین خوبصورت مقطع بنائے گئے ہین چار بلند منار اس مسجد کے ہشت پہلو خوبصورت بنے ہوئے ہین اور ہر ایک پہلو مین کانسی کار قاقچے منقش رنگین ایسی خوبی سے لگے ہین کہ ابتک انکی رنگت تازہ ہی اگرچہ اب صدہا سال کے گزر جانے کے سبب سے نقش وحروف بہت جگہ سے گر گئے ہین مگر جسقدر باقی ہین نہایت روشن ہین باہر کے شرقی دروازہ کلان مسجد پر بہی سرتاپا کانسی کا کام ہی اور کتبے بہت ہین سب سے اوپر طولانی کتبہ ہی جسمین افضل الذکر بخط فارسی جلی لکھا ہی دوسرے کتبے مین یہ عبارت لکہی ہے + درعہد ابو المظفر صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی اتمام یافت + تیسرے کتبے مین لکھا ہی بانی ببیت اللہ ثانی فدوی باخلاص مرید خاص الخاص قدیم الخدمت وزیر خان - چوتہے مین لکھا ہی - این خانہ کہ ہست چون فلک مظہر فیض - دارد چو حریم کعبہ سر در سر فیض + برچہرہ اہل قبلہ این در بہ مراد - تا حشر کشادہ باد ہمچون در فیض + پانچوین کتبے مین یہ شعر لکھا ہی - سال تاریخ بنا ے مسجد عالی مقام - از خرد جستم بگفتا سجدہ گاہ اہل فضل + اس مادہ تاریخ سے ۱۰۴۴ سنہ ہجری حاصل ہوتے ہین - چھٹے کتبے مین یہ شعر تحریر ہے - تاریخ این بنا ئے چو پرسیدم از خرد + گفتا بگو کہ بانی مسجد وزیر خان + اس مادہ سے ۱۰۴۴ سنہ ہجری بحساب ابجد برآمد ہوتے ہین - ساتوین کتبے مین یہ شعر لکھے ہین - دہقان در دو بحشر سے نیک سرشت + در مزرع جہان ہر آن چیز کہ کشت + در باب عمل بنا ئے خیر سے بگزار -

کا خر ہمہ راہست از بین در بہ بہشت + اس مسجد کے شرقی دروازہ کے آگے بڑا چوک کملان بنا ہوا ہے جسکو چوک وزیر خان کہتے ہین اس چوک کی دو کانین ب محرابی عمارت کی پختہ بنی ہوئی ہین اور تین دروازے محرابی کلان چوک کے ہین ایک دروازہ مسجد کے محاذی بطرف شرق اور دوسرا بطرف غرب متصل دروازہ وزینہ شمالی مسجد تیسرا شمالی ملحقہ حویلی راجہ دینا ناتہہ مرحوم چوک کے اندر دو گنبد ایک خانقاہ سید صوف کا بنیہ میان محمد سلطان ٹہیکہ دار اور دوسرا بالاے چاہ بنیہ راجہ دینا ناتہہ کا باقی سب صحن کشادہ ہے اگرچہ بعہد سلطنت چغتائی یہ چوک اسیطرح کہلا ہوا تہا مگر سکہون کے عہد مین اس چوک کے اندر دو کانین ونشستگاہین بن گئی تہین اور چوک کی صورت بالکل متغیر ہوگئی تہی مگر انگریزی عہد مین وہ سب مکانات گرائے گئے اور چوک کی زمین بدستور سابق نکالی گئی جو اتبک موجود ہے۔ اس مسجد کے شمال وشرق کی سمت دو کانین برسر بازار بنی ہوئی ہین اور جسقدر جائداد نواب وزیر خان نے مسجد سے لیکر دہلی دروازے تک دو طرفہ بازار کے دو کانین وسراے وحمام تعمیر کر کے وقف کی تہین ان سب کی آمدنی مسجد کے متعلق تہی مگر اب سراے سرکاری جائداد ہے حمام بہی سرکار کے متعلق ہے باقیماندوں مین سے بہت سی جائیداد منتقل بنام اور لوگون کے ہوگئی اور کچہہ خادمان مسجد امام وموذن وجہاڑو کش وشمع افروز وغیرہ خادمان مسجد کے نام واگزار ہین مسجد کا حوض بہرنے والا بہی دو کانون کا کرایہ کہاتا ہے اس صورت سے اتبک یہ مسجد آباد چلی آتی ہے اگر جائداد کی آمدنی اسکے متعلق نہوتی تو آبادی کی صورت مفقود ہو جاتی اس مسجد کا بانی نواب وزیر خان مرحوم شاہجہانی عہد مین لاہور کا ناظم یعنی صوبہ تہا جسنے سواے اس مسجد کے اور بہی عمارتین بہت سی بنائی تہین مختصر حال اسکا یہ ہے کہ اصلی نام اسکا

شیخ علم الدین انصاری تہا قصبہ چنیوٹ مین اسکی سکونت تہی ابتداء عمر مین
اس سے طبابت کا علم پڑہا اور چنیوٹ مین طبابت جاری کی جب وہان معاش
مین تنگی رہی تو لاہور کو آیا چندے یہان سکونت رکہی پہر دہلی پہنچا دہلی سے
اکبرآباد گیا اُس شہر مین اسکا اسقدر شہرہ ہوا کہ علاج والدہ شاہجہان بادشاہ
کا جو اُسوقت ابہی شاہزادہ تہا اسکے سپرد ہوا اور وہ چند سالہ بیمار اسکے علاج
سے اچہی ہوگئی اُس خدمت مین ہی اس نے بڑا انعام پایا اور آمد و رفت
اسکی دربار شاہی مین بخوبی ہوگئی سب سے زیادہ محبت اسکی شاہجہان سے
تہی اور اُسیکا ذریعہ شاہی دربار مین تہا اتفاقاً اُنہین ایام مین ملکہ نورجہان بیگم
جہانگیر بادشاہ کی محبوبہ بی بی کے پاؤن مین دنبل نکلا سب اطبا چاہتے تہے کہ
اُس دنبل کو چیر دیا جائے مگر ملکہ کو بسبب نزاکت طبیعت کے یہ امر ناگوار تہا او
نہین چاہتی تہی کہ نشتر کہائے اور درد کا صدمہ اُٹہائے آخر علم الدین بلایا گیا
اسکے خیال مین بہی پہوڑے کا چیرا جانا مناسب متصور ہوا اور پہوڑے کے
چیرنے کیواسطے اس نے یہ تجویز نکالی کہ شاہی دالان مین ریگ بچہوا دی او
خود باہر چلا گیا اور عرض کر گیا کہ ملکہ دالان کے ایک طرف سے آئے اور ریگ کے
اوپر سے دوسری طرف گزر جائے اور پردے مین ہو بیٹہے جب مین اُنکے پاؤن
کے نقش ریگ پر دیکہہ لونگا تو علاج تجویز کرونگا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب
ملکہ ریگ کے اوپر سے پا برہنہ گزر گئی تو حکیم آیا اور نقش قدم سے دیکہہ لیا کہ
کف پا مین فلان جگہ دنبل ہے پس اس نے ایک چہوٹا سا نشتر نقش قدم پر
جہان کہ پہوڑے کا نشان تہا کہڑا کر دیا اور عرض کی کہ ملکہ ایک دفعہ پہر تکلیف
کرے اور جس رستہ سے پہلے گئی تہین اب پہر جائین مگر یہ احتیاط رہے
کہ پہلے نقش قدم سے باہر قدم نہ پڑے گویا اُسی قدم پر قدم رکہتی ہوئی گزر جائین

ملکہ نے ویسا ہی کیا جب نشتر پر پاؤن آیا تو نشتر دنبل مین گھس گیا اسیوقت پہوٹنے سے آلایش نکلنی شروع ہوگئی جب اس حیلہ سے پہوڑا جبر اگیا تو بادشاہ اور ملکہ دونو حکیم پر بہت خوش ہوئے شاہی شفاخانون کی افسری تو اُسی روز ملی اور باقی انعام کا لمنا غسل صحت کے روز پر منحصر رکہا گیا چند روز مین پہوڑا اچھا ہوگیا اور ملکہ نے لاہور آکر غسل صحت کیا اس روز بادشاہ نے ایک لاکہہ روپیہ کا خلعت حکیم کو دیا اور سات لاکہہ روپیہ نقد مرحمت کیا ملکہ نے اپنے بدن کا سب زیور جو اُسوقت زیب بدن تہا حکیم کو اوتار دیا ایکسو گیارہ ملکہ کی خواص ہمنشین معزز کنیزین جو اُسوقت حاضر تہین سبنے اپنے جسم کے سب زیور اُتار کر ملکہ کے تصدق کئے وہ بہی حکیم کو دے گئے غرض اس روز بائیس لاکہہ روپے کی جمع حکیم کے پاس ہوگئی پہر تو حکیم عظیم الشان امیر بنگیا اور خاندان شاہی کے معالجہ کا مہتمم و معتبر بہی سمجہا گیا - من بعد جب نورجہان بیگم اور شاہزادہ خورم یعنی شاہجہان کی آپس مین عداوت ہوگئی اور جہانگیر نے ملکہ کے کہنے سے شہزادے کو قید کردیا تو محافظ شاہزادہ کا یہی حکیم قرار پایا وزیر آصف جاہ نورجہان بیگم کا بہائی جو اپنی بہن کے مخالف اور شہزادے کے ساتہہ موافق تہا اُس نے حکیم کو ترغیب دی کہ شہزادے کو لیکر دکن کو بہاگ جائے چونکہ حکیم کی بہی شہزادے کے ساتہہ کمال دوستی تہی اور شہزادہ کے ہی ذریعہ سے اُسکو یہ مرتبہ نصیب ہوا تہا اُسنے شہزادہ کی جان کی حفاظت سب سے مقدم جانی اور دکن کو لیکر بہاگ گیا ابہی شہزادہ وہین تہا کہ جہانگیر کشمیر کے رستہ مین بہ بیماری ضیق النفس فوت ہوگیا اور شاہجہان نے دکن سے آکر آگرہ کے تخت پر اجلاس کیا لاہور مین آصف جاہ نے نورجہان بیگم کو نظر بند کرلیا پہر تو حکیم علم دین نوابی مراتب پر پہنچا -

نواب وزیر خان خطاب پایا لاہور کی حکومت پر سرفرازی ہوئی چونکہ عمارت کا شوق اسکو بہت تہا اچھی اچھی عمارتین اس نے لاہور مین بنوائین اور یہ مسجد اپنے نام سے ایسی یادگار چھوڑ گیا کہ قیامت تک اسکا نام روشن رہیگا +

مزار سید اسحاق گاذرونی المشہور میران بادشاہ

اس بزرگ کا مزار مسجد وزیر خان کے اندر صحن متعلقہ مسجد کے اختتام اور خاص صحن کے آغاز پر مائل بسمت جنوب واقع ہے اصلی مزار اس بزرگ کا مسجد کی کرسی کے اندر تہہ خانہ کے بیچ مین ہے زینہ اُترکر وہان پہنچتے ہین اوپر بہی ایک چاردیواری بنا کر صورت قبر کی بنا رکہی ہے زینہ کے آگے ایک چوکہنڈی بنی ہوئی ہے جہان مجاور بیٹھتا ہے یہ قبر مسجد کی تعمیر سے پہلے اس موقع پر بنی ہوئی تہی جب نواب وزیر خان نے مسجد تعمیر کی تو اسکو بدستور قائم رکہا بلکہ اس مزار کو اپنی مسجد کی رونق وزینت تصور کیا اور فی الحقیقت اس بزرگ کے تصدق سے سکہی عہد مین بہی یہ مسجد سکہون کے دستبرد سے حفاظت مین رہی کیونکہ ایک مرتبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ موران طوائف کو ساتھ لیکر اس مسجد کے مینار پر آیا اور دن بہر اوپر رہ کر عیش ونشاط مین سرگرم رہا اتفاقاً اُسی شب کو بیمار ہوگیا لوگون نے کہا کہ یہ آثار غضب اس بزرگ کے ہین جسکی مسجد وزیر خان مین قبر ہے دوسرے روز مہاراجہ مزار پر آیا اور پانسو روپیہ نذر چڑہا کر جبین سائی کی اور توبہ کی کہ پہر ایسی حرکت وقوع مین نہ آئیگی۔ سکہون کے وقت ہر جمعرات کے روز اس مزار پر میلہ ہوتا تھا اور طوائف لوگ مسجد کے گنبد مین آکر ناچتے تہے شوقین لوگ ہزارون جمع ہوتے تہے سالینہ عرس ومجلس سماع بڑی دہوم دہام سے ہوتی تہی اب بہی جمعرات کے روز ہندو مسلمان حاضر ہوتے ہین سالینہ عرس بہی ہوتا ہے

مگر وہ عمر گرمی نہیں سولہ دو دکانین مسجد کی اوپر کی جو زیر گنبد دیوڑہی اور اُسکے
دونو رستون جنوب و شمال کی سمت ہین ہین نواب وزیر خان نے جلد گرون کے
رہنے کے لیئے دایمی وقف کی ہوئی ہین سکہون کیوقت ان دو کانون پر بہی
بڑی رونق رہتی تہی کہ جلد سازی کی دو کانین سواے اس جگہ کے شہر کے کسی بازار
مین نہ تہین جلدسازی وکتاب فروشی اسی مقام پہ ہوتی تہی اب وہ بات جاتی رہی
جلدسازی وکتاب فروشی کشمیری بازار مین ہوتی ہے شہر مین یہہ دوکانین پہیل
گئی ہین مسجد کے سب دوکانین بند ہین مگر قفل اب تک اونہین لوگون کے لگے ہوئے
ہین پرانے جلدسازون کی اولاد سرکاری دفترون اور چہاپہ خانون مین نوکری کرتے
ہین اندر کے حجرے مسجد کے جو صحن کے شرق و شمال وجنوب کے سمت ہین اوسمین بہی
پرانے قابض اب تک قابض ہین کسی مین کوئی نقاش نقاشی کرتا ہے کسی مین کوئی اتب
بیٹہتا ہے کسی مین مزار کے مجاور قیام پذیر ہین دونو چوکہنڈیان دو حجرے امام مسجد
کے قبضہ مین ہین اُنہین سے ایک میران بخش نقاش اس زمانے مین نامآور
ہے کہ چہاپہ کی سیاہی مین نقاشی اُسکی اعلے درجہ کی ہوتی ہے طلائی کام بہی وہ
اعلے درجہ کا کرتا ہے سید اسحاق گاذرونی جنکا مزار اس مسجد مین زیارت گاہ
خاص و عام ہے ایک سید خدا پرست فارس کے ملک شہر گاذرون کا رہنے والا
تہا تغلقیہ سلطنت کیوقت لاہور مین آیا اور یہان ہی قیام رکہا چونکہ مرد خدا پرست
تہا رجوع خلایق کا اُسکی طرف بہت تہا ہزارون مرید تہے جب فوت ہوا تو اُسی
جگہ دفنایا گیا اور حسب وصیت حاطہ مزار کا پختہ اور قبر خام بنائی گئی قبر پر
ایک نہال ایسا پیدا ہو گیا جس نے بیل کی طرح بڑہ کر قبر کو ڈہانپ لیا اس سبب سے
لوگ اس بزرگ کا نام پیر سبز مشہور کرتے تہے قریب دو سو برس تک وہ نہال
سرسبز رہا اور بیمار لوگ اُسکے پتے لیجا کر کہاتے اور شفا پاتے رہے آخر جب

نواب مذکور نے اس جگہ مسجد بنوائی تو قبر پختہ بن گئی اور نہال کا خاتمہ ہوگیا اس
بزرگ نے ۱۰۶۷ھ میں جہان فانی سے انتقال کیا تہا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
اسکی تاریخ وفات ہے +

مقبرہ امام غلام محمد المشہور امام گامون

یہ مقبرہ بہی مسجد وزیر خان کے متعلقہ مکانات سے ہی صاحب مقبرہ امام غلام محمد بن
حافظ محمد صدیق اس مسجد کا امام عالم فاضل سلسلہ قادریہ کا فقیر صاحب تصانیف
مفیدہ تہا چنانچہ گنج مخفی نام ایک منظوم کتاب تصوف کے علم مین اسکی یادگار
ہی ۱۲۴۲ھ ہجری مین یہ فوت ہوکر مسجد وزیر خان کے آسمانی چاہ متعلقہ میدان
دفنایا گیا اور پختہ قبر چبوترہ پر بنائی گئی صاحبان انگریز کی ابتداء عملداری مین کسی
ارادتمند نے اس مزار پر پختہ گنبد بنوا دیا جواتبک موجود ہی خاص مسجد کی جنوبی
دیوار کے باہر یہ مقبرہ بنا ہوا ہی جس احاطہ مین چاہ کلان متعلقہ مسجد واقع ہے اور
اُسی چاہ کے پانی سے مسجد کا حوض بہرا جاتا ہے صاحب مقبرہ کی وفات کے بعد
امام الہ بخش اُسکا بیٹا مدت العمر مسجد کا امام رہا وہ ۱۲۷۶ھ مین مرگیا اب امام محمد
اُسکا بیٹا امامت کراتا ہی صاحب مقبرہ عبداللہ شاہ بلوچ قادری کا مرید تہا جسکا روضہ
موضع مزنگ مین مشہور ہے پہلے ہر سال اس مقبرہ پر بہی میلا ہوتا تہا اور مجلس
سماع بہی ہوتی تہی اب بالکل مسدود ہے +

مقبرہ سید صوف

یہ مقبرہ مسجد وزیر خان کے بیرونی چوک مین محاذی دروازہ کلان مسجد واقع ہے
پہلے صرف ایک قبر چبوترہ پر بنی ہوئی تہی اور چاہ و مسجد خورد و فقیر کے رہنے
کا ایک حجرہ بنا ہوا تہا سکہون کیوقت لوگون کی آمد و رفت اس مزار پر بہی بہت
تہی سلطنت انگریزی مین جب چوک کے اندرونی مکانات گرائے گئے اور چوک

نکالا گیا تو اس مزار پر محمد سلطان ٹھیکہ دار نے روضہ بنوا دیا اس گنبد کی تعمیر سے
مزار کی رونق بڑھ گئی اور چوک کی زینت دوچند ہو گئی - صاحب مزار سید اسحاق
گازرونی کا ہم عہد و ہم مجلس تہا بعض لوگ اس بزرگ کو سید اسحاق کا بہائی
ظاہر کرتے ہین شاید ہو گا مگر تصدیق اسکی کسی عمدہ ذریعہ سے نہین ہوتی
یہ مزار بہی مسجد کی تعمیر سے اول یہان بنا ہوا تہا اور مسجد پیچہے تعمیر ہوئی +

مزار سید سربلند

یہ مزار اندرون کٹرہ جو بفاصلہ بازار شمالی مسجد وزیر خان کے واقع ہے موجود ہے
یہ کٹرہ بہی نواب وزیر خان نے بنوایا اور مسجد کے نام وقف کر دیا تہا اور مزار
تعمیر کٹڑی سے اول یہان بنا ہوا تہا قبر ایک بلند چبوترہ پر پختہ بنی ہوئی ہے
یہ بزرگ بہی سید اسحاق گازرونی کے دوستون و ہم نشینون مین سے تہا
سکہی عہد مین اس مزار پر بہی پنجشنبہ کے روز لوگ بہت جمع ہوتے تہے سالانہ
عرس بہی دہوم دہام سے ہوتا تہا مگر اب وہ گرم بازاری نہین رہی عام لوگ
اسکو بہی سید اسحاق کا بہائی کہتے ہین +

مزار پیر ذکی

اس بزرگ کے جسم کا دو جگہ مزار ہے سر مبارک کا مدفن تو عین دروازہ شہر
کے غربی دالان کے ایک گوشہ مین ہے اور اسی بزرگ کے نام سے وہ دروازہ
ذکی دروازہ کہلاتا ہے اور باقی جسم دروازہ کے اندر ایک طویلہ مین مدفون
ہے قبرین دو نو جگہ بنی ہوئی ہین تحفۃ الواصلین مین لکہا ہے کہ یہ بزرگ
مغلون کی لڑائی مین شہید ہوا تہا حالت زندگی مین بہی اسی دروازے مین
قیام پذیر تہا جب مغلون نے محاصرہ شہر کا کیا تو حفاظت اس دروازے
کی اسکے متعلق تہی آخر جب مغلون نے شہر فتح کر لیا تو یہ بزرگ دشمنون سے

خوب لڑا اور شہید ہوا مشہور یہ ہے کہ سر اسکا عین دروازے کے اندر جسم سے جدا ہو گیا تہا جہان اب سر کی قبر بنی ہوئی ہے مگر جسم بے سر بہی تلوارین مارتا رہا اور بہت سے آدمی مارے آخرالامر شہر کے اندر جا کر سرد ہو گیا یہ امر خدا کی قدرت سے بعید نہین +

پیر بلخی

یہ متبرک مزار قدیم عمارت کا پختہ بنا ہوا کشمیری بازار مین سرراہ واقع ہے اصلی نام صاحب مزار کا بسبب گزرنے عرصہ دراز کے کسی کو معلوم نہین ہے اور نہ مصنف تحفتہ الواصلین نے اسکا نام اپنی کتاب مین درج کیا ہی اُسکا بیان ہے کہ یہ بزرگ بلخ مین بسبب اسکی عبادت و ریاضت کے بہت سے لوگ اسکے مرید تہے شہزادہ سلطان جلال الدین خوارزمی بادشاہ کابل و قندہار و غزنی و بلخ اسکا کمال معتقد تہا آخر جب خوارزمی بادشاہت پر چنگیز خان غالب آیا۔ سلطان جلال الدین بہی مغلون کی لڑائی مین اپنے باپ سلطان محمد کی طرح بہت لڑائیون اور بار بار جنگ کے بعد شکست کہا کر سندھ کا دریا اُتر کر پنجاب مین داخل ہوا اور بلخ کو چنگیزی فوج نے لوٹ کر برباد کر دیا تو اُسوقت یہہ بزرگ بہی بلخ سے نکل کر پنجاب کو آیا اور لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا آخر جب چنگیز کے پوتے قلی خان نے پنجاب پر فوج کشی کی تو مقام لاہور دہلی کی فوج اور مغلون مین لڑائی ہوئی اُسوقت کے غازیون مین یہ بزرگ بہی تہا جو لڑائی مین مارا گیا اور اس مقام پر اپنے حجرے کے اندر مدفون ہوا من بعد میر معین الملک المشہور میر منو کے وقت سنہری مسجد تعمیر ہوئی اور نواب بہکاری خان بانی مسجد نے اپنی مسجد کی زینت کے لیے بازار سیدہا کیا تو یہ مزار سرراہ آگیا تو اُس نے ایک پختہ کمرہ محرابی دروازے کا بنا کر مزار کی بہی دوبارہ تعمیر

کردی جواب تک موجود ہے ÷

پیر ڈھل

اس بزرگ کا مزار شہر کے اندر موچی دروازے اور شاہ عالمی دروازے
کے درمیان ہی ہے اکہ محلہ ہی اس بزرگ کے نام سے ڈہل محلہ کہلاتا ہے لودیہ
سلطنت کیوقت شیخ قطب العالم عبدالجلیل چوہڑ کے مریدون مین سے
صاحب جذب و سکر تہا مجذوبون کی طرح بازارون مین پہرا کرتا تہا اکثر نشست
اسکی اسی مقام پر تہی جہان اب اسکا مزار ہے اس شخص کو لوگ صاحب
کشف و کرامت جانتے تہے اور پیر کر کے مانتے تہے مکان مزار چہتا ہوا ہے
اور مزار پختہ زمانے قدیم کا بنا ہوا ہے ÷

مزار گنج شہیدان

یہ مزار پختہ چاردیواری مین محلہ سادہوان مین متصل دیوار شرقی حویلی نواب
سعداللہ خان مرحوم کے بنا ہوا ہے اس مقام پر اگرچہ قبر ایک ہے مگر اسکے نیچے ہزارون
شہدا دفنائے ہوئے ہین اسکا واقع اسطرح پر کتاب تحفۃ الواصلین حدیقۃ الاولیا
مین ہے کہ جب تسلط سلاطین غزنویہ کا پنجاب مین ہوگیا اور لاہور دارالریاست قرار پایا
چندسال تک سلاطین غزنویہ کی عملداری پنجاب مین رہی آخر جب شاہ بہرام کیوقت اسمین سلاطین
غزنویہ کی فساد پیدا ہوا تو پنجاب کی حکومت بالکل ضعیف ہوگئی اسوقت راجہ اننگپال راجہ جیپال کا
بیٹا راجہ کالنجر کا لشکر امدادی ہمراہ لیکر لاہور پر چڑہ آیا لاہور کا حاکم با امداد مسلمان رعایا کے
چہہ ماہ تک اسکے ساتہہ لڑتا رہا اس عرصہ مین جو غزنی سے امداد طلب کی گئی
کوئی کمک نہ آئی آخر شہر فتح ہوگیا ہزارون مسلمان ہندوؤن نے قتل کر دئے
اس محلے مین قتل عام ہوا اور بقدر دو ہزار کے مسلمانون کی نعشین اس جگہ
دفنائی گئین بلکہ اسلامیہ سلطنت کیوقت جسقدر مسجدین شہر مین تعمیر ہوئی تہین

وہ بہی منہدم کی گئین یہ خبر جب غزنین مین پہنچی بادشاہ کا لشکر اننگپال کی تادیب کے لئے لاہور کو روانہ ہوا جب وہ قریب پہنچا اننگپال پہر شہر کو چہوڑ کر بہاگ گیا +

مزار ملک ایاز

یہ مزار بازار ٹکسال رنگ محل نواب سعد اللہ خان مرحوم کی نواح مین واقع ہے عوام اسکو ملک الیاس کی خانقاہ کہتے ہین یہ ایاز وہی شخص ہے جس نے سلطان محمود غزنوی کیوقت سلطان کے روبرو معشوقی کا رتبہ پایا تہا اور شہر لاہور جو راجہ اننگپال کی لڑائی کے صدمہ سے اُجڑ گیا تہا دوبارہ اسی نے آباد کیا تہا مدت مدید یہ بہ نیابت شہزادہ ابو محمد کی پنجاب کا حاکم رہا آخر اسی جگہ فوت ہوا اور اسی جگہ دفنایا گیا اس مزار کے سانہہ بہت بڑا احاطہ و باغیچہ وملکیت تہی جو بسبب گزرنے عرصہ دراز کے جاتی رہی اب بہی کچہہ کچہہ باقی بازار کی طرف کی دوکانین اس مزار کے متعلق ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اس مزار کے متعلقہ میدان مین روپیہ مضروب ہوتا تھا اسواسطے اس بازار کا نام بہی بازار ٹکسال مشہور ہوگیا احاطہ مزار کا قدیم زمانے کا بنا ہوا ہے اور صحن کے وسط مین چبوترہ مزار ہے شہر کے لوگ اس مزار کو نہایت متبرک جانتے ہین ..

مسجد واقع یکی دروازہ

یہ مسجد پولیس ہسپتال واقع محلہ ذکی دروازے کے قریب کی طرف واقع ہے عمارت بہت پرانی عہد اکبر شاہ بادشاہ معلوم ہوتی ہے مشہور اسطرح پر ہے کہ یہ مسجد سید نجف علیخان صوبہ لاہور کے خزانچی نے تعمیر کی تہی مسجد کا اندرونی حصہ بسبب گذر جانے عرصہ دراز کے بقدر ایک منزل کے پست ہوگیا ہے اور صحن مین اور بہرتی ڈالکر میدان اونچا کیا گیا ہے اصل مین عمارت اسکی خشتی گلی ہے اور چونہ کی استر کاری بہت موٹی اسپر ہوئی ہے گنبد بہی نہایت مقطع بنے ہوئے ہین صحن مسجد کے جنوب کی

طرف پرانے وقت کی دو قبرین چار دیواری کے اندر بنی ہوئی ہین دو تین سال سے چار دیواری بسبب بارش کے گر گئی ہی قبرون کی اینٹین بھی لوگ اتار کر لیگئے ہین +

مسجد قدیمہ اندرون دہلی دروازہ

یہ ایک پرانی پختہ عمارت کی مسجد دہلی دروازہ محلہ چنگڑ ون مین واقع ہے یہ مسجد بھی نواب وزیر خان مرحوم کی عمارات سے مشہور ہے مسجد کی عمارت نہایت مضبوط ہے اسکا اندرونی حصہ بھی نہایت پست ہی اور صحن بھرتی ڈالکر اونچا کیا گیا ہے سقف کے اوپر ایک گنبد بنا ہوا ہی مگر بسبب عدم خبر گیری اہل اسلام کے مسجد کی عمارت نہایت خراب وخستہ ہو رہی ہے بلکہ ایکسو برس سے کسی نے اُسکی مرمت کی طرف خیال نہین کیا اور مسجد غیر آباد پڑی ہوئی ہے - بسبب اُسکے استحکام و مضبوطی کے اب بھی اگر سو برس تک مرمت نہو تو عمارت گرنے والی نہین ہے +

مزار سید مٹھہ

یہ مزار مزارات اندرونی شہر لاہور مین بہت مشہور ہے بلکہ محلہ سید مٹھہ ابتک اسی بزرگ کے نام سے مشہور ہی یہ مزار سر بازار ایک مسقف حجرے کے اندر واقع ہی جو قدیم زمانے کا بنا ہوا ہی مختصر حال اس بزرگ کا کتاب حدیقۃ الاولیا مین اسطرح پر لکھا ہی کہ سید جلال الدین اسکا باپ خاص خوارزم کا رہنے والا تھا جب چنگیز خان تاتاری مغول نے خوارزم فتح کیا اور سلطان محمد خوارزمی کی سلطنت برباد ہو گئی لاکھون مسلمان قتل ہوئے اور شہر ون کے شہر تاراج ہو گئے تو سید جلال الدین وہان سے نکلکر شہزادہ جلال الدین خوارزمی کے پاس غزنی مین آیا وہان چندے قیام رکھا جب چنگیز خان نے غزنی بھی فتح کر لی اور شہزادہ جلال الدین جنگ مین مغلوب ہو کر ہندوستان

کہ ہاگ آیا تو جمال الدین بہی ہند کو آیا اور لاہور مین آکر سکونت کی اسوقت
سید مٹہ اُسکا بیٹا جسکا اصلی نام معین الدین تہا باپ کے ہمراہ تہا چونکہ سید
جمال الدین عابد زاہد خدا پرست آدمی تہا اس شہر کے صدہا لوگ اُسکے معتقد ہو گئے
وہ مرگیا تو معین الدین نے علم و فضل و زہد و ریاضت و عبادت مین باپ سے
بہی ترقی کی اور اپنی خوش اخلاقی و شیرین کلامی سے سید مٹہ خطاب پایا
کیونکہ مٹہ پنجابی زبان مین شیرین کو کہتے مین ۷۶۱ سنہ ہجری مین یہ بزرگ
مرگیا اور اسی جگہ دفن ہوا جہان اب اُسکا مزار ہے +

مسجد کہنہ حمام والی

لاہور مین لاہوری دروازے کے علاقہ مین ایک محلہ ہی اُسکو چابک کا حمام کہتے
مین اُسمین ایک کہنہ مسجد شاہان سلف کے وقت کی ہی عام و خاص اُسکو
اکبری وقت کی عمارت کہتے ہین یہ مسجد نواب شیخ غلام محبوب سبحانی کی حویلی
دیوار بدیوار ہی مسجد کی دیوارون کے آثار بہت چوڑے ہین سقف قالبوتی
نہایت پختہ بنی ہوئی ہی دیوارون کی عمارت اگرچہ خشتی گلی ہی مگر اوپر استرکاری
بہت موٹی ہی جواب اُتر گئی ہی دیوارین شکستہ و بے مرمت ہین کوئی خبر گیر اس
مسجد کا نہین ہی صرف چاہ جاری ہی اگر کوئی شخص اسکو تعمیر کرے تو اینٹین
اسمین اسقدر ہین کہ دو مسجدین بن سکتی ہین +

مسجد مفتیان

یہ مسجد محلہ کوٹلی مفتیان متصل دیوار شرقی حویلی میان خان واقع ہی عملداری
سلطان بہلول لودی مین یہ مسجد مفتی کمال الدین نے تعمیر کی اور صحن مسجد کا
بہت فراخ رکہا حجرے بہی بہت بنائے چھہ پشت تک اُسمین اولاد مفتی کمال الدین
کی درس پڑہاتی رہی جب صدمہ غارت و تاراج قوم سکہہ کا شہر پر آیا اور قحط

وہائی سیرے نے زیادہ ترستایا تو محلہ اُجڑ گیا لوگ جابجا نکل گئے مہاراجہ رنجیت سنگہ کی عملداری مین پہر محلہ آباد ہوا مالکان مسجد نہی پہر آکر آباد ہوئے مگر اس عرصہ مین بسبب صدمات چند در چند تمام حجرے مسجد کے گر گئے لکڑیان لوگ اُٹہا کر لے گئے صرف مسجد باقی رہگئی محلہ کے لوگ فکر مین تہے کہ مسجد کو بدستور بنائین کہ ایک شخص دلاور خان نام داروغہ اصطبل کنور نونہال سنگہ نے زبردستی سے مسجد کے صحن کی زمین امام سے چہین لی اور اپنی حویلی تعمیر کر لی وارثان مسجد مفتی غلام رسول و مفتی غلام محمد مہاراجہ کہڑک سنگہ کے پاس مستغیث ہوئے مہاراجہ نے دلاور خان کو سخت تنبیہ کی اور کرایہ نامہ زمین کا امام کو لکہوا دیا اب یہ مسجد بسبب اسکے کہ اسکی صحن کی زمین مین دلاور خان نے باوجود مسلمان ہونے کے حویلی بنالی تہی چہوٹی رہ گئی ہی مگر بسبب قدامت کے مشہور زیادہ ہی مفتی جلال الدین مسجد کا امام ہی جو مفتی غلام سرور متولی مسجد کی اجازت سے امامت کرتا ہے یہ مسجد گزشتہ سال کی برسات مین گر گئی تہی جسکو نواب عبدالمجید خان رئیس لاہور نے دوبارہ تعمیر کرایا ہے +

مسجد محلہ تکیہ سادہوان

سادہون کے محلے مین یہ ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہی جسکی تعمیر ۱۲۶۶ھ ہجری مین نور محمد سادہو کے زر لاگت سے وقوع مین آئی - سادہو ایک مسلمان قوم کشمیری ہین حاکمون سکہون کے وقت کشمیر سے آکر اس محلے مین جو محلہ علاول لوہانی کا مشہور تہا سکونت پذیر ہوئے پہلے سب کرایہ دار تہے اب صاحب املاک و متمول ہو گئے ہین یہان تک کہ محلہ انہین کے نام سے مشہور ہو گیا ہی یہ لوگ ظاہرا کوئی کسب و پیشہ نہین کرتے ہندوستان کے مختلف شہرون مین نکل جاتے ہین اور جسطرح پر روپیہ بہم پہنچتا ہی لے آتے ہین کوئی فقیر سالک کوئی مجذوب

کوئی شہزادہ کوئی کچھ کوئی بن جاتا ہے کوئی گدائی کرتا ہی کوئی تجارت پر گزارہ کرتا ہی غرض ہر حیلہ سے روپیہ پیدا کرلانا انکا کام ہی باہر جا کر یہ اپنے نام بھی بدل ڈالتے ہین کوئی صوفی شاہ کوئی شطرنجی شاہ کوئی مسکین شاہ نام رکھ لیتا ہے مسجد کے موقع پر پہلے ایک میدان تھا وہان سادہوؤن نے اپنی نشست کے لئے تکیہ بنایا اور ایک مختصر مسجد کی بنیاد رکھی نور محمد نے وہ مسجد گرا کر اور بہت سی زمین تکیہ کے صحن سے لیکر یہ عالیشان مسجد بنوائی کچھ روپیہ اسمین برادری کا بھی خرچ ہوا یہ مسجد کرسی دار ہی زینہ چڑھ کر اوپر جاتے ہین مسجد کی عمارت پختہ چونہ گچ ہے تین محرابین تین دروازے سقف قالبوتی تین گنبد مدور بلند اوپر انکے کلس طلائی نصب ہین صحن کشادہ چاہ پختہ ہی مسجد کے صحن کے نیچے بجانب جنوب تین دوکانین بنی ہین آبادی روز افزون ہے +

مسجد مرزا محمد المشہور میرزا موٹا

یہ مسجد قدیمی ہی پہلے ضابطہ خان کی مسجد کہلاتی تھی اور ضابطہ خان ایک عابد زاہد شخص اس مسجد مین رہتا تھا لوگ اسکے معتقد بہت تھے وہ ۱۲۵۹؁ہجری مین مرگیا ۱۸۷۹؁ع مین اس مسجد کو گرا کر از سر نو مرزا محمد نے بنوایا یہ شخص سکھی سلطنت کا ملازم تھا انگریزی عملداری مین خانہ نشین رہا مگر مالدار آدمی تھا اور دیندار بھی۔ اس کی تعمیر مین اُس نے بکشادہ دلی روپیہ خرچ کیا مسجد کی کرسی ایک منزل تک اونچی کی شرق وجنوب کی طرف مسجد کے نیچے دوکانین بنوائین جسکی آمدنی سے مسجد کی رونق ہی ایک نشستگاہ بھی مسجد کے متصل بنی ہی یہ بھی وقف ہی امام مسجد کے رہنے کا مکان بھی مسجد کے ملحق بنا ہی دروازہ اسکا شرقی ہی اور اوپر دروازہ کے ایک تختہ سنگ مرمر کا لگا ہی جس مین یہ شعر لکھے ہین +

چونکہ از مرزا محمد مسجدے ‌‌‌‌‌‌ شد بناء خوب با تدبیر ست۔

ہاتف شمسا پئے تاریخ گفت　　اے چہ احسن مسجدے تعمیر شد

زینہ چڑھ کر جب اوپر جائیں تو صحن مسجد آتا ہی جسکا فرش پختہ ہی اور بجانب شرق چھوٹی دیوار بطور منڈیر کے ہی صحن کے جنوب کی طرف چاہ ہی جسپر سقف ہی اور ایک دالان خشتی قابونی سہ درہ جسکے اندر ایک حجرہ ہی اس سب حصہ مسقف کے اوپر امام مسجد کے لئے گھر بنا ہی مغرب کی سمت کو خاص مسجد دالان در دالان محرابی خشتی بنی ہی جسکے تین تین در تین سقف مسجد کی چوبی نہایت مکلف بنی ہے مسجد کے اوپر اگرچہ گنبد نہیں مگر دیوار کی منڈیرون کے تین حصے کرکر اور مدور بشکل گنبد بنا کر گویا وضعی گنبد بنا دیئے ہیں جو دور سے گنبد دکہائی دیتے ہیں اس مسجد کی دیوارین سب چونہ گچ و منقش ہیں اندر کی محرابون کے اوپر اشعار لکھے ہین اور باہر کی درمیانی محراب پر کلمہ شریف تحریر ہے اب مرزا محمد بانی مسجد مر گیا ہے اُسکا بیٹا موجود ہی وہ خدمت مسجد کی کرتا ہی اور یہ مسجد متصل طویلہ شاہنواز کے واقع ہے ❖

مسجد امیر شاہ وردی میجر

یہ مسجد بہی نو تیار نہایت پختہ و مقبول صورت میرزا محمد کی مسجد سے تہوڑے فاصلہ پر سر راہ واقع ہی پہلے بہی یہان مسجد تہی مگر بہت چھوٹی امیر شاہ نے اُسکے پاس کے مکان کو خرید کر مسجد کے شامل کیا اور مسجد کو وسیع کرکے از سر نو سنہ ۱۲۹۵ ہجری میں بنوایا اگرچہ گنبد نہیں ہیں مگر اور سب قطع سنہری مسجد کی ہی صحن مسجد کا فرش بہی مکلف ہی اور مسجد کی تین محرابیں منقطع بنی ہیں اندر سے بہی مسجد چونہ گچ ہے سقف چوبی نہایت موزون ایک مختصر نشستگاہ بہی سقاوہ و چاہ و قدر سے صحن جنوبی پاٹ کر اوپر بنائی گئی ہے جسمیں امام رہتا ہے ۔ بانی اس مسجد کا ایک شخص سید امیر شاہ نام ہی جو سرکار انگریزی

فوج مین وردی میجر کا عہدہ رکہتا ہے آدمی بہت نیک ہے +

صوفی والی مسجد

یہ مسجد سر راہ کشمیری بازار کے واقع ہے قدیم زمانہ کی مسجد تہی اور بسبب اسکے کہ صوفی نام ایک ملا مدت مدید تک اسمین مقرر رہا یہ مسجد اسی کے نام سے موسوم ہوگئی جب اُسکے بیٹے نے مسجد و مکان متعلقہ مسجد کی نسبت مالکانہ دعوی ظاہر کیا تو محلے والے کوٹہی داروں نے اُسکو بذریعہ عدالت بیدخل کیا عرصہ دو سال سے جب سرکار کی یہ تجویز ہوئی کہ شہر کے ہر ایک بڑے بازار کو ایک سمت سے سید ہا کرکے پانی کے نل قائم کئے جاوین تو اس مسجد کا بہی کچہہ حصہ سڑک مین آگیا جسکی قیمت سرکار سے پانسو روپیہ ملا چونکہ مسجد کا دوبارہ بنانا منظور تہا حاجی مولیداد کوٹہی دار نے اُس روپیہ کے علاوہ اور بہت سا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کرکے اسکو بنوایا جو سر راہ نہایت مطبوع معلوم ہوتی ہے افسوس کہ گنبد نہین بنایا اگر بنتا تو اسکی زینت المضاعف ہوتی۔ اس مسجد کی کرسی بہت بلند بقدر ایک منزل کے ہے دروازہ شمال کیطرف بطرف کوچہ کے رکہا گیا ہے جب سیڑہیان چڑہکر اوپر جاوین تو سامنے سقاوہ اور چاہ مسجد ہے یہ چاہ قدیم زمانہ کا بہت چوڑا بنا ہوا پانی اسکا سرد و شیرین مشہور ہے چاہ و سقاوہ کے غرب کیطرف صحن مسجد پختہ چونہ گچ بنا ہے مسجد خاص کی تین محرابین ہین بیچ کی محراب پر کلمہ شریف لکہا ہے مسجد کے اندر کی دیوارین بہی چونہ گچ ہین اور سقف چوبے مکلف بنی ہے مسجد کے نیچے بازار کی طرف دو دو کانین ہین جنکا کرایہ حاجی مولیداد بانی مسجد لیتا ہے +

مسجد میان نور ایمان والہ

یہ مسجد شہر لاہور کی کوتوالی کی دیوار بدیوار جانب غرب ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی موجود ہے بانی مسجد ایک متمول و مخیر آدمی عہد سکہی مین نور محمد نام تہا۔

گہوڑون کی کاٹہیان جو بصرف ہزار ہا روپے کے بنائی جاتی تہین اسی کی معرفت
بنتی تہین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُسکو نورا ایمان والہ خطاب بخشا تہا کہ اُسکی
ایمانداری و دیانت مہاراج کے دلپر نقش ہوچکی تہی بہت مرتبہ امتحان کیا گیا
مگر سرکاری کام مین ایک خرمہرے کی خیانت اسپر ثابت نہوئی یہ شخص سخاوت
بہی بہت کرتا تہا خیر و خوبی کے کام اس سے بہت سے ہوتے رہے ایک مرتبہ
مسجد وزیر خان کی مرمت اس نے بصرف ہزار ہا روپے کے کرائی تہی اور چارون
مینارون کے اوپر کے گنبدون کے آٹھ آٹھ درون مین سے اس نے چار
چار در بند کرادئے تہے اور چار چار باقی رکہے ہین کہ اُنکی زیادہ مضبوطی ہوجائے
مسجدین بہی اس نے بہت بنوائین اور مقابر اور روضے بزرگون کے تعمیر کرائے
اور اپنا یادگار نیک زمانہ مین چہوڑ گیا یہ مسجد اُس نے ۱۲۳۹ھ مین بنوائی
تہی جسکی نہایت مستحکم پختہ چونہ گچ عمارت ہی مسجد کی کرسی بقدر ایک منزل کے
بلند ہی زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین نیچے مسجد کے دوکانین بنی ہین جنکا کرایہ مصارف
مسجد مین صرف ہوتا ہی زینہ سے چڑہکر جب اوپر جائین تو چاہ چرخی دار اور سقاوہ
غسلخانہ بنا ہوا ہی مسجد کا صحن وسیع ہی جسمین پختہ فرش ہی خاص مسجد کی میحرابین
عالیشان بنی ہوئی ہین سقف قالبوتی ہی اور اوپر تین گنبد مدور نہایت خوبصورت
تعمیر ہوئے ہین مسجد کی میانہ محراب کے اوپر ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی
ہوئی جسمین یہ دو شعر لکہے ہین + نور محمد بعطائے کریم + ساخت مسجد جو فلک مستقیم +
جست چو تاریخ بنایش خرد + ہاتف گفتا ہی اجر عظیم + + اس مسجد کے
گوشہ مغربی و شمال مین پہلے دو حجرے پختہ بنے ہوئے تہے مگر اب جو سرکار انگریزی نے
بازار کی ایک سمت کو پانی کے نل جاری کرنے کے لئے سہد ہا کیا تو زینہ اور دو نو
حجرے اور کسیقدر صحن اور دوکانون کا ایک درجہ بیرونی سڑک مین آگیا جسقدر

معاوضہ کا روپیہ سرکار سے ملاوہ خرچ ہوکر دوبارہ زینہ اور زینہ کے اوپر ایک حجرہ بنایا گیا اور صحن کو اوپر کی منزل پر سنگ سرخ کے تختون کا بڑھاؤ دیکر وسیع کیا گیا ہے *

مسجد ثانی نور محمد ایمان والہ

یہ مسجد کشمیری بازار کے سرراہ بنائی گئی تہی اور مسجد کے جانب شمال بفاصلہ ایک کوچہ کے نورا ایمان والے کی سکونت کی حویلی تہی جب مسجد تیار ہوئی تو مولوی جان محمد مرحوم جو عہد سکھی مین ایک مشہور مولوی و واعظ و مدرس شہر لاہور مین تہا اس مسجد مین امام مقرر ہوا وہ ہر ایک جمعہ کے روز وعظ کہتا تہا ہزارون لوگ سننے کو آتے تہے ایک جمعہ کے روز خود بہی نورا وعظ سننے کو آیا جب وعظ ختم ہوچکا تو نورا نے مولوی جان محمد کو زر نقد و خلعت کے علاوہ ایک حویلی مسکونہ بہی بخشدی اور اپنے گہر کے لوگون کو حکم دیا کہ اسیوقت گہر سے نکلکر دوسرے مکان مین چلے جائین جسقدر زر نقد و اسباب خانہ داری و ظروف و پارچات وغیرہ ہے سب کا سب وہین چہوڑ دین سوائے اُن کپڑون کے جو پہنے ہوے ہین اور کچہہ ہمراہ نہ اُٹھائین چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور حویلی مع اسباب وسامان و نقد و زیور ہزارہا روپے کے مولوی جان محمد کو مل گئی مین بعد مدت العمر جان محمد اس مسجد و حویلی مین سکونت پذیر رہا اب بہی اُسکی اولاد اُس حویلی مین رہتی ہی اور مسجد بہی اُنہین کے قبضہ مین ہی پہلے یہ مسجد وسیع تہی اب بقدر نصف کے اسکی زمین بضرورت اجراے نل پانی کے سرکار نے لے لی ہی جس سے دوبارہ مسجد چہوٹی ہوکر بنی ہی۔ تعمیر جدید اس مسجد کی جو حال مین باہتمام فضل حق مولوی جان محمد کے بیٹے کے سرکاری معاوضہ کا روپیہ خرچ ہوکر ہوئی ہی نہایت عمدہ و منقطع ہی نیچے دو کانین

بھی بدستور بنائی گئی ہین اور مسجد بھی ایک منزل کی مقدار کرسی دیگر بدستور
تعمیر ہوئی ہے مسجد کی جنوبی دیوار جانب بازار پر یہ اشعار تحریر کرائے گئے
جن سے ۱۲۹۷ھ ہجری حاصل ہوتا ہے +

نو مسجد یکہ مظہر نور محمد است + + در دوے ہنوز امانت جان محمد است
از فضل حق فرید چہ سال بناش گفت + + این سجدہ گاہ سلامت جان محمد است

ایضاً

مسجد بنو ے حکیم فضل حق تعمیر کرد | ہست بیت اللہ ثانی شد ملایک را مقام
جست عاشق لکھنوی چون از سپر ایجاد سال | گفت ہاتف سجدہ گاہ فضل حق بادا مدام

مسجد پٹولیان والی واقع لوہاری منڈی

یہ مسجد پہلے بھی کئی سو برس سے بنی ہوئی تھی ۱۲۹۲ھ ہجری مین اسکو از سر نو میان عمر دین سب اور سیر ملازم محکمہ بارگ ماسٹری لاہور نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے اپنے دادے کے نام پر تعمیر کیا یہ مسجد کرسی دار نہین ہی سر بازار اسکا دروازہ ہی جب اندر جائین تو ایک وسیع میدان پختہ فرش کا آتا ہی گوشہ ایسان مین چاہ غسلخانہ وسقاوہ بنا ہوا ہی دو سمت صحن کے دو دالان چوبی خوشنما بنے ہوئے ہین خاص مسجد کی تین محرابین جنکی عمارت پختہ ومنقش ہی تینون دروازون مین آئینہ دار چوبی چوکھٹین و دروازے لگے ہین مسجد کے اندر کی عمارت بھی منقش و پختہ چونہ گچ بنی ہے اندر کی تینون محرابون پر کلمہ شریف وابیات لکھی ہین باہر کے درمیانی دروازے کے اوپر ایک سنگ مرمر کی اینٹ نصب ہی جسمین چار مصرعے تحریر ہین مگر بخوبی پڑھے نہین جاتے اور بسبب بلندی کے نظر کام نہین دیتی صرف ۱۲۹۲ھ ہجری پڑھا جاتا ہے عمر دین بانی اس مسجد کا ایک دیندار و نیک خو آدمی راقم مولف کتاب ہذا کے ماتحت

کئی سال عہدۂ سب اورسیر پر ممتاز تہا جسکی خدمات سے مولف کمال خوش و رضامند رہا آخرین وم تک اُس نے بکمال دیانت و امانت اپنی خدمات کو انجام دیا اب اُسکا بیٹا عبدالرحیم پل راجگھاٹ راوی کا داروغہ ماتحت مولف کتاب کے مقرر ہے +

مسجد شیخ نواب امام الدین خان

یہ مسجد محلہ چیلہ کا حمام مین ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے بانی مسجد کا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین امیر کبیر و ناظم صوبہ کشمیر تہا پہلے اسکا باپ شیخ غلام محی الدین کشمیر کی نظامت پر مامور ہوا اُس نے وہان ہی وفات پائی۔ پہر اُسکا بیٹا شیخ امام الدین اُسی خدمت پر مقرر ہوا اور اُس وقت تک رہا جبتک کہ صاحبان انگریز نے لاہور فتح کرلیا اور صوبہ کشمیر کا علاقہ مع دیگر کوہستانی علاقہ کے مہاراجہ گلاب سنگہ کے پاس فروخت ہوگیا یہ مسجد اُسی سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین تعمیر کی اور یادگار زمانہ مین چہوڑ گیا مسجد سر کوچہ بجانب غرب ایک منزل کرسی دیکر تعمیر ہوئی ہے زینہ چڑہ کر اوپر جاتے ہین صحن وسیع پختہ فرش کا بنا ہی شمال کی طرف ایک چوبی مکلف دالان ہی خاص مسجد کی تین محرابین پختہ عالیشان بنی ہین عمارت نہایت عمدہ ہی درمیانی محراب کے سر پر ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہی جسکے اوپر کے درجے مین کلمہ شریف لکہا ہے اور نیچے یہ چار مصرعے تحریر ہین +

امام الدین خان نواب باجاہ + عمارت کرد مسجد حسب دلخواہ
چو تاریخش بجستم ہاتف غیب + بگفتا فی الحقیقت کعبۃ اللہ
۱۲۶۶

مسجد کے اندر عمارت نہایت عمدہ و منقش ہی سقف قالبوتی ہین اور تین درجے کی گنبدی سقف تعمیر ہوئی ہین درمیانی گنبد کے چاروں طرف چار شعر کا

قطعہ لکھا ہوا ہے :۔

زہے نواب عالیشان کہ از تائید یزدانی | موفق شد پئے تعمیر مسجد از خداوانی
چہ مسجد قبلہ گاہ عارفان و معبد نیکان | مقام فیض ربانی مکان لطف سبحانی
بنا بنمود ازین تعمیر تسخیر دو عالم کرد | خریدہ دولت باقی عقبی از زر فانی
سر اعدا فگندہ گفت ہاتف سال تعمیرش | ہنیا از امام الدین بنا شد کعبہ ثانی

مسجد کی چہت کے اوپر نہایت خوشنما تین عالیشان گنبد بنے ہوئے اور دو مینار ہین اور صحن کے جنوبی دالان کی دیوار پر بہی چند اشعار تاریخی تحریر مین بانی مسجد کا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی تادم تحریر موجود ہی اور مسجد کی خبرگیری اسکی متعلق ہے

مسجد حفیظ چابک سوار

یہ مسجد بازار رنگ محل متصل مشن سکول بفاصلہ درمیانی بازار کے واقع ہے پہلے بہی اس جگہ مسجد تہے حفیظ چابک سوار نے اسکو از سر نو تعمیر کیا اور بقدر ایک منزل کے اونچی کرسی رکہی جنوبی و غربی سمت مسجد کے نیچے دو کانین بنوائین اور کرایہ دوکانون کا وقف کر دیا یہ مسجد عالیشان گنبد دار ہی زینہ چڑہ کر اوپر جاتے ہین صحن مسجد کا وسیع ہی اور عمارت پختہ چونہ گچ منقش تین محرابین عالیشان ہین درمیانی محراب کے اوپر خشت سنگ مرمر کی نصب ہی جسمین کلمہ شریف کندہ ہی مسجد کے اندر محرابون پر بہی ابیات تحریر ہین سقف قالبوتی ہی اور اوپر تین گنبد عالیشان دو مینار خورد ہین مسجد کی پشت پر نشستگاہین متعلق مسجد بہی تہین جونل کی شرک مین آگئی ہین مگر مسجد بچ گئی ہی۔ یہ محمد حفیظ سرداران سندہانوالیہ کے گہر کا چابک سوار تہا مہاراجہ شیر سنگہ کے عہد مین جب سرداران سندہانوالیہ لاہور سے بہاگ گئے تو محمد حفیظ لاہور مین رہا کچہ عرصہ کے بعد مہاراجہ شیر سنگہ کے پاس مخبری ہوئی کہ جو لکہا روپیہ سرداران سندہانوالیہ کا

لاہور کے صرافون کے پاس امانت ہر اُسمین سے معرفت محمد حفیظ کی خرچ اُنکو بہیجا جاتا ہے یہ بات سنکر مہاراجہ نے محمد حفیظ کو بُلوایا اور حال دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا مہاراجہ نے قرآن منگوا کر کہا کہ اگر تو سچا ہے تو اسپر ہاتھ رکھکر قسم کہا - یہ قسم بہی کہا گیا جب بخوبی تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ قسم اس نے جہوٹی محض بلحاظ شرط نمک کے کہائی تہی مہاراجہ نے اسکے دونو ہاتہہ قطع کرا دئے اسروز سے یہ حفیظ ٹنڈا مشہور رہا مگر بسبب مالدار ہونے کے گزارہ اسکا اچہا رہا چابک سواری مین پنجاب کے ملک مین اسکا کوئی ثانی نہ تہا اخیر عمر مین اسکو مہاراجہ نیپال نے اپنے پاس طلب کرلیا اور یہ قریب دس سال کے وہان رہا اور وہان ہی یہ نابینا ہوگیا اور لاہور آکر سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین مرگیا +

مسجد موران طوایف

یہ نامی گرامی مسجد لاہور بازار پاپڑمنڈی علاقہ شاہ عالمی دروازے مین واقع ہے بانیہ اسکی موران طوایف مہاراجہ رنجیت سنگہ کی محبوبہ تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اس کسبین عورت کی رسائی دربار مین یہان تک تہی کہ کوئی کام اسکے مشورے وتجویز بغیر نہوتا تہا مہاراجہ نے بکمال مہربانی اسکے نام کی ضرب بہی جاری کی تمام پنجاب مین اسکا سکہ جاری ہوگیا ابتک اسکے نام کے مسکوک روپے پیسے لوگون کے پاس بطور یادگار رکہے ہین اسکے وقت مہاراجہ کا دربار برائے نام تہا اصل دربار اسکے گہر ہوتا تہا اسکے حکم کو لوگ مہاراجہ کے حکم سے زیادہ تر مضبوط تصور کرتے تہے موران طوایف اسکی ہمشیرہ کی توقیر بہی دربار مین بدرجہ غایت تہی مہاراجہ برملا اسکے گہر آتا تہا اور سواری بازار مین کہڑی رہتی تہی اُس نے اپنے اقتدار واختیار کے وقت یہ مسجد تعمیر کی اور اپنی یادگار زمانہ ناپایدار مین قائم کی یہ مسجد سنہ ۱۲۲۴ ہجری مین تعمیر ہوئی

اور یہ رباعی تاریخی مسجد کے بیرونی دروازے پر اب تک لکھی ہوئی موجود ہے +

بفضل ایزد دارا سے افلاک + چو موران مسجدے آراست برخاک

بتاریخ بنایش ہاتفی گفت + شد و تعمیر شد مسجد پاک

یہ مسجد سر بازار بازار پاپڑ منڈی کے بجانب شمال بنی ہوئی ہے دروازہ مسجد بھی اسی طرف ہے کرسی مسجد کی بہت بلند ہے بقدر ڈیڑھ منزل کے زینہ چڑھ کر انسان اوپر جاتا ہے زینہ اور دروازے کے شرق و غرب دونو طرف دوکانین بنی ہین جنکا کرایہ امام مسجد لیتا ہے اُن دوکانون کے اوپر بھی نشستگاہین دریچہ دار بنی ہوئی ہین جسمین مسجد کے درویش قیام پذیر ہین مسجد کا صحن بہت وسیع ہے اور گوشہ ایسان مین چاہ و غسلخانہ اور ایک حجرہ مع اُسکے درانده کے ہے خاص مسجد کی عمارت پختہ چونہ گچ ہے تین محرابین عالیشان ہین سقف قالبوتی ہے اور اوپر تین گنبد مدور مقطع خوبصورت بنے ہین کلس جن پر سبز رنگ کے لگائے گئے ہین جب یہ مسجد بنکر تیار ہوئی تو مسجد کی امامت مولانا غلام رسول و غلام اللہ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے سپرد ہوئی کیونکہ اُسوقت لاہور مین اُن سے زیادہ کوئی مولوی و مدرس نہ تہا اور وہ تمام پنجاب مین اُستاد کل تہے جب وہ دونوا کابر اس مسجد مین قیام پذیر ہوئے اور عام مدرسہ جاری ہوا تو نام آوری اس مسجد کی ملکون مین ہو گئی اور دور دور سے طالب علم آکر اس حجرہ مین تعلیم پانے لگے اخیر عملداری سکھی تک اس مسجد مین مدرسہ جاری رہا جب دونو حضرات یعنی مولوی غلام رسول و غلام اللہ فوت ہو گئے اور عملداری انگریزی مین علیحدہ مدارس جاری ہو گئے تو سلسلہ اس مدرسہ کا ٹوٹ گیا اور اُن حضرات کے صاحبزادون خلیفہ احمد الدین و حمید الدین نے بھی سرکاری ملازمت اختیار کی اب بھی خلیفہ حمید الدین اُس خاندان کا چشم و چراغ

اس مسجد مین امامت کرتا ہی اور طلباے علوم دینی اس سے بہرہ حاصل
کرتے ہین خلیفہ غلام رسول مرحوم کا ایک ہی بیٹا خلیفہ غلام یاسین تھا
وہ نوجوانی کی عمر مین فوت ہوگیا علوم دینی و دنیاوی مین اُستاد مانا جاتا تہا
اُسکا بیٹا مولوی غلام محمد و غلام مرتضی موجود ہی خلیفہ غلام اللہ کے پانچ فرزند
ہوئے بڑا بیٹا امام الدین تہا جو فوت ہوگیا ہی دوسرا نظام الدین جو شہر بمبئی
مین فی سبیل اللہ درس پڑہاتا ہی تیسرا احمد بخش جو بمقام جہلم سرکاری مدرسہ
مین مدرس ہے چوتہا خلیفہ غلام محی الدین جو علاقہ راہون ضلع جالندہر مین درس
پڑہاتا ہی - پانچوین خلیفہ حمید الدین یہ لاہور گورنمنٹ سکول مین مدرس ہے
یہ شخص علوم دینی و دنیاوی دونو علوم مین عالم و فاضل ہی خلیفہ غلام رسول و
غلام اللہ کے والد برگوار کا نام غلام حبیب تہا مگر اُنہون نے فیض علم و فضل مولوی
غلام فرید سے پایا تہا جو حقیقی ماموں اُنکا تہا اور نیز مولوی غلام رسول کا خسر
اس مسجد کی بانیہ کا خاندان اب بہی موجود ہی اور میان بوڑہا ممولان کا بیٹا
چودہری قوم طوایف کا اسی بازار مین رہتا ہے +

مسجد بوکن خان

یہ عالیشان مسجد ۱۲۵۵ ہجری مین مسمی بوکن خان داروغہ اصطبل خاص مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے ڈہل محلہ گزر موچی دروازے مین تعمیر کیا اس سے پہلے بہی
اس جگہ ایک وسیع مسجد بنی ہوئی زمانہ سلف کی تہی اُسکو گرا کر بوکن خان نے
از سر نو مسجد تعمیر کی دروازہ اسکا بجانب شمال سر راہ ایک کوچہ کے ہے
دروازہ نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی جسپر ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہوئی
ہے اور اُسمین یہ قطعہ تاریخ لکہا ہے +

چون ز بوکن خان والا منزلت　　شد بنا این مسجد ذی الاحترام

بہر تاریخش ز ہاتف شد ندا   کعبۂ ثانی بناشد این مقام ۱۲۵۷

چونکہ یہ قطعہ تصنیف کیا ہوا فرید شاعر لاہور کا ہی منقولہ فرید نیچے تحریر ہے اس
دروازے کے اندر جب جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہی جو تین حصہ مین منقسم ہے
ایک حصہ مین باغیچہ لگا ہوا ہی اور اُسمین طرح طرح کے درخت بڑہ وغیرہ لگے ہین
دوسرے حصے جنوبی مین درویشون کے رہنے کے لئے چند حجرے بنے ہوئے ہین
تیسرے حصہ مین چاہ وغسلخانہ وسقاوہ وخاص صحن مسجد ومسجد ہے مسجد کا صحن
پختہ فرش کا ہی اور خاص مسجد کی تین محرابین عالیشان بنی ہین درمیانی محراب
پر کلمہ شریف تحریر ہے مسجد کی عمارت سب پختہ چونہ گچ منقش ہے سقف چوبی رنگین
لایق تعریف بنی ہوئی ہے جب تک بانی زندہ رہا اس مسجد مین کمال رونق
رہی اب کم رونق ہے +

مسجد امام شاہ والی

یہ مسجد بہی ڈہل محلے کی علاقہ مین سرراہ بنی ہوئی ہے پہلے بہی یہان مسجد تہی
اب ۱۲۹۴ھ مین عمارت موجودہ حال نواب عبدالمجید خانصاحب رئیس لاہور
نے جو ایک متدین رئیس مسلمانان لاہور مین ہین اپنی لاگت سے تعمیر کی
دروازہ اس مسجد کا شرق کی طرف سرراہ ہی جب اُس سے اندر جائین تو
صحن مسجد کا وسیع آتا ہی جسمین پختہ فرش مکلف بنایا گیا ہے اور چارون طرف
قدآدم چونہ گچ دیوار گوشہ ایسان مین چاہ وغسلخانہ وسقاوہ بنا ہوا ہے
مسجد خاص کی تین محرابین منقطع ہین جنکے اندر دروازے چوبی لگے ہین مسجد
کے اندر کی عمارت بہی نہایت خوبصورت ومنقش ہے اور سقف چوبی منقش
ایک دیبچہ مسجد کے اندر سے سمت بازار بجانب جنوب رکہا ہوا ہی جسکے اوپر
باہر کی طرف جزاک اللہ فی الدارین خیرا تحریر ہے اور اندرونی درمیانی محراب

کلمہ شریف وغیرہ ابیات اور محرابون پر لکھی ہین +

مسجد ملا مجید واقع محلہ چہل بیبیان

یہ مسجد نہایت عمدہ و عالیشان عمارت کی چہل بیبیون کے محلے گزر موچی دروازہ
ہین بنی ہی بانی اسکا ملا مجید ایک لاثانی شخص تہا اکثر اوقات تجارت کرتا تھا -
اور بکمال ارادت اپنی کمائی سے پہلے اُس نے ۱۲۴۵ھ ہجری مین مسجد خیرکی وہ
سادہ عمارت تہی پہر وہ اسی فکر مین رہا کہ روپیہ جمع کرکے عالیشان مسجد بنائی
چنانچہ یہ ارادہ اُسکا پورا ہوا اور پہلی مسجد گراکر دوبارہ عالیشان گنبد دار مسجد اُس نے
بنائی ابہی سفیدی نہین ہوئی تہی کہ مرگیا محلے والون نے روپیہ جمع کیا اُسمین سے
بہت سا روپیہ سید حیدر شاہ سپرد برز محکمہ انہار نے فی سبیل اللہ دیا اور باقی
ماندہ مرمت و سفیدی ہوکر مسجد بہمہ نوع درست وتیار ہوگئی یہ مسجد نہایت
منقطع و خوبصورت و پختہ بنی ہوئی ہی بیرونی دروازہ نہایت عمدہ بنا ہی اُسکے
اندر جائین تو بجانب جنوب چاہ و غسلخانہ و سقاوہ ہی اور اُس سے آگے
بڑہ کر گوشہ بایئن مین ایک وسیع حجرہ بنا ہی جسکے دو درجے ہین ایک درجہ اندرونی
دوسرا بیرونی اندرونی درجے کے تین دروازے چوبی ہین اور باہر کے درجے
کا ایک ۔ محرابی اسمین مولوی محمد بخش درس پڑہاتا ہی اسکے جنوب کی سمت
کو خاص مسجد ہی صحن مسجد کا نہایت عمدہ ہی جسمین ڈبل اینٹون کا فرش لگایا
گیا ہی خاص مسجد کی تین محرابی قالبوتی منقطع محرابین ہین درمیانی محراب پر
دو کتبہ ہین بالائی کتبہ پر تعلیم جلی کلمہ شریف تحریر ہے اور اُسکے نیچے کے درجے
مین سنگ مرمر کی اینٹ ہی اُسمین بہی کلمہ شریف اور نام بانی مسجد اور ۱۲۴۵ھ
سال تعمیر سابق و ۱۲۹۴ھ تعمیر حال کا تحریر ہے مسجد کے اندر کی عمارت بھی
نہایت اعلے درجے کی ہے سفیدی نہایت عمدہ ہی چہت قالبوتی اور اوپر

چہت کے تین گنبد عالیشان مدور مقطع خوبصورت بنے ہین اس مسجد مین
رونق بہت رہتی ہی - سامان روشنی و فرش و فروش وغیرہ سب مہیا و موجود
رہتا ہے وعظ بہی اکثر ہوتا ہے +

ذکر معابد و مقابر و مندرہاے بیرونی شہر لاہور

یہ تذکرہ بہی دو حصون مین منقسم ہو کر بیان ہوگا یعنی اول وہ مکانات مذہبیہ اہل ہنود
مذکور ہونگے جو شہر کے حصار کے باہر مشہور و معروف مکانات ہین - ثانی بعدہ اہل اسلام
کی مساجد و مقابر و معابد کا ذکر تحریر مین آئیگا واضح ہو کہ ہندوون کے شوالے
ٹہاکر دوارے و دیوی دوارے و دہرم سالے اس شہر کے باہر بہی بہت
ہین جسطرح پر کہ مسلمانون کی مسجدین و مزار ہین مگر اس موقع پر نامی مکانات
کی تشریح سے غرض ہے +

چوبارہ چہجو بہگت

شاہجہان بادشاہ کے عہد مین چہجو نام ایک شخص خدا پرست قوم بہاٹیا خاص
لاہور کا رہنے والا تہا پہلے صرافی کی دوکان کرتا تہا اکثر صحبت اسکی بہگت لوگون
کے ساتہہ تہی نیا نیر بالا پیر لاہوری و شاہ بلاول لاہوری و شیخ اسمٰعیل المشہور
میان وڈا وغیرہ بزرگان خدا پرست کے ساتہہ اسکی کمال دوستی تہی رفتہ
رفتہ جاذب جذب الٰہی نے اُسکو اپنی طرف کہینچ لیا اور تارک الدنیا ہو کر سب سے
الگ ہو بیٹہا اس مقام پر جہان اب اسکی سمادہ ہی دو منزلہ ایک چوبارہ یعنی
بالاخانہ بنا ہوا تہا جسکا زینہ چوبی تہا چوبارہ مین بیٹہکر چہجو خدا کی یاد مین مصروف
رہتا تہا اور زینہ اوپر کہینچ لیتا تہا کہ اسواسطے کہ کوئی اُسکے پاس آکر ہارج اُسکی
اوقات عزیز کا ہو جب کوئی دوست خدا پرست آتا تو زینہ رکہکر اُسکو اوپر آنے
کی اجازت دیتا تمام عمر اس شخص نے خدا کی عبادت مین بسر کی اس بزرگ

کی کرامتین بہت سی زبان زد خلایق ہین- نقل- ایک شاہی ملازم نے تہیلی
اشرفیون کی اپنی عورت کے پاس رکہی ہوئی تہی اُسمین سے عورت نے ایک
اشرفی چورالی ایکروز وہ تہیلی بجنس وہ شخص جہجو کی دوکان پرلایا اور جہجو کو کہا
کہ انکو پرکہدے جہجو نے سب اشرفیان پرکہدین عندالشمار ایک اشرفی کم نکلی-
اشرفیون کے مالک نے جہجو کو تہمت لگائی کہ اشرفی میری تونے چرالی ہے جہجو نے انکار
کیا مگر اُس نے نہ مانا اور ایک چابک جہجو کو مارا اور دوکان کی تلاشی لی اشرفی
کہین سے دستیاب نہوئی آخر شرمندہ ہوکر چلا گیا جب گہر پہنچا تو دیکہا کہ عورت درد شکم
مین مبتلا جان بلب ہو رہی ہے ہر چند معالجہ کیا صحت نہوئی آخر سب لوگون نے
کہا کہ تونے آج جہجو بہگت صراف کو جس نے کبھی کسیکا مال ناحق نہین کہایا چابک مارا
ہے یہ اُسی ظلم کی نسبت ہے عورت نے جب یہ حال سنا کہا کہ اشرفی تو حقیقت مین
مین نے لی تہی اُسکو تونے ناحق مارا پس دونو عورت خاوند جہجو کی دوکان پر گئے
اور بکمال عجز تقصیر معاف کرائی جب جہجو رضی ہوا تو اُسی وقت عورت رضی ہو گئی +
یہ متبرک مکان جہجو بہگت کی وفات کے بعد ایک مختصر مکان بنا ہوا تہا جسمین
اُسکی سمادہ تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت یہ عالیشان مکان بنگیا- بڑے بڑے
عمدہ وپختہ مکانات اُسمین تعمیر ہوئے جو ابتک موجود ہین چارون طرف چاردیواری
پختہ ہے اور احاطہ کے اندر بہت سے دالان وشہ نشین ومکلف نشستگاہین
بنی ہوئی ہین آٹھ روز مین بروز دوشنبہ وسہ شنبہ معتقد لوگ ہندو زن ومرد
حاضر ہوتے ہین اور قوالی عارفانہ راگ مین ہوتی ہے خاص سمادہ کا مکان
نہایت مکلف وپختہ مضبوط بنا ہوا ہے اور سادہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے
اُسکے بغیر اور سمادہ مین مثل جیرام بہگت - دراگہو بہگت وجوالا بہگت وباوا
ٹہاکر داس و دوارکا داس و ٹہاکر داس وگوردا س ودیا بہگت وبدری بہگت

دیا بہگت و گمنڈی بہگت و دیالو بہگت و شیو دیال چوپڑہ وغیرہ ہین - گدی نشین اس مندر کے داد و پنتھیے سادہ ہین سب سے پہلے مین حاکمان شہر لاہور کیوقت باوا پرسوتم داس جے پور سے آیا چونکہ زاہد و خدا پرست آدمی تہا تینون حاکمون نے ملکر اُسکو اس مندر کا سجادہ نشین مقرر کر دیا اُسوقت صرف ایک چوبارہ قدیمہ و چار دیواری بنی ہوئی تہی باوا پرسوتم داس نے اس مکان کی آبادی مین بہت کوشش کی بڑا مندر طلائی کام والا اُس نے بنوایا وہ مرگیا تو باوا گودڑ جانشین و مہنت بنا اُسکے بعد دوارکا داس اُسکے بعد باوا ہر بہجن داس مہنت ہوا جو نامور و مشہور آدمی تہا + مہنت اس مندر کے جو داد و پنتھیے ہین مجرد رہتے ہین شادی کرنا اُنہین ممنوع ہے اس فرقہ کا گرنتھہ مصنفہ مہنت داد و رام علیحدہ ہے جو بخط شاستری لکہا ہوا ہے خدائے واحد کی عبادت کے مضامین اُسمین درج ہین گوشت کہانا شراب پینا جہوٹ بولنا اور سوائے خالق حقیقی کے کسیکا محتاج ہونا منع ہے - چہجو بہگت سمت ایکہزار چہ سو چہیانوین بکرمی ۱۶۹۶ مین مطابق سنہ ۱۰۵۲ ہجری اس جہان فانی سے انتقال کر گیا عام مشہور اسطرح پر ہے کہ چہجو بہگت کی وفات ظاہر طور پر وقوع مین نہین آئی بلکہ چوبارہ مین بیٹہا ہوا ہی غائب ہوگیا اُسی مقام پر سمادہ بنائی گئی یہ مکان چوبارہ بہت بڑا مکان ہے جسکو ایک چہوٹا سا گاؤن تصور کرلین تو بجا ہے چار دیواری و دو چاہ و زمین مزروعہ بہی موجود ہے اور باہر کی ملحقہ زمین مین اب مہنت نے دوکانین بنوالی ہین +

استہان سیتلا ماتا

یہ متبرک مکان شاہ عالمی و لوہاری دروازے کے وسط مین شہر کے باہر واقع ہے جسکو سیتلا دیوی کا استہان کہتے ہین اگرچہ شب و روز معتقدان ہنود اس دیوی

کی پرستش بکمال ارادت مندی سے کرتے ہین مگر خاص پرستش اس حالت
مین ہوتی ہے جب چیچک کی بیماری کا زور ہوتا ہی ہزارون لوگ جنکے بچے
چیچک کی بیماری سے اچھے ہوتے ہین وہ بڑی خوشی کے ساتھہ اس دیوی
کی آکر پوجا کرتے ہین حتی المقدور نذرانہ چڑہاتے ہین یہ استہان ہندو مسلمان
دونو قومون کا مرجع ہے ہندؤن کے بغیر اہل اسلام بہی بعد شفا پانے عارضہ
چیچک کے اپنے بچون کو یہان لاکر نذرانہ چڑہاتے ہین یہ مکان سکہون کی سلطنت
سے پہلے ایک مختصر چبوترہ بنا ہوا تہا سکہی وقت مین بہت بڑا مکان بنگیا
اور بہت لاوارث افتادہ زمین جو مہنت نے اپنے مکان کے متعلق کرلی
تہی وہ اب ملکیت اس استہان کی قرار پاگئی ہی کرایہ اُسکا سب مہنت لیتا
ہے اور چڑاوے کی روزمرہ آمدنی علاوہ ہی اس استہان کا احاطہ مربع
بہت بڑا بنا ہوا ہے پختہ دیوار سے احاطہ محیط ہے دروازہ مکان کا شمال
کی سمت کو ہی اور دروازے کی دونو سمت غرب وشرق دوکانین پختہ بنی
ہین جسمین کرایہ دار رہتے ہین دروازہ مکان کا پختہ مکلف بنا ہوا ہے اور
دیوڑی مسقف ومنقش ہی ڈیوڑی کے اوپر بہی ایک چوبارہ خوش وضع بنا ہے
جب ڈیوڑی سے آگے بڑہین تو ایک وسیع میدان آتا ہی جسکا غربی حصہ
بلند ہی اُسپر زینہ چڑہکر جاتے ہین اس چبوترہ پر چند درخت پیپل کے و
جنڈی کا درخت ہے جسکو لوگ پوجتے ہین اور اگر چیچک کی پہنسی کوئی پک جائی
تو اسی درخت کے پتون کا سفوف اسپر ڈالتے ہین جس سے بیمار اچہا ہوجاتا
ہے اس بلند چبوترے کے غربی حصے مین چند کوٹہریان بنی ہین جسمین مہنت
خود رہتا ہے اور اسباب اُسکا رکہا رہتا ہے اس چبوترے پر ایک چاہ چرخی دار
ہے چاہ کے شرق کی طرف خاص مندر سری دیوی جی کا پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے

اس مندر کا دروازہ بسمت شمال ہی اور دروازے کے آگے ایک برانڈہ منقطع
بنا ہی مندر کے اندر کی عمارت بھی پختہ چونہ گچ و منقش سے دروازے کے محاذ
کی دیوار مین ایک منقش طاق ہی جسمین مورت سنگین سری دیوی جی کی رکھی
ہے اسی کو سب لوگ اتہا ٹیکتے اور پرستش کرتے ہین مندر کے باہر برانڈے
کے اندر ایک پتہر کا شیر ایک چبوترے پر رکھا ہوا ہی اسکی بھی پوجا ہوتی
ہے مندر کی سقف قالبوتی ہی اور اوپر خوشنما گنبد بنا ہی مندر سے بسمت گوشہ
گکنی بہت سے مکانات کوٹھریان بنی ہوئی جسمین سادہ رہتے ہین یا مہنت
کے گائے بیل بھینس وغیرہ باندہے جاتے ہین مندر کے دروازے سے
باہر کے دروازے تک سیدہی سڑک بنی ہی سڑک سے غرب کی سمت کو
وہ اونچا چبوترہ ہی جسکا ذکر پہلے تحریر ہو چکا ہی اور شرق کی سمت کو ایک
چاہ چرخی دار اور چند سادہ پختہ بنے ہوئے پہلے مہنتون کے ہین اور ایک
مندر شوالہ پختہ چونہ گچ گنبد دار بنا ہوا ہی اسکے اندر شوجی رکہے ہین جو لوگ دیوی
کی پوجا کے لئے آتے ہین وہ یہان بھی حاضر ہو کر شوجی کی پرستش کرتے
ہین احاطہ کے اندر اور بھی مکانات ہین جنکی تحریر کی ضرورت نہین ایک
دروازہ احاطہ کی جنوبی دیوار مین بھی ہے جسکے ذریعہ سے اسطرف آمد و رفت
ہوتی ہے اسطرف بھی دیوار کے باہر بہت سی زمین مندر کے متعلق ہے اور
باہر کی سب زمین ٹھاکر مہنت نے [illegible] دی ہوئی ہے اور کسیقدر حصہ زمین کا
اسمین سے سرکار نے لیکر ہسپتال کیواسطے سیدہی سڑک نکلوائی ہی اور اسکی
عوض مین زر نقد بھی دیا اور زمین کی عوض زمین بھی مرحمت کی ✤

ٹھاکر دوارہ باوا منگل داس

یہ ٹھاکر دوارہ شہر کے ڈگی دروازے کے باہر واقع ہے چار طرف اسکے

پختہ احاطہ بہت بڑا ہی احاطہ کے اندر تین مندر بنی ہین ایک بڑا اور دو
چھوٹے - بڑے مندر کا دروازہ مشرق کی سمت کو اور دروازے کا ایک درہ
دالان جسکے تین بڑے وہین قالبوتی خشتی ہین اور خاص مندر کی عمارت بھی
خشتی پختہ چونہ گچ منقش ہے دالان اور مندر کی چھت سرکی پوش ہے
اوپر مندر کے گنبد کوئی نہین ایک گھر کے طور پر مندر بنا ہے مندر کے اندر کی
عمارت پختہ چونہ گچ منقش ہے اور دروازے کے محاذ کی دیوار مین دو طاقچہ
مکلف بنے ہوئے ہین انمین پتھر کی مورتین سری کرشن جی و رادہا جی و
رامچندر جی و سیتا جی کی بڑی عزت و شان سے رکھی ہین - دوسرا مندر
صحن بیرونی کے اندر ہنومان جی کا ہی یہ مکان پختہ گنبد دار بنا ہی دیوارین
چونہ گچ اندر باہر سے ہین سقف قالبوتی گنبد مدور ہی مندر کے اندر تصویر
ہنومان جی کی رکھی ہی - تیسرا مندر شوالہ ہے یہ مندر بھی پختہ چونہ گچ گنبد دار
منقطع ہے اسمین شوجی کا استہان ہی یہ دونو گنبد مندر پاس پاس
ایک دیوار کے بنے ہین اور انکے دروازے کے آگے چاہ چرخی دار ہے
اس صحن کے اندر درخت بھی بہت ہین اور مکانات کوٹھڑیاں دیوار
شمالی کے ساتھہ بطور سرا کے بنی ہوئی ہین اور ایک کوٹھڑی دیوار جنوبی
کے ملحق ہی اور شمالی و جنوبی دو دروازے آمد و رفت کے لئے موجود ہین
احاطہ کے باہر کچھہ مزروعہ زمین بھی متعلق اس مکان کے ہے جسکی آمدنی
مہنت لیتا ہی یہ مندر رنجیت سنگہ مہاراجہ کی عملداری مین تعمیر ہوا تھا
اور ابتک آباد ہے بہت لوگ پرستش کے لئے حاضر ہوتے ہین چڑہاوہ
کی آمدنی بھی مہنت لیتا ہے +

سمادہ راجہ تیجا سنگہ و جمعدار خوشحال سنگہ و رام سنگہ

یہ سمادھ مین بیرون دروازہ مستی جمعدار خوشحال سنگہ کے باغ کے ایک گوشہ
گلی مین واقع مین باہر کا دروازہ بجانب شرق ہی اُسکے اندر جب انسان جائے
تو باغ مین داخل ہوجاتا ہے دروازے سے بیس قدم تک آگے بڑھکر ایک چبوترہ پختہ بہت
بڑا عرض و طول مین ایک درعہ تک بلند آتا ہے زینہ کے ذریعہ سے اس پر
چڑہ مین تو راجہ تیجا سنگہ کی سمادہ کے پاس جا پہنچتے ہین یہ سمادہ ایک مختصر چبوترہ
کے اوپر سنگ مرمر کی گنبد دار بنی ہی صورت مکان کی ہشت پہلو ہے تمام مکان
پاؤن سے سر تک سنگ مرمر کا بنا ہی دروازہ اسکا شرق کی طرف ہے
چار پہلوؤن مین تو سنگ مرمر کے جالی دار پنجرے لگے ہوئے ہین اور تین پہل
بند ہین ایک پہل شرقی مین دروازہ رکہا ہے چہت بہی سنگ مرمر کی
قالبوتی بنی ہی جسکے اوپر گنبد پہل دار نہایت خوشنما مدور بنا ہوا ہے یہ عمارت
نہایت مطبوع و دلپسند بنائی گئی ہے جسکے دیکہنے سے انسان کی طبیعت فرحت
مین آجاتی ہے مکان کے وسط مین سمادہ بہی سنگ مرمر کی ہی یہ مکان ابہی
ناتیار ہے کیونکہ ابہی دروازے کی جوڑی بہی تیار نہین ہوئی اور نہ گنبد پر
کلس چڑہایا گیا ہے اور نہ بڑے چبوترے پر فرش بنا ہے مد و ہی بند ہے شاید
آیندہ اسکے ضروری کام کو باختتام پہنچایا جائے یہ سمادہ بعد وفات راجہ
تیجا سنگہ کے جسکی وفات سمت ۱۹۱۹ مین وقوع مین آئی تہی راے مول سنگہ
مختار ریاست نے اہتمام اس سمادہ کی تعمیر کا کیا اب راجہ ہربنس سنگہ وارث
ریاست نے اختیار کامل پایا ہی شاید وہ اس عمارت کو بانجام پہنچا ہین۔
اسی سمادہ کے پاس بجانب جنوب۔

سمادہ رام سنگہ پسر جمعدار خوشحال سنگہ

ہے چونکہ یہ مکان جمعدار خوشحال سنگہ کی حین حیات مین سمت ۱۸۹۵ بکرمی مین

بنا ہی اس سبب سے اسکی عمارت نہایت عالیشان ہے اس مکان کو شوالہ
جمعدار خوشحال سنگہ بہی کہتے ہین کیونکہ سمادہ بہی اسکے اندر ہی اور وسط مین شوجی
رکہے ہین رام سنگہ جمعدار خوشحال سنگہ کا فرزند نہایت لایق آدمی تہا نوجوانی
کی عمر مین اُس نے علوم عربی و فارسی مین تحصیل کامل کر لی تہی مگر اُسکی عمر نے
وفا نکی اور وہ نوجوان ہی مر گیا جمعدار خوشحال سنگہ کو اُسکے مرنے کا کمال غم تہا
اور یہ سمادہ اُس نے بہت روپیہ خرچ کر کے تعمیر کی تہی یہ عمارت ایک کلان
چبوترے پر واقع ہے جسکا راستہ شمال کی سمت محاذی سمادہ رنجیت سنگہ
کے ہے جسکے اوپر چار زینہ چڑہکر جاتے ہین یہ چبوترہ نہایت وسیع اور پختہ
بنا ہوا ہی غربی تیسرا حصہ اس چبوترے کا دو حصے چبوترے سے کسیقدر اونچا
ہے وہی حصہ زیر عمارت شوالہ ہے اُس اونچے حصہ کی غربی سمت کو عالیشان
عمارت مندر شوالے کی ہی شوالہ کا دروازہ بسمت شرق ہی اور دروازے کے
آگے ایک عالیشان برانڈہ پختہ محرابی درونکا عمدہ و منقش تعمیر ہوا ہی سقف
اسکی بہی قالبوتی اُسپر کشتی نما سقف گنبد کی طور پر ہے شوالہ کے دروازے کی چوکہٹ
سنگ مرمر کی ہے اور جوڑی لکڑی کی جسپر پیتل و لوہا نہایت خوبصورت طرز پر
لگایا گیا ہے جب اندر مندر کے داخل ہون تو ایک وسیع مکان معلوم دیتا ہے
چارون سمت دیوارون پر منقش مطلا کام کیا ہوا ہے چہت قالبوتی بہی نہایت
عالیشان بنی ہی چارون دیوارون مین چار محرابی قالبوتی طاق ہین غربی طاق مین
رام سنگہ خلف جمعدار خوشحال سنگہ کی سمادہ ہی شمہ کے وسط مین ایک چبوترہ
ہشت پہلو تقطیع سنگ مرمر کا بنا ہی جسپر بیل بوٹے سنگ موسی و عقیق وغیرہ
پتہرون کے ہین اس چبوترے پر شوجی کا استہاپن ہی سقف قالبوتی کے
اوپر طولانی گنبد عالیشان سربفلک جو دہی جسپر طلائی کلس چمکتا و دمکتا نظر آتا

ہے اس مندر کی عمارت نہایت عمدہ ہے جسکے دیکھنے سے انسان کی طبیعت نہایت
خوش ہو جاتی ہے اس مندر کے محاذی بجانب شرق یعنی بڑے چبوترے کے
شرقی حصے مین ایک عالیشان دالان بہت بڑا سہ درہ قا بوتی محرابی درون کا
بنا ہوا ہے اسمین وہ لوگ قیام پذیر مین جنکی خدمات متعلق شوالے کے ہین
اخراجات اس شوالے کے سردار بہگوان سنگہ پسر جمعدار خوشحال سنگہ دیتا تہا
مگر اب وہ بہی فوت ہو گیا ہے ✤ اس بڑے چبوترے کے جنوب کی سمت کو
ایک علیحدہ مکان عالیشان -

سمادہ جمعدار خوشحال سنگہ

بنا ہوا ہے۔ جمعدار خوشحال سنگہ ایک امیر کبیر ورکن اعظم سلطنت سکہی کا
تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین اسی کی بڑی عزت تہی اس امیر کو
عمارت کا بڑا شوق تہا لاہور و امرتسر مین اسکی عالیشان عمارتین ابتک
موجود ہین یہ شخص ۱۸۴۴ء مین مرگیا اور اسی موقع پر داغ دیا گیا جہان
اب مکان سمادہ بنا ہوا ہے بعد وفات اُسکے یہ موجودہ مکان راجہ تیجا سنگہ اُسکے
بہائی کے اہتمام سے بنا مگر ناتمام رہگیا باعث یہ ہوا کہ راجہ تیجا سنگہ کے مرتے
تک مدد اس مکان کی جاری رہی جب وہ بہی مرگیا اور جائداد و جاگیر باہم راجہ
ہربنس سنگہ و سردار بہگوان سنگہ کے تقسیم ہوگئی تو تعمیر اس مکان کی متعلق
سردار بہگوان سنگہ پسر جمعدار خوشحال سنگہ کے ہوگئی مگر اُس نے پہر توجہ اس
کی تعمیر و تکمیل کی طرف نہ کی اور یہ عالیشان مکان ناتمام رہگیا یہانتک کہ
خاص سمادہ بہی اب تک خام ایک مٹی کا تودہ ہے اور دروازۂ شمالی کے آگے
زینہ بہی نہین بنا اور نہ مکان کی سفیدی ہوئی اور نہ گنبد پر کلس چڑہایا گیا
بلکہ دروازے کو چوکہی کواڑ دن کی بہی نہین چڑہائی گئی جسکے دیکہنے سے

نہایت افسوس آتا ہے +

سینکڑون دنیا مین آئے اور آکر چلدیئے + اہل تاج واہلِ تخت واہلِ زر و اہلِ شکوہ
اُنکے مدفن پر گزر جسکا ہوا و احسرتا + خاک سی اُڑتی ہوئی آئی نظر بالائے گور

اس مکان کی کرسی بلند پانچ فٹ تک ہے اور دروازہ مکان بطرف شمال ہے دروازے کو چوکھٹ سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہے اندر سے مکان دوہرا ہے وسط مین ایک مربع درجہ نہایت مطبوع بنا ہوا ہی جسکی گنبد نما سقف قالبوتی ہے اور اُسکے اوپر عالیشان گنبد گول بنا ہوا ہی اور گنبد مین آہنی سیخ کلس کے چڑہانے کے لئے لگائی گئی ہی موجودہ مین چار طرف غلام گردش نہایت عمدہ منقطع ہے اور ہر ایک گوشہ پر محرابی قالبوتی در بنے ہوئے ہین سقف غلام گردش کی بہی قالبوتی ہی اور ریختہ کار عمارت اندر باہر سے۔ اگر یہ مکان اپنی پوری تیاری مین تکمیل پاتا تو نہایت عمدہ عالیشان مکان بن جاتا وسط کے درجے مین دو سمادہین گلی خام بنائی ہوئی ہین ایک جمعدار خوشحال سنگہ کی اور دوسری اُسکی زوجہ کی جو اُسکے ہمراہ ستی ہوئی تہی دو اور سمادہین بہی نامعلوم الاسم ہین شاید اُنکی کنیزون کی ہونگی +

احاطہ سمادہ راجہ اودہم سنگہ و راجہ سوچیت سنگہ

یہ دونو سمادہین ایک احاطہ کے اندر بنی ہوئی ہین عمارت پختہ چونہ گچ ہے احاطہ کا دروازہ بطرف شرق ہی تین سیڑہی چڑہکر احاطہ کے اندر داخل ہوتے ہین احاطہ کے اندر جائین تو بسمت جنوب ایک دالان تین درہ محرابی قالبوتی درون کا اور اُسکے اندر ایک کوٹہڑی بنی ہوئی ہے جسمین پجاری رہتا ہے سقف اس کوٹہڑی اور دالان کی سرکی پوش ہے اُسکے مقابل احاطہ کے ایک گوشہ مین چاہ چرخی دار بنا ہی اس صحن کے غربی حصہ مین ایک وسیع

پختہ چبوترہ بنایا گیا ہے اس چبوترے پر مکان عالیشان -

سمادہ راجہ اودہم سنگہ

کا بنا ہوا ہی راجہ اودہم سنگہ مہاراجہ گلاب سنگہ کا بڑا بیٹا تہا قلعہ کے دروازے کی دیوار کے نیچے آکر کنور نونہال سنگہ خلف مہاراجہ کہرک سنگہ کے ساتہہ ہلاک ہوا تہا یہ نوجوان تہا اور کوہستانی سردار نہایت خوبصورت زورآور پہلوان خلیق و سخی تہا مگر اُسکی عمر نے وفا نکی اور مفت مارا گیا اُسکی سمادہ اس جگہ تعمیر ہوئی مکان سمادہ نہایت عمدہ و مکلف بنا ہوا ہی سماد کے مکان کا دروازہ بطرف شرق ہے یہ مکان طول میں زیادہ عرض میں کم ہے تین اسکے درجے ہین اور تین دروازے جانب شرق رکہے ہین تینون دروازون کی چوکہٹین سنگ سرخ کی ہین درمیانی دروازے سے جب اندر جائین تو اُسکے وسط مین ایک چبوترہ پختہ بنا ہوا ہے جسپر گیارہ شوجی کا استہاپن ہے اور دروازے کے محاذی غربی دیوار مین ایک طاقچہ محرابی قالبوتی ہے اُسمین سمادہ اودہم سنگہ کی ہے اس درجہ کے چپ و راست جو دو درجے ہین وہ صرف دو کوٹہڑیان تصور کی جاتی ہین جنکا ایک ایک دروازہ باہر کو ہی اور ایک ایک اس بیچ کے درجہ کے اندر سقف ان تینون درجون کی قالبوتی ہے اور اوپر چہت کے خوبصورت گنبد پختہ پہلدار بنا ہوا ہے اور گنبد پر طلائی کلس چمکتا دمکتا نظر آتا ہی جس سے گنبد کی دوبالا شان نظر آتی ہے دوسری سمادہ اسی اس احاطہ کے اندر راجہ سوچیت سنگہ برادر راجہ دہیان سنگہ وزیر اعظم سلطنت سکہی و مہاراجہ گلاب سنگہ کی ہے جسکو سکہون نے بعہد وزارت راجہ ہیرا سنگہ حسب الحکم راجہ ہیرا سنگہ کے بمقام خانقاہ میان وڈّا قتل کردیا تہا - راجہ ہیرا سنگہ اپنے برادر زادہ کے برخلاف بہ جمون سے آیا تہا اور چاہتا تہا کہ فوج سکہی وزارت سے راجہ ہیرا سنگہ کو معزول کرکے

مجھکو وزیر بنائین اگرچہ اس سے پہلے اُسکی سازش فوج سے بہی ہو چکی تہی
مگر جب لاہور پہنچا تو معاملہ دگرگون ہو گیا اور راجہ ہیرا سنگہ کے برخلاف فوج
کام نکر سکے کیونکہ رعب و داب اُسوقت راجہ ہیرا سنگہ کا فوج پر ایسی تہا۔ راجہ ہیرا سنگہ
نے جب جانا کہ چچا میری جان کا دشمن بنکر آیا ہی اور چاہتا ہی کہ مجھسے وزارت
چہین لے اسکو بہرحال قتل کرا دینا چاہئے چنانچہ فوج کو حکم دیا کہ اُسکو جا کر گہیر لین
چنانچہ حکم کے جاری ہوتے ہی فوج پیادہ و سواری نے جا کر خانقاہ میان وڈا کو
جسمین وہ تہا گہیر لیا اور توپ چلنی لگی اور راجہ سوچیت سنگہ مع اپنے ہمراہیون
رائے کیسری سنگہ وغیرہ کے عین میدان مین آکر قتل ہوا ایکسو درویش خانقاہ کا
اور قریب ڈیڑہ سو آدمی کے ہمراہیان راجہ سوچیت سنگہ اس واقعہ مین قتل ہوئے
راجہ سوچیت سنگہ کی نعش اسی مکان مین جلائی گئی تہی جہان اب سمادہ بنی ہوئی
ہے اس سمادہ کا دروازہ شرق کی سمت کو ہے اور مکان اسی وسیع چبوترے
پر اودہم سنگہ کی سمادہ سے چند گز کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے عمارت سرتاپا
پختہ چونہ گچ ہے دروازے کے آگے تین درکا برانڈہ قالبوتی محرابی مرغولی
بنا ہے اور چار کوٹہڑیان چار کونون مین اسی طرح اور تین طرف بہی چار
برانڈے ہین اور ایک ایک کوٹہڑی کا ایک ایک دروازہ ہر ایک برانڈے
مین رکہا گیا ہی وسط کا مکان سمادہ کا ہے جسکے درمیان ایک چبوترہ پختہ سنگین
ہے اور اُسپر شوجی کا استہاپن ہے محاذی دروازے کے جو غربی دیوار ہے اُسمین
ایک محرابی مرغولی طاقچہ ہے اُسمین سمادہ راجہ سوچیت سنگہ کی ہے تمام درجون
کی چہتین قالبوتی خشتی ہین اور اُسپر گنبد خوشنما تعمیر ہوا ہے اور کلس طلائی
چمکتا ہوا نظر آتا ہے اس سمادہ کی خدمت کے لئے ایک برہمن مقرر ہے جو تنخواہ
وکیل سرکار جمون سے پاتا ہے وہ ہر وقت حاضر نہین رہتا ہر روز صبح کو آتا

ہے اور سمادہون اور شوجی پر پہول چڑہاکر چلاجاتا ہے +

سمادہ سردار جواہر سنگہ ماموں مہاراجہ دلیپ سنگہ

سکہان فوج نے جب راجہ ہیرا سنگہ وزیر سلطنت کو قتل کر دیا تو اس نے وزارت پائی اس نے سکہان فوج کی بہت خاطر کی ایک ایک کنتہہ طلائی پچیس پچیس روپے کافی سپاہی اور افسرون کو خلعتین و کڑے طلائی و کنتہے مروارید و جاگیرین دین مگر اسپر بہی اُسکی وزارت کو قیام نہوا اور اُنہین سکہون کے ساتہہ سے قتل ہوا جسکا مفصل حال تاریخ پنجاب مولفہ راقم مین تحریر ہے نعش اُسکی اسی مقام پر جلائی گئی جہان اب سمادہ بنی ہے یہ سمادہ راجہ سوچیت سنگہ کی سمادہ کی جانب گوشہ گلنی حافظہ سے باہر بیس قدم پر بنی ہے یہ مکان بڑا عالیشان عمدہ نہایت بلند بنایا گیا ہے افسوس ہے کہ بسبب انقلاب سلطنت کے ناتمام رہگیا اور پوری تکمیل اسکی ہونے نہ پائی اندر سے البتہ نقش و نگار اسکے پورے ہوچکے ہین سمادہ بنہر کی بن چکی ہے مگر بیرونی کام پورا نہین ہوا طولانی گنبد کا اوپر کا حصہ البتہ سفید ہے اور دیوتاؤن کی تصویرین بہی اُسپر بنین مگر اُسکے نیچے کی کل بیرونی عمارت نہ تو سفید ہوئی اور نہ باقیماندہ کام باختتام پہنچا اس سمادہ کی بنیاد رانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگہ سردار جواہر سنگہ کی ہمشیرہ نے رکہی اور اُسوقت تک اسکی عمارت جاری رہی جب تک کہ وہ سرکار انگریزی کے حکم سے جلاوطن ہوکر ہندوستان کو بہیجی گئی۔ اب وہ مکان لاوارث و خراب و خستہ پڑا ہوا ہے کوئی شخص جہاڑو دینے والا نہین ہے اور عمارت اس جلدی مین بند ہوئی کہ باقیماندہ پتہر اب تک باہر دروازہ کے ایک کہیتی کے اندر دب گیا ہے کچہہ کچہہ نشان اُسکے نظر آتے ہین کنکر باقیماندہ بہی تہوڑا رکہا ہوا ہے اس مکان کی کرسی بہت بلند ہے اور دروازہ بجانب شرق

دروازے کے آگے ایک مقطع برانڈہ جسکے تین در شرقی اور ایک ایک جنوبی وشمالی محرابی قالبوتی بنا ہوا ہے سقف بھی برانڈے کی قالبوتی خشتی گنبد نما بنی ہی عمارت پختہ کار ہے دروازے کو سنگ مرمر کی چوکہٹ لگی ہی اور چوکہٹ کے اوپر دیوار مین ایک خشت سنگ مرمر کی لگائی گئی ہے جسمین منبت کار تصویر سری گنیش جی کی بنی ہے جب اندر مکان کے جائین تو عالیشان مندر گنبددار نظر آتا ہے اور نقش اس خوبی کے ساتہہ لکہے گئے ہین کہ جسکے دیکھنے سے طبیعت بشاش ہو جاتی ہے تصویرین بھی دیوتاؤن کی بیشمار لکھی ہین اس تمام مکان کے چار درجے محرابی قالبوتی دہنون مین کیئے گئے ہین - شرقی درجہ مین دروازہ ہے اور غربی مین سنگ مرمر کا ایک چبوترے پر بنائی گئی ہی جو ہشت پہلو مقطع خوش وضع بنا ہوا ہی اور خاص سماده بھی ہشت پہلو ہی اس درجے مین فرش بھی سنگ مرمر کا ہی اور دیوار مین سنگین جالیدار پنجرے جنوبی و شمالی درجون مین پختہ چونہ کار فرش ہے اور جالیان پتہر کی دیوارون مین وسط کے درجے مین جسکو پانچوان درجہ کہنا چاہیئے صرف پختہ فرش اور چھت قالبوتی خشتی گنبد نما بلند ہے جسکے اوپر طولانی بہت بلند گنبد ہے سردار جواہر سنگہ سنہ ۱۸۴۴ع کے اخیر مین خود سر سکھی فوج کے ساتہہ سے بمقام لاہور قتل ہوا تھا +

سماده بھائی رو یا

ہریٹ کے میدان مین یہ مکان بھی لایق دید بنا ہوا ہے عمارت اسکی نہایت ہی مستحکم و خوشنما و خوش قطع ہے جو متصل باغیچہ پر سرام واقع ہے یہ مکان مربع چبوترے پر بنایا گیا ہے کرسی مکان کی بلند قد آدم رکھی گئی ہی چبوترہ پختہ چونہ گچ ہے زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین دروازہ مندر کا شرق کیطرف ہے چوکہٹ سنگ سرخ کی لگی ہے جوڑی تختہ آہن پوش نہایت عمدہ و منقش

ہے مکان کے اندر فرش پختہ چونہ گچ ہے اور دیواریں چونہ گچ منقش اور صورت
مکان چار مدارج محرابی و قالبوتی مین منقسم ہے چارون چھتین قالبوتی ہین وسط
مکان مین بابا روپا کی سمادہ ایک چبوترے پر بنی ہوئی ہے جسپر غلاف پڑا رہتا
ہے اس درمیانی درجے کی سقف بہت بلند گنبدنا ہے اور اسکے اوپر مدور گنبد
خوشنما ہے مگر طلائی کلس لگایا گیا مکان کے چارون گوشون پر چار شہر عمارت
مین ایسے عمدہ بنائے گئے ہین کہ دور سے ہو بہو شہر معلوم دیتے ہین یہ بہائی
روپا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین ایک خدا پرست عابد زاہد آدمی تہا تمام
شہر لاہور کے ہندو مسلمان اُسکی بزرگی کے قایل تہے آدمی ہر دل عزیز صلح کل
تہا اور بے طمع مہاراجہ رنجیت سنگہ کی آمد و رفت اُسکے پاس بہت تہی مگر وہ ایک
پیسہ کی طمع مہاراجہ سے نہین رکہتا تہا جب وہ مرگیا تو مہاراجہ کے حکم سے یہ
قبول صورت سمادہ اُسکے نام سے تعمیر ہوئی +

شوالہ شیو گر سنیاسی

یہ شوالہ ایک عجیب و غریب صورت و قطع کا پرینٹ کی سرزمین واقع ہے کرسی
اسکی ڈیڑہ منزل کی مقدار بلند ہے شمال کی طرف زینہ بنا ہے جس سے چڑہکر
شوالے کے اندر جاتے ہین یہ شوالہ دوسری منزل پر بنایا گیا ہے اور نیچے
کی منزل مین باوا شیوگر کی سمادہ ہے اُسکا دروازہ غرب کی طرف ہے چونکہ
زمین کے اندر ہے مکان اندہیرا ہے چراغ لیکر اندر جاتے ہین اس زیرین مکان
کی چھتین قالبوتی ہین اور دیوارین نہایت پختہ چونہ کی بہت چوڑی آثار کی بنی
ہوئی ہین اور بنیادین کو ٹہیان گلا کر رکہی گئی ہین وسط مکان مین باوا شیوگر
کی سمادہ ہے جسمین وہ زندہ بیٹھ گیا تہا اور سمادہ کا دروازہ چن دیا گیا تہا
یہ تمام مکان اُس نے اپنی زندگی مین خود بنایا تہا ہی ناتمام تہا کہ دنیائے ناپائیدار سے

وہ بیزار ہوگیا اور اس سمادہ مین بیٹھکر اُس نے مٹی لے لی اُسکی وفات کو
چالیس برس گزرے ہین مگر پہر اُس سے بعد کسی نے اس مکان کی مرمت کی
طرف خیال نہین کیا اور حقیقت مین بسبب پختگی کے اُسکو مرمت کی حاجت بہی
نہین اوپر کی منزل پر مندر شوالہ بنا ہی جسکے کئی پہل ہین گنبد بہی خورد متعدد
ہین گنبد درمیانی بڑا ہی جسپر سیخ آہنی نصب ہے کلس ابہی نہین چڑہایا گیا۔
اندر سے ہی دیوارین اس مندر کی پختہ بریختہ کار ہین اور شرقی غربی در بچے
ہین اس مندر مین شوجی کا استہاپن بہی ابتک نہین ہوا برلے نام شوالا ہے
اور گنیشا نند گر یا واسنیاسی جو شیوگر کا پوتا چیلا ہی مع اپنی عورت کے اسمین رہتا
ہے اور اس شوالہ کو اُس نے اپنا گہر بنا رکہا ہی اسی شوالے کے متعلق ایک چاہ
جاری اور آٹہہ گہاؤن ارضی چاہی زرعی ہے آمدنی اُسکی گنیشا نند گر لیتا ہے
اور مالک ارضی کا بہی وہی ہے

رانی لچہمی کا ٹہاکردوارہ

بانیہ اس ٹہاکردوارے کی رانی لچہمی مہاراجہ رنجیت سنگہ کی رانی تہی اُس نے
بکمال ارادت یہ ٹہاکردوارہ بناکر اپنا یادگار دنیاے ناپائدار مین چہوڑا ہے
یہ عالیشان مندر پریٹ کی سرزمین نالہ دریاے راوی کے کنارے پر بنا ہوا ہے
عمارت اسکی پختہ چونہ گچ مستحکم و مضبوط ہے جنوب کی سمت کو اسکا دروازہ ہی
دروازے کے آگے ایک عالیشان برانڈہ بطور نشستگاہ بنا ہی جسپر زینہ چڑہکر جاتے
ہین اس برانڈے کے دروازے کو بیرونی دروازہ مندر کا کہنا چاہیئے اس
درجے مین پختہ فرش ہے اور دیوارین پختہ چونہ گچ سقف قالبوتی ہے اس سے
آگے بڑہین تو دوسرا دروازہ مندر کا آتا ہی اس دروازے کی چوکہٹ پتہر کی ہے
اور اندر مکان کی دیوارین پختہ منقش چونہ گچ ہین محاذ کی دیوار مین جسکو شمالی

دیوار کہنا چاہیئے دو طاق مکلف و منقش بنے ہوئے ہین اُنمین سنگین مورتین سری کرشن بھگوان اور رادہا جی و رامچندر جی اوتار و لچھمن جی و سیتا جی وغیرہ مکلف لباس پہنا کر رکھی ہوئی ہین چارون طرف مندر کے باہر باغیچہ نہایت سرسبز لگایا گیا ہے اشجار مثمرہ وغیرہ مثمرہ ہر ایک طرح کے موجود ہین چاہ مع رہٹ کے جاری ہے قریب دس گھماؤن کے اراضی زرعی بھی شامل اس مندر کے ہے جو ہر فصل مین کاشت ہوتی ہے + اس مندر کے سوائے ایک سادہ باوا لچھمن داس بیراگی کی پختہ چونہ گچ گنبددار مندر کے دروازے کے آگے بنی ہوئی ہے اور باوا رام داس بیراگی اس مندر کا پجاری و مالک ہے +

ٹھاکردوارہ بھوری سرکار

بانیہ اس مندر کی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رانیون مین سے ایک ذی عزت رانی تھی چونکہ بال اُسکے سرخ رنگ کے تھے اسواسطے اُسکو بھوری سرکار کہتے تھے کہ بھورا پنجابی زبان مین سرخ رنگ مائل بسیاہی کو کہتے ہین۔ اس نے اپنی حین حیات یہ مندر بنوایا بہت سی زمین زرعی خریدکر اسکے اخراجات کیواسطے وقف کی باغ بھی نہایت عمدہ لگوایا جو ابتک مندر کے ساتھہ شامل ہے مہاراجہ شیر سنگھ کیوقت اسکی تعمیر عمل مین آئی - یہ مندر نالہ دریاے راوی کے کنارے پر واقع ہے عمارت نہایت پختہ چونہ گچ ہے تمام عمارت ایک وسیع چبوترے پر بنی ہوئی ہے جو ڈیڑہ گز زمین سے بلند ہے مندر کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہے اور دروازے کے آگے ایک برانڈہ کلان جسکو سہ درہ نشستگاہ کہنا چاہیئے بنا ہے درمیانی دروازے سے زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین اس درجے کی عمارت بھی پختہ ریختہ کار ہے اندر دیوارین منقش ہین اس درجہ سے گزرین تو مندر کا دروازہ آتا ہے جسکی چوکھٹ سنگ سرخ کی ہے اُسکے اندر کی عمارت باہر کے برانڈے سے زیادہ

مکلف ہے محرابی قالبوتی سقف گنبد نما بنی ہے اوتارون کی تصویرین لکھی
ہوئی ہین محاذ دروازے کی دیوار مین نہایت مکلف طاقچہ بنا ہے اُسمین
پتھر کی مورتین توسری رامچندرجی اور لچھمن جی کی ہین اور دہانتی مورتین
سری کرشن اور رادہاجی کی ہے سقف کے اوپر طولانی گنبد نہایت خوبصورت
بنا ہوا ہی جسپر طلائی کلس بہی چڑہایا ہوا ہے اس مندر کے ساتھہ چار رہنہ
چاہ اور بہت سی زرعی زمین اور بہت بڑا باغ ہی فقرا و سادہ بہت رہتے
ہین ایک خراس بہی آٹا پیسنے کیواسطے بنا ہے پختہ کوٹہے بہی بہت بنے ہوئے ہین
جسمین ہانمات وچاہات کے مویشی رات کو باندہے جاتے ہین اور باغبان و
کاشتکار سکونت پذیر ہین ایک کلان حاطہ مویشیون کے چارہ رکہنے واسطے
پختہ بنا ہوا ہی چاہات جاری چرخ چوب والے کے علاوہ دو چاہ آب نوشی کیلئے
چرخی دار بنے ہوئے ہین بہت سی پختہ گنبددار سمادہ بین جانشینان و مہتممان
سابق کی بنی ہوئی موجود ہین ایک شوالہ بہی طولانی گنبد کا علاوہ ٹہاکردوارے سے
ہے اس مندر مین رونق زیادہ ترہے اور آبادی بہت۔ مادہوداس بیراگی مہنت
ہے جسکے قبضہ مین مندر اور چاہات و باغ و زمین متعلقہ مندر ہی اور مالکانہ قبضہ رکہتا ہے

سمادہ بہائی وستی رام

وستی رام ایک نامی گرامی گرنتہہ خوان خداپرست عابد زاہد شخص تہا مہاراجہ
رنجیت سنگہ اُسکو اپنا گُرو کہتے تہے اور بہت ادب کرتے تہے لاکہون روپے
نقد نذر کرتے تہی جاگیرین و روزینے مقرر تہے ہر ایک امیر و مشیر سے اسکا رتبہ
ازروے خداپرستی کے زیادہ تصور کیا جاتا تہا جب وہ فوت ہوا تو اسجگہ جلایا گیا
جہان اُسکی سمادہ ہے یہ عالیشان مکان قلعہ لاہور کی شمالی دیوار کے ساتہہ
ملا ہوا ہے اور عمارت سنگ مرمر کی ہے مکان کا بیرونی دروازہ بہت نجا شمال ہے

جب اس سے اندر جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہے اُسکے وسط مین سمادہ خاص مکان بنا ہواہی خاص سمادہ کے مکان کا دروازہ بجانب شمال کے رکہا گیا ہے اور دروازے کے آگے چبوترے کے نیچے مکان حوض کے طور پر بنا کر اسمین فوارے لگائے گئے ہین - باہر کی دیوارون کی عمارت سب سنگ مرمر کی ہی جسپر طرح طرح کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین اندر سے مکان کی صورت دربار امرتسر کی صورت پر بنی ہے چار درجے چار اطراف مین بانٹے گئے ہین جنکو دو منزلہ کیا گیا ہے اور اوپر کی منزل چارون طرف چار نشستگاہین سنگین ستون کی تین تین در والی بنائی گئی ہین وہین سب کے مرغولی ہین نیچے اوپر کی چھتین اُنکی بہی محرابی قالبوتی نہایت عمدہ منقش بنقوش طلائی ہین وسط کا درجہ بلند ہے اسپر قالبوتی سقف خوشنما ہے اسی درجے مین بہائی وستی رام کی سمادہ سنگین ومنقش چبوترے پر ہے اس چبوترے و سمادہ پر سنگ مرمر کے اندر قیمتی پتہرون کے بیل بوٹے ایسی خوبصورتی کے ساتہہ بنائے گئے ہین کہ جسکے دیکھنے سے روح کو راحت نصیب ہوتی ہے مکان اندر باہر سے سنگ مرمر کا نہایت مقطع وخوبصورت بنا ہی جسکی تیاری مین بیشمار روپیہ صرف کیا گیا ہی اسکے علاوہ دو اور سماد ہین گنبددار سنگ مرمر کی ہین یہ عورتون کی سماد ہین ہین اُنمین سے جو سمادہ بہائی وستی رام کی والدہ کی ہے وہ تمام سرتاپا سنگ مرمر کی ہے اور سماد ہین پختہ چونہ گچ بہی ہین سمادہ کلان سے بجانب شرق ایک مکان بارہ دری پختہ ومکلف بنا ہے اور گوشہ کنی مین چاہ ہے چبوترے کے آگے ایک خورد چبوترہ ہے جسپر جہنڈا نصب ہے اور جنوب کی طرف محاذ بڑی سمادہ کے ایک نشستگاہ مکلف بنی ہے اس احاطہ کے چند درخت بہی آم وغیرہ کے ہین ایک باغ بہی دیوار بدیوار احاطہ اس سمادہ کے ہی جو اسی سمادہ کے متعلق ہے بہائی وستی رام کے خاندان

کا حال اس کتاب کی ابتدا مین خاص شہر کے حال مین تحریر ہے +

سمادہ باوا چہینگر شاہ المشہور ستہرا

یہ مکان بہی لاہور کے نامی گرامی مکانات مین سے ہی اور چہینگر شاہ ستہرہ عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے عہد مین خاص لاہور کا رہنے والا فقیر تہا ہنود اُسکو فقیر صاحب کمال جانتے ہین اُسکا سلسلہ اب تک جاری ہی ستہرے شاہی فقیر ہزارون پنجاب مین گدائی کرتے پہرتے ہین چہینگر شاہ ستہرے کی ہزارون تمثلہین اور کہانیان اُسکی صفائی و صفاگوئی وبے ریائی کے باب مین زبان زد خاص و عام ہین بلکہ ستہرا اُسکا اسیواسطے خطاب تہا کہ وہ گفتگو کیوقت کسیکا لحاظ نہین کرتا تہا سچی بات مُنہ پہ کہہ دیتا تہا کیونکہ ستہرا پنجابی زبان مین پاک و بے لگاؤ کو کہتے ہین تمام پنجاب کے ستہرے شاہی فقیر اس مکان کو گدی کا مکان جانتے ہین اور اسی کو اپنا مبدا تصور کرتے ہین یہ مکان بہی شمالی دیوار قلعہ کے ساتہہ ملحق و ملصق ہے حکام وقت چند بار اسکے گرادینی کے درپے ہو چکے ہین کیونکہ اسکی دیوارون اور اسکے درختون کی شاخون سے اگر کوئی چاہی تو قلعے اندر پہنچ سکتا ہے مگر محض درگذر اسلیئے ہوتا رہا کہ اس مکان کی بزرگی کے ہزارون لوگ قائل ہین کئی بار اس مکان کی قیمت کی فرد بہی بن چکی ہی چہینگر شاہ ستہرا گرو ہر رائے کا چیلہ تہا اگرچہ تمام ہندوستان مین وہ پہرتا تہا اور عالمگیر بادشاہ کے حکم سے ہر ایک شہر مین ایک پیسہ فی دوکان سالانہ اُسکا مقرر تہا مگر اصلی وطن اُسکا لاہور تہا آخر اسی جگہ وہ فوت ہوا اور اسی جگہ جلایا گیا جس جگہ اب سمادہ بنی ہے احاطہ مکان پختہ بنا ہوا ہے طول مین زیادہ اور عرض مین کم دروازہ مکان کا بجانب شرق ہی جب اُس سے اندر جائین تو صحن مین داخل ہوتے ہین اس صحن کے جنوب و شمال مین فقرا کے رہنے کے لیئے مکانات

بیٹھے ہین اور ایک درخت بڑ کا بہت بڑا سر بفلک کھڑا ہی جسکا سایہ تمام صحن اور دو طرفہ دالانون پر ہے جب اُس سے آگے بڑھین تو فرش پختہ اور چاہ آتا ہے اس چاہ کے جنوب کی سمت کو ایک نشستگاہ نہایت مکلف۔ چاہ کے چبوترے کے برابر کرسی دیکر بنی ہوئی ہے اس نشستگاہ کی عمارت پختہ چونہ گچ منقش ہے اور چھت تختہ پوش ہی اسمین بیٹھک مین مہنت کی نشست رہتی ہے چاہ کے شمال کی سمت کو بہی ایک مکلف چونہ گچ نشستگاہ بنائی گئی ہے جسپر زینہ چڑھکر جاتے ہین اسکے اندر تین ور بیچے لطرف میدان پریٹ رکھے گئے جسمین بیٹھکر پریٹ کے میدان کے سبزہ زار کی بخوبی سیر ہوتی ہے اس بیٹھک سے آگے بڑھکر ایک ورمکلف مکان چونہ گچ مکلف بنا ہوا ہے اسمین گرنتھ رکھا رہتا ہے اور اس سلسلہ کے فقرا اُسکو نہایت شوق سے پڑھتے ہین اس مکان سے بجانب جنوب دیوار بدیوار قلعہ لاہور کے مکان سمادہ جہینگڑ شاہ ستھرے کا عالیشان پختہ گنبد دار بنا ہی دروازہ اُسکا بجانب شمال ہی مندر کے اندر کی عمارت منقش چونہ گچ ہے اور دیوارون پر گروُن کی تصویرین لکھی ہین چھت قالبوتی ہے اور اُسکے اوپر گنبد مدور عالیشان بنا ہے مندر کے وسط مین صل سمادہ جہینگڑ شاہ کی ایک سنگ مرمر کے چبوترے پر ہے یہ چبوترہ نہایت مکلف بنایا گیا ہے سنگ مرمر کے اندر بیل بوٹے عقیق وغیرہ پتھرون کے رنگا رنگ بنائے ہین اسکے اوپر سمادہ چھوٹی سی سنگ مرمر کی نہایت قبول صورت تعمیر ہوئی ہے چبوترے کے چارون کونون پر چار ستون سنگین قائم کرکے ایک قبول صورت گنبدی ایسی عمدہ بنائی گئی جس سے مکان کی زینت دوبالا ہوگئی + اس مندر کا مہنت رڑکی شاہ ستھرا فقیر اوبیس سال سے مقرر ہے جو نہایت خلیق و مہمان پرست ہی وہ ہر ایک مسافر کی جو مکان مین جاتا ہے دل وجان سے خدمت کرتا ہے چڑہاوہ بہی لیتا ہے +

ٹھاکردوارہ رانی جنداں والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ

یہ ٹھاکر دوارہ مستی دروازے کے باہر ایک پختہ احاطہ کے اندر بنا ہوا ہے مندر بڑا عالیشان پختہ عمارت گنبددار بنا ہوا ہے دروازہ احاطہ کا بجانب جنوب ہے اُس سے جب اندر جائین تو بڑا وسیع میدان آتا ہے میدان کے اندر کثرت سے اشجار پیپل و بڑھ و آم و جامن وغیرہ ہین چار دیواری کے ملحق مکانات کوٹھریان تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہین مگر بسبب عدم خبرگیری کے اکثر مکانات کی چھتین گر گئی ہین وسط میدان مین ایک چبوترہ پختہ چونہ گچ عمارت کا قدآدم بلند بنا ہی اُسپر عالیشان مندر ٹھاکر دوارے کا بنا ہی دروازہ مندر کا شرق کی طرف ہے چوکھٹ سنگ مرمر کی ہے مندر کی بہت مربع ہے اور اوپر طولانی بہت بلند گنبد بنا ہی ہر ایک منزل پر برجیان بنی ہین ہر ایک برجی پر مطلا کلس چڑہائے گئے ہین سب سے اوپر بڑا کلس مطلا چمکتا ہوا نظر آتا ہے مندر کے اندر کی عمارت سب پختہ چونہ گچ منقش ہے محاذی دروازے کی غربی دیوار مین ایک تکلف طاقچہ بنا ہوا ہی اُسمین سنگین مورتین سری کرشن جی و رادہا جی کی باآداب تمام رکھی ہین اس مندر کے برابر ایک اور مندر وہی اسی احاطہ کے اندر ہے جسمین شوجی کا استہاپن ہی یہ شوالہ رانی جنداں والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ نے اپنی اختیارات کیوقت تعمیر کیا تھا مگر اب خبرگیر اسکا کوئی شخص نہین صرف مرلی نام ایک برہمن خدمت ٹھاکر دوارہ کی کرتا ہے اور چڑہاوہ جسقدر ہوتا ہے اُس سے اپنا گزارہ کرتا ہے +

سماد ہ گوردوارجن

یہ سمادہ روشنائی دروازے شہر لاہور کے سامنے واقع ہے شرق کی سمت اسکے بفاصلہ ایک رستہ کے قلعہ کی دیوار ہی اور غرب کی طرف ایک سڑک چھوڑ کر

دیوار سادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ہے گرو ارجن پانچوان گرو قوم سکہہ کا تہا
اسکی وفات کا قصہ مفصل درج کتاب تاریخ پنجاب مولفہ بندہ ہے اگرچہ گرو ارجن
دریا مین بوقت غسل مفقود ہوگیا تہا نعش اُسکی جلائی نہین گئی مگر یہ سمادہ یادگار
کے طور پر بنائی گئی پہلے یہ مختصر مکان تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت یہ عالیشان
مکان بنایا گیا احاطہ مکان کا پختہ چونہ گچ مندیر کا ہے تین دروازے ہین دو
بند رہتے ہین اور شرقی دروازے کلان سے آمد و رفت ہوتی ہے اسکی پیشانی پر
بخط گرمکہی حروف لکہے ہوئے ہین تصوین بہی گرو ارجن کی تحریر ہے جب دروازے
سے اندر جائین تو بطرف جنوب ایک مکان چونہ گچ بنا ہے ایک دروازہ اسکا غرب
اور ایک شمال کو ہے اس مکان کو سکہون کی دیگ کہتے ہین اس باعث سے
اُسمین ایک دوری پتہر کا زمین کے اندر گاڑا ہوا ہے اور ایک لکڑی موٹی جسکو ڈنڈا کہتے
ہین بنگ گہوٹنے کیواسطے پاس رکہی ہے سکہہ اکر اس دورے مین سکہہ یعنی
بنگ گہوٹتے اور پیتے ہین اسکے جنوب کیطرف متصل دیوار شرقی کے ایک سہ درہ
دالان ہے اسکے باہر گوشہ نیرت مین چاہ کلان باولی یعنی چاہ پختہ دار بنا ہوا ہے
اس باولی کا زینہ شمال سے چلکر جنوب کی طرف چاہ مین جا ملتا ہے گیارہ سیڑہیان
نیچے اُترین تو زمین پر ایک سل سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہے وہان کہڑا ہوکر
آدمی چاہ سے پانی لے سکتا ہے گوفتہ ایسان مین قدام چار سادہ مین بنی ہین
ایک سادہ اُنہین سے یہی سرکار زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی والدہ کی ہے
شمال کی طرف بہی چند کوٹہریان سکہون کے آرام کیواسطے بنی ہین جنوب
کی سمت چاردیواری کے گنبد عالیشان سمادہ کا پختہ عمارت چونہ گچ بنا ہوا
ہے شمال کیطرف مکان سمادہ کے ایک عالیشان بلکہ ایک دالان ہے تین دالان
ہین اسمین گرنتہہ صاحب باداب تمام رکہا رہتا ہے سمادہ کا چبوترہ پختہ چونہ گچ ہے چہرہ جہری

کے ایک گوشہ ایسان مین ایک اور چہوٹا چبوترہ ہی اُسمین جہنڈا نصب ہے
خاص سمادہ کا مکان مرلح پختہ عمارت کا اور دروازہ شمال کی سمت کو ہے
سندر کے اندر میانہ مین خاص سمادہ کا چبوترہ سنگ مرمر کا ہی کٹہرے اُسکو سنگ مرمر
کے لگے ہین یہ مقام نہایت عجیب و غریب عمارت کا تعمیر ہوا ہی تمام مکان نقشون اور
تصویرون سے سجایا گیا ہی چہت مطلا آئینہ دار ہی آئینہ کے بیل بوٹے نہایت
خوبی کے ساتہہ بنائے گئے ہین - سمادہ کے اوپر سائبان زری کا یا ریشمی یا پشمینہ
کا ہمیشہ تنا رہتا ہی مکان سمادہ کے اوپر جانے کے لئے زینہ پختہ بنا ہوا ہی جب اوپر
جائین تو درمیانی گنبد بلند کے اردگرد انسان پہر سکتا ہی اور چارون دیوارون
کے گوشون کے اوپر چار گنبدیان کلان اور دیوارون کی منڈیرون پر اونچیں
ہونیں گنبدیان خورد کلس دار چار طرف بنی ہین اور بیچ مین اونچا گنبد سمادہ
نہایت مقطع معلوم دیتا ہی گنبد کی صورت پہاڑی دار مدور ہی اور کلس طلائی
بڑے گنبد اور چارون گوشون کی گنبدیون اور سات سات گنبدیون
منڈیرون پر لگائے گئے ہین گرنتہہ رکہنے کا دالان بہی نہایت مکلف بنا ہے
اُسمین ایک آدہ گرنتہہ اور دوسرا گرو گوبند سنگہ کا گرنتہہ رکہا رہتا ہے
اور طاقچون مین سکہون کے دسون گروؤن کی تصویرین مطلا لکہی ہوئی ہین

مکان سمادہ حقیقت رائے

حقیقت رائے نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور کیوقت ایک لڑکا ستو برس
کا تہا اور ایک مسلمان مکتب دار ملا کے مکتب مین فارسی پڑہتا تہا ایک روز
ایسا اتفاق ہوا کہ اُستاد کسی کام کو باہر گیا اور لڑکے مکتب کے آپس مین
لڑنے لگے ایک مسلمان لڑکے نے دیوی کے حق مین کوئی ناشائستہ کلمہ کہا
حقیقت رائے کو وہ بات ناگوار گزری اور اُس نے پیغمبر صاحب کی لڑکی کی

نسبت کوئی ایسا لفظ کہہ دیا جو کمال بے ادبی پر دلالت کرتا تہا جب اُستاد
آیا تو مسلمان لڑکون نے اُستاد کے روبرو سب حال بیان کیا وہ سنتے ہی
غصہ کے مارے لال ہوگیا اور حقیقت راے کو پکڑ کر قاضی شہر کے روبرو لیگیا
قاضی نے جب یہ تقریر سنی حقیقت راے کے حق مین قتل کا فتویٰ لکہا اور
منظوری کے لئے صوبہ لاہور کے پاس بہیجدیا نواب زکریا خان بہادر نے
حقیقت راے کو روبرو بلایا اور حکم دیا کہ تو نے کمال بے ادبی اہل بیت کے
حق مین کی بیشک واجب القتل ہے مگر اگر تو مسلمان ہوجائے تو تیری جان
بچ سکتی ہی ورنہ گردن مارا جاےگا حقیقت راے نے مسلمان ہونے سے انکار کیا
اور جان شیرین اپنے ملت و مذہب پر قربان کردی یعنی گردن مارا گیا نعش
اُسکی اس مقام پر جلائی گئی جہان اب سادہ بنی ہوئی ہے - یہ سادہ بجانب
شرق موضع کوٹ خوجہ سعید کے لاہور سے بفاصلہ دو میل شرق کی سمت
کو واقع ہے یہ مکان نہایت بزرگ و متبرک ہی شہر کے ہنود بخلوص دل یہان
آکر جبین سائی کرتے ہین بسنت کے روز بڑا بہاری میلہ اس جگہ ہوتا ہے -
چڑہاوے کی آمدنی بہی بخوبی ہوتی ہے مکان سادہ پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے
پہلے ایک مربع پختہ چبوترہ ہے جسپر مکان سادہ ہے سادہ کے مکان کی
دیوارین پختہ ہین اور دروازہ بجانب شرق ہی مکان کے وسط مین ایک
پختہ چبوترہ اُسپر سادہ پختہ بنی ہی جسپر غلاف پڑا رہتا ہے سقف اس مکان
کی قالبوتی اور اوپر گنبد گول بہالرِ دار بنا ہوا ہی باہر اُسکے اُسی چبوترے پر
ایک اور چہوٹا گنبد بنا ہوا ہی اُسمین شب جی کا استہاپن ہی اُسکے جنوب کیطرف
ایک چاہ چرخی دار بنا ہے سادہ کے چبوترے کے محاذ مین ایک اور چبوترہ
ہے اُسپر مکان رہایش پجاریان سادہ ہے یہ دیدہ دار مکان نہایت عمدہ

بنا ہوا ہے جسکو نشست گاہ کہا جائے تو بجا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت
اس مکان کی قدر توقیر بہت تہی ایک دہنہ چاہ مع بیس بیگہ اراضی جو اُسی
سادہ کی زمین کیسے متعلقہ مین ہی سرکار سے معاف تہا اور دو گاؤن ایک سلہریا
دوم منڈی ضلع سیالکوٹ مین جمعے ۱۰۰ سالانہ بنام جاگیر مین تہے مگر وہ
گاؤن چاہ سمیت سروپ سنگہ خادم سادہ کے نام واگزار رہتے تہے صاحبان انگریز
کیوقت وہ سب معافی سروپ سنگہ کی حین حیات مقرر ہوگئی وہ مرگیا تو سیا
کے سب ضبطی مین آگئی اور نہال سنگہ سروپ سنگہ کا پوتا محروم رہگیا آخر بہت
سی کوشش کے بعد ماعہ ۵ روپے سالانہ نقداب بنام سادہ واگزار ہوئی
ہین اور نہال سنگہ خادم و پجاری سادہ قرار پایا ہی یہہ روزینہ اب ہمیشہ کے لئے
مقرر رہیگا کبھی ہمیشہ تنزل نہ آئیگا۔

مکان سادہ دریا گرسنیاسی

یہ مکان موضع کوٹ خوجہ سعید سے آدہ میل بجانب شمال لاہور سے اڑہائی
میل کے فاصلہ پر واقع ہی بابا دریا گرسنیاسی ایک فقیر خدا پرست عابد زاہد شخص
تہا تمام عمر وہ اسی مکان پر سکونت پذیر رہا ایک تہہ خانے مین جو زیر زمین
بنا ہوا تہا اُسکی سکونت تہی۔ کسی جگہ وہ مانگنے نہین جاتا تہا اعتقادمند لوگ
جوق جوق شہر لاہور وغیرہ مقامات سے اُسکی خدمت مین آکر مستفید ہوتے
تہے تمام عمر اُس نے خدا کی یاد مین بسر کی عرصہ دس برس کا ہوا ہی کہ وہ مرگیا
اسی جگہ پر اُسکی سادہ بنی جس روز اُسکی وفات کا دن تہا حاضرین وقت کو
اُس نے کہا کہ مجہکو تہہ خانے کے اوپر لے چلو چنانچہ وہ اُسکو اوپر لے آئے
جب وہ اوپر آکر بیٹہا تو ایک آہ جان گداز اُس نے ایسی ماری کہ مغز اُسکا
پہٹ گیا اور اُسیوقت جان بحق تسلیم ہوا مرنے سے پہلے اُس نے

وصیت کی تہی کہ میری سمادہ خام بنائی جائے پختہ سمادہ تعمیر نہو چنانچہ خام سمادہ
اُسکی بنی ہوئی ہے اُسکا عبادت خانہ جو زمین کے اندر تہا اب تک موجود ہے
شمال کیطرف اُسکا دروانہ ہی زینہ اُتر کر نیچے جاتے ہین اسکے اوپر بہی عمارت
بطور چوبارہ بنی ہوئی ہی شرقاً کی طرف بہی تین کوٹہڑیان بنی ہوئی ہین ایک پختہ
شوالہ بہی تعمیر ہوا ہوا ہی شوالے کی عمارت ایک پختہ چونہ گچ چبوترے پر ہے اور
دروازہ بطرف شرق ہی سقف قالبوتی اور چہت کے اوپر طولانی گنبد ہے اندر
مندر کے وسط مین ایک چبوترہ ہے اُسپر شوجی کا جلوس ہی۔ دیا گر
کی سمادہ پر اب بہی بہت سے لوگ اُسکے سیوک آتے ہین اور چڑہاوہ
چڑہاتے ہین +

سمادہ مہاراجہ شیر سنگہ والی پنجاب

مہاراجہ شیر سنگہ فرزند دلبند و جانشین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حال سے تمام
زمانہ واقف ہے کہ اُس نے اپنی اڑہائی سالہ سلطنت مین کسقدر سخاوت کی
اور کسقدر ملک و فوج کی زینت بڑہائی تہی اور آخر کس بیرحمی کے ساتہہ
سرداران سندہانوالیہ کے ہاتہہ سے وہ ناحق مارا گیا اُس شاہنشاہ خطۂ پنجاب
کی یہ سمادہ ہے جو ایک مختصر مکان بنا ہوا ہی اور صرف چونہ کی عمارت ہے
انسان جب اس سمادہ پر جاتا ہی بے اختیار اُسکی آنکہون سے آنسو ٹپک
پڑتے ہین اور یقین آجاتا ہی کہ دنیا ناپائیدار ہی اور یہ مال و دولت و عالیجاہی
صرف چند روزہ بات ہے اور خواب و خیال۔ مہاراجہ شیر سنگہ کے قتل
ہونے کے بعد کئی برس تک یہ سمادہ خام رہی آخر رانی رندہاوی دکنور بخشش سنگہ
وغیرہ متوسلان خاندان نے ملکر یہ مختصر مکان بنوایا جو موجود ہے + یہہ
مکان بارہ دری شاہ بلاول والہ مبنیہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے غرب کی سمت

کو واقع ہے اور اسی بارہ دری مین مہاراجہ شیر سنگھ کو سردار اجیت سنگھ
والہنا سنگھ سندہانوالیہ نے مع اُسکے نوجوان فرزند پرتاب سنگھ کے قتل کیا تھا
نعش بہی اُسکی اسی مقام پر جلائی گئی تہی جہان اب سمادہ بنی ہے - یہ مکان
پختہ چونہ گچ ایک زمین دوز چبوترے پر بنا ہوا ہی جنوبی و شمالی دو دروازے
ہین مکان ہشت پہلو طولانی قطع پر ہے چوکہٹین دروازون کی چوبی ہین
جوڑیان بہی چوبی لگی ہین مکان کے اندر فرش چونہ کا ہی اور اُس فرش پر
تین سمادہین چہوٹی چہوٹی گول صورت کی بنائی ہوئی ہین شرقی حصہ مکان
مین سمادہ مہاراجہ شیر سنگھ کی ہے اور اُسکے نیچے ایک بالشت زمین چہوڑ کر
اُس رانی کی سمادہ ہی جو مہاراجہ کے ساتہہ ستی ہوئی تہی غربی حصہ مین کنور
پرتاب سنگھ فرزند مہاراجہ شیر سنگھ کی سمادہ ہی ان تینون سمادہون پر موٹے
کپڑے کے غلاف پڑے رہتے ہین مکان سمادہ کے اندر کی عمارت چونہ گچ
ہے دیوارون پر بابا نانک غیرہ دسون گروُن کی تصویرین لکہی ہین -
سقف مکان کی قالبوتی ہی اور اوپر گنبد کشتی نما بنا ہی اس مکان کے بجانب شمال
اٹہائی گز زمین چہوڑ کر رانی رندہاوی زوجہ مہاراجہ شیر سنگھ کی سمادہ علیحدہ
بنی ہوئی ہے یہ مکان ہشت پہلو بنا ہے اور دروازہ محاذ دروازے شمالی
مہاراجہ شیر سنگھ کی سمادہ کے ہے اندر اُسکے وسط مین سمادہ چونہ گچ ہشت پہلو
چہوٹی سی بنی ہے چہت قالبوتی اُسکے اوپر گنبد پہاڑی دار ہی کلس طلائی
نہ تو اسپر چڑہایا گیا ہی - اور نہ سمادہ مہاراجہ شیر سنگھ کے گنبد پر مگر رانی
رندہاوی کی سمادہ کے دروازے پر ایک اینٹ سنگ مرمر کی نصب ہے
جسپر یہ عبارت کندہ ہے ؛ سمادہ مہارانی صاحب رندہاوی دہرم کنور
سرکار مہاراجہ شیر سنگھ بہادر سرگباشی ۱۴ اگہر سمت ۱۹۲ اتوار کے روز -

اس سماده کے علاوه بسمت جنوب سماده مهاراجه شیر سنگه کے محاذی دروازه جنوبی کے ایک اور مکان گنبد دار بنا ہوا ہی اُسکے اندر سماده رانی پرتاب کنور زوجه مهاراجه شیر سنگه کی بنی ہوئی ہی جو دختر سردار ٹہاکر سنگه ملوئی کی تہی اور رانی ملوائین اُسکا نام مشہور تہا یه رانی ۱۰ ماه بہادون سمت ۱۹۱۴ مین فوت ہوئی تہی چنانچه سنگ مرمر کی ایک اینٹ اسکے دروازے پر بہی لگی ہوئی ہے چہت اسکی بہی قالبوتی اور گنبد پہاڑی دار ہی اس چبوترے پر اور بہی سمادہین ہین چنانچه ایک سماده سردار بده سنگه کی ہے جو ہمراه مهاراجه شیر سنگه کے مقتول ہوا تہا یه مکان بہی بخته چونه گچ بے گنبد بنا ہوا ہے چہت قالبوتی ہے اسکے اندر دو سمادہین ایک سردار بوڑ سنگه برادر سردار بده سنگه کی اور دوسری اُسکی زوجه کی جو ساتہه اُسکے ستی ہوئی تہی ایک سماده اور مسمی نکا سنگه مهاراجه شیر سنگه کے خدمتگار کی ہی جو مهاراجه کے ساتہه دشمنون کے ہاتہه سے قتل ہوا تہا یه سماده بہی گنبد دار ہی تین سمادہین اور بہی مهاراجه کے خدمتگارون کی ہین جو ساتہه قتل کیئے گئے تھے ان سمادہون کی جاروب کشی و حفاظت کے لیئے صرف ایک شخص لڑکا مسمی نکا سنگه ستره برس کی عمر کا سرکار سے مقرر ہے اُسکو ایکسو روپیه سالانه سرکار سے ملتا ہے چنانچه وه مع اپنی والده کے اُسی جگه رہتا ہے اُسکے پاس ایک ایک گرنتہه پڑہنے کے لیئے ہی اور ایک بوریا جسکو بچہا کر وه گرنتہه پڑہتا ہے اس جہان مین سینکڑون راجے مهاراجے ہوئے ✤ حکمران تہی جو که وحش و طیر و مار و مور بہر انکی مدفن کی طرف جو آج کرتا ہے گذر ✤ دیکہتا کیا ہی بغیر از خاک اُنکی گور پر

دہرم سال بہائی گوما سنگه

یه دہرم سال لاہور سے بفاصله دو میل متصل شہر کوٹ باغ شالامار بجانب شمال واقع

ہے اس مکان کی بنیاد مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت بہائی گوما سنگھ اُکالی نے رکہی اور سکہون کی سب باشی اور بہنگ نوشی کے لئے یہ مکان بنایا یہ مکان بہت بڑا ہے پختہ عمارت کا بنا ہی باہر کا دروازہ بہت بڑا ہی جسمین ہاتھی مع ہودج جا سکتا ہے ڈیوڑہی کا مکان دومنزلہ ہی زینہ بہی ڈیوڑہی کے اندر ہی اوپر ڈیوڑہی کے بہی رہایش کا مکان بنا ہی جب دروازے سے اندر جائین تو وسیع صحن آتا ہے جسکے چارون طرف عمارت ہی شرق کی طرف ایک نشستگاہ خاص صاحب مکان کی ہے اور شمال کی طرف دومنزلہ مکانات بنی ہین گوشہ کلکنی کی دیوار مین ایک دروازہ ہی اسکے اندر جائین تو دوسرا درجہ مکان کا آجاتا ہے اُسکا صحن اس صحن سے علاوہ ہی وہان بیل وغیرہ مویشی بندہی رہتے ہین یہہ مکان صرف سکہون کے اُتارے کا ہے گوما سنگھ بانی مکان جب مرگیا تو دیا سنگھ جانشین ہوا اب نہنگ سنگھ ہی یہ شخص بڑا ہشیار آدمی ہے ہر ایک رئیس راجہ مہاراجہ حاکم وغیرہ کے ہان اُسکی آمدورفت ہی اور تصویروالا باوا اُسکا خطاب ہے کیونکہ اُسکے پاس مگلو صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق پنجاب کی تصویر ہروقت موجود رہتی ہے جب انگریز کے بنگلہ پر جاتا ہے وہ تصویر نکالکر دکھلادیتا ہے غرض اُس نے اُس تصویر کو اپنی بہبود کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے جس جگہ وہ جاتا ہے تھوڑی سی بنگ اپنی ساتھہ لیجاتا ہے وہی اُسکی نذر ہے جسکو وہ پرشاد کہتا ہے + اس مکان مین شب و روز بنگ گھٹتی رہتی ہے اور بنگ نوش سکھہ جمع رہتی ہین اور سرکار سے انکو اجازت ہی کہ گشتی بنگ کی بہر کر یہ پہاڑ سے لے آتے ہین کوئی انکا مزاحم نہین ہوتا - اس مکان کے ساتہہ چالیس بیگہ زمین زرعی اور ایک چاہ روان ہی جسکی آمدنی نہنگ سنگھ لیتا ہی اور مسافرون کو کھلاتا ہے اس مکان کے اندر ایک خراس بہی آٹا پیسنے کے لئے بنا ہوا ہے روزمرہ خرچ

مسافرون کے لئے اُسمین آٹا پیسا جاتا ہے ✣

شوالہ ترپاوہ بدہوالہ

لاہور کے قدیم و مشہور ہنود کی عبادت گاہون مین یہ بہی ایک متبرک شوالہ ہے بسبب اسکی قدامت اعتقاد مند لوگ اس جگہ بہت آتے ہین شب چودس ماہ پہاگن مین یہان بہاری میلہ ہوتا ہے اور شہر سے بیشمار لوگ یہان آکر پوجا کرتے ہین اکبر بادشاہ کیوقت اس مندر کی بنیاد رکہی گئی تہی اور ابتک موجود ہی چار دیواری اسکی وسیع اور پختہ عمارت کی بنی ہوئی ہی غربی دروازہ عالیشان ٹہرے وار بنا ہوا ہی مگر اب بند رہتا ہے کیونکہ اُس طرف کی ملحقہ زمین ریل والے صاحبون نے قیمتاً خرید لی ہی اور پانسو روپیہ عوضانہ دیا ہی فی الحال شمالی رستہ جاری ہی اس رستہ سے جب اندر جائین تو وسیع صحن آتا ہے اور چارون طرف مکانات کوٹہریان بنی ہین وسط مین وسیع چبوترہ پختہ چونہ گچ بنا ہی جسکے شمال کی سمت کو والان پختہ بنا ہی اور غرب وجنوب وشرق کو منڈیر تا بکمر بلند ہے وسط مین مندر مربع نہایت خوبصورت پختہ چونہ گچ تعمیر ہوا ہے اسکا دروازہ شرق کو ہے اور سقف قالبوتی اوپر گنبد مدور مندر کے اندر وسط مین ایک پختہ چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہی جسپر شوجی کا استہاپن ہی پاس ہی اُسکے پتہر کے بیل کہڑے کئے ہوئے ہین دوسرا دروازہ مندر کا غرب کی سمت کو ہے مگر وہ بند رہتا ہی شمالی دیوار چار دیواری کے باہر پختہ سمادہین پہلے مہنتون کی بنی ہوئی ہین بیرانا تہہ جوگی کئی پشت سے اس مندر کا مہنت ہے اخراجات اس مندر کے چڑہاوے سے چلتے ہین اور چودہ بیگہ زمین زرعی معافی اس مندر کی ملکیت مین ہی اسکی آمدنی بہی مہنت لیتا ہے ✣

شوالہ و دیوی دوارہ گنگا پربت

یہ مندر ریل کے پڑاؤ کی سرزمین کے جنوب کی سمت کو بنے ہوئے ہین عرصہ
پچیس برس کا ہوا ہی کہ گنگا پربت سادہ نے ان مندرون کی بنیاد رکہی اور چار
مکان اس احاطہ مین پیش و پس بنوائے گئے - اول مکان شوالہ یہ شوالہ گنگا پربت
کی التجا کے بموجب دنو جواہری نے بنوایا یہ مندر ایک مربع چبوترے پختہ پر اوسکے
وسط مین بنا ہوا ہی شمال کی سمت کو دروازہ باہر کی عمارت چونہ گچ سفید اندر کی
منقش پتہر کی چوکہٹ سقف قالبوتی ہے اوپر طولانی گنبد مندر کے اندر وسط مین
ایک مربع چبوترہ بنا ہے جسپر شوجی کا استہاپن ہے - دوسرا مکان دیوی دوارہ
شوالہ کے شرق کی طرف تہوڑے فاصلہ پر بنا ہے یہ مکان بہی گنبد دار ہی شمال
کی طرف دروازہ باہر سے سفید اندر سے منقش ہے دروازے کے محاذ کی دیوار مین
ایک مکلف طاق بنا ہوا ہی جسپر شیشہ کا کام نہایت خوبی کے ساتہہ کیا ہی اوس
طاق مین چار ہاتہی دیوی کی سنگ مرمر کی تصویر رکہی ہے جسکی پوجا ہوتی ہے
سقف اسکی قالبوتی اور اوپر گول گنبد پہاڑی دار ہے یہ مندر گنگا پربت کا بنایا ہوا تہا
عمدہ منقش پختہ عمارت کا گنبد دار بنا ہی جو اوس نے اپنی زندگی مین تعمیر کرایا تہا
اندر اسکے ڈیڑہ فٹ اونچی سمادہ بنی ہوئی ہے سقف قالبوتی اور گنبد طولانی ہین -
گنبد کے اوپر طلائی کلس اور جہنڈا طلائی بنا ہی چوتہے ایک گنبد خورد چرن پادکا کا
پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے اسکے ہر چار طرف چار دروازے ہین بیچ مین ایک پتہر
سنگ مرمر کے اوپر دونو پاؤن کا نقش بنایا ہوا ہے چبوترہ اسکا انسان کی کمر تک
بلند ہے اور اوپر سقف قالبوتی اور گنبد مدور ہے + پانچوین ایک اور گنبد
مدور اس احاطہ کے اندر ہے جو چاہ کے اوپر بنایا گیا ہے گرد چاہ کے پختہ
چبوترہ ہے اور اوپر اسکے قالبوتی اور مدور گنبد تعمیر ہوا ہی فی زمانہ حال مہنت
اس مکان کا گنیش پربت ہے وہی ان مندرون کی پوجا کرتا ہے اور آمدنی

لیتا ہے پجاری کے رہنے کے لئے مکان الگ بنا ہوا ہی اور تین دوکانین
سرراہ بنی ہین جنکا کرایہ پجاری لیتا ہے *

مکان شہید گنج

یہ مکان بیرون دروازہ دہلی بازار لنڈہ کی شرقی حد پر واقع ہے یہ متبرک مکان
سرراہ بنا ہوا ہے دروازہ مکان جنوب کی سمت کو ہے باہر کے دروازے سے
اندر جائین تو دوسرا دروازہ شمال کی سمت کو ہے اُس سے گزرین تو وسیع
میدان آتا ہی اسمین خشتی فرش ہے اُسکے اندر مکانات بنے ہوئے ہین ایک تو
دالان کلان بسمت غرب محرابی قالبوتی درون کا اسکے اندر ایک تخت چوبی بچھا ہوا
ہے اُسپر گرنتھہ رکہا رہتا ہے جسکو پڑھا کرتے ہین اس دالان کے آگے ایک
چبوترہ پختہ بنا ہے اُسپر گنبد دار مندر ہے اسی کا نام شہید گنج ہے کیونکہ
نواب خان بہادر زکریا خان و میر منو کیوقت جو سکھہ قتل ہوتے تھے وہ اسی
جگہ داب دیئے جاتے تہی اُنمین سے ایک نامی سکھہ تارو سنگہ تہا جسکے نام سے
یہ سمادہ بابا تارو سنگہ کی کہلاتی ہے عمارت اس مندر کی پختہ چونہ گچ استرکار
سفید ہی سقف قالبوتی اوپر مدور گنبد کلس طلائی۔ تیسرا مکان سمادہ بابا دیپا سنگہ
کا یہ مکان صحن کے ایک گوشہ مین بنا ہی اور بہت بڑا مکان ہی چارونطرف
سے وہی براندے بنے ہین اور بیچ مین گنبد دار مکان سمادہ کا ہی جسمین
چبوترہ بنا ہی اور اُسپر سمادہ ہی سقف براندون اور وسط کے مکان کی
قالبوتی اور اوپر مدور گنبد خوشنا گوشہ گکنی مین زینہ اوپر جانے کے لئے
بنا یا گیا ہی اس کلان احاطہ کے گوشہ گکنی مین چاہ ہی جس سے اندر اور
باہر لوگ پانی بہرتے ہین اس مکان کے باہر بازار ہی اور دوکانین بنی
ہین جو اُسی مندر کے متعلق ہین بازار کے جنوب کی سمت بہی بہت مکانات

ایک مسجد کہنہ و خراس وغیرہ چند سمادہین اسی مکان کے متعلق ہین
اور ایک دالان سر راہ بنا ہوا ہی جسمین بھنگ گھوٹ کر تمام روز پلائی جاتی ہے
اور بھنگ کی دیگین بھری رہتی ہین +

حال سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ

مہاراجہ رنجیت سنگہ والی پنجاب کے حال سے ہر کوئی واقف ہی تشریح کی ضرورت
اس موقع پر نہین علاوہ اسکے جسکو مشرح حال دیکھنے کا شوق ہو وہ کتاب تاریخ
پنجاب مولفہ راقم کو دیکھے جسمین مہاراجہ کی تمام عمر کا مفصل و مشرح حالات تحریر
ہین اس مہاراجہ نے چالیس سال تک پنجاب مین حکومت کی سوائے پنجاب کے
اور ملک کشمیر و ڈیرہ جات وغیرہ بھی اسکے تصرف مین تہا آخر ۱۸۹۶ بکرمی
مین مر گیا اور اس جگہ جلایا گیا جس جگہ اب اسکی سمادہ بنی ہی یہ عالیشان مکان سمادہ
کا روشنائی دروازے باہر فصیل کے ملحق دیوار بدیوار مسجد بادشاہی کے بجانب
شمال واقع ہی دروازہ آمد و رفت مشرق کی سمت کو ہے دیوار شرقی اس
مکان کی پختہ ریختہ کار ہے خاص دروازے کے نیچے اوپر اور رست و چپ بہت
ہی دیوار سنگ سرخ کی بنی ہے پانچ زینہ چڑھکر دروازے مین داخل ہوتے ہین
یہ زینہ اور چوکہٹ بھی سنگ سرخ کی ہے دروازہ عالیشان منقش تہڑیدار
بنا ہوا ہی اوپر دروازے کے تین مورتین [illegible] گنیش جی و برہما
کی [illegible] سب کی گئی ہین اس [illegible] پہلی [illegible] ہین جو
[illegible]
[illegible] کی ہین
[illegible] کے شمال کی
[illegible] جانے کے لئے [illegible] ایک

کوٹھری اور ایک زینہ قالبوتی خشتی بنا ہے یہ زینہ اوپر صحن مین جاکر کہلتا ہی اور سنگین چوکہٹ لگی ہی اس دروازے کے جنوب و شمال نشستگاہین بنی ہین جنکے دروازے صحن کی سمت بہی ہین اور دریچے باہر کی سمت نہایت منقطع وسنگین ہین انہین مکانات مین سے ایک مین سنگ مرمر کی مورت ہشت بہجی دیوی کی نہایت ادب کے ساتہہ رکہی ہے دیوی جی کا تخت اور بنگلہ سب سنگ مرمر کا ہے بنگلہ کی چہت بہی سنگ مرمر کی ایک تختہ کی ہے یہہ بنگلہ نہایت خوبصورت قابل دید ہے جسکے دیکہنے سے طبیعت مین فرحت آتی ہے دیوی جی کی سواری سنگ مرمر کے شیر پر ہے – یہ تصویر دیوی جی کی رانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگہ کے پاس مثمن برج مین رکہی تہی جب اُسکو جلاوطن کیا گیا تو اُس نے اس سمادہ پر مورت بہجوادی تب سے اسی جگہ پر رکہی ہے اور پُجاری علیحدہ مقرر ہے دیوی جی کے مکان کے محاذی صحن کا فاصلہ چہوڑکر زینہ سمادہ کا ہی یہ عالیشان سمادہ ایک عالیشان چبوترے پر ہے جسکا ارتفاع پانچ فٹ کے قریب ہوگا جانب شرق وسط مین چبوترے کے سیڑہی ہی چبوترے کے سر پر سنگ مرمر کی سلین بسمت شرق و شمال لگائی گئی ہین مگر جنوب اور غرب کی سمت خشتی بند لگا یا گیا ہی اس چبوترے کے نیچے کا مکان بطور تہہ خانے کے پولا ہے چبوترے کے وسط مین لاثانی مکان سمادہ کا بنا ہے جسکے تین تین دروازے چارون طرف رکہے ہوئے ہین ہر ایک دروازے کی چوکہٹ سنگ مرمر کی اور جوڑیان چوبی ہین ان تینون مین سے ہر ایک درمیانی دروازہ کلان اور بغلون کے چہوٹے ہین شرقی دروازہ درمیانی آمد ورفت کے لیئے کہلا رہتا ہے اس دروازے کا زینہ سنگ مرمر کا ہی اور دروازے کے آگے ایک سیاہ پتہر کی بڑی سل نصیب ہی اس دروازے کے اندر جائین تو بڑا

وسیع مکان مسقف آتا ہے اُسکے وسط مین ایک بارہ دری عالیشان سنگ مرمر
کی عمارت کی اور چار طرف گرد بارہ دری کے غلام گردش ہی پہلے اس بارہ دری کے
آٹھہ ستون سنگ مرمر کے تھے چونکہ ستون نازک اور اوپر اُنکے گنبد کی عالیشان
عمارت کا بوجھہ بہت تہا چند سال کے بعد ستون شق ہوگئے جا بجا درزین آگئین
قریب تہا کہ وہ لا ثانی عمارت گرجائے جب عمارت کا ایسا حال صاحبان عالیشان
نے دیکھا مولف کتاب کو کہ ایگزکٹو انجنیر و مہتمم عمارات ڈویزن لاہور تہا حکم دیا
کہ اسکے استحکام کی تدبیر کرنی چاہئی چنانچہ مولف اس کام مین بدل وجان
مصروف ہوا اور اُن آٹھہ ستونون کے ساتھہ آٹھہ ستون آہنی اور بڑہا دئے جب
گنبد کی عمارت کے نیچے بجائے آٹھہ ستونون کے سولہ ستون ہوگئے اور پہلے
شق شدہ ستون نہایت مضبوط آہنی حلقے ڈالکر مستحکم کیئے گئے تو اندیشہ
اُنکے گرنے کا رفع ہوگیا اس بارہ دری کی عمارت نہایت عمدہ منقش و مطلا ہے
اور وسط مین ایک عالیشان بنگلہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی جسکے چار ہو رہین ور دو
کے ستون وغیرہ متعلقہ عمارت سنگ مرمر کی ہے مگر اوپر کا گنبد خشتی ہے اس بنگلہ
کا گنبد بڑے گنبد کے نیچے نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے بنگلہ کے بیچ ایک
چبوترہ سنگ مرمر کا اُسپر سمادہ سنگین مہاراجہ رنجیت سنگہ کی وسط مین بنی
ہوئی اور گیارہ سمادین اور گیارہ رانیون کی ہین جو مہاراجہ کے ساتھہ ستی
ہوئی تھین اور دو سمادین اُن دو کبوترون کی ہین جو بوقت داغ دینے نعش
کے چتا کے اندر اُڑتے ہوئے آپڑے تھے اور مہاراجہ کی نعش کے ساتھہ ہی
جل گئے تھے اس بارہ دری کے بارہ دہنون کے اوپر بہی بارہ دہن دوسری
منزل کے قالبوتی محرابی نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہین اُنکے اوپر سقف
گنبد کلان کی ہے جسپر آئینے لگے ہوئے ہین اور مطلا کام نہایت تکلف و

عمدگی کے ساتھہ کیا ہوا ہی بارہ دری کی بیرونی غلام گردش کی عمارت
آٹھہ درجون مین منقسم ہی یعنی چار درجے چار گوشون کے اور چار ہر چہار
سمت کے ان درجون مین فرش بہی خشتی ہی اور دیوارین بہی خشتی۔ مگر
چہتون پر نہایت عجیب و غریب کام شیشہ کا ہوا ہی چارون گوشون کی
چہت کا مطلا کام ہے اور ہر چہار سمت کی چہت کا سفید گوشہ جنوب
غرب مین زینہ اوپر جانے کے لئے سنگ سرخ پتہر کا بنا ہی اُنیس سیڑہیان چڑہکر
جب اوپر کے درجے پر جائین تو منزل زیرین کی غلام گردش کے اوپر
دوسری منزل نہایت خوبی کے ساتھہ بنی ہوئی دکھلائی دیتی ہی اس منزل
کی ہر ایک سمت کو دو دو بخارچے ہین اور ایک ایک بخارچے مین تین تین
در اور بخارچون کے بیچ مین ایک ایک سہ دہنہ قالبوتی دریچہ دار جسمین
تین تین دریچے ہین اور سہ دہنہ کی دونو بغلون مین ایک ایک دریچہ
اسی طرح چارون طرف کی عمارت ہی اور تین تین محرابی قالبوتی دہن سادہ کے
گنبد کی سمت کو اس درجے کی چہتین بہی قالبوتی خشتی ہین صرف بخارچون کے
دریچون وغیرہ دریچون مین کٹہرے سنگ سرخ کے لگائے ہوئے ہین مگر اندرونی
دہنون کے کٹہرے سنگ مرمر کے ہین اس درجے کے بہی گوشہ جنوب مغرب
مین زینہ اوپر جانے کے لئے خشتی بنا ہوا ہی بارہ زینہ چڑہکر اوپر جائین تو سقف
کا میدان آجاتا ہی اسکے چارون طرف منڈیرون پر چہوٹی گنبدیان بنی ہین اور
چار بڑی گنبدیان چار گوشون پر جنکے چار چار دہن محرابی قالبوتی ہین اور
چار گنبد دار نشستگاہین طولانی ہر ایک دیوار کے وسط مین ہین جنکے آٹھہ
آٹھہ در ہین اور ایک ایک گنبدی اُن نشستگاہون کے بیچ مین دیسا نہایت
خوبی کے ساتھہ بنی ہین وسط مین یعنی سادہ کے گنبد کلان کے اوپر ایک

اور عالیشان بلدسوری بنی ہوئی ہے اس کی عمارت سب پختہ منقش قالبوتی خوشنما ہے اسکے ہر چہار سمت تین تین در ہین چہت قالبوتی چہت کے اوپر عالیشان مدور گنبد ہے جسپر کلس طلائی نصب ہے چار گنبد یان چار گوشون پر نہایت مقطع و خوبصورت ہین اُنپر بہی سنہری کلس لگائے گئے ہین - یہ مکان سمادہ کا بہت بلند کرسی دار ہے اسکی نیچے منزل مین بہی مکانات بنے ہین جنکے دروازے شمالی دیوار کے نیچے موجود ہین اور متفرق لوگ اُسمین قیام پذیر ہین شمالی سمت کی دیوار مین بہی ایک دروازہ اور زینہ اوپر آنے کے لئے ہے مگر اب وہ بند ہے آمدورفت صرف شرقی دروازے سے ہوتی ہے +

سمادہ مہاراجہ کہڑک سنگہ وکنور نونہال سنگہ

مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد اُسکا حقیقی بیٹا مہاراجہ کہڑک سنگہ پنجاب کی حکومت کے تخت پر بیٹہا مگر اُسکی عمر نے وفا نہ کی اور بیمار ہوکر مرگیا مرنے سے پہلے اُس نے بسبب قتل سردار چیت سنگہ کے جسکو وہ مدارالمہام بنانا چاہتا تہا اور اُسکو کنور نونہال سنگہ اُسکے بیٹے نے باتفاق راجہ دہیان سنگہ وزیر کے قتل کرڈالا تہا سلطنت سے کنارہ کرلیا تہا اور قلعہ سے اُٹھکر اپنی حویلی مین آگیا تہا اُسوقت سلطنت کا مدار کنور نونہال سنگہ پر تہا جس سے مہاراجہ کہڑک سنگہ کمال ناراض تہا بیماری کی حالت مین بہی اُس نے اپنے فرزند کی صورت نہین دیکہی تہی اور برملا کہتا تہا کہ اگر مین مرجاؤنگا تو نونہال سنگہ کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگا چنانچہ اُسی طرح وقوع مین آیا جسروز مہاراجہ کہڑک سنگہ مرا کنور نونہال سنگہ نے بوان عالیشا بنوایا اور اس جگہ جاکر داغ دیا جس جگہ اب مہاراجہ کہڑک سنگہ کی سمادہ ہے جب نعش جل چکی اور بعد غسل کنور نونہال سنگہ اور راودہم سنگہ پسر راجہ گلاب سنگہ ہاتہہ مین ہاتہہ دئے ہوئے داخل قلعہ ہونے لگے تو توپون کی سلامی

ہونے لگی جسکے زلزلہ سے زمین مین لرزہ پڑگیا تہا جب دونو قلعہ کے بیرونی دروازے روشنائی کے پاس پہنچے اوپر کی دیوار کی منڈیر ناگہان دونو کے اوپر گر پڑی اور دونو کے مغز پاش پاش ہوگئے دوسرے روز کنور نونہال سنگہ کی نعش بہی اُسی موقع پر جلائی گئی جس جگہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی جلائی گئی تہی +

از مکافاتِ عمل غافل مشو + گندم از گندم بروید جوز جو

اب دونو سمادہین مہاراجہ کہڑک سنگہ اور کنور نونہال سنگہ کی ایک ہی مکان مین ہین جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سمادہ سے بجانب غرب بنا ہوا ہی اور اُسی چبوترے کی غربی حد پر جو زیر سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ ہی۔ صورت اس مکان کی طولانی ہے تین دروازے شرق اور تین غرب کو ہین اور ایک ایک جنوب و شمال کو - چوکہٹین سنگ مرمر و سنگ سرخ کی ہین اندر سے مکان تین درجون مین منقسم ہے ایک درجہ شمالی سقف قالبوتی جسمین سمادہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی خشتی چبوترے پر بنی ہوئی ہی اور چار سمادہین ستیون کی جو مہاراجہ کی نعش کے ساتہہ جل گئی تہین - جنوبی حصہ مین جو وہ بہی سقف قالبوتی ہی ایک خشتی چبوترے پر خشتی سمادہ کنور نونہال سنگہ کی ہی اور دو سمادہین خورد ستیون کی + تیسرا درجہ متوسط اس جگہ گرنتہہ رکہا رہتا ہی اور پجاری بیٹہتے ہین جنوبی درجے کی غربی دیوار کے ساتہہ زینہ اوپر جانے کے لئے بنایا گیا ہی زینہ اوپر جائین تو فراخ میدان چہت کا نظر آتا ہی اور چہت کے اوپر دو مثمن بنگلے اٹہہ اٹہہ پہلو اور آٹہہ آٹہہ درہین سقف قالبوتی اور اوپر دونو کے عالیشان گنبد اور گنبدون پر طلائی کلس ہین ایک گنبد مہاراجہ کہڑک سنگہ کی سمادہ کے اوپر اور دوسرا کنور نونہال سنگہ کی سمادہ پر - بعد وفات مہاراجہ رنجیت سنگہ کے بنیاد اس عالیشان مکان کی مہاراجہ کہڑک سنگہ کے وقت رکہی گئی تہی اور پتہر دور دور سے منگوایا گیا تہا مہاراجہ شیر سنگہ کے وقت بہی کچہہ عمارت جاری رہی پہر بسبب کثرت وجوہ

ہا ہمی و بُرچہ گردی کے عمارت بندر ہی جبکو صاحبان انگریز نے باہتمام پہنچایا ہی +

مکان مرگہٹ یعنی ہندؤن کی مردے جلانے کا مکان

یہ مکان دروازہ ٹکسالی شہر لاہور کے باہر بجانب غرب واقع ہے اس مقام پر شہر کے ہندؤن کے مردے جلائے جاتے ہین پہلے اس جگہ کوئی احاطہ بنا ہوا نہ تہا صاحبان انگریز کے حکم سے بڑا وسیع پختہ احاطہ بنا شرقی دروازہ اسکا آمدورفت کے لئے ہی اسیطرف سے لاشین اندر جاتی ہین ہندو جب لاش لیکر وہان جاتے ہین دروازے کے آگے پیپل کے درخت کے نیچے لاش کو رکہدیتے ہین اور سبو چہ گلی توڑ کر اندر نعش لیجاتے ہین اور جس جگہ پر چاہین نعش کو لکڑیون کے اندر رکہکر جلادیتے ہین اس مکان کے اندر درخت پیپل و بڑہ کے بہت ہین اور بہت سی سماد ہین پختہ بنی ہوئی ہین – شرقی دیوار کے ساتہہ ایک پختہ دالان محرابی قالبوتی درون کا رائے میلا رام ٹہیکہ دار کا بنوایا ہوا موجود ہی اُسمین سرکاری سپاہی محافظ مرگہٹ کا رہتا ہی اور ایک شخص تایا نام کتہری داد و پنتہیہ قیام پذیر ہی اُسکو فی مردہ ایک آنہ ملتا ہی وہ ضروری کام مردہ جلانے مین مدد دیتا ہی احاطہ مرگہٹ کے باہر گوشہ شرق و جنوب کی سمت کو رائے میلا رام نے ایک چہوٹا سا پختہ تالاب بنوایا ہوا ہے جو ہمیشہ پر آب رہتا ہی جب لوگ مردہ جلانے سے فارغ ہوتے ہین اس تالاب مین نہاتے ہین زنانہ گہاٹ اسکا الگ اور مردانہ الگ ہی اور ایک شوالہ لالہ نہال چند کا بنوایا ہوا تالاب کے پاس شمالی کنارے پر ہے یہ مندر پختہ بنا ہوا ہی اور گنبد طولانی پختہ ہی مسمی نرائن پوری سنیاسی اس شوالہ کا پجاری ہی +

شوالہ لالہ رتن چند مع تالاب و سرائے

یہ شوالہ دروازہ شاہ عالمی شہر لاہور کے باہر تالاب کے شمالی کنارے پر واقع ہے مکان دو منزلہ و بلند ہی غرب کی سمت منزل زیرین مین ایک دالان سہ درہ قالبوتی

اندر دو کوٹھریان دونو گوشون مین اور گوشہ شمال مغرب مین چاہ چرخی وار ہے
شمالی سمت کو بھی سہ دہنہ دالان اور پیچھے اسکی کوٹھری اور ایک کوٹھری شرقی
بغل مین ہین اور اسی طرف دروازہ اور زینہ اوپر جانیکا ہی اور دروازے کے
پاس شرق کی سمت دروازہ زنانہ گھاٹ تالاب کا جہان پردہ دار عورتین نہاتی
ہین جنوب کی سمت صرف دیوار ہی جو تالاب کی شمالی حد پر بنی ہوئی ہی زینہ چڑھکر
جب اوپر جائین تو ایک صحن آتا ہی جسکے چار سمت پختہ مکانات پجاریوں کی سکونت
کے لئے بنے ہوئے ہین اور وسط مین ایک پختہ چبوترہ ہی جسپر عالیشان مندر
شوالہ کا بنا ہی اس مندر کا گنبد طولانی اور اسپر طلائی کلس ہے شوالے کے اندر
ایک سنگین چبوترہ اُسپر شوجی کا استھاپن ہی - دیوان رتن چند بانی اس شوالے
کا مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت ایک معزز امیر اور حضور نویس تہا سرکار انگریزی
کیوقت بھی وہ معزز و آنریری مجسٹریٹ شہر لاہور کا رہا اُس نے اپنی زندگی مین
بعہد سلطنت انگریزی یہ عمارت و تالاب و سرائے بنوائی اور اپنی یادگار زمانہ
ناپائیدار مین چھوڑ گیا جس موقع پر اب سرائے بنی ہی پہلے یہان سردار رتن سنگھ
گرجاکیہ کا باغ تہا وہی چار دیواری ابتک موجود ہی اور انہین دیوارون کو بلند
کیا ہی چاہ و کوٹھے جو سرائے کے اندر ہے وہ بھی باغ کا ہی سرائے کی چارون طرف
مکانات مسافرون کے اُترنے کے لئے بنے ہوئے ہین اور شمال کیطرف عالیشان
ڈیوڑھی و دروازہ ہی سرائے کے باہر بھی دروازے کے دونو طرف شرق و غرب
کی سمت دوکانین پختہ بنی ہوئی ہین اور غرب کی طرف تالاب کے کنارے
دوکانین بہت سی ہین سب مین بیوپاری رہتے ہین باہر کا مال ہر قسم نمک
گھی و تیل و غلہ وغیرہ یہان آکر فروخت ہوتا ہی اور بڑی منڈی لگتی ہے -
تالاب بہت وسیع پختہ بنا ہوا ہی نہر کے پانی سے پر آب کیا جاتا ہی سیڑھیان پختہ

ہین اور چارون گوشون پر چار پختہ برج یعنی گنبدیان بنی ہوئی ہین اور پختہ دیوار
چارونطرف محیط ہی اس تالاب پر عام وخاص آکر نہاتے اور کپڑے دہوتے
ہین گویا تمام دن میلا لگا رہتا ہی تالاب کے شمال کی سمت دیوان رتن چند کی
پختہ سادہ بنی ہوئی ہی جو اُسکی وفات کے بعد اُسکے بیٹے لالہ بہگوانداس نے بنوائی
تہی یہ سادہ ایک پختہ خشتی چونہ گچ چبوترے پر تعمیر ہوئی چبوترے کے وسط مین
سادہ کا مکان ہے اور چارون طرف سہ درہ قالبوتی محرابی برانڈے اور دروازہ
سادہ کا شرق کی سمت کو ہی سادہ کے مکان کے وسط مین سادہ سقف قالبوتی کی
چہت کے اوپر دوسری منزل کا ایک مقطع بنگلہ جسکے در محرابی مرغولی ہین تالاب
کے جنوبی کنارے پر اب لالہ بہگوانداس دیوان رتن چند کے جانشین وبڑے بیٹے
نے ایک عالیشان ٹہاکردوارہ تعمیر کیا ہی یہ مکان پختہ چونہ گچ نہایت مکلف بنا ہی
صورت اسکی مربع دومنزلہ ہی اوپر کی منزل کے وسط مین ٹہاکردوارہ ایسا عمدہ بنایا گیا
جسکے دیکہنے سے انسان کی طبیعت بشاش ہوجاتی ہی گنبد طولانی اسکا بہت بلند
اور کلس طلائی ہے بہت سے ہندو ہر روز وہان جاکر ماتہا ٹیکتے ہین +

مکان چہٹی بادشاہی یعنی گروہر گوبند کا مکان

یہ مکان موضع مزنگ کے شرق کی طرف سر راہ اُس سڑک کے ہی جو جیلخانہ کو جاتی
ہی مکان بہت وسیع اور چار دیواری پختہ ہی اندر چار دیواری کے غرب کی سمت
کو چار پانچ سمادہ ہین پختہ بنی ہوئی ہین اُسکے اندر ایک اور چار دیواری ہے
جسمین چاہ پختہ چرخی دار ہی اور سبیل پانی پلانی کی متصل اسکے باغیچہ اور مسافرخانہ
اور ایک مکان سہ منزلہ گدی نشین مہنت کا اور دو کوٹہے اور ایک چوبارہ
مکلف پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہی مکان پرستش گاہ ہی زینہ اسکا سنگ مرمر کا ہی
اور اندر فرش پختہ اور ایک چبوترہ خشتی استرکاری تین فٹ بلند تین زینہ

چڑھکر جب اُسکے اوپر جائیں تو اُسپر ایک دروازہ مرغولی کٹہرے دار بنا ہوا ہی اسی کو
دربار صاحب کہتے ہیں اسکی دیوارون پر تصویر گرو نانک وغیرہ گرُون کی لکھی ہوئی
ہین اور چھت قالبوتی آئینہ دار منقش بنی ہوئی ہے - سکھون کا بیان ہی کہ اس مکان
مین گرو ہرگوبند چھٹا گرو سکھون کا اکثر سکونت رکہتا تھا اس سبب سے سب سکھ
اسکا ادب کرتے ہین غرب کی طرف مکان ہذا کے ایک دالان در دالان بڑا مکان
پختہ چونہ گچ معہ دو کوٹھریون کے ہی اور ایک دالان شرق کی سمت کو اُسمین دو گرنتھ
باداب تمام رکھے ہین اور گرنتھون کے اوپر ریشمی سائبان تنا ہوا ہی مہاراجہ
رنجیت سنگھ کیوقت اس مکان کی بڑی عزت تھی اب متعلق سمادہ گروارجن کے یہ
مکان بھی ہی آمدنی اس جگہ کی وہی شخص لیتا ہے جو گروارجن کی سمادہ کا پُجاری ہو -
ہر ایک چاندکی پانچوین تاریخ یہان سکھون کا مجمع ہوتا ہے کڑاہ پرشاد تقسیم کیا جاتا
ہے چراغان بھی ہوتا ہے +

ملتانی دہرم سالہ

یہ دہرم سالہ شاہ عالمی دروازے کے باہر جنوب کی سمت سرکاری باغ مفوضہ
لالہ متن چند ڈاڑہی والہ کے گول سڑک سے بجانب شمال واقع ہی غرب کی سمت
اسکے ایک دوکان مسلمان نان پز کی ایک دانہ فروش وغیرہ کی ہین دو راستے
اس مکان کے اندر جانے کے لئے ہین ایک جنوبی سڑک کی طرف سے اور ایک
غربی نان پز کی دوکان کے پاس سے چار دیواری اسکی پختہ ہی جنوبی دیوار کے
ساتھہ ایک پختہ کوٹھہ پانی پلانے کے لیے ہی یہان برہمن پانی پلانے والا رہتا
ہے اسکے پاس پختہ چاہ چرخی دار ہے اور گوشہ غرب وجنوب مین ایک اور
چار دیواری پختہ ریختہ کی بنی ہے چار دیواری کے میانہ مین ایک قالبوتی مکان
دروازہ اسکا شرق کی سمت کو اسکے اندر بھیروجی کا تہان ہی اور ...سمادہین

ایک اور مدور چبوترے پر سمیان سنبل ناتھہ اور پہول ناتھہ کی ہین دیوار شمالی
کے متصل ایک مندر گنبد دار شوالہ بنا ہوا ہی جسکی پرستش ہوتی ہے اس مکان مین
پیپل کے درخت بہت ہین - چونکہ ابتدا اس مکان کی مسمی گردہاری ملتانی سے
ہوئی ہے اور وہ سنبل ناتھہ کا چیلہ بنکر جوگی ہوا تھا اسواسطے اس مکان کو دہرم سالہ
ملتانی کہتے ہین اور اسی نام سے مشہور ہے +

حال مکان ٹالی صاحب

یہ سکہون کا مذہبی متبرک مکان پاگل خانہ سے بطرف جنوب ریلوے کے احاطہ کے
ساتہہ ملا ہوا ہی یہ مکان خشتی چار دیواری کے اندر ہی اور دو دروازے ہین ایک
شمالی اور دوسرا شرق کی سمت کو چار دیواری کے باہر گوشہ کلنی مین چاہ چرخی دار
ہے اندر چار دیواری کے ایک مکان مکلف بنا ہوا ہے جسمین گرنتھہ رکہا رہتا ہے
اور دو دالان پجاریون کے رہنے کے اور ایک سادہ ناگ دیوتا کی میانہ چار دیواری
مین گنبد سادہ باوا سری چند خلف باوا نانک کا ہی ہشت پہلو خشتی چبوترے پر
اس گنبد کی عمارت ہی جو پختہ اور ریختہ کا بنی ہوئی ہے چبوترے کے جنوب
کی سمت بارہ گز اونچا جہنڈا بانسی جسپر غلاف کپڑے کا ہے کہڑا کیا گیا ہے
اسی طرف دروازہ ہی درمیان اسکے منقطع چبوترہ مثمن پر سادہ پختہ ہی اسکے
گرد پردکہنا کی کہڑکی اور یہ چہابکر درجہ مین ہی گنبد ہشت پہلو خوبصورت ہی سقف
ہر دو مکان سادہ و پردکہنا کی قالبوتی ہی اور مقام پردکہنا کے گوشہ جنوب شرق
مین زینہ اوپر جانے کا سقف کے اوپر گنبد خوشنما بنا ہی - چار دیواری کی اندر اور
سادہ مین مثل سادہ دیوان گنیا پشاوری وغیرہ بہت ہین یہ دیوان بہوانیداس
المشہور گنیا ایک امیر کبیر عہد مہاراجہ رنجیت سنگہ تہا جس نے پشاور سے
آکر دفتر فارسی فوجی و ملکی ایجاد کئے اور دیوان خطاب پایا - اس جگہ پر سادہ

بابا سری چند بابا نانک کے فرزند ارجمند کی ہے اگرچہ یہ بزرگ سکہون کے
دسون گرون مین شمار نہین ہوتا مگر بسبب صاحبزادگی کے سکہہ اسکا کمال
ادب کرتے ہین اور بدل وجان حاضر ہوکر ماتہا ٹیکتے ہین اس بزرگ کا فقر
علیحدہ جاری ہوا ہے جسکو اوداسی فقر کہتے ہین اور وہ فقیر لنگوٹ بند ہوتے
ہین سر پر جٹان رکہتے ہین اور انہین بالون کو بطور دستار سر پر باندہ لیتے
ہین اوپر کمبل اوڑہتے ہین وہ بہی ایک نانک شاہی فرقہ کہلاتا ہے اس سب قوم
کا مرجع یہی گردوارہ ہے + اور ناگ دیوتا کا جو ایک مکان اسمین بنا ہے اسکا
عجیب طرح کا فسانہ مہنت کی زبانی سنا گیا کہ ایک سو برس کا عرصہ ہوا ہے کہ
اس مکان سے ایک مہیب اور لمبا سانپ نکلکر لوگون کو تکلیف پہنچاتا تہا
بہت سے نقصان اس نے کئے اس جگہ کا مہنت جب بہت تنگ آیا تو سانپ
کی خوشامد کرنے لگا اسکے لئے دودہ کا پیالہ بہر چہوڑتا تہا جسکو وہ پی جایا کرتا
تہا آخر وہ سانپ مہربان ہوا اور مہنت کے خواب مین آیا کہ اگر تو ہمارا مکان
بناکر اس جگہ پر پرستش کیا کرے اور ناگ دیوتا اسکا نام رکہے تو تجہکو کوئی غم نہوگا
ہمیشہ خوش رہیگا اور نہ ہم کبہی آیندہ کوئی نقصان کرینگے بلکہ جو کوئی صدق دل سے
ہماری پوجا کریگا جو مقصود مانگیگا حاصل ہوگا چنانچہ مہنت نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی اور یہ سمادہ بنوادی اس روز سے برابر اسکی پوجا ہوتی ہے بابا سری چند
کی سمادہ پہلے مختصر سی تہی مگر جمنا داس مہنت نے سمت ۱۸۹۸ بکرمی مین یہ عالیشان
مندر بنوایا اور چاہ لگوایا جسپر چرخ چلتا تہا اور بہت سی زمین شامل چاہ
کے کاشت ہوتی تہی اب وہ زمین ریل کے پڑاؤ مین آگئی ہے صرف اٹہارہ
کنال زمین شمال کی سمت چار دیواری کی باقی ہے اسکی آبپاشی اسی
چاہ سے ہوتی ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت ایک روپیہ یومیہ اس جگہ

کے مہنت کو ملتا تہا مگر اب بند ہی تسبیر بہی مہنت آسودہ حال ہی کہ چڑہاوے
کی آمدنی اچھی ہی ٹالی صاحب اس جگہ کا نام اسواسطے ہی کہ ایک درخت
شیشم کا سری چند کیوقت سے اس جگہ موجود ہی اُسکی پرستش ہوتی تہی مگر
ریلوے والون نے اُسکو کسی سبب سے کاٹ دیا تہا اب اُسکی جڑین پہر سرسبز
ہوگئی ہین اور درخت کی صورت پکڑ آیا ہے +

مندر بہدر کالی

یہ متبرک مندر مرجع خاص و عام لاہور سے چھہ کوس کے فاصلہ پر بجانب جنوب
متصل موضع نیاز بیگ کے واقع ہے عام و خاص ہنود اس مندر کی بدل و جان
پوجا کرتے ہین اس مقام پر کوئی تصویر نہین رکہی مکان بہت پرانا ہے پہلے
جسکی ابتدا کی تشریح کسی کی زبان سے سننے مین نہین آتی ہر کوئی یہی کہتا ہے
کہ پرانا مکان ہی خاص دیوی کی پوجا کے مقام پر ایک پنڈلی بنی ہے اور اسپر
چھوٹا سا قالبوتی گنبد ہے سکہی وقت مین ایک بڑا گنبد چھوٹے گنبد کے پاس
تعمیر ہوا مگر دیوی جی نے اُسمین جانے سے انکار کیا اور پجاریون کو خواب
مین اشارہ ہوا کہ ہم اسی چھوٹے گنبد مین خوش ہین بڑے گنبد مین نہین
جاتے چنانچہ اُسی حکم کی تعمیل ہوئی اور دیوی جی اسی چھوٹے گنبد مین
رہین بڑا گنبد جو عالیشان عمارت کا بنایا گیا تہا اُسی طرح بیکار پڑا رہا چنانچہ
متفرق اسباب اُسمین پڑا رہتا ہی ہر سال ماہ جیٹھہ اس مندر پر میلا جمع
ہوتا ہے اکثر ہنود زن و مرد ماتہا ٹیکنے کو جاتے ہین اور بڑا ہجوم ہو جاتا
ہے اس میلے سے بڑا کوئی میلا لاہور مین نہین ہوتا مسلمان بہی اکثر جاتے ہین
چونکہ یہ میلا گرمی کے موسم مین ہوتا ہے اکثر میلے پر جانیوالے شوقین تکلیف
پاتے ہین اگرچہ سامان رفع تکلیف کے بہی امرائے شہر کی طرف سے بہت

ہوتے ہین جابجا اثنائے راہ اور میلے کے موقع پر شربت اور پانی اور گھٹی ہوئی بھنگ کی چھبیلین لگ جاتی ہین اور سب کو برابر شربت پلایا جاتا ہے مگر تو بھی تکلیف بہت ہوتی ہے کیونکہ میلے کے موقع پر سایہ بہت کم ہے اور لوگ تنبو خیمہ وغیرہ سایہ کا سامان بناکر رہتے ہین ایک رات اور ایک دن برابر مجمع اس میلے کا رہتا ہے دوکاندار پہلے سے وہان دوکانین لیجاکر سامان شیرینی وغیرہ کا تیار کرتے ہین اور سب سے پیچھے آتے ہین اس مکان پر پہلے کچھہ عمارت نہ تھی اب دن بدن رونق بڑھتی جاتی ہے تالاب باغچہ وغیرہ عمارت رفاہ عام بنتی جاتی ہین اس مندر پر برسوین روز اکثر چڑھاوا اتنا چڑھہ جاتا ہے جو پجاریون کے گزارے کے لئے کافی ہوجاتا ہے اسکے علاوہ بھی ہندو متمول اُنکی بدل وجان خدمت کرتے ہین اور اُنکی خدمت کو اپنا فخر جانتے ہین ✢

مندر تہان بہیرو

یہ عالیشان مندر لاہور سے بفاصلہ تین میل بجانب جنوب موضع اچھرہ کے متصل واقع ہے اس مندر کے متعلق بہت سی عمارتین ہین جو تمام وکمال بعہد سکھی تعمیر ہوئی ہین قبل از عملداری سکھان اس مندر کے موقع پر ایک خام چبوترہ بنا ہوا تہا اور اُسپر ایک سمادہ تہی اور مسمی گودڑ قوم بنیا اُسکی پوجا کرتا تہا جب وہ مرگیا تو اُسکا بیٹا وستی رام خدمت کرنے لگا اُس نے اس جگہ خشتی چبوترہ بنوایا اور چاہ کہود کر صورت مکان کی بنائی اُسکے بعد جوالا ناتہہ ہوا جوالا ناتہہ نے موران طوایف معشوقہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی والدہ کا آسیب دور کیا تو موران نے ایک سو گاڑی اینٹون کی اُسکو دی اور زر نقد بھی دیا اُس نے بہت سے مکانات اس جگہ بنائے من بعد لالہ رامچند برادرزادہ ساون مل ناظم ملتان نے پختہ مندر موجودہ بہیرو جی کا بنوایا اور ڈیوڑھی کلان راجہ لعل سنگہ نے مع اور عمارات موجودہ

کے تعمیر کی اب اس مکان پر قدیمی قابضان کا قبضہ نہین ہے فقرا سے
جوگی کا قبضہ ہی اور سب سے پہلے دہنی ناتہہ جوگی کا قبضہ ہوا جو ابتک ہی اور
اُس دہنی ناتہہ جوگی کو سمت ۱۸۰۵ بکرمی مین جوالا ناتہہ نے اس جگہ مقرر کیا -
دہنی ناتہہ آدمی خوش خلق اور خوش مزاج تہا اُس نے لاہور کے سکہی امرا
سے اختلاط پیدا کرلیا اور قدیم قابضان کو پنجاہ روپیہ سال دینا کر دیا اور
خود قابض مکان بنا اور دہنی ناتہہ کے بعد رام ناتہہ گدی نشین ہوا اُس نے
چند سال وہ پنجاہ روپیہ سالانہ دیا پہر بند کر دیا اب بہی قابضان حال کی اولاد
لاہور مین موجود ہے سرکار انگریزی کے عہد مین بہی بندوبست کے محکمہ مین
اس بات کا دعوی قابضان قدیم کی طرف سے دائر ہوا اور بدری داس مدعی
نے چند ماہ مقدمہ کیا اور پنڈت من پہول حاکم بندوبست برسر موقع گیا - لیکن
جوگیون کے قبضہ کی شکست عمل مین نہ آئی اور دعوی ڈسمس ہوا + دروازہ چوکیدار
کلان اس مکان کا جنوبی دیوار مین متصل غربی گوشہ کے ہی اور ڈیوڑہی اتنی بڑی
ہے کہ ہاتہی مع عماری اُسمین سے گزر سکتا ہے پہر اُسکے اندر اور بلند دیوارین تعمیر
کی ہین اُسمین دروازہ مندر کے اندر جانے کے لئے بنا ہوا ہے اُسکے اندر بہت
سے مکانات بنائے گئے ہین ایک پختہ مکان لنگریون والا کہلاتا ہی یعنی اس جگہ
میلے کے روز لنگر پکایا جاتا ہے + دوسرا مکان دو منزلہ دہونی والا مشہور ہے
اسمین دن رات چراغ روشن رہتا ہے کبہی گل نہین ہوتا تیسرے مکان خاص
مندر یہ بڑا عالیشان مندر ہے پہلے ایک مثمن چبوترہ پختہ بنا ہوا ہے اسکے گوشہ
شرقی پر چاہ کلان ہی جسپر دو چرخیان جاری ہین اور ایک درخت کلان جامن کا سایہ
افگن ہی یہ چاہ باوا الہر ناتہہ مہنت نے تعمیر کیا تہا اُسکے جنوب کی سمت پختہ مندر
عالیشان بہیروجی کا ہی مندر کے نیچے ایک اور چبوترہ پختہ بنایا گیا ہے جسکے بارہ

پہل ہین اور سینہ تک بلند ہی شرق کی سمت خشتی زینہ ہی مندر کی صورت ہشت
پہلو صنوبری ہی اسکے آٹھون پہلون نین باہر کی طرف آٹھہ محرابین ہین جنکے سر پر
تین تین گنبدیان اور پنجرے لگے ہین اونپر گردنہ نہایت خوبصورت بنایا گیا ہی
اور سر پر کلس ہے دروازہ آمد و رفت شرق کی سمت سے ہی مندر کے اندر فرش
پختہ چونہ گچ اور دیوارین پختہ بیچ مین ایک روئین گھنٹہ کلان آویزان ہی میانہ
مین تا بسینہ بلند ایک چبوترہ بشکل مینار ہشت پہلو اسمین چراغ روئین دن
رات روشن رہتا ہے باہر شرق کی سمت ایک پختہ دالان ہی جسکے بیچ دہنی ہین
اُسمین ایک چبوترہ دو گز مربع چونہ گچ اُسپر شبجی کا استہاپن ہی یہان جاتری
لوگ اگر شبجی کی پوجا کرتے ہین ان مکانات کی بغیر اور مکانات سادہ و خراس و مکان
دالان کلان جسکو گدی کا دالان کہتے ہین پختہ تعمیر ہوئے ہوئی ہین اور شمال کی
سمت ایک اور احاطہ ہی اُسمین درخت ہر قسم کے لگائے گئے ہین اور بہی کوٹھریان
مندر کے خدام و پجاریون کے رہنے کے لئے بنائے گئے ہین بڑا میلا تو اس مندر پر سال
ماہ بہادون کے نوچندے اتوار کو ہوتا ہی اُس روز ہزارون اعتقاد مند لوگ یہان
حاضر ہو کر تمام رات جاگتے اور بھجن سنتے ہین اسکے علاوہ ہر اتوار کے روز
سینکڑون لوگ شہر لاہور سے یہان آکر ماتہا ٹیکتے ہین سالانہ میلے کا چڑہاوہ بہت
ہوتا ہے آٹھوین روز کا چڑہاوہ بہی پجاری لیتے ہین جس سے انکا گزارہ بخوبی ہوتا
اور ایک چاہ مع زمین بارہ گہاؤن کے جو اسکے پاس ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت سے معاف ہی میلے کے روز جو فقرا جوگی جمع ہوتی ہین اُنکو کہانا مندر کا
مہنت دیتا ہے اور جو دنیا دار جاتے ہین وہ اپنا کہانا آپ پکا کر کہاتے ہین
باہر مندر کے شرق کی سمت ایک پختہ خوبصورت مربع تالاب دیوان ساون مل راج
ناظم ملتان کا بنوایا ہوا موجود ہے چارون طرف تالاب کے نو نو سیڑہیان بنی ہین

اور ایک پختہ شوالہ کیسر شاہ ساکن اچہرہ کا بنا ہوا ہی اُسکی بہی پرستش ہوتی ہے +

دوسری قسم اُن مکانات مذہبی بیرونی شہر لاہور کی تشریح مین جنکا تعلق مذہب اسلام سے ہے

خانقاہ مادہولال حسین

لال حسین ایک فقیر مجذوب وسالک اکبری عہد مین لاہور مین رہتا تہا ذات کا ڈہڈا یا فندہ تہا اُسکے بزرگون مین سے کلس رائے ہندو ہمایونی عہد مین مسلمان ہوا تہا اُسکا پوتا یہ حسین تہا شیخ بہلول قادری کا مرید ہوا کرامتین اسکی مسلمانون مین بہت مشہور ہین بلکہ ایک کتاب منظوم فارسی پیر محمد نام ایک مصنف نے اسکے حال مین لکہی ہی اُسکا نام حقیقۃ الفقرا ہی اُسمین ہزارون کرامتین حسین کی اُس نے چشم دیدہ لکہی ہین چونکہ یہ بزرگ سرخ پوشاک رکہتا تہا اس سبب سے لال حسین خطاب پایا۔ مادہو ایک خوبصورت لڑکا برہمنون کا تہا جو شاہدرے مین رہتا تہا اُس سے حسین کی کمال محبت تہی آخر وہ بہی مسلمان ہوا اور حسین کا مرید ہو۔ لال حسین ۱۰۰۸ھ ہجری مین مرگیا اور شاہدرہ کے پاس مدفون ہوا اتفاقاً چند سال کے بعد مقبرہ کے نزدیک دریائے راوی آگیا اور مادہو صندوق اپنے مرشد کا وہان سے نکال لایا اور اس جگہ دفن کیا جہان اب مزار بنا ہے اور مادہو ۱۰۵۶ھ ہجری مین فوت ہوکر اسی جگہ مدفون ہوا یہ خانقاہ موضع باغبانپورہ کے متصل بجانب شمال واقع ہی چار دیواری پختہ ہی دروازہ کلان جس سے آمد و رفت ہوتی ہے بجانب غرب ہے اندر سے مکان بہت وسیع ہی مکانات قدیم و جدید بہت سے بنے ہوئے ہین جنکی تشریح طول ہے ایک دروازہ بطرف جنوب یعنی بسمت موضع باغبانپورہ ہی شرق کی طرف بہی ایک دروازہ ہے اُسکو بہشتی دروازہ کہتے ہین کیونکہ شیخ مادہو حکم فرما چلے ہین کہ جو کوئی اسمین داخل ہوگا بہشتی ہوگا شمالی دروازہ بہی بڑا دروازہ ہے چار دیواری کے میانہ مین

بڑا چبوترہ پختہ چونہ گچ بنا ہی اور چاروں طرف منڈیروں پر پنجرے پختہ گلی لگائے ہین اور چارون گوشون پر چار مینار کمر تک بلند بنے ہین اس چبوترے پر ایک اور چبوترہ پختہ ہی جسپر تعویذ قبر لال حسین کا پختہ بنا ہے اُسپر ہمیشہ غلاف پڑا رہتا ہے اور دوسرے چبوترے پر جو بطرف شرق اُس چبوترے کے ہی قبر مادہو کی پختہ بنی ہوئی ہے غرض یہ مکان بہت وسیع پر از عمارات گوناگون ہی مگر بسبب بے خبری و بے مرمتی کے بہت سے مکانات گرے پڑے ہین چار دیواری بہی اکثر مقامات سے گری ہوئی ہے اس خانقاہ پر سال بھر مین دو مرتبہ بڑا بہاری میلہ ہوتا ہی ایک تو بروز بسنت میلہ ہوتا ہے اور ہندو مسلمان اس میلے مین آتے ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت مہاراجہ خود بسنت کے روز یہان آکر دربار کرتا تہا اور چار دیواری کے شمال و مغرب مین چاندی کا بنگلہ مہاراجہ کے جلوس کے واسطے قائم کیا جاتا تہا اور قلعہ لاہور سے اس خانقاہ تک دو طرفہ فوج پرا باندہ کر کہڑی ہوجاتی تہی دوپہر کے بعد مہاراجہ بڑے تزک و شان کے ساتہہ قلعہ سے سوار ہوکر یہان آتا اور بنگلہ مین اجلاس کرکر تمام امراے دربار سے نذرین لیتا اور خلعتین دیتا پانسو روپیہ خانقاہ پر چڑہایا جاتا تہا اب جب سے سکہی سلطنت جاتی رہی ہے عام میلہ ہوتا ہے + دوسرا میلہ چراغون کا یہ میلہ اب بہی بڑا ہوتا ہے پہلے یہ میلہ یکم ماہ رجب کو ہوا کرتا تہا مگر اب ماہ قمری کی قید نہین رہی بہار کے موسم مین مارچ کے اخیر ہوا کرتا ہی ایک رات شایقین خانقاہ پر رہتے ہین اور تمام دن شالامار باغ مین ۱۸۹۰ء کی مارچ مین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے اس میلہ کو تجارتی میلہ کردیا بہت سے سوداگر اپنا اپنا اسباب فروخت کے لئے لیگئے اور میلے کا ہجوم دو روز تک شالامار باغ مین رہا ان دونو میلون مین چڑہاوے کی آمدنی اکثر ہوجاتی ہے

جو حسن علی مجاور خانقا کا لیتا ہے +

مزار سیدشاہ بلاول قادری

یہ بزرگ اکبری وجہانگیری وشاہجہانی عہد مین اپنے وقت کا علامہ تہا اسکے باپ کا نام سید عثمان اور دادا کا نام سید عیسیٰ تہا پہلے اُنکی سکونت ہرات مین تہی ہمایون بادشاہ جب بامداد شاہ ایران کے ہند مین آکر دوبارہ والی تخت وتاج ہوا تو سید عیسیٰ مع سید عثمان اسکے باپ کے اُسکے ہمراہ ہند مین آیا تہا بادشاہ نے قلعہ شیخوپورہ مع متعلقات اُسکی جاگیر مین دیا اور وہ تمام عمر اُسی مین سکونت پذیر رہا ولادت شاہ بلاول کی بہی شیخوپورہ مین ہوئی اکبری عہد مین شاہ بلاول نے اپنی سکونت خاص لاہور مین اختیار کی اور علوم ظاہری مولوی ابوالفتح لاہوری سے پڑہے اور باطنی شیخ شمس الدین قاری سے تکمیل پائی اور مسند ہدایت وارشاد پر بیٹہکر ہزارہا مخلوق کو فیض پہنچایا اس بزرگ کا ہزارہا روپیہ روزانہ عام لنگر پر خرچ ہوجاتا تہا ہزارون غریب وغربا دو وقتہ کہانا اس مہمان خانے سے کہاتے تہے آخر ایکہزار چہیالیس عہد شاہجہانی مین مرگیا اور دریاے راوی کنارے پر دفن ہوا اور عالیشان گنبد اسکے مزار پر بنایا گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین دریا اسقدر نزدیک آگیا کہ ایک دیوار گرگئی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے فقیر نورالدین کو حکم دیا کہ شاہ بلاول کا صندوق قبر سے نکلواکر اور جگہ دفن کردو چنانچہ فقیر نورالدین نے قبر کو کہدوایا اور تابوت نکلوایا اُسروز ہزارون مسلمان شہر لاہور کے اس بزرگ کی زیارت کو گئے اور سبکے روبرو صندوق کہولا گیا دوسو برس کے بعد یہ تابوت زمین سے نکلا مگر نعش کی رنگت ہرگز بدلی نہ تہی اور معلوم ہوتا تہا کہ اسیوقت یہ شخص فوت ہوا ہے چنانچہ دوبارہ جنازہ کی نماز پڑہی گئی اور

حال کے موقع پر دفن کیا گیا + یہ خانقاہ لاہور سے بجانب شرق بفاصلہ ایک
کوس کے راجہ دینا ناتھ کے باغ کی متصل ہے چار دیواری پختہ ہی مکان کا
دروازہ جانب جنوب شالا مار باغ کے پُرانے رستہ کی طرف ہی اسکے اندر
جب جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہی یہہ زمین اندرون چار دیواری ہمیشہ
متعلق خانقاہ ہی اُسکے وسط مین علحدہ چار دیواری مین مزار شاہ بلاول
پختہ بنا ہی دروازہ جنوب کی سمت کو ہی اندر پختہ فرش قبر کا تعویذ پختہ ہے
مگر بسبب نہونے مرمت و عدم خبر گیری کے دیوارین گری ہوئی ہین اور
چار دیواری کے اندر کی سب مکانات خستہ و شکستہ ہو رہے ہین - اس خانقاہ
برس مین ایکبار ۲۸ شعبان کو میلہ ہوتا ہے اس رات لاہور کے ہندو
مسلمان بکثرت یہان آتے ہین اور شوقین آتشبار آتشباری اکر چہورتے ہین +

مزار گہوڑے شاہ بخاری

اس بزرگ کا اصلی نام سید جہولن شاہ بخاری ہی وجہ تسمیہ اس کا اسطرح
پر ثابت ہوتا ہے کہ اس بزرگ کا جد بزرگوار سید عثمان پہلے پہل قصبہ اُچ
سے لاہور مین آیا چونکہ اُسکو جہولے یعنی رعشہ کی بیماری تہی اس سبب سے
اسکا خطاب جہولہ بخاری مقرر ہو گیا چنانچہ اُسکی قبر لاہور کے قلعہ کے
اندر ہے اُسکے بعد اُسکا بیٹا سید شاہ محمد اپنی باپ کا جانشین تہا اُسکا بیٹا
یہ جہولن شاہ ہوا جسکا اصلی نام بہاء الدین تہا دادا کے خطاب پر اسکو لوگ
جہولن شاہ کہتے تہے یہ مادر زاد ولی تہا پانچ برس کی عمر مین اسکو گہوڑے
کی سواری کا بہت شوق تہا مریدون مین سے جو شخص گہوڑا خدمت مین
حاضر لاتا جو مانگتا حاصل کر لیتا ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہنچی کہ جو ارادت مند
مٹی کے گہوڑے تصویر خدمت مین لاتا منہ مانگی مراد پاتا ایک روز یہہ ذکر

کسی نے سید شاہ محمد کی خدمت مین کردیا کہ صاحبزادے کے حال پر خدا
کی اسقدر عنایت ہوئی ہی کہ مریدون مین سے جو شخص اصلی گھوڑا یا مٹی
کا گھوڑا پیش کرتا ہی اسکا مطلب فی الفور حاصل ہوجاتا ہی۔ یہ بات سنکر
شاہ محمد کمال غضب مین آیا اور لڑکے کو روبرو بلاکر فرمایا کہ اے نامراد اگر اسی
عمر مین تو باعث انکشاف اسرار الٰہی ہے تو اس زندگی سے تیرا مرجانا بہتر ہے
بجرد کہنے اس بات کے جہولن شاہ اُسیوقت جان بحق تسلیم ہوگیا اور پانچ
برس کی عمر مین وفات پائی اسی جگہ مدفون ہوا جہان اب یہ مزار بنا ہے +
یہ مکان پرانے راستے شالامار باغ کے جنوبی سمت کو واقع ہی رستہ شمال کی
سمت کو ہی اور مزار کا چبوترہ راستے کے ساتھہ ملا ہوا ہے مزار پختہ ہے۔
گنبد مزار پر نہین بنا مزار کی متعلق مکانات مسجد و چاہ و چند کوٹہے بہی ہین
اور فقیر سجادہ نشین مع اور فقرا کے اوسمین قیام پذیر ہے ہر سال اس جگہ میلا
ہوتا ہے اور اعتقادمند لوگ حاضر ہوکر چڑہاوہ چڑہاتے ہین گھوڑے گلی
اب بہی میلے کے روز ہزارون مزار پر چڑہتے ہین چنانچہ مزار کی منڈیرون پر
گلی گھوڑون کے انبار لگے رہتے ہین۔ وفات اس بزرگ کی ماہ ربیع الاول
۱۰۰۳ھ ہجری مین وقوع مین آئی +

مدرسہ شیخ اسماعیل المشہور میان وڈا کا درس

یہ عالیشان مکان باغ شالامار سے ایک میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب واقع ہی
یہ عالیشان مدرسہ اکبری عہد مین شیخ محمد اسمٰعیل المشہور میان وڈا نے بنوایا
اور اُسمین قرآن شریف کی تدریس جاری کی ۱۰۰۰ھ مین اس درس کی تعمیر
ختم ہوئی اور یہہ قطعہ تاریخ موزون ہوا +

بناشد این مکان نیک بنیاد + + برائے درس ہر یک طالب دین

سروش غیب در سال بنایش ✣ بگفتا درس اسماعیل است این

بڑا دروازہ اس مکان کا شمال کی سمت کو ہی اس سے اندر جائین تو پختہ چاردیواری کے اندر بہت سے مکانات بنے ہوئے دکھلائی دیتے ہین بہت سے حجرے درویشون کی سکونت کے لئے بنے ہین ایک خراس بہی آٹا پیسنے کے لئے بنا ہی جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور ایک پختہ مسجد مع چاہ وسیع تعمیر ہوئی ہی شرقی حد چاردیواری کی طرف مزار گوہر بار شیخ محمد اسماعیل میان وڈا کا ہی اسکی چاردیواری بڑی چاردیواری کے اندر علیحدہ ہی اسکے دروازے کے موقع پر ایک عمدہ پختہ ڈیوڑہی بنائی گئی ہے اُسکے اندر جائین تو چبوترہ پختہ آتا ہے اُسپر خام قبر شیخ اسمٰعیل کی بنی ہے اُسکے علاوہ دوسری قبر شیخ جان محمد تیسری شیخ نور محمد جو ہی حافظ محمد صالح کی ہی یہ تین بزرگ شیخ اسماعیل کے خلیفے تہی اصلی وطن محمد اسماعیل میا وڈا کا موضع تڑگران علاقہ پڑھوہار تہا اور قوم کا کہوکہر تہا اسکا باپ فتح اللہ بن عبداللہ بن سرفراز خان بہی معزز آدمی تہا قدیم زمانہ مین اسکے بزرگ کشتکاری کرتے تہی مگر فتح اللہ کو علم پڑہنے کا شوق ہوا اور عالم علوم ظاہری و باطنی ہوا اُسکا مقبرہ موضع چھبہ مین دریاے چناب کے کنارے پر واقع ہے اُسکا بیٹا حافظ محمد اسماعیل سال نوسے پچانوے ہجری مین پیدا ہوا اور پانچ سال کی عمر مین مخدوم عبدالکریم ساکن موضع لنگر مخدوم جو دریاے چناب پر واقع ہے شاگرد ہوا پہلے قرآن حفظ کیا پہر علوم ظاہری مین تحصیل حاصل کی پہر علوم باطنی کی تکمیل مین مصروف ہوا اور ولایت کے درجے تک پہنچا اور سلسلہ سہروردیہ مین خرقہ خلافت اپنے پیر روشن ضمیر سے پایا پہر لاہور مین آیا اور بیرونی آبادی شہر لاہور بمحلہ تیل پورہ اس مدرسہ کی بنیاد قائم کی اور طالبعلمون کے لئے تدریس قرآنی و علوم تفسیر و حدیث و فقہ

شروع کی ہزاروں لوگ خدمت مین حاضر ہوئے مدت العمر یہ بزرگ اسی کام
مین مصروف رہا اور ۱۰۹۵ھ ہجری مین فوت ہوکر اس مقام پر مدفون ہوا۔
جس جگہ اب اُسکا مقبرہ ہی اس مقبرہ پر گنبد نہین بنایا گیا بلکہ قبر بہی خام ہے
کیونکہ اُنکی وصیت تہی کہ ہماری قبر پختہ نہ بنائی جائے مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت اس مدرسہ کی رونق زیادہ ہوگئی کیونکہ امراے سلطنت و سرداران
ریاست سب اس متبرک مکان کا ادب بدل و جان کرتے تہی اور حتی الوسع مدد
دیتی تہی علاوہ بران میان شرف الدین مجاور و سجادہ نشین خانقاہ نہایت
متدین و منتظم آدمی تہا اندہے لنگڑے اپاہج درویش فقیر طالب علم سینکڑون
اس مدرسہ سے روٹی کپڑا پاتے رہتے تہی بڑا صدمہ اس مدرسہ پر مہاراجہ ولیت سنگہ
کی سلطنت اور راجہ ہیراسنگہ کی وزارت کیوقت آیا کہ راجہ سوچیت سنگہ جموں سے
آکر اسمین فروکش ہوا اور سکہی فوج نے راجہ ہیراسنگہ کے حکم کے بموجب اُسپر
حملہ کیا اور وہ مارا گیا مکان کی دیوارین توپون کے گولون سے مسمار ہوگئین
خانقاہ کے درویش بہت مارے گئے + صاحبان انگریز کیوقت سے اب
احمد دین سجادہ نشین اس خانقاہ کا ہی یہ شخص بہی اپنے باپ کی طرح حافظ
و عالم و فاضل ہے رونق مدرسہ کی اسکے وقت مین دوچندان ہوگئی آمد بہی زیادہ
ہوئی کیونکہ میان محمد سلطان ٹہیکہ دار نے رکہہ چلو کی زمین مین سے بہت سی
زمین اس خانقاہ کے نام وقف کردی ہوئی ہے جسقدر غلہ اس اراضی مین پیدا
ہوتا ہے وہ سب اس مدرسہ کے اخراجات مین خرچ ہوتا ہے فی زمانہ حال تخمیناً
دوسو اندہا و لنگڑا و اپاہج درویش اس خانقاہ سے پرورش پاتا ہی اور تعلیم قرآن
کی سب کو ہوتی ہے اندہون کو قرآن حفظ کرایا جاتا ہے +

روضہ خواجہ خاوند محمود المشہور حضرت ایشان

یہ روضہ بہت نزدیک موضع بیگم پورہ کے بجانب غرب اور شمال کی سمت سڑک شالا باغ کے لاہور سے بفاصلہ دو میل واقع ہے صاحب مقبرہ کا نام خواجہ خاوند محمود المشہور حضرت ایشان ہے ذات کا یہ سید اور سلسلہ نقشبندیہ کا فقیر تھا۔ اصلی وطن اسکا شہر بخارا تہا بیس برس کی عمر مین اسکو سیر کا شوق دامنگیر ہوا اور بخارا سے روانہ ہوکر سمرقند اور ہرات و قندہار و کابل کے راستے کشمیر مین پہنچا کئی برس تک کشمیر مین قیام رکہا لاکہون لوگ مرید ہوئے چونکہ ہزارون شیعہ امامیہ مذہب کے لوگ اس نے سنی بنا دئے تہے اس سبب سے خاندان قوم چک جنکی حکومت کشمیر مین تہی اور مذہب امامیہ رکہتے تہے اسکے دشمن ہو گئے اور حسین چک حاکم کشمیر نے اسکو بلا کر کہا کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ قتل کئے جاؤگے اس نے ایک ماہ کی مہلت چاہی ابہی پندرہ دن گزرنے نہ پائے تہے کہ قاسم خان میر بحری اکبری فوج لیکر کشمیر پر جا پہنچا اور کشمیر کے علاقہ کی حکومت قوم چک کے ہاتہہ سے جاتی رہی من بعد یہہ چند سال کشمیر رہا جب جہانگیر بادشاہ کشمیر مین گیا تو بفرط اعتقاد وہ اسکو اپنے ساتہہ ہندوستان کو لے آیا مدت مدید یہ آگرہ و دہلی وغیرہ شہرون مین قیام پذیر رہا پہر لاہور آیا اور محلہ مغل پورہ جو اس موضع پر بیرون شہر آباد تہا آباد ہوا اور ایک خانقاہ تعمیر کی آخر ۱۰۵۲ سنہ ہجری مین فوت ہوکر اسی جگہ مدفون ہوا اسکی وفات کا قطعہ تاریخ یہ ہے ✤

شہ محمود خاوند دو عالم — کہ ذاتش بود مسعود ابن مسعود
ندا شد بہر سال ارتحالش — کہ قطب الاصفیا خاوند محمود

یہ روضہ بہت بلند و سنگین پختہ چونہ گچ ہشت پہلو صورت کا بنا ہوا ہے اندر باہر سے چونہ گچ استرکار ہے دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف محرابی قالبوتی بنا ہے گنبد کے اوپر جانے کے لئے زینہ موجود ہے آٹہون پہلوؤن مین آٹہہ عالیشان بلند

محرابین ہین سقف قالبوتی اور سقف پر عالیشان گنبد ہے روضہ کے اندر
وسط مین ایک بالشت بلند چبوترہ ہے اُسپر قبر خواجہ خاوند محمود ایشان کی۔ اور
چبوترے کے نیچے گوشہ شرق وجنوب مین ایک اور قبر پختہ چونہ گچ اُسکے بیٹے
بہاو الدین کی ہی مقبرہ کی غرب کی سمت کو ایک مسجد پختہ گنبدوار ہے جسکے
تین گنبد ہین اور تینون محرابین عالیشان صحن مسجد کا فرش اب خراب ہوگیا ہی
نواب زکریا خان خان بہادر نے یہہ مقبرہ بنوایا اور بسبب اسکے وہ اسکی
اولاد مین تہا اُس نے اس مکان کو زیادہ زینت دی اور مسجد موجودہ کی بنا
قائم کی اور باغیچہ کو بڑہا دیا اور محل متصل پورہ اس مزار کی چارون طرف آباد کیا
اور یہ وہ متمول محلہ تہا جسکو غارت کرکے احمد شاہ درانی کی فوج مالامال ہوگئی
تہی اور باقیماندہ شہر کے لوٹنے کی حاجت اُنکو نہین رہی تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت مین اس روضہ کے نزدیک سردار گلاب سنگہ بہونڈیہ نے چہاونی بنائی
جس سے یہ عالیجاہ مکان برباد ہوگیا چاردیواری گرالی گئی باغ اُجڑ گیا مسجد
کے صحن کی اینٹین اور قبرون کی اینٹین خشت فروشون نے نکال لین۔
روضہ مین جرنیل گلاب سنگہ نے باروت بہردی مزار کا سنگ مرمر اُتار لیا گیا
چند سال اس متبرک روضہ مین باروت بہری رہی اور قفل بند رہا جب
سکہی سلطنت جاتی رہی اور صاحبان انگریز کا دور دوران ہوا تو باروت
اس روضہ سے نکلوا کر دریا مین پہنکوائی گئی اور روضہ خالی ہوا سر ہنری
لارنس صاحب بہادر کی رزیڈنٹی کیوقت خواجہ احمد کشمیری جو خواجہ خاوند محمود
صاحب روضہ کی اولاد سے تہا لاہور آیا اور اُس نے صاحب بہادر سے
اجازت لیکر اس جگہ پر قبضہ کیا اور بہت سا روپیہ خرچ کرکے مرمت اس روضہ
کی کرائی مزارات دوبارہ بنوائے مسجد کی بہی مرمت کرائی اور تولیت مکان کی

محمد بخش صحاف لاہوری کو دیکر کشمیر کو چلا گیا مگر بسبب اسکے کہ اس مکان کے ضروری
اخراجات کے لئے کوئی صورت قائم نہ تہی پہر یہ مکان بدستور ویران ہوگیا۔ اس
مقبرہ و مسجد کی مرمت مولف کتاب کی نگرانی مین پہر اب سرکار کی طرف سے ہوئی
ہے ورنہ مسجد کی حالت بہت خراب تہی یقین تہا کہ بہت جلد گر جاتی

مقبرہ میانمیر بالا پیر لاہوری

لاہور کی مشہور و معروف عالیشان عمارات مین سے یہ متبرک مکان مقبرہ شیخ
محمد میر المشہور میانمیر بالا پیر لاہوری کا ہے صاحب مقبرہ سلسلہ عالیہ قادریہ
مین مرید و خلیفہ شیخ خضر سیستانی تہا اور اُسی سے اس نے تکمیل پائی اور
ہندوستان مین آکر لاہور مین سکونت پذیر ہوا۔ یہ بزرگ نہایت درجہ کا
عابد و زاہد و متقی و خداپرست تارک الدنیا تہا سکینۃ الاولیا نام ایک کتاب
بزبان فارسی دارا شکوہ شاہجہان بادشاہ کے بیٹے نے اسکے حالات مین لکہی
ہے جسمین ہزارون کرامتین اس بزرگ کی درج ہین۔ یہ بزرگ ۱۰۴۵ھ
ہجری عہد شاہجہان بادشاہ مین فوت ہوا چونکہ شاہزادہ دارا شکوہ چوتہا خلیفہ
میانمیر کا تہا یعنی ارادت اسکی شیخ محمد المشہور ملّا شاہ کے ہاتہہ پر تہی اُس نے
بہت سا پتہر و سامان عمارت کا بہم پہنچایا پہلے اُس نے اپنے پیر کا روضہ بنوایا
جسکی چاردیواری مین اب موضع میانمیر آباد ہے اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے
اُس مقبرہ کے قیمتی پتہر اوتروالئے ہین پہر اس عالیشان مکان کی بنیاد رکہی
اتفاقاً اُسی زمانہ مین سلطنت کا انقلاب وقوع مین آگیا شاہجہان بادشاہ کو
عالمگیر اورنگ زیب نے قید کر لیا دارا شکوہ مقتول ہوا اس سبب سے عمارت
اسکی چند سال بند رہی آخر الامر متوسلان اسی خاندان نے عالمگیر کی
خدمت مین معروض کر کر دوبارہ اسکی تعمیر شروع کرائی اور مکان بنکر تیار ہوا مگر

اُس قسم کی تیاری کا مکان نہ بنا جس صورت سے داراشکوہ چاہتا تہا - چار دیواری
اس مقبرہ کی پختہ چونہ گچ ہے اور چارون دیوارون مین محرابہا قالبوتی عمارت
کی نہایت خوبصورت بنائی گئی ہی ارتفاع چار دیواری کا پانچ گز تخمیناً - دروازہ
آمد و رفت جنوب کی سمت کو ہی جب اسکے اندر جائین تو غرب کی سمت ایک
عالیشان دالان چونہ گچ قالبوتی سقف کا محرابی قالبوتی درون کا مجاورون
کی نشستگاہ بنا ہے اسکے ساتہہ چار دیواری کے غرب کی سمت کو ایک اور مکان
بنا درچہ دار ہے اسمین نشست خاص سجادہ نشین کی ہوتی ہے اس دالان
کی دیوار بدیوار شمال کی طرف ایک عالیشان پختہ مسجد بنی ہوئی ہے مسجد کی
کرسی بلند ہے مسجد کے صحن پر فرش پختہ ہی اس مسجد کی کرسی داراشکوہ
کیوقت بنی تہی جسپر پتہر لگا ہے و باقیماندہ تعمیر عالمگیر کیوقت ہوئی تہی
اس عالیشان مسجد کی پانچ محرابین اور پانچون گنبد مدور نہایت
خوبصورت ہین میانہ در کے اوپر لب بام دو برجیان ہشت پہلو بنی ہوئی ہین
اس مسجد کی محرابون کی دیوارون کے آغاز مین آدہ آدہ گز تک سنگ مرمر
کی سلین نصب ہین اور باقی چونہ گچ عمارت ہی مسجد کے اوپر جانے کے لئے
دو زینہ شمالی و جنوبی ہین مسجد کے شمال کی طرف بہی ایک پختہ دالان بنا ہے
جسکی کرسی کے چبوترے کو سنگ سرخ لگا ہوا ہی چار دیواری کے تمام صحن
مین سنگ سرخ کا فرش ہی خاص روضہ کے شرق کی سمت کو ایک اور دالان
پختہ بنا ہی اسکے دو دروازے شمال و جنوب کی سمت کو ہین سقف بہی محرابی
قالبوتی ہے اس دالان کے شرق کی طرف ایک چاہ پختہ مع غسلخانہ بنا ہے
چونکہ اس چار دیواری کے اندر کوئی چاہ نہ تہا نور محمد ایمان والہ نے بعرصہ
عرصہ پچاس برس کے یہ چاہ تیار کرایا تہا اس چاہ کے غرب کی طرف وہ

صحن ہے جسمین سنگ سرخ کا فرش ہے اور تین طرف باغچہ ہے چار دیواری کے اندر
بہت سی قبرین اور ایک چاہ خورد و خراس وغیرہ مکانات پختہ بہی بنے ہین
وسط چار دیواری مین مقبرہ عالیہ میانمیر بالا پیر کا ہے روضہ ایک عالیشان
چبوترے پر بنایا گیا ہے جو مربع ۱۹ - ۱۹ وسعہ طول وعرض کا ہے جنوب
کی سمت زینہ سنگ مرمر کا ہے اور پتہر مین گلکاری منبت کاری ہے چار طرف
چبوترے کے ارتفاعی عمارت مین سنگ مرمر کی سلین لگی ہوئی ہین -
اس چبوترے کے اوپر بہی پتہر کا فرش ہے اور وسط مین روضہ کی
عمارت ہے اس مقبرہ کی عمارت قد آدم بلند سنگ مرمر کی ہے باقی سب کانسی کا
منقش ہے دروازہ آمد و رفت کا جنوب کی سمت ہے جسکا ایک بند سنگ مرمر
کا اور چوکہٹ سنگ سرخ کی ہے دروازہ کی محراب پر یہ قطعہ تاریخ لکہا ہے
جس سے سال تاریخ وفات میان میر پایا جاتا ہے +

میان میر سر دفتر عارفان + + کہ خاک درش رشک اکسیر شد
سفر جانب شہر جاوید کرد + + ازین محنت آباد دلگیر شد
۱۰۴۵
خرد بہر سال وصالش نوشت + + بفردوس والا میان میر شد

اندر مقبرہ کے تمام فرش سنگ مرمر کا ہے جسمین گلکاری سنگ موسی سیاہ کی
کی ہوئی ہے اس مقبرہ کی تین سمت تین محرابین قالبوتی بنی ہوئی ہین
اور چوتہی محراب جنوبی مین دروازہ ہے تینون محرابون مین پنجرے خوشنما
لگائے گئے ہین اندرونی عمارت مین بہی تا سینہ بلند سنگ مرمر لگا ہوا ہے
جو عمارت دارا شکوہ کے عہد مین بنائی گئی تہی شمالی محراب کے بازوئے غربی و شرقی
مین نہایت خوبصورت شیشہ کا کام بیلدار بنا ہے اور ایک ایک آئینہ کلان
نصب ہے گنبد کی سقف مین بہی شیشہ کا کام نہایت خوبی کے ساتہہ ہوا ہوا ہے

بڑے بڑے آئینے بھی لگے ہین یہ شیشہ کا کام اب ایک انگریز نے بنوایا تھا جسکا نام میٹل صاحب اور گبن صاحب سوداگر کا نوکر تھا باہر کی سفیدی بھی اُس نے کرائی تھی مزار حضرت کا گنبد کے میانہ مین ایک چبوترے پر ہے یہ چبوترہ سنگ مرمر کا ایک فٹ بلند ہے اُسکے اوپر قبر کا تعویذ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جسپر ہمیشہ غلاف قیمتی کپڑون کا پڑا رہتا ہے سقف قالبوتی اور سقف پر خوبصورت گنبد ہے جسکا کلس بھی سنگ مرمر کا ہے ۔ اس مزار پر سال بھر مین پانچ میلے ہوتے ہین ایک عرس سالینہ ہوتا ہے اُس روز دو دن اور دو رات ہجوم خلق اللہ کا رہتا ہے اور چار میلے برسات کے موسم مین ہوتے ہین یعنی چار چہار شنبے جو ماہ ساون مین آتے ہین ہر ایک چہار شنبہ کو یہان میلہ ہوا کرتا ہے اور لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین اگرچہ سکھون کیوقت بھی یہان بڑا میلہ ہوتا تھا مگر اب میلہ مین رونق زیادہ ہوتی ہے کیونکہ لاہور خاص و چھاؤنی میانمیر و دیہات کی خلقت میلے کے روز بکثرت جمع ہو جاتی ہے اور آمدنی چڑھاوے کی بہت آتی ہے +

مقبرہ شیخ موسیٰ آہنگر

بیرون شہر لاہور اکبری دروازے کے باہر قلعہ گوجر سنگھ سے بجانب شمال یہ گنبد دار مقبرہ سبز رنگ کا موجود ہے گنبد کی بیرونی عمارت پر سبز رنگ کا کانسی کا کام ہے گنبد نہایت خوبصورت و مقطع بنایا گیا ہے یہ مقبرہ ایک خشتی چار دیواری کے اندر ہے شمال کی طرف چار دیواری کا دروازہ ہے اگرچہ دروازہ گر چکا ہے مگر آمد و رفت اُسی مقام سے ہے گوشہ شرق و شمال مین ایک چاہ ہے جسپر چرخ چوب زمیندارون کا چلتا ہے جو اُس جگہ زمینداری کرتے ہین چار دیواری کے اندر بہت سے درخت اور قبور ہین اور وسط مین یہ

عالیشان مقبرہ ہی مقبرے کے تین دروازے جنوبی شرقی غربی تھے مگر اب جنوب کی سمت کا دروازہ کہلا ہے اور بند ہین مقبرے کے اندر جائین تو وسط مین ایک چبوترے پر شیخ موسیٰ کی قبر ہے اور گنبد کی دیوارین پختہ چونہ گچ سقف قالبوتی اوراوپر سقف کے مدور گنبد سبز رنگ نہایت خوبصورت ہی یہ بزرگ لودیہ سلطنت کیوقت زندہ تھا آہنگری کا کام کرتا تھا اور سلسلہ سہروردیہ مین ارادت بخدمت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی کی تھی اسکے خاندان مین لوہار بہت مرید ہین - عرس سالانہ بھی لوہار کرتے ہین یہ بزرگ ولی کامل گزرا ہے تذکرہ قطبیہ مین لکھا ہے کہ ایک روز یہ بزرگ اپنی دوکان پر آہنگری کا کام کر رہا تھا ایک ہندو عورت نکلا آہنے جس سے سوت کاتا جاتا ہے بنوانے کے لئے آئی چونکہ نوجوان وخوبصورت تھی شیخ نے نکلا تو بھٹی مین ڈالا اور خود اُسکے جمال باکمال کیطرف ایسا متوجہ ہوا کہ ایک گھنٹہ گزر گیا عورت غضب مین آئی اور کہنے لگی کہ اے شخص تو کیسا آدمی ہے کہ کام کی طرف خیال نہین کرتا اور میرے مُنہ کی طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہی یہ بات سنکر شیخ نے وہی نکلا جو آگ مین سرخ ہوا ہوا تھا بھٹی سے نکالا اور میل کی طرح دونو آنکھون مین پھیر لیا اور کہا کہ اگر مین نے تجھکو بدنظر سے دیکھا ہے تو میری آنکھین جل جائین اور اگر تیری صورت مین مین صنعت صانع ازلی کا جمال دیکھتا تھا تو یہ لوہا سونہ ہو جائے چنانچہ اسیوقت نکلا سونے کا ہوگیا یہ حال دیکھکر عورت قدمون پر گر پڑی اور مرید ہوئی اُس عورت کی قبر بھی اسی احاطہ کی شمالی دیوار کے پاس ہے اور ایک چھوٹا گنبد اُسپر بنا ہے اگرچہ اب گر گیا ہے مگر بقیہ اُسکا موجود ہے یہ بزرگ سنہ ۹۲۵ ہجری مین فوت ہوا اور یہان دفنایا گیا ٭

مقبرہ شیخ جوہڑ عبد الجلیل قطب عالم

یہ مقبرہ شیخ موسیٰ کے مقبرے کے بہت نزدیک ایک کلان چار دیواری کے اندر ہے چار دیواری کے اندر ایک تہ خانہ ہی اسمین اس بزرگ کی قبر ہے تہ خانے کا دروازہ غرب کی سمت کو ہی چند زینے اونترکر نیچے جاتے ہین تہ خانے کی عمارت پختہ چونہ گچ ہی اور وسط مین پختہ قبر ہے سقف قالبوتی ہے سقف کے اوپر بہی ایک قبر بنی ہوئی ہے چار دیواری بیرونی کی غربی سمت کو ایک کہنہ پختہ مسجد بنی ہے جو شیخ نے خود اپنی حین حیات بنوائی تہی چار دیواری بیرونے اس مقبرہ کی سنہ ۱۲۶۴ مین غلام محی الدین شاہ نے تعمیر کی۔ یہ شخص اسی بزرگ کی اولاد مین سے تہا بیرونی دروازے تہ خانے پر یہ قطعہ تاریخ لکہا ہے +

مکان خانقاہ قطب عالم + + چو از تعمیر نو زینت پذیر فت
بتاریخ بنایش ہاتف غیب + + بنائے از غلام محی دین گفت

اس چار دیواری کے اندر قبرین بہت ہین اور چاہ چرخی دار ہے اور دو کوٹہڑیان فقیر کے رہنے کے لئے بنی ہین اب سرپرست و خبرگیر اس مکان کا خورشید عالم غلام محی الدین شاہ کا بیٹا ہی جو موضع رتہ پیران ضلع سیالکوٹ مین رہتا ہے۔ اس بزرگ کا سلسلہ سہروردیہ ہی اب بہی ہزارون لوگ اسکے گہر کے مرید ہین ایک بہت بڑی کتاب تذکرہ قطبیہ اسکے حالات وکرامات مین لکہی گئی ہی جو اب تک موجود ہے سلطان بہلول لودی بادشاہ ہند کا یہ داماد تہا جسکے بطن سے شیخ ابو الفتح اسکا بیٹا پیدا ہوا سنہ ۹۱۰ ہجری مین یہ بزرگ فوت ہوا اور مادہ تاریخ لفظ شیخ ہے +

مکان رسول شاہیان

یہ ایک مشہور ومعروف مکان لاہور کے مکانات مین سے بیرون دروازہ دہلی لنڈہ بازار کے شمال کی سمت کو واقع ہے چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی بڑی

عمدہ ہی اُسکے اندر مزارات و مقابر بنے ہوئے ہین یہ موجودہ مکان راجہ دینا ناتہہ
رئیس لاہور نے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت نورحسین رسول شاہی کو بنوادیا تہا
سکہون کیوقت ہر ایک امیر سردار راجہ مہاراجہ کی آمد و رفت اس مکان مین بہت
تہی اور سب لوگ نورحسین کی خدمت کرتے تہے اور وہ امیرانہ معاش اپنا رکہتا
تہا باعث یہ تہا کہ اس فرقہ رسول شاہی مین شراب کا پینا ہر ایک عبادت سر
مقدم الامور ہی دن رات شراب کی بہٹی اس جگہ چڑہی رہتی تہی اور طرح طرح کی
مصالح دار شراب کہچوائی جاتی تہی پس امراء لوگ جنکو دختر رز سے کمال
محبت ہوتی ہے اس جگہ دو وقتہ آمد و رفت رکہتے تہے جب انگریزی عملداری ہوئی
تو راجہ دینا ناتہہ کی سفارش سے سرکار نے اجازت دیدی کہ یہ لوگ اپنے پینے
کے لئے شراب گہر کہچوالیا کرین مگر کسی غیر کیواسطے کہچوائینگے تو مجرم ہونگے چنانچہ
پندرہ سولہ برس تک وہ بہٹی انکو معاف رہی اور بدستور رونق مکان کی رہی
آخر بمخبری کسی دد انداز کے سرکار کے دل مین شبہہ واقع ہوا اور بہٹی بند ہوئی
اُس روز سے کسی کی آمد و رفت یہان نرہی نورحسین جو ایک لبیق خلیق
شیرین زبان آدمی تہا وہ بہی مرگیا انور حسین المتخلص بہا جو ایک عمدہ شاعر سخن فہم
اس فرقہ مین سے تہا وہ بہی فوت ہوگیا یہ فرقہ خاندان سہروردیہ کی ایک شاخ
ہی اور رسول شاہ نام اس فرقہ کا مقتدا تہا سر پر یہ پگڑی نہین باندہتے رومال
لپیٹ رکہتے ہین پاجامہ کی جگہ تہہ بند رہتا ہے تمام جسم و چہرے پر راکہہ
ملی رکہتے ہین اس فرقہ کے لوگ لکہے پڑہے ضرور ہوتے ہین کوئی ناخواندہ نہین
ہوتا بڑا گروہ اس فرقہ کا الور مین ہی جہان انکے پیشوا کا مقبرہ ہے +

مقبرہ شاہ محمد غوث قادری

یہ متبرک و مشہور و معروف مکان لاہور کی شرقی دیوار کے باہر با ہین دروازہ

اکبری و دہلی کے واقع ہی تمام مسلمان لاہور بلکہ تمام پنجاب کے اہل اسلام
اس مکان کا بدل و جان ادب کرتے ہین محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین یہ بزرگ
صاحب تصرف ظاہری و باطنی ہوا ہی اصلی وطن اسکا شہر پشاور تہا اور اسکے
باپ سید حسن کا مقبرہ پشاور مین ہی اولاد بہی اسکی پشاور مین رہتی ہے —
نسبی شجرہ اس بزرگ کا بڑے پیر غوث الاعظم کے ساتہہ ملتا ہے اس بزرگ
نے سیر بہت کی تہی اور تمام ہندوستان مین پہرا آخر سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین مقام
لاہور فوت ہوا اور اس جگہ مدفون ہوا اس مکان کی بیرونی چار دیواری
پختہ ہی پہلے چارون دیوار بنی تہین مگر جب کہ سرکاری باغ متعلقہ دیوان
بیجناتہہ شہر کی خندق بہر کر لگایا گیا تو غربی دیوار گرا دی گئی اب غربی حد
اسکی اُس باغ کے ساتہہ ملحق ہے بلکہ تین طرف باغ ہی باغ ہی اور شرق کیطرف
سڑک و شارع عام رستہ آمد و رفت بہی شرق کی سمت کو ہی بڑی چار دیواری
کے اندر ایک اور چار دیواری پختہ چونہ گچ بنی ہی جسمین مزار ایک بلند چبوترے
پر بنا ہی دو قبرین اُسپر ہین ایک شاہ محمد غوث اور دوسری انکی اہلیہ کی۔ اس
چار دیواری کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہی اور دروازے کے آگے پختہ فرش
ہے اور فرش کے غرب کی سمت پختہ مسجد گنبددار غلام نبی کوٹہی وار کی
بنائی ہوئی ہی فرش مسجد کا بہی پختہ ہی اور حوض دہ در دہ عرض و طول کا
ہمیشہ پر آب رہتا ہی بڑی چار دیواری کی غربی حد مین ایک پختہ نشستگاہ سجادہ
نشین کے بیٹھنے کے لئے دریچہ دار بنی ہوئی ہی اور جنوبی دیوار کے ساتہہ اور
عمارات ضروری و چاہ وغیرہ تعمیر ہوئے ہین۔ سکہی عہد مین یہ مکان اور
وضع کا بنا ہوا تہا کنور نونہال سنگہ کے اختیارات کیوقت یہ تجویز قرار پائی
کہ لاہور کی فصیل کے آدہ آدہ میل باہر شہر کے چارون طرف کف دست میدان

کر دیا جائے عمارتین گرادی جائین درخت کٹوا دئے جائین چنانچہ پہلے یہہ کام
دہلی دروازہ کے باہر شروع ہوا اور ولاروس نام ایک انگریز اس کام پر مامور
ہوا چنانچہ مکان کا گرنا اور درختون کا کٹنا شروع ہو گیا شاہ محمد غوث کے مزار
کی مسجد بہی گر گئی چار دیواری بہی اندرونی و بیرونی مسمار ہوئی اس حال کے وقوع
سے لاہور کی رعایا ہندو مسلمان نے بہت واویلا کی اور چاہا کہ یہ متبرک مکان
گرنے سے بچ جائے مگر کسی نے نہ سنا ابہی مزار خاص کا گرنا باقی تہا کہ اُس رات
مہاراجہ کہڑک سنگہ مر گیا اور کام بسبب حادثہ وفات مہاراجہ کے اکاٹ رہ بند رہا
اُسی روز قدرت الٰہی نے یہ رنگ دکہلایا کہ جب کنور نونہال سنگہ اپنے باپ
کی نعش کو داغ دیکر قلعہ کے دروازے مین پہنچا تو بسبب تزلزل آواز توپ
سلامی کے دروازے کی دیوار کی منڈیر گر کر کنور نونہال سنگہ اور میان اودہم سنگہ
کے سر پر آپڑی اور وہ دو نوجوان فرمان فرما اُسکے صدمہ سے جان بحق تسلیم
ہو گئے اس واقع کے وقوع سے تمام شہر مین شور ہو گیا کہ بسبب گرانے مزار شاہ محمد غوث
کے یہ صدمہ کنور نونہال سنگہ پر آیا ہے فی الفور مسمار شدہ عمارت دوبارہ بننی
شروع ہو گئی اور چند سال مین وہی درخت جو کاٹے گئے تہے پہر شاخین
پہوٹکر سرسبز ہو گئے اور مکان کی رونق بدستور ہو گئی +

مسجد محمد صالح سندھی

یہ قدیم زمانے کی مسجد قلعہ گوجر سنگہ سے بجانب شرق نہایت مقطع گنبد دار بنی ہوئی
ہے محمد صالح سندہی صوبہ لاہور کا دیوان اسکا بانی تہا شاہجہان بادشاہ
کے عہد مین یہ مسجد تعمیر ہوئی جب بیرون شہر کی آبادی سکہون نے ویران
کر دی تو یہ مسجد بسبب پختگی اپنی کے مسماری سے بچ رہی سکہون کے وقت
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے اسمین باروت بہری رہتی تہی انگریزی عملداری

مین مسجد خالی ہوئی تو نواب علی رضا خان نے اسکی مرمت کرائی - یہ مسجد اندر باہر سے پختہ ہے تین اسکی محرابین ہین اور تین ہی عالیشان گنبد صحن کا فرش بسبب گزرنے زمانہ دراز کے اب شکستہ ہی سابقہ عمارت کے نشانات سے پایا جاتا ہے کہ سابق یہان باغ ہوگا چاہ کے پاس حوض کہنہ بہی ابتک موجود ہی شہر کی بیرونی آبادی کے وقت اس موقع پر محلہ حاجی سوای کا آباد تہا اور شیخ محمد صالح حاجی سوای کا برادر زادہ اور امیر کبیر تھا اُس نے اپنی امارت کیوقت یہ مسجد تعمیر کی تہی +

مکان مزار شاہ رحمت اللہ قریشی

یہ مکان بی بی پاکدامنان کی خانقاہ کے شمال کی سمت کو باغچہ سید رجب علی کے شرق کی طرف واقع ہی مکان بارونق ہی درخت بہت لگائے ہوئے کوٹہہ مکلف چونہ گچ ہی شاہ رحمت اللہ کی قبر ایک چبوترے کے اوپر ہی جسپر چار دیواری پختہ چونہ گچ ہے دروازہ چار دیواری کا جنوب کی سمت کو ہی چبوترہ کے اوپر اور بہی قبرین بہت ہین یہ بزرگ عہد عالمگیر مین ایک عالم فاضل وصاحب تصرف آدمی تہا مرید اُسکے بیشمار تہے اب بہی اُسکے خاندان مین پیری مریدی کا سلسلہ چلا آتا ہے اور اسکی اولاد موضع ڈہولنوال و شہر لاہور مین موجود ہے اور اس مکان کے سرپرست وہی لوگ ہین +

مکان مسجد نقیبان

یہ پُرانی مسجد بادشاہی وقت کی تعمیر قلعہ گوجرسنگہ کے گوشہ شمال غرب کی سمت کو موجود ہے اس مسجد کی عالیشان عمارت ایسی بنائی گئی ہے کہ ابتک باوجود گزرنے صدہا سال کے بدستور مضبوط و مستحکم کہڑی ہے اس مسجد کی تین محرابین عالیشان اور تین گنبد ہین تینون محرابین قالبوتی منقش بنی ہین سقف بہی قالبوتی خشتی ہی درمیانہ محراب کے اوپر جو کتبہ ہے اُسمین آیت الکرسی

لکھی ہے مسجد کے باہر صحن مین فرش پختہ خشتی بناہی اور پرانا حوض پختہ بنا
ہوا ہی ابتک مسجد موجود ہی حوض کے گوشہ جنوب شرق مین چاہ پختہ بنا ہوا ہے
سکھون کی عملداری مین اس مسجد مین باروت بھری رہتی تھی جب بعہد عملداری
سرکار انگریزی باروت تلف ہوکر یہ مسجد خالی ہوئی تو صوبہ شاہ نقیب نے دعویٰ
کرکے یہ مسجد واگزار کرالی + یہ مسجد عہد بہادرشاہ مین محمد وصل نام ایک امیر
نے جو سہارنپور کا رہنے والا تھا اور دہلی سے بادشاہی خدمت کے سبب سے
لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا تھا بصرف زر خود بنوائی تھی جو ابتک اُسکی یادگار
موجود ہے اُسکے بعد اُسکی اولاد صوبہ لاہور کے روبرو نقابت کی خدمت
پر مامور رہی اس سبب سے وہ نقیب کہلانے لگے اور یہ مسجد نقیبون کی مسجد مشہور ہوئی

خانقاہ حامد قاری

یہ متبرک مکان لاہور سے شرق کی طرف بفاصلہ دو میل کے پڑاوہ بدہو سے شرق
کی سمت واقع ہے چار دیواری اسکی خشتی پختہ بنی ہے اور رستہ آمد و رفت کا
بسمت جنوب ہے جب اندر جائین تو دیوار جنوبی کے پاس ایک چاہ چرخی دار ہے
اور دو غسلخانے اور ایک مسجد پختہ چونہ گچ موجود ہی مسجد کی عمارت اندر سے
سفید ہی اور ایک محراب کلان پر کلمہ شریف اور دو نو خورد محرابون پر یہ قطعہ
تاریخ تحریر ہے چہ خوش مسجد از دست سکین نہاد خداوند را شکر دارم بیاد
خرد گفت در سال تاریخ آن زآفات دوران زوالش مباد ۱۱۴۱
اندر باہر مسجد کے خشتی فرش ہے صحن مسجد کے آگے ایک حوض پانی کا بنا ہوا
ہے مسجد کے شمال کی سمت کو ایک کوٹھہ پختہ فقیر کے رہنے کے لئے بنا ہی حوض کے
شرق کی سمت کو ایک چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی رستہ آمد و رفت غرب کی
طرف ہی اسکے اندر وسط مین قبر شیخ حامد قاری کی ایک چبوترے کے اوپر پختہ

بنی ہوئی ہی محمد شاہ بادشاہ کیوقت یہ بزرگ لاہور مین عالم وفاضل صاحب
فتوی تہا چونکہ قرآن پڑہنے مین یہ اُستاد تہا اسلئے اسکو قاری خطاب ملا تہا -
یہ بزرگ سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مرا اور اس جگہ مدفون ہوا مسجد موجودہ اسی کی
بنوائی ہوئی تہی اور اسی مین یہ درس پڑہاتا تہا اُسوقت یہ مکان بیرونی آبادی
شہر لاہور کے اندر تہا بیعت اس بزرگ کی خاندان سہروردیہ مین بخدمت
مولوی تیمور کے تہی وہ بہی لاہور کا ایک عالم متبحر و یگانہ عصر تہا اب حفاظت
اس مکان کی متعلق میان احمد الدین سجادہ نشین خانقاہ میان وڈا کے ہے -
ہرسال اس جگہ میلہ ہوتا ہے اور ۲۴ ماہ جمادی الثانی میلے کی تاریخ مقرر ہی اور اُسی
تاریخ یہ بزرگ مرا تہا *

مقبرہ علی مردان خان مشیر شاہجہانی

مکان کے ذکر سے پہلے صاحب مقبرہ کا ذکر مقدم سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ علی مردان خان
بن گنج علیخان ایک امیر الامراؤ و صوبہ دار صوبہ قندہار سلطنت صفویہ ایرانیہ کا
تہا کسی سبب سے وہ شاہ ایران سے ناراض ہوا اور رجوع بسلطنت چغتائیہ دہلویہ لایا
چونکہ اکبر و جہانگیر و شاہجہان تینون بادشاہ دل سے خواہان تہے کہ کابل کی طرح
قندہار کا صوبہ بہی اُنکی قلمرو کے شامل ہو علی مردان خان نے شاہجہان کی
خدمت مین عریضہ لکہا کہ اگر سرکار ہند مین میری عزت و توقیر ہو تو قلعۂ قندہار
مین نذر پکڑاتا ہون بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور اپنا صوبہ دار قندہار
کو مع فوج جرار مامور کیا اور حکم دیا کہ نواب علی مردان خان قندہار پر دخل ہمارے
صوبہ دار کا کرادیوے اور خود خدمت مین حاضر ہو چنانچہ مردان علی خان خدمت
مین حاضر ہو کر سلک امرائی ذی الاقتدار مین منسلک ہوا انہی ایام ملازمت مین
اسنے بڑی بڑی خدمتین کین لاہور کی صوبہ داری کشمیر کی نظامت پر بہی یہ مامور رہا

خصوصًا عمارت کے کام مین یہ ایسا اوستاد تہا - کہ کروڑون روپیہ اس کے ہاتہہ سے صرف ہوئے علی مردان خان کا باغ المشہور نولکہہ لاہور مین اس کا یادگار تہا جسکی اب ڈیوڑہی باقی ہے باقی عمارت سب برباد ہوچکی ہے دہلی کی نہر جو عین شہر اور قلعہ مین پہرتی ہے یہی شخص کہودوا کر لایا تہا - نہر ہنسلی مادہوپور سے اسی نے کہودوائی اور لاہور مین لاکر باغ شالامار کو سیراب کیا بڑی نہر فیروزپور جو دہلی سے ہانسی حصار کو جاتی ہے اس نے دوبارہ درست کی علی ہذا القیاس اور ہزارون عمارتین بنوائین جس کا حد وحساب نہین آخر ۱۰۶۶ ہجری مین فوت ہوکر اس جگہہ مدفون ہوا - جہان اب مقبرہ بنا ہوا ہے - قطعہ تاریخ اس کی وفات کا مندرجہ کتاب گنجینہ سروری المشہور گنج تاریخ یہ ہے -

امیری صاحب دولت شہیری صاحب حشمت ثنا گوئے علی مردحق آگاہ مردان خان سفر چون کرد زین دنیائے دون سوئے بقا آخر ندا آمد بتاریخش کہ آگاہ مردان خان

مسلمانی سلطنت کے وقت اس کے ساتھہ کی عمارت خشتی سوائے مسجد وزیر خان کے دوسری نہ تہی - مگر باہر شہر کے بربادی کیوقت یہ عالیجاہ مکان خاک مین مل گیا - اس کی چار دیواری کی اینٹین لاہور کے کشمیری خشت فروش اوکہاڑ کر لے گئے باقیماندہ عمارتین سردار گلاب سنگہ بہونڈیہ نے گراکر چہاونی کو اینٹین لگالین جس چہاونی کا بہی اب نام ونشان نہین رہا مکان مقبرہ سے صرف ڈیوڑہی اور خاص مقبرہ باقی ہے ڈیوڑہی کا مکان مقبرہ سے شمال کی سمت کو واقع ہے اس کے علاوہ ایک اور ڈیوڑہی بہی تہی جس کو سکہون نے گرادیا ڈیوڑہی موجودہ نہائیت عمدہ متقطع کاشی کی بنی ہے سب عمارت اس کی خشتی ہے اور محرابی چہتین و زینے اوپر کی منزل پر جانے کے لئے بنی ہین سکہون کیوقت اس ڈیوڑہی کو مسمی گوردت سنگہ کرنیل افسر پلٹن مصرا دیوالی نے اپنا مسکن بنایا ہوا تہا اصلی مقبرہ نواب علیمردان خان

کا تین منزل شمار کیا جاتا ہے ایک منزل تو زمین کے اندر بطور تہہ خانہ کے ہے
تہہ خانہ نہایت وسیع ہے اسمین تین قبرین پختہ ہین سقف قالبوتی گنبد نما
جب اس تہہ خانہ سے اوپر جائین تو ایک مثمن چبوترہ پختہ عالیشان پر گنبد کی عمارت
ہے صورت اوسکی مشت پہلو آٹھ اطراف مین آٹھ محرابین عالیشان ہین۔ مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے وقت اس عالیشان مقبرہ مین سکہہ زین بہرا رہتا تہا۔ جو متعلق فوج
ماتحت گلاب سنگہ بہوونڈیہ کے تہا۔ اس مقبرہ کی پہلی منزل مین سنگ مرخ و سنگ ابری
کی بڑی بڑی سلین نصب تہین جو سکہون نے براہ سنگدلی اکھاڑلی ہتین پہلی منزل کے
زینہ سے انسان جب اوپر جاتے تو گنبد کی چارسمت پہر سکتا ہے۔ ہر ایک پہلو مین عالیشان
شہ نشین جہروکہ دار بنی ہین اور بیچ مین عالیشان گنبد ہی بیان سے جب اخیری سقف
پر آدمی جاتا ہے۔ تو ہر ایک گوشہ پر مشت درہ خورد خوشنما گنبدی نظر آتے ہین۔ اور
درمیان مین بڑا گنبد عالیشان۔ اس مقبرہ کی عظمت وشان کا کچھ حدوحساب نہین
بلکہ اتنا بلند مقبرہ لاہور مین اور کوئی نہین۔ اب سرکار انگریزی نے بباعث قدردانی
اس مقبرہ کو معرفت مولف کتاب کے مرمت کرایا ہے تاکہ کسی بہونچال کے صدمہ سے
گر نہ جاوے سیڑہیان ہی بنائی گئی ہین تہہ خانہ بھی صاف کرایا گیا ہے۔

مقبرہ شاہ شمس الدین قادری لاہوری

یہ مقبرہ جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی کوٹھی کے گوشہ جنوب شرق کو تھوڑے سے
فاصلہ پر عین میدان مین بنا ہوا ہے۔ صورت مقبرہ کی مربع ہے اور چارون
طرف چار دروازے رکہے ہوئے ہین کرسی مقبرہ کی زمین سے چند ان
بلند نہین ہے سابق چار گوشون پر چار مینار سے تہے اب مسمار ہوگئے ہین اندر باہر
مقبرہ کی استرکاری شمال کی سمت کو دروازہ ہے مقبرے کے اندر وسط مین

ایک چبوترہ ہے جس پر قبر شاہ شمس الدین کی بنی ہے شمالی دروازے سے گئے اوپر اندر کیطرف دیوار پر بخط نستعلیق یہ دو شعر لکھے ہین ؎

چو شمس الملل زین جہان رخت بست ؎ بیاراست ایزد برائش بہشت
بجستم ز پیر خرد سال اُو ؎ بگفت از سر لطف جائش بہشت ۱۰۴۴

یہ بزرگ خاندان قادریہ مین شاہ ابو اسحاق قادری کا مرید تھا۔ اور شاہ بلاول قادری کا پیر اپنی زندگی مین بھی یہ بزرگ آزاد طبع و بحر ور ہا کرتا تھا شاہجہان بادشاہ شہزادگی کی حالت مین اس کی خدمت مین اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور اس کی بانی خوشخبری پائی تھی کہ بعد جہانگیر کے تو بادشاہ ہوگا جب فوت ہوا تو شاہجہان نے یہ مقبرہ شاہی روپیہ خرچ کرکے بنوایا اور مقبرہ کے متعلق ایک باغچہ لگوایا اب صرف مقبرہ موجود ہے باغچہ کا نشان تک نہین ہو

روضہ حضرت شیخ محترم نقشبندی

قدیم زمانے کے بزرگون سے یہ بزرگ عابد زاہد متقی خدا پرست گذرا ہے نقشبندیہ سلسلہ مین اس کی ارادت تھی مدت مدید یہ لاہور مین قیام پذیر تھا۔ یعنے اکبر بادشاہ کے عہد مین آیا اور عالمگیر کے عہد تک زندہ رہا ایک ہزار ایک سو دو ہجری مین فوت ہوا یہ متبرک مقبرہ سٹیشن ریلوی کے متعلق کوٹھیون کے انجام پر بگوشہ امیان اور بدہو کے پزاوہ سے بجانب غرب موجود ہے اور شالامار باغ کی سڑک سے بجانب شمال صورت مقبرہ کی مربع عمارت پختہ چونہ گچ سقف کے برابر گرونہ خشتی چارون گوشون پر چار گنبدیان مربع چارون طرف چار در محرابی قالبوتی درمیان اُن کے مقبرہ کا گنبد عالیشان مدور نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے مقبرہ کے چارون طرف چار محرابین جن مین ایک ایک دروازہ محرابی قالبوتی ہے۔ مقبرہ کے اندر تین قبرین پختہ ایک شیخ محترم اور دو نامعلوم الاسم

بنا ہوا اون کے فرزندان کی بنے ہوئی ہین مقبرہ کے اندرونی عمارت مین چار محرابین چارون گوشون مین بنائی گئی ہین - اور چار محرابی دروازے اس حساب سے اندرونی عمارت کے آٹھ محراب شمار مین آجاتے ہین دیوارون مین بخط عربی وفارسی بہت سے آیات و اشعار منظوم لکھے ہین جس مین سے کچھہ پڑہے جاتے ہین اور کچھہ نہین پڑہے جاتے جسقدر پڑہے جاتے ہین اون کی نقل یہ ہے

ہادی سالکان راہ نجات آن سلیمان دل وخرد آصف
سال تاریخ رحلتش جستم گفت طبع سلیم نیک خلف
پنج بر چین بخل وفق بگو قدس اللہ سرہ الاشراف

قدس اللہ سرہ الاشرف کے اعداد بحساب ابجد ایک ہزار ایک سو سات ہوتے ہین جسمین سے اگر پنج دور کردین تو ایکہزار ایک سو دو باقی رہجاتے ہین چونکہ یہ تبرک مقبرہ بسبب لاوارث ہونے کے سرکاری نزول کے رجسٹر مین درج تھا - ایک انگریز کی درخواست پر نیلام ہوگیا اور انگریز مذکور نے خرید کر اوسکے چارون طرف برانڈہ بناکر کوٹھی کیصورت بنالی ہے قبرین گرادی ہین ۞

مقبرہ بہادر خان

یہ مقبرہ بسمت شمال سڑک آہنی امرتسر جس جگہ پر آہنی پل باندھا گیا ہے موجود ہے صاحب مقبرہ دربار اکبر بادشاہ مین امیر الامرائی و وزیر تھا اور سنہ ۱۰۱۰ ھ مین فوت ہوکر اس جگہ مدفون ہوا یہ مقبرہ لاہور کے قدیمی مقبرون مین سے ایک عالیشان مقبرہ ہے بوقت مقرر ہونے چھاونی میان میر کے صاحبان انگریز نے اسکو ناچ گھر بنایا ہوا تہا - اب بھی محکمہ ریل کے ملازم اسمین قیام پذیر ہین قبر گرادی گئی ہے جس کا نشان بہی باقی نہین چھوڑا بقول مولف ؎

تھا بوقت زندگی افلاک پر جن کا دماغ ۞ آج ان کی خاک کا نام ونشان باقی نہین ۞

آگ کی مانند ہتے تہے جو ہر دم مشتعل   دیکہہ لو اُنکا زمانہ مین دہوان باقی نہین

یہ مقبرہ ایک ہشت پہلو چبوترہ خشتی پختہ پر بنا ہی ہر پہلو کا طول ۱۶-۱۷ گز ہے اس چبوترے کے میانہ مین عالیشان مقبرہ ہشت پہلو تعمیر ہوا ہی ہر ایک پہلو مین باہر کی طرف ایک ایک محراب کلان نہایت منقطع قالبوتی محرابی عمارت کا بنا ہوا ہے مگر اندر سے ہر ایک پہلو کی عمارت دو منزلہ بطور غلام گردش کے ہر ایک طرف کے زینہ سے چڑہکر چارون طرف انسان پہر سکتا ہی اور زیر و بالا ہر ایک پہلو مین دو دو محرابین ہین ارتفاع ہر محراب کا پونے پانچ گز اور عرض سوا دو گز ہی بیچ مین عالیشان گنبد بہت بلند بنا ہی اسکے وسط مین قبر تہی جو اب گرا دی گئی ہے - سن لوگ بیان کرتے ہین کہ یہ قبر سنگ مرمر کی تہی مگر پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُتروا لیا تہا گنبد کے اوپر جانے کے لئے دو زینے بنے ہین اوپر چڑہکر دیکہین تو دور دور نظر جاتی ہے بالائی سقف ہر ایک پہلو کے آٹہون کونون پر آٹہہ گنبدیان تہنہ بنی ہین جنمین سے ایک گر گئی ہی اور سات موجود ہین ہر ایک گنبد کی کرسی سقف سے ڈیڑہ گز بلند ہی ہر ایک گنبدی کے آٹہہ آٹہہ در ہین بڑا گنبد مقطع خوشنما بنا ہوا ہی جسکی خوبی دیکہنے پر منحصر ہے اس گنبد کی مرمت بہی اب سرکار نے مولف کتاب کی معرفت کرائی ہے +

حال مسجد کہنہ المشہور قصاب خانہ والہ

قصاب خانہ ایک محلہ بیرونی محلون شہر لاہور کے محلہ گنج وتیل پورہ سے گوشہ شمال و غرب کی طرف آباد تہا جو اب خانقاہ میان وڈا کی حدود و اسکی ملتی ہوئی تصور کرنی چاہیئے یہ محلہ بہت بڑا محلہ تہا اب صرف مسجد اُس محلہ کی موجود ہے اس مسجد کے تین گنبد ہین ایک تو بہت بڑا گنبد ہی اور دو ہین وبسیار خورد تعمیر تین سقف قالبوتی ہی اور تین دروازے محرابی مرغولی - اندر مسجد کے

قدیم زمانے کی دیواروں پر استر کاری ہے زمین پر فرش پختہ ہے بیرونی مسجد کا
صحن بہت وسیع تہا مگر اب فرش اوکھڑ گیا ہے مسجد کے حوض کی اینٹیں کرنیل
گلاب سنگہ کتہ نے جو کورٹ والی پلٹنوں کا افسر تہا اوکھڑوا کر اس مسجد کے پاس
شمال کی سمت کو ایک مکان بنوایا تہا اور اس مسجد میں باروت بہردی تھی ۔
جب سکہی سلطنت جاتی رہی اور یہ مسجد خالی ہوگئی تو میاں احمد دین سجادہ نشین
درس میاں وڈا نے اسپر قبضہ کرلیا اس دعوی پر کہ بوقت آبادی اس محلے کے
جو میاں جان محمد مولوی و مدرس اس مسجد میں درس پڑہاتا تہا اور وہ میاں
وڈا کا شاگرد و مرید تہا قبر اُسکی بہی اس مسجد کے بائیں کی طرف ایک چاردیواری
کے اندر ہے یہ جان محمد پُرانے فضلا اور بزرگوں میں مشہور و معروف شخص تہا
جسکا تذکرہ اکثر کتب میں دیکہا جاتا ہے کہ علم و فضل و عمل و ولایت اُسکی ذات
میں جمع تہی آخر ۱۰۶۰ھ سنہ ہجری میں مرگیا اور اسی موقع پر دفن ہوا +

مقبرہ مخدومہ بیگم زوجہ نواب ابو الحسن خان

لاہور سے اڑہائی میل بجانب شرق کے یہ کہنہ مقبرہ موجود ہے صاحب مقبرہ
کا خاوند ابو الحسن یوسف خان بن اعتماد الدولہ نور الحسن خان طہرانی
ماہوں حقیقی نور جہان بیگم اجلہ امراے عہد جہانگیری تہا زمانہ شاہجہان میں یمین الدولہ
برادر بجان برابر خانخانان بازوے رست دولت چغتائی خطاب پایا اور
شاہجہان کے عہد میں فوت ہوا اُسکا عالیشان مقبرہ جو دس لاکہہ روپے
خرچ کرکے بنایا گیا اسی مقبرہ کے قرب میں تہا ۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اُس
مقبرہ میں جرنیل اویطوبیلہ صاحب فرنسیسی نے میگزین بہروا دیا بہت برسوں
تک میگزین بہرا رہا چونکہ گردش دوروار کو اُس مقبرہ کی بنیاد میں اوکہاڑنا
منظور تہیں اُسپر بجلی گری اور وہ صدمہ اس عمارت عالیشان کو پہنچا کہ سہم میں تہے

شق ہوگیا اور باروت کو آگ لگ کر وہ سنگین عمارت پاش پاش ہوگئی مگر
آدھا مقبرہ پہر بہی موجود تہا اُسکو بصیغہ نزول صاحبان عالیشان نے بنیلام کردیا
اور خشت فروشون نے اُسکی بنیادون کو ایسا کہودا کہ نشان باقی نچھوڑا +

گردش گردون گردان گردگانرا گرد کرد   نارسوزان حریصان زمانہ سرد کرد

اب اُس عالیجاہ امیر کی زوجہ مخدومہ بیگم کا مقبرہ موجود ہی یہ مقبرہ مربع صورت کا
ہے اور چارون طرف چار محرابی قالبوتی دروازے ہین اوپر خوبصورت گنبد
سقف کے برابر گردنہ اُسپر کانسی کا کام مقبرے کی سقف قالبوتی وسط ہین اب
قبر کا صرف نشان باقی ہی پہلے قبر سنگ مرمر کی تہی وہ سکہون نے گرالی - اس
مقبرے اور مقبرہ ابوالحسن اسکے شوہر کا احاطہ ایک تہا احاطہ مین جو چاہ کلان
جاری تہا اور اُس سے باغ کو پانی دیا جاتا تہا ابتک موجود ہی وہ اتنا بڑا چاہ ہی
کہ بارہ رہٹ اُسپر بآسانی چل سکتے ہین اس چاہ کے اندر ایک محرابی دریچہ
بہی نظر آتا ہی شاید اسکے متصل سردخانہ ہوگا یہ مخدومہ بیگم سنہ ۶۲ ہجری مین
مرگئی اس نے اپنا مقبرہ اپنی حین حیات بنوار کہا تہا اور ادب کے سبب سے
شوہر کے مقبرے سے چہوٹا بنوایا جو ابتک اُسکا یادگار دنیای ناپائیدار مین موجود ہی +

مقبرہ شیخ محمود شاہ نقش بندی

یہ ایک مقبرہ نوتیار انگریزی عہد کا ہی یہ مقبرہ گہوڑے شاہ المشہور جہولن شاہ
کے مقبرہ کے شمال کی سمت کو بنا ہوا ہی صرف رستہ اُسکے درمیان حد فاصل ہے
یہ محمود شاہ خاندان مجددیہ نقشبندیہ مین ایک بزرگ لاہور مین بمحلہ کوچہ کوٹہی والان
گزر کشمیری بازار مین رہتا تہا آدمی خدا پرست اور عابد تہا مرید اُسکے بیشمار تہے
آخر سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین مرگیا اور اس مقام پر دفن ہوا یہ مقبرہ اُسکے مریدون
نے اُسکی زندگی مین بنوار کہا تہا - اس مقبرے کا دروازہ جنوب کی سمت کو

ہے عمارت پختہ چونہ گچ استر کار سفید ہی پہلے اسکے نیچے تہ خانہ بنایا گیا تہا جب وہ فوت ہوا تو صندوق اُسکا تہ خانے مین رکہکر دروازہ تہ خانے کا بند کر دیا گیا اب بہی اس مقبرہ پر سالانہ عرس ہوتا ہے +

مقبرہ نواب نصرت خان المشہور نستر خان

صاحب مقبرہ ایک عالیشان امیر سلطنت چغتائی کا تہا شاہجہانی عہد مین بڑی عزت و توقیر تہی اصلی نام اُسکا خواجہ صابر تہا اور خطابی نام خان دوران نصرت خان ہوا عالمگیر کے عہد مین یہ عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا جسکے متعلق بہت سی عمارتین تہین باغ بہت وسیع تہا مگر انقلاب زمانہ سے بیرونی آبادی شہر لاہور کی بربادی کے ساتہہ ہی اُجڑ گیا صرف مقبرہ کی عمارت باقی رہگئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت جرنیل کورٹ صاحب نے اس مقبرہ کو اپنا مسکن بنایا اور ایک عالیشان کوٹہی اسکے متصل تعمیر کی اور اخیر سلطنت سکہی تک قبضہ سکہون کا اسپر رہا پہر خالی ہوگیا اب متعلق نزول ہے نواب نصرت خان کی وفات کا قطعہ تاریخ مندرجہ کتاب گنجینہ سروری یہ ہے +

امیر غازی میدان جنگ نصرت خان ۔۔۔ کہ بود حملہ تیغش بجنگ مثل نہنگ

چو خورد ضربہ تیغ قضا ز دست اجل ۔۔۔ ندا شد از دل سرور امیر نصرت جنگ

یہ مقبرہ لاہور سے بفاصلہ اڑہائی میل بطرف شرق واقع ہے گرد اسکے پہلی چاردیواری مبنیہ کورٹ صاحب تہی چاردیواری کی غربی دیوار کے میانہ مین ایک ڈیوڑہی عالیشان پختہ مبنیہ کورٹ صاحب موجود تہی اب ندارد ہے عمارت موجودہ صرف ایک پختہ عمارت کا مثمن چبوترہ نہایت وسیع جسپر گنبد بنا ہے ارتفاع اسکا سوا دو گز ہے چارون طرف سے آٹہہ آٹہہ گز چبوترہ چہوڑکر مقبرہ کی عالیشان عمارت شروع ہوتی ہے مقبرے کے آٹہون پہلوؤن کی عمارت دو منزلہ ہے جسکے نیچے

عالیشان محراب قالبوتی چھت کی اور اوپر کی منزلون مین عالیشان نشستینین بنی ہین اور بیچ مین گنبد نہایت بلند و وسیع و خوشنما جسکے میانہ مین قبر نواب نصرت جنگ کی تہی مگراب نمارد گورنٹ صاحب نے اس قبر کو گرواکر پختہ فرش بنوا دیا تھا۔ گوشہ جنوب و مغرب مین زینہ اوپر جانے کے لئے بنا ہوا ہی جرنیل کورٹ صاحب نے اس مقبرہ مین بہت سی جدید عمارت بناکر صورت تبدیل کردی تہی اور قدیمہ مسجد جو اس مقبرہ کے متعلق تہی اُسکو بھی کوٹھی مین ملایا تہا اخیر سقف مقبرہ پر جب بذریعہ زینہ کے چڑھ جائین تو بیچ مین عالیشان مدور گنبد معلوم ہوتا ہی اور تا بکمر بلند منڈیر اور ایک ایک مینار اُنپر گنبدیان ہشت پہلو جنکے آٹھہ آٹھہ در محرابی بنے ہوئے ہین۔ اب کوٹھی کورٹ صاحب کی تو سرکار نے فروخت کرائی ہی اور اینٹین اسکی لالہ میلارام ٹھیکہ دار لے گیا مگر جنوب کی طرف ایک عالیشان پختہ مسجد مع حجرے کے موجود ہی اور شمال کی سمت گنبد مقبرہ کے جو ایک مدور وسیع چاہ تہا اسکی اینٹین بھی نکال لی گئی ہین اس مقبرہ کی مرمت بھی سرکار نے مولف کتاب کی معرفت کرائی ہے جس سے استحکام عمارت کا ہوگیا ہے ۔۔

حال مسجد نواب زکریا خان

غرب کی سمت مزار مادہولال حسین کے یہ مسجد مبنیہ نواب زکریا خان المعروف خان بہادر صوبہ لاہور موجود ہی شرق کی سمت مسجد کے چاہ کلان چرخی دار و دو غسلخانے ہین مسجد کے صحن کا فرش پختہ مگر کہنہ و بوسیدہ صحن کے گرد دیوار قد آدم بلند خاص مسجد کی تین محرابین درمیانی محراب پر بخط ثلث کاشی کار بزنگ آسمانی بسم اللہ و کلمہ شریف لکھا ہی محراب شمالی پر بھی ایک کتبہ کاشی کار ہی جسمین یہ اشعار لکھے ہین جنکی نقل یہ ہے ؎

خوشت در دور شاہ ملک پناہ ۔ شاہ ہندوستان محمد شاہ

عالم و عادل و سخی زمان — در صف معرکه چو شیر ژیان
زبدهٔ بارگاه او نواب — زکریا خانِ صوبهٔ پنجاب
بدخواهش اگرچه جمشید است — لرزه در تن فتاده چون بید است
نیک نام آنکه نیک نامی او — همچو بوی گل است در هر سو
چاه و مسجد ز خود بنا بکند — عالی و خوب و خوشنما بکند
محض بهر خدا کند این کار — تا نمازی شود نماز گزار
باز هر چه ثواب زان آید — بسوئے بانیش شود عاید

محراب جنوبی پر بھی ویسا ہی خوشنما کاشی کار ہے جس میں یہہ اشعار ہیں +

یارب از فضل خود نگاهش دار — از شکستن تو در پناهش دار
کرد احداث مسجد محکم — نیز خوش دور چاه مستحکم
نزد درگاه صاحب عرفان — واقف سرّ حضرت رحمان
آنکه معروف شد به لال حسین — خاک نعلین اوست سرمهٔ عین

تاریخ

چو این سجده گه از پئے خاص و عام — بنا یافت از سرور نیک نام
ز تاریخ او هر که جوید شمار — بداند هزار و صد و چهل و چار (۱۱۴۴)

اب یہ مسجد متعلق مقبرہ مادہو لال حسین کے ہی اور سجادہ نشین کا قبضہ ہے +

مقبرہ مسکین شاہ امری

یہ مقبرہ میانمیر بالا بیر لاہوری کے مقبرے سے آگے بڑھ کے چھاونی میانمیر کی غربی سمت کو واقع ہی عمارت مقبرہ کی پختہ چونہ گچ نہایت مستحکم بنی ہی چبوترہ مربع کے اوپر مقبرہ کی عمارت ہوئی ہے گنبد اسکے میانہ میں مربع بنایا گیا ہی دیوارون پر کاشی کا کام نہایت خوبصورتی کے ساتھہ کیا گیا ہی گنبد کے چار در مرغولی

چارون طرف مین اندر مقبرہ کے سفیدی پُرانے زمانے کی ہوئی ہوئی ہی وسط مین قبر ہختصر ہی چہت مربع اور اُسپر مدور گنبد۔ صاحب مقبرہ کا نام میر عنایت اللہ تہا جو میانمیر کا خادم تہا اسی جگہ قیام رکہتا تہا جہان اب اُسکا مقبرہ ہے مسکین شاہ امری اسکو مرشد نے خطاب دیا تہا اس سبب سے کہ یہ تنہا رہا کرتا تہا ورنہ معلوم ہوتا کہ یہ کہان سے کہاتا ہی ایک روز کسی نے میانمیر کی خدمت اسکا حال بیان کیا اُس نے فرمایا کہ یہ مساکین امری ہی یعنی خدا کے امر سے اسکو کہانا ملتا ہی اسکو کسیکی حاجت نہین ۱۰۸۰ہجری مین یہ فوت ہوا اور یہہ مقبرہ موجودہ وارثکی کے حکم سے تعمیر ہوا ❊

احوال مقبرہ شرف النسا بیگم المعروف شریفہ بیگم

شہر لاہور کی شرقی سمت کے مقبرون مین یہ مقبرہ قدیم عمارات مین سے ہے اس مقبرے پر کانسی کے کام مین بڑے بڑے سرو منقش ہین اس سبب سے اسکو سرو والہ مقبرہ کہتے ہین یہ مقبرہ بہت بلند اور اُونچا ہی اول زمین سے دو قد آدم بلند عمارت خشتی سادہ ہی اُسکے اوپر چارون طرف گنبد تک کانسی کا کام نہایت خوبی کے ساتہہ بنا ہوا ہی غرب کی سمت ایک محرابی دروازہ ہی اسکا مجمل حال یہ ہے کہ شرف النسا ہمشیرہ نواب خان بہادر نے اپنی زندگی مین یہ مقبرہ بنوایا تہا اور ہر روز ایک گہنٹہ بعد نماز ظہر کے یہان آتی اور قرآن پڑہتی تہی بعد تلاوت کے خود تو محلون مین چلی جاتی مگر قرآن شریف اور ایک تلوار یہان چہوڑ جاتی چونکہ یہ گنبد نہایت بلند بے زینہ تہا بیگم ہر روز چوبی زینہ رکہکر اوپر جایا کرتی تہی جب وہ مرنے لگی تو وصیت کی کہ میری قبر اسی مقبرہ مین ہو اور میرا قرآن اور تلوار اسی مقبرہ مین رکہی رہی چنانچہ وہ یہان مدفون ہوئی اور قرآن اور تلوار بہی اسی مقبرہ کے اندر رہی اور مقبرہ اُسی طرح بے زینہ رہا آخر جب سلطنت مغلیہ جاتی رہی اور

سکھی زمانہ آیا تو سکھون نے اُس قران و تلوار کو اندر سے نکالا کہتے ہین کہ کئی ہزار روپے کی مالیت وہ قرآن اور تلوار تہی - اس مقبرے کی مرمت بہی اب سرکار نے بذریعہ مولف کتاب کرائی ہے

حال مقبرہ سید عبدالوہاب قادری

یہ مقبرہ موضع گڑہی شاہو کی سرزمین لین سڑک میانمیر سے جنوب کی سمت قدیم زمانہ کا بنا ہوا ہی صورت اسکی مربع چار پہلو ہی اور ہر پہلو مین تین تین دہن اور ہر ایک دہن کے اوپر محراب مقطع وخوبصورت بنا ہی درمیان دہن کلان اور دونو بغلون کی خورد سقف کے برابر گردنہ سقف قالبوتی سقف کے اوپر مدور نہایت خوبصورت دیوارین پختہ چونہ گچ مقبرہ کے اندر قبر پختہ مع فرش سنگ مرمر کی بنی ہوئی تہی یہ بزرگ سلسلہ قادریہ عالیہ مین صاحب تصرف و زہد دریافت تہا ۱۰۸۴ھ مین فوت ہوکر یہان دفن ہوا پہلے اس مقبرہ کے متعلق بہت سی عمارت تہی اب صرف مقبرہ باقی ہی بڑا چاہ جسکو تالاب کہنا چاہیے اب بہی مقبرہ کی باقیات عمارت مین سے موجود ہی اندر کا فرش اور قبر کا فرش مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے نکال لیا گیا اور قبر گرا دی گئی خشتی عمارت کو خشت فروش کشمیری گرا لیگئے صرف مقبرہ خشتی باقی رہگیا جو گرنسکتا تہا اور اگر گرایا جاتا تو اینٹ کا نکلنا ممکن نہ تہا - اس مقبرے کی مرمت بہی اب سرکار نے مولف کتاب کی نگرانی مین کرائی ہے -

مقبرہ سید جان محمد حضوری

یہ مقبرہ لاہور کے نامی گرامی مشہور مقبرون سے ہی جو موضع گڑہی شاہو کے غرب کی سمت میانمیر کی سڑک کے ملحق واقع ہی دروازہ مکان شرق کی سمت کو اور احاطہ بہت بڑا ہی دروازے سے اندر جائین تو صحن متعلقہ مکان کا آتا ہے

اور محاذی دروازے کے پختہ مسجد عہد قدیم کی بنی ہوئی ہے مسجد کی تین محرابین
عالیشان ہین اور چھت قالبوتی گنبد نما سوائے مسجد کے اس احاطہ مین دو
مقبرے عالیشان پختہ بنے ہوئے ہین ایک تو احاطہ کی شرقی دیوار کے ملحق
یہ مقبرہ سید محمود حضوری کا پختہ نا بکمر بلند چبوترے پر بنا ہی تین تین در
چارون طرف کل بارہ در اُنکے اوپر سقف قالبوتی اُسپر عالیشان مدور گنبد
خوشنما ہے اس مقبرہ کے اندر دو قبرین ہین ایک سید محمود دوسری سید
شاہ نور الدین کی جو شاہ سید محمود کا بیٹا تہا زینہ آمد و رفت جنوب کی سمت
سے ہی۔ دوسرا مقبرہ علیحدہ چار دیواری مین سید جان محمد حضوری و
سید سرور دین اسکے بیٹے کا ہی اس چار دیواری کا دروازہ شمال کی طرف
مسجد کے صحن کے ساتہہ متصل چاہ چرخی وا ہی چار دیواری کے اندر عالیشان
مقبرہ ایک پختہ ریختہ کار عمارت کے چبوترے پر واقع ہی پہلے مقبرے کی
طرح اسکے بہی بارہ در ہین ہر ایک طرف تین تین در سقف کے برابر گرد نہ سقف
قالبوتی اُسپر مدور گنبد خوشنما اسکے اندر دو قبرین ہین ایک سید جان محمد
کی اور دوسری سید سرور دین کی یہ دونو بزرگ اپنے وقت کے مقتدا و
پیشوائے طریقت تہے اور حضوری اسواسطے خطاب تہا کہ ان کا مرید بہت جلد
اوج طریقت پر پہنچکر حضوری ہو جاتا تہا یہ خاندان کوہ غور سے بمقام اوچ اور
اُوچ سے لاہور آکر سکونت پذیر ہوئے اور شاہجہانی عہد مین بہت عروج پایا
علوم ظاہری و باطنی کے یہ دونو بزرگ جامع تہے موسوی سید کہلاتے تہے
ان کی اولاد سید احمد شاہ و حسین شاہ موجود ہین جلدگری کا کام کرتے
ہین انکا شجرہ نسب یہ ہی کہ احمد شاہ و حسین شاہ بن غلام محی الدین بن
نور شاہ بن عبد اللہ شاہ بن عبد الوہاب بن سرور دین بن سید جان محمد حضوری

بن سید نور بن محمود بن شمس الدین بن بدالدین بن جلال الدین بن
ابراہیم بن جعفر بن علی بن رضا علی بن سید امیر بن سید عزب بن
سید نصر بن سید غیاث بن سید محب علی بن سید احمد غوری بن طیب بن
حسین بن سید عسکری ست بن علی حامد بن منصور بن کبیر بن محمود بن
محمد بن ابو تراب بن باقر بن محسن بن عابد بن مختار بن جعفر صورانی بن
حسن بن اسحاق بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق + اس خانقاہ
پر ہر سال میلا ہوتا ہے ایکروز چراغ دوسرے روز قوالی ہوتی ہے سید جان محمد
حضوری ۱۰۶۴ھ مین فوت ہوا اور اس جگہ دفنایا گیا - خاص مقبرہ جان محمد
حضوری کے غرب کی سمت اب ایک اور نیا احاطہ پختہ ڈبل اینٹون کا بنایا
گیا ہے جسکا دروازہ مقبرہ کے احاطہ کے اندر سے ہے یہ احاطہ مفتی غلام سرور
شاعر لاہور نے اپنے خاندان کے مقابر کے لئے اپنا روپیہ خرچ کر کے بنوایا ہے اور
زمین مجاورون خانقاہ سے خرید کی ہے اسمین اب صرف تین قبر بن بنی ہوئی
ہین مگر احاطہ وسیع ہے ایک قبر اسمین غلام صفر مصنف احاطہ کی ہے اور ایک پوتی اور ایک ہمشیرہ کی ہے

مسجد دایہ انگاہ المشہور دایہ انگنا

یہ عالیشان مستحکم مسجد شاہ جہان بادشاہ کے عہد مین دایہ انگا نے تعمیر کی تھی
یہ عالی جاہ دایہ حرم محترم شاہ جہانگیر کے دولت خانہ مین رہتی تھی نام اسکا زیب النساء بیگم
اور انگا خطاب تھا کیونکہ اسلامی سلطنت کیوقت اکثر مقرب دایہ عورتون کو
جو شہزادون کو دودھ دیتی تہین انگا خطاب ملا کرتا تھا کیونکہ انگ جسم کو کہتے
ہین اور انگا انکو کہتے ہین جسکے ساتھ ایک جان دو قالب ہو - یہ مسجد مغلیہ
سلطنت کے وقت بڑی رونق پر رہی کہ بہت سی جائداد بانیہ نے اسکے ساتھ
وقف کی ہوئی ہے جب زمانہ پلٹ گیا اور شہر کو غارتگرون نے بار بار لوٹا اور

باہر شہر کی آبادی بالکل ویران ہوگئی تو یہ مسجد باقی رہ گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ
کیوقت اسمین سالہا سال باروت وگولہ بہرا رہا جب انگریزی وقت آیا تو یہہ
مسجد خالی ہوئی اور درج نقشہ نزول کی گئی چونکہ عمارت مطبوع و وسیع تہی مسٹر کوپ
صاحب مہتمم مطبع لاہور کرانیکل نے سرکار سے اجازت لیکر اس مسجد کو کوٹھی
بنالیا چندسال وہ رہتا رہا آخر جب کارخانہ ریل کا اس موقع پر جاری ہوا تو
یہہ مسجد بہی ریل والون نے لے لی اور روپیہ قیمت کا کوپ صاحب کو ادا کردیا
اب وہ کوٹھی جسکو مسجد کہنا چاہیئے ریل والون کے قبضہ مین ہے اور مسٹر بو کی
صاحب افسر کارخانہ آہنگران اسمین رہتا ہے - یہ مسجد اندر سے کانسی کار
ہے محرابون پر کام کانسی کا بستی نہایت عمدہ و تر و تازہ ابتک موجود ہے
جسپر قران کی آئتین و درود شریف بخط نسخ خوشخط تحریر ہین صاحبان انگریز
نے بہی بسبب خوبصورتی کے بحال و برقرار رکہا ہوا ہی کہ ایسا رنگین و منقش
کام ہونا اب مشکل ہی مسجد کی تین عالیشان محرابی قالبوتی خوشقطع ہین وہ خورد
ایک کلان عمارت تمام خشتی منقش کانسی کار ہی اندر سے بہی مسجد کے تین
درجے ہین قالبوتی سقف اور اوپر سقف کے تین گنبد مدور عالیشان نیز ہین
پہلے اسکے چار مینار تین تین منزلہ تہے اب دو درلے مینار باقی ہین پچہلے
گر گئے ہین ایک ایک منزل ان دونو کی بہی گر گئی ہی - اندر سے پولے نہیں ہین +

مزار حسو تیلی

یہ بزرگ لاہور کے خداپرست عابد زاہدون لوگون مین مشہور ہے قوم کا تیلی
اور خاص لاہور کا رہنے والا تہا چوک جہنڈے مین اسکی دوکان تہی غلہ
فروشی کا کام کرتا تہا خریدار کے ہاتہہ مین یہ ترازو دیدیتا تہا اور کہتا تہا کہ
خود وزن کرلے پس جو زیادہ لیجاتا تہا اُسکا غلہ گہر آکر گہٹ جاتا تہا اور

جو پورا ہیجاتا تہا اُسکا بڑہ جاتا تہا چنانچہ اس دوکان پر اب بہی جہنڈا لگایا ہوا ہے اور روز چراغ جلایا جاتاہے جمعرات کے روز بہت سے چراغوں کی روشنی کی جاتی ہے شاہ جمال سہروردیہ کا یہ مرید تہا جسکا مقبرہ دمدمہ کے اوپر موضع اچہرہ کے پاس ہی ۔ یہ مقبرہ کلب گہر سے بسمت شمال موجود ہی گرد نواح اسکے دو قد آدم بلند چار دیواری اور دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف ہی دروازہ عالیشان چوکیوں والہ بنا ہوا ہی دروازہ کے اندر جائیں تو جنوب کی سمت ایک مکان مع کوٹہڑی آتا ہی اسکے آگے بڑہیں تو ایک بڑا چبوترہ خشتی بنا ہوا ہی اسکے اوپر قبور بہت سی ہیں اس چبوترے پر ایک اور چبوترہ خشتی قد آدم بلند بنا ہوا ہے چار زینہ جنوبی سے اسپر چڑہیں تو اسکے وسط میں قبر شیخ حسو تیلی کی پختہ چونہ گچ نظر آتی ہے سر کی طرف ایک چراغ دان پختہ بنا ہوا ہی زیریں چبوترے پر قبور شیخ سعد اللہ ستر پوش اور میاں خان کی مکلف بنی ہوئی ہیں جو اس بزرگ کے خلیفے و جانشین تہے اور چار دیواری کے باہر شرق کی سمت کوچہ بیگہ زمین مزروعہ مع چاہ و چرخ چوب موجود ہی آمدنی اس اراضی کی مصارف کے لئے واگزار ہی ہر سال تیسری شوال کو اس بزرگ کا سالانہ عرس ہوتا ہے یہ موجودہ عمارت چمن شاہ فقیر نے بنوائی جس سے رونق مکان کی بڑہ گئی ۔ شیخ حسو تیلی ۱۰۰۲ ہجری میں فوت ہوکر یہاں مدفون ہوا کہتے ہیں کہ حضرت لال حسین کے ساتہہ اسکی کمال محبت تہی اور کہا کرتا تہا کہ حسو حسین اور حسین حسو ہی دوئی باقی نہیں ہی +

مقبرہ جانی خان

قدیم مقابر سے نواح باغبانپورہ میں یہ مقبرہ موجود ہی یہ مقبرہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد میں بنا تہا چنانچہ مقبرے کے جنوب کی سمت کو تا حال ڈیوڑہی اس باغ کی

پختہ موجود اور بصیغہ نزول سرکار سے تیبر ا زمیندار نے خرید لی ہے۔
مقبرہ کی عمارت مربع ہے اور اندر باہر سے استرکاری ہر طرف بین بین در بین
محرابی قالبوتی بنے ہین سقف کے برابر خوبصورت گردنہ سقف قالبوتی گنبد
مدور پختہ جسپر کام لہریا بسنتی کانسی کار بنا یا گیا ہے۔ حال جانی خان کا یہ ہے
کہ محمد شاہ بادشاہ کیوقت یہ شخص نوابی رتبہ پر پہنچا اور انتظام الدولہ خطاب
پایا تہا اسکا باپ قمر الدین خان جو وزیر بمقام کرنال احمد شاہ درانی کی لڑائی مین
مارا گیا تہا مگر اس نے مع اپنے بہائی میر معین الملک کے احمد شاہ درانی کو
شکست دی اور وہ واپس کابل کو چلا گیا اُسکے جانے کے بعد پنجاب کا انتظام
میر معین الملک نے اپنے طور پر کیا اور جانی خان افسر فوج پنجاب مقرر رہا آخر
سنہ ۱۱۹۲ مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوا خدا کی قدرت ہے کہ اب اتنے بڑے
امیر کبیر کی قبر بہی باقی نہین رہی اور مقبرے مین سیرا زمیندار نے اپنا بہوسہ
ڈالا ہوا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار +

مقبرہ شاہزادہ پرویز

موضع خوجہ سعید کے شمال کی سمت لاہور سے بفاصلہ دو میل بجانب شرق یہ مقبرہ
قدیم زمانے کا بنا ہوا موجود ہے یہ مقبرہ ایک پختہ چبوترہ پر جو زمین سے قد آدم
بلند ہے بنا ہوا ہے ارتفاع اسکے گنبد کا مقبرہ نواب علی مردان خان سے کم نہین ہے
چارون طرف اسکے عالیشان دروازے تہے اور اندر قبر شہزادہ پرویز پسر شاہ
جہانگیر کی جو بوقت تخت نشینی شاہجہان کے سفر کشمیر سے آتا ہوا لاہور مین
آصف جاہ وزیر نے قتل کر دیا تہا بنی ہوئی تہی اب کچھہ بہی نہین یہ مقبرہ کسی
زمانہ مین اندر باہر سے سنگ مرمر کا تہا اندر مقبرے کے بہی فرش سنگ مرمر کا تہا
جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے اُتار ا گیا اور خشتی مرمت ہوئی جو وہ بہی گر گئی ہے

چونکہ اسکا حال بہت ابتر تہا سرکار نے اب مولف کتاب کی معرفت اسکی مرمت کرادی ہے +

مزار فقیر سائین قطب شاہ قادری

یہ مزار موضع کہوئی میران کے شرق کی سمت واقع ہی صاحب مزار آدمی مجرد طبع تارک الدنیا خدا پرست تہا اس اخیر زمانہ مین ایسا بےطمع شخص جسکو دنیا کے ساتہہ کسی طرح کا لگاؤ نہو اور صرف اپنے ہاتہہ سے محنت کر کر گزارہ کرے کم پیدا ہوتا ہے خاندان قادریہ شیخ غلام حسن ساکن وایان والے کا یہ مرید تہا تمام رات اسکو خدا کی یاد مین گزرجاتی تہی اور دن کو محنت و مزدوری سے غرض تہی ہر چند وہ اپنے آپکو چہپاتا تہا اور کسی سے نہ ملتا تہا مگر لوگ وہان پر بہی ملتے تہے ۱۲۹۰ھ مین وہ فوت ہوا اور اس جگہ پر دفنایا گیا جہان اب اُسکا مزار ہی یہ مزار اُسکی وصیت کے بموجب پختہ نہین بنایا گیا مگر چاہ چرخ وار پختہ ہی اور درختون سے تمام مکان چہپا ہوا ہی اُسکے مرید ایک سال مین دو بار اسکا عرس کرتے ہین اور بہنڈارہ عام فقرا پر تقسیم کیا جاتا ہے تمام دن قوالی ہوتی ہی اس بزرگ کی اگرچہ اولاد بہی ہے مگر مرید لوگ اعتقاد زیادہ رکہتے ہین +

مقبرہ نواب میان خان پسر نواب سعد اللہ خان

یہ مقبرہ موضع بہوگی وال غرب کی سمت کو بصورت ایک باغ کی موجود ہے مناسب ہے کہ اول حال صاحب مقبرہ کا بیان کیا جائے من بعد مقبرے کا۔ نواب میان خان فرزند صلبی نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان بادشاہ کا تہا۔ جب سعد اللہ خان مرگیا اور شاہجہان بادشاہ اورنگزیب عالمگیر اپنے فرزند کی بند مین آگیا تو میان خان کا چندان اختیار سلطنت مین نرہا تسپر بہی

امارت و دولت و حکومت ہندوستان مین صرف اسی خاندان کے لئے تہی
اس نے لاہور مین دو حویلیان عالیشان ایسی بنوائین کہ جسکی ثانی تمام پنجاب مین
نہ تہین جسکا ذکر علیحدہ اس کتاب مین درج ہوگا سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین بعہد عالمگیر
یہ مرگیا اور اس موقع پر دفنایا گیا چونکہ اسکا اصلی وطن قصبہ چنیوٹ تہا اور
چنیوٹ مین سنگ سیاہ کی کان ہے اسکی ہر ایک عمارت مین وہی کالا پتہر
صرف ہوا کرتا تہا چنیوٹ مین بہی اس نے اسی پتہر کی ایک مسجد بنوائی
تہی اس مقبرہ مین بہی اسکے وارثون نے وہی پتہر اکثر خرچ کیا اسوقت اس
مقبرے کے متعلقات عمارت پر کئی لاکہہ روپیہ خرچ ہوا تہا اور بآخر سلطنت
چغتائیہ تک اسمین رونق رہی سکہون کیوقت مکان ویران ہوگیا سنگ مرمر
وغیرہ قیمتی پتہر سب اُتر گئے اینٹین خشت فروشون کے کام آئین - مہاراجہ
رنجیت سنگہ کیوقت اگرچہ مکان برباد ہوچکا تہا مگر ابہی کسیقدر زینت
اسکی باقی تہی - بے مالک پاکر راجہ سوچیت سنگہ نے اسپر قبضہ کرلیا اور
چاردیواری مرمت کراکر باغ لگوایا اُسکی زندگی تک وہ راجہ سوچیت سنگہ کا
باغ مشہور رہا انگریزی عملداری مین یہ نقشہ نزول مین درج ہوکر نیلام پر چڑہایا
اور بعوض دو ہزار دو سو روپے کے نواب علی رضا خان قزلباش نے خریدا
اب یہ مکان نواب علی رضا خان کا باغ کہلاتا ہے +

دور گردون کی ذرا گردش کو دیکہ + ایک دم بہر بہی نہین جسکو قیام
رات پڑتی ہے کبہی ہوتا ہے دن + صبح ہوتی ہے کبہی ہوتی ہے شام

اس مکان کی قدیم عمارت مین بہت سا تغیر و تبدل ہوا ہے کچہہ تو راجہ
سوچیت سنگہ نے قدیم عمارت گرائی اور نئی بنوائی اور کچہہ اب نواب علی رضا خان
مرحوم نے تغیر و تبدل کیا تو بہی سنگین عمارت قدیمہ بہت سی موجود ہے -

جنوب کی سمت ڈیوڑھی بھی پختہ قدیم عمارت مین سے ہی اور حوض مربع مع آبشار اور عالیشان بارہ دری جسکے تین کمرے مسقف قالبوتی پختہ ہین اور مسجد گنبد دار یہ سب قدیم عمارات مین سے ہی لطف یہ ہی کہ جو مسجد غرب کی سمت بنائی گئی اُسی کا جواب شرق کی سمت کو بنا ہی وہی قطع وہی وضع وہی عمارت وہی گنبد وہی محرابین ہین یہ دوسری مسجد صرف خوبصورتی کے لئے بنائی گئی ہے کہ مسجد کا جواب محاذ مین بھی مسجد ہو ۔ قبر نواب میان خان کی ایک بارہ دری سنگین کے اندر ہی جو سنگ سیاہ کی بنی ہوئی ہی اس بارہ دری کے چارون وسیع چبوترہ قدآدم بلند بنا ہے ارتفاع مین بڑے بڑے تختے کالے پتھر کے لگے ہوئے ہین بلکہ تمام چبوترہ سنگ سیاہ کا ہی جنوب کی سمت آمد و رفت کا رستہ ہی اور چھہ سیڑہیان کالے پتھر کی ہین اور چبوترے پر سنگین فرش جنوب کی سمت محرابی دروازہ چبوترہ کلان کے میانہ مین ایک اور چبوترہ آدہ گز بلند پتھر کا ہی اسپر بارہ دری کی عمارت ہی اسکے اندر بھی سنگ سیاہ کا فرش ہے اور مسقف قالبوتی چارون طرف بارہ دروازے خشتی چونہ گچ ہر ایک دہنے مین دو دو ستون میانہ بارہ دری مین ایک اور چبوترہ چھہ انچ اونچا اس پر نواب میان خان کا تعویذ قبر سنگ مرمر کا تہا جسکو راجہ سوچیت سنگہ نے تڑوا دیا اب صرف چبوترہ باقی ہے اور جس مقام سے تعویذ قبر کا توڑا گیا ہے ابتک وہ مقام معلوم ہوتا ہی ۔ عملداری سکہی مین پہلے یہ عالیشان مکان شیخ امام الدین کو ملا اُس نے بڑے چبوترے سے بہت سی پتھر کی سلین اُکہڑوا کر اپنی حویلی کو لگوالین پہر راجہ سوچیت سنگہ کے تصرف مین آیا اُس نے قبر کو نیست و نابود کیا اب باغ کی صورت پر اس مکان کی ہیئت ہے +

مزار فتح شاہ سرمست

یہ خانقاہ پزاود بدہمت سے جنوب کی سمت واقع ہے چاروں طرف اسکی چاردیواری پختہ ہی اور اُسکے درمیان ایک پختہ چبوترہ چبوترے پر دو قبرین پختہ استرکار ایک فتا شاہ کی دوسری اُسکے خادم عبداللہ شاہ کی چاردیواری کے جنوب کی سمت وہ نہر جاری ہے جو شہر کی سمت آتی ہے اور باغات گردنواح لاہور اُس سے سیراب ہوتے ہین شمال کی سمت کوٹھی اویطویلہ صاحب کی تہی جو سکہی عہد مین فوج کا جرنیل تہا اب اس کوٹھی مین صاحبان ریلوے قیام پذیر ہین + یہ بزرگ محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بزرگ صاحب کمال مشہور تہا اکثر مستی و مجذوبی کی حالت مین پہر اکرتا تہا جہان کہڑا ہوجاتا کئی دن کہڑا رہ جاتا ایک بار دریا مین کئی ماہ تک کہڑا رہا اسکی کرامتین صدہا مشہور ہین بیعت اسکی خاندان شطاریہ مین بخدمت شیخ برہان الدین سرالٓہی کے بذریعہ شیخ لطیف برہان پوری کی تہی - سالانہ ماہ شوال کو اس مزار پر میلا ہوتا ہے فقرا جمع ہوتے ہین لاہور کے لوگ بہی بہت جاتے ہین سکہون کیوقت اس جگہ بڑا میلہ ہوتا تہا مگر اب اتنا ہجوم نہین ہوتا + یہ بزرگ ۱۱۵۵ ہجری مین فوت ہوا اور ایکسو گیارہ برس کی عمر پائی +

مزار شاہ ابوتراب المشہور شاہ گدا لاہوری

یہ مزار بہی لاہور کے مشہور مزارات مین سے ہے احاطہ مکان پختہ ہے اور احاطہ کے اندر چاہ کلان ہی جسپر چرخ چوب جاری ہے اور فقرا کے رہنے کے لئے مکانات پختہ بنے ہوئے ہین اور زمین مزروعہ ہے اور ایک عالیشان پختہ چبوترے پر قبر شاہ گدا کی اور قاضی فضل گدا کی اور قبرین بہی بہت ہین ایک مسجد بہی پختہ گنبددار بنی ہوئی ہی یہ بزرگ موحد و عالم و فاضل خداپرست ولی گزرا ہی اسکا دیوان منظوم بزبان فارسی موجود ہی جسکے مضامین ہمہ اوست پر دال ہین نسب نامہ جدی اس کا امام حسین کے ساتہہ ملتا ہے اصلی وطن شہر تبریز تہا جب ہمایون بادشاہ

بار ثانی ہندوستان مین آیا تو یہ بزرگ ہمراہ آیا اور گجرات دکن مین جا کر
شیخ وجیہہ الدین گجراتی شطاری کی خدمت مین بیعت کی اور بارہ برس تک
جنگلون مین رہکر کمال کو پہنچا آخر عمر لاہور مین آکر قیام کیا اور ۹۹۱ ہجری مین
فوت ہوکر یہان مدفون ہوا ایکسو چودہ برس کی عمر پائی +

مزار شاہ حسین زنجانی

یہ متبرک مزار موضع کہوئی میران بیرون شہر لاہور بجانب شرق بفاصلہ ایک میل
کے واقع ہے اگرچہ عمارت مختصر ہے مگر مکان قدیم ہے اور صاحب مزار قدمائے
بزرگان شہر لاہور سے ہی سلاطین غوریہ کیوقت یہ شہر زنجان سے ہند کی سیر کو
آیا اور تمام کشور ہند کی سیر کی واپسی کیوقت لاہور آکر قیام پذیر ہوا اور
یہان ہی فوت ہوا سال وفات انکا ۶۰۴ سنہ ہے قد آدم بلند چار دیواری
خشتی کے اندر یہ مزار ہی قبر بھی خشتی چونہ گچ ہی اور مکانات پختہ فقرا کی سکونت
کے لئے بنے ہوئے ہین اور چاہ چرخی دار جاری ہے سکھون کیوقت اس مزار
پر بڑا میلہ سالانہ ہوتا تہا مگر اب رفتہ رفتہ رونق میلے کی جاتی رہی ہی +

گورستان بیگم پورہ

یہ ایک عالیشان عمارت لاہور کے شرق کی سمت باغ شالامار سے غرب کی طرف
واقع ہے یہ گورستان خان بہادر زکریا خان صوبہ لاہور کا ہی اور اسی کے قرب
مین محلہ مغل پورہ آباد تہا جسمین اُمرائے مغل قیام پذیر تہے بوقت تیاری
اس عالیشان مکان پر لاکہا روپے صرف مین آئے ہونگے اب بہی بچی بچائی عمارت
اسقدر ہے کہ اُسی احاطہ مین موضع بیگم پورہ آباد ہی اور بہت سے حجرے
اور مسجد و مقبرے و ڈیوڑہی کلان وغیرہ موجود ہین اور استحکام و مضبوطی کا
یہ حال ہی کہ اس خوبی و مضبوطی کی عمارت ہرگز اب بن نہین سکتی سکہون کیوقت

اس مکان پر بڑے بڑے صدمے آئے جو شخص قابض ہوا وہ اسکو گراتا اور پتھر
اور اینٹین لاکھون روپیہ کی لیجاتا رہا اب تک یہی حال ہے پہلے تین حاکمون کے وقت
سردار گوجر سنگہ نے اس عالیشان مکان سے اینٹین کہدوا کر موضع قلعہ گوجر سنگہ
آباد کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت پہلے سمی خزانہ جو افسر توپخانے کا تہا اس پر
قابض ہوا اُس نے اسمین زمیندارون کو آباد کرکے گاؤن کی صورت بنائی بعد
چند سال کے ملاجہ سنسار چند جو کانگڑے سے لاہور آیا تو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے
یہ مکان اُسکے قیام کے لئے مرحمت کیا وہ چند ماہ اسمین رہا اور جاتی دفعہ اپنے
برہمنون کو بخش گیا اُسوقت معاملہ اسکی متعلقہ زمین کا ایک سو روپیہ سالانہ
تہا چند سال برہمن اسپر قابض رہے انہون نے قبرین بہت سی گرادین اور
پتہر اُتارے اور اینٹین فروخت کین من بعد دیسا سنگہ پسر سردار لہنا سنگہ
مجیٹہیہ نے یہ مکان برہمنون سے لے لیا اور اُنکو معاوضہ مین ایکسو روپے
کی جاگیر پہاڑ مین دلوادی اُنہین دنون مین نواب غازی جو اصلی وارث
اس مکان کا تہا اور خان بہادر بانی مکان کے ساتھہ اُسکا نسب نامہ صحیح
صحیح ملتا تہا کابل سے لاہور آیا اُسوقت سردار دیسا سنگہ پہاڑ مین تہا اور
مکان خالی تہا اُس نے فی الفور اپنا قبضہ کرلیا اور زمیندارون کو جواب
دیدیا اور یہ مقدمہ چند سال مہاراجہ رنجیت سنگہ کے روبرو رہا آخر نواب
غازی کی کچہہ پیش نگئی سمت ۱۸۹۵ بکرمی مین جرنیل گلاب سنگہ پہونڈیہ کی
فوج کی چہاونی بیگم پورے کے پاس مقرر ہوگئی تو یہ مکان بہی چہاونی مین آگیا
جرنیل گلاب سنگہ نے مسجد کو مسکن بنایا اُس نے خدابخش لمبردار کو تو نکالدیا
مگر کیہا لمبردار باغبان اُس باغیچہ کا جو مسجد کے آگے ہے مقرر رہا ۔ ہزارہا روپے
کی اینٹین ان مکانات سے کہدکر چہاونی کی تعمیر مین خرچ ہوئین آخیر سلطنت

سکہون تک گلاب سنگہ اسپر قابض رہا انگریزی سلطنت کیوقت وہی کیا لمبردار
قبضہ کا دعوی کر کر مالک بنا نواب غازی وغیرہ وارثان مکان نے نالشین کین
آخر لمبری دیوانی دعوی کا حکم ہوا اور وہ استقدر استطاعت نرکہتے تہے سلئے خاموش ہو ئے
بعدازان فضل شاہ نام ایک وارث نے چند ماہ تک سرسری دعوی مین قبضہ پایا
اُسی عرصہ مین اُس نے صدہا روپے کی اینٹین فروخت کرلین جب اپیل مین
زمینداروں کا قبضہ پہر بحال ہوگیا تو پہر وہ بیدخل ہوگیا + اس مکان
کی عمارت کی تشریح لکہنے کے لئے ایک علیحدہ کتاب چاہئے اسواسطے مختصر تحریر ہوتا
ہے کہ اس احاطہ کے اندر بہت سے چبوترے قبور کے ہین اور ایک عالیشان
ڈیوڑہی ابتک موجود ہی - پہلا مکان قدم رسول کا اس جگہ پیغمبر خدا کے قدم کا
نشان ایک پتہر مین تہا نہین معلوم سکہون کیوقت اُسکو کون اُکہاڑ کر لیگیا -
اس مقام پر ایک عالیشان مقبرہ بنا ہی - دوسرے چبوترے پر قبر نواب عبدالصمدخان
و زکریا خان بہادر وغیرہ متعلقین خاندان کی قبرین ہین - تیسرے ڈیوڑہی
کلان جسکے متعلق بہت سی عمارت ہی بعض بوسیدہ و کہنہ اور بعض موجود
اور بعض بے سقف اور بعض مسقف - چوتہے بڑے دالان غربی و جنوبی و شمالی
جو شکستہ و بے مرمت ہوگئے ہین سوائے انکے کوٹہریان خالبوتی سقف کی
بہی بہت ہین - پانچوین ایک مقطع باغ جواب خراب و خستہ پڑا ہوا ہی - چہٹے
ایک عالیشان مسجد کاشی کار ہی جسکے تین در محرابی مقطع خوبصورت بنے ہین
اور گوشہ جنوب غرب مین پختہ زینہ مسجد کے اوپر جانے کے لیئے ہی چارون گوشون
پر چار مینار کاشی کار برنگ سبز و بسنتی ہین اور مسجد کی سقف کے میانہ مین
گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی اس مسجد کی سقف پر گلاب سنگہ پہوڈنڈیہ
افسر فوج سکہی نے اپنے رہنے کے لیئے کوٹہی بنائی ہوئی تہی جواب زمینداران

کے قبضہ مین ہے تین دروں کے اوپر اور پرست وچپپ جو کاشی کا کام ہے ابتک تازہ وخوش رنگ نظر آتا ہے محراب میانہ کے میانے مین ایک سل سنگ مرمر کی لگی ہے اسپر کلمہ شریف کندہ ہے اور جنوب وشمال کی دونو محرابوں کے اندر دو حدیثین پیغمبر صاحب کی لکھی ہین مسجد کے صحن مین فرش خشتی بوسیدہ ہو چکا ہے اور ایک بڑا حوض ہے جسمین فوارہ لگا ہے مسجد کی دونو سمت جنوب وشمال کی طرف دو حجرے قالبوتی قطع بنے ہوئے ہین مسجد کے روبرو شرق کی سمت ایک قطع باغ ہے جسکے میانہ مین ایک گز زمین سے بلند ایک چبوترہ پختہ ہے اس چبوترے پر سرتاپا سنگ مرمر لگا تھا جسکو سردار جوالا سنگھ بھرانیہ اکھاڑ کر لیگیا اس چبوترے پر دو قبرین زمانہ زوجہ والدہ نواب خان بہادر کی تھین چونکہ یہ تمام عمارت بیگم جان والدہ نواب خان بہادر نے اپنی حین حیات بنوائی تھی اس سبب سے ابتک اسکا نام بیگم پورہ مشہور ہے الحمد للہ کہ نام ابتک زندہ ہے اگرچہ قبرین اکھڑ گئی ہین - اس عالیشان مسجد کی مرمت بھی اب مولف کتاب کی معرفت سرکار نے کرائی ہے + نواب خان بہادر کا حال مفصل تاریخ پنجاب مولفہ راقم مین درج ہے شائقین وہان سے مطالعہ کر لین +

حال سفید گنبد المشہور لگا گنبد

یہ مکان بیگم پورہ کے شرق کی سمت کو ایک گنبد ہشت پہلو پرانا موجود ہے اندر سے سالم ہے مگر اوپر سے بوسیدہ ہے چبوترہ پختہ پر اسکی عمارت ہے مگر اب چبوترہ گر چکا ہے یہ مقبرہ یحیی خان کا مشہور ہے جو محمد شاہی عہد مین ایک امیر لاہور کے امراء مین سے تھا اور سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین مر گیا اب یہ مقبرہ بالکل بے مرمت وخراب حال مین ہے

مسجد خواجہ ایاز

موضع باغبانپورہ کے متصل یہ ایک قدیمہ عمارت کی مسجد موجود ہے خواجہ ایاز شاہجہانی عہد مین ایک امیر کبیر عمارت کے کارخانہ مین ماتحت نواب علی مردانخان

کے کام کرتا تھا جب شالامار باغ شاہجہان کے حکم سے تعمیر ہوا تو میر عمارت خواجہ ایاز تھا اُس نے اپنی یادگار یہ مسجد اس موقع پر تعمیر کی تھی اور ایک باغ بھی اپنے نام سے شالامار باغ کے شرق کی سمت کو تیار کرایا جو ابتک مع چار دیواری پختہ و بارہ دری کے موجود ہے اور اب سرداران سندھانوالیہ کے قبضہ مین ہے اس مسجد کی تین محرابین اور تین گنبد عالیشان پختہ ہین سقف قالبوتی پختہ دیوار مسجد کے چارون طرف سے چار چار گز بلند بنی ہوئی ہے میانہ مین ایک حوض مربع دس گز طول اور دس گز عرض کا بیچ مین فوارہ خاص مسجد کی بیرونی دیوار کے دونو گوشون مین دو زینے اوپر جانے کے لئے بنے ہین درمیانی محراب پر ایک سل سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اور اُسپر ایک حدیث شریف عربی خط مین لکھی ہے اور نیز بندہ درگاہ خواجہ محمد ایاز تحریر ہے بیرونی دیوار کے مرغولون اور بازوؤن پر رنگین پر تکلف کام ہے زیر گنبد و اندرون مسجد بھی سب عمارت رنگین و منقش اور زمین پر پختہ فرش ہے جنوب کی سمت کو دو حجرے پختہ بنے ہوئے ہین +

مقبرہ سید میران شاہ المشہور موج دریا بخاری

اُوچ کے سیدون مین سے یہ بزرگ اکبر بادشاہ کے عہد مین ایک بزرگ خدا پرست صاحب ولایت و کرامت مشہور تھا اسکا بزرگ سید جلال الدین میر سرخ بخاری اُچ مین قیام پذیر تھا اور وہین اُسکا مقبرہ ہے اکبر بادشاہ اسکا بڑا معتقد تھا اور ایک لاکھ پچیس ہزار کی جاگیر بٹالہ کے علاقہ مین اسکے نام پر واگزار تھی لاہور مین اسی موقع پر جہان مقبرہ ہے اس کا گھر تھا اور لنگر عام جاری رہتا تھا مقبرہ موجودہ اسکی زندگی مین اکبر بادشاہ کے حکم سے بنا تھا یہ بزرگ گیارہوین ربیع الاول ۱۰۱۳؁ھ ہجری مین فوت ہوا اور تاریخ وفات اسکی درج کتاب خزینۃ الاصفیا یہ ہے +

حضرت میران محمد شاہ خلد
سہروردی پیر شیخ باصفا
آخر الامر از جہان بے ثبات
جست سرور سال ترحیلش عجب

موج دریائے سخا عین الیقین
بود بحر فیض بر روئے زمین
گشت در خلد برین منزل گزین
۱۰۱۳
از محمد شاہ میران میر دین

یہ مقبرہ صدر بازار انارکلی جنوبی حد جناب مکلوڈ صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کی شرقی دیوار کے ساتھ ملحق ہے صورت مقبرہ کی ہشت پہلو دروازہ آمدورفت جنوب کی سمت ہی ایک چبوترہ خشتی پختہ چونہ گچ پر یہ عالیشان عمارت بنی ہے دروازہ کے اوپر ایک طاقچہ بنا ہے اُسمین بخط جلی یہ لکھا ہے روضہ مقدسہ زبدۃ الواصلین قدوۃ العارفین مقبول بارگاہ باری میران سید محمد شاہ موج دریا بخاری نور اللہ مرقدہ در عہد اکبر بادشاہ تعمیر یافت۔ سوای اسکے ہر ایک پہلو پر اشعار لکھی ہین مقبرے کے اندر گیارہ قبرین ہین ایک خاص میران محمد شاہ کی اور دو دو نو فرزندون صفی الدین و بہاء الدین کی اور باقی اولاد کی اور ایک قبر اسکے فرزند شہاب الدین کی موضع بھوگیوال کے پاس ہی اس متبرک مکان پر ہر سال عرس ہوتا ہے اور خلقت کثیر جمع ہوتی ہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت چالیس روپے ماہوار اس خانقاہ کے اخراجات کیواسطے ملتا تہا اب کچھہ نہین ملتا۔ اس مقبرے کی چار دیواری کے متعلق بہت سی عمارت ہی چنانچہ مسجد پختہ و مکان سکونت خادمان خانقاہ و چاہ وغیرہ سب پختہ عمارت بنی ہوئی ہے اس مقبرے کی حدود سے باہر ایک چبوترے پر قبر زند علی بن سید عبد الرحیم بن صفی الدین بن میران محمد شاہ بنی ہوئی ہے اُسکی تعریف بہی لوگ بہت کرتے ہین کہ ولی اور خدا پرست تہا + اس بزرگ کی اولاد سید حسین شاہ وغیرہ لاہور مین۔ قیام پذیر ہے جو

سید صفی الدین کے ذریعہ سے اسکے ساتھ شجرہ ملاتے ہین اور باقیماندہ اولاد قصبہ بٹالہ مین قیام پذیر ہے۔ شہاب الدین کے ساتھ اُنکا شجرہ ملتا ہے۔غرض کہ یہ خانقاہ لاہور کے مشہور ومعروف مکانون مین ہے +

مقبرہ سید شاہ چراغ گیلانی

اصلی نام اس بزرگ کا سید عبد الرزاق بن سید عبد الوہاب گیلانی تہا اور شاہ چراغ خطاب تہا بزرگ اسکے قصبہ اُچ علاقہ ریاست بہاولپور سے آکر قصبہ ستگہرہ ضلع منٹگمری مین اور وہان سے لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوئے چونکہ نسب نامہ صحیح اس خاندان کا پیران پیر محی الدین کے ساتھہ ملتا ہے لوگ اُنکا بہت ادب کرتے ہین مسلمانی عملداری کیوقت اُنکا بڑا عروج تہا سلاطین وقت لاکہون روپے اُنکی نذر کرتے تہے اس موقع پر جہان اب یہ مقبرہ ہے محلہ لنگر خان بلوچ کا تہا اور وہ اُنکا مرید تہا اس سبب سے یہ مقبرہ اسی موقع پر بنا ورنہ ان بزرگون کے مزار ستگہرہ وغیرہ مقامات مین بہت ہین وفات اسکی ۲۲ ماہ ذی قعد ۱۰۶۸ھ ہجری مین واقع ہوئی اور یہ روضہ عالمگیر اورنگ زیب کے حکم سے تعمیر ہوا اور مسجد عالیشان جو غرب کی سمت مقبرے کے ہے اور اب سرکاری دفتر صاحب اکونٹنٹ وسول ایڈیٹر کا رہتا ہے خان بہادر زکریا خان کے حکم سے تعمیر ہوئی کیونکہ اُسکی والدہ اس خاندان کی مرید تہی اور اُس نے وصیت کی تہی کہ میری قبر اس جگہ ہو اور میرے زیور سے مسجد تعمیر کردی جائے ۔ یہ مقبرہ مربع صورت کا پختہ چونہ کی عمارت کا بنا یا گیا ہے دروازہ جنوب کی سمت ہی مقبرے کے اندر آٹہہ قبرین ہین ایک تو شاہ چراغ کی اور سات اُنکی اولاد کی ۔ چہت خشتی قالبوتی اور اوپر عالیشان گنبد ہے مسجد بہی چونہ گچ ہے جسکی پانچ محرابین عالیشان اور پانچ گنبد ہین قبل عملداری انگریزی کے اس مسجد مین سکہون نے میگہہ زین ڈالا ہوا تہا جب انگریزون کی عملداری ہوئی

تو اسکو کوٹھی بنالیا گیا اور میجر میکگریگر صاحب و ڈیوڈ ربرن صاحب و سمسم صاحب بہادر ڈپٹی کمشنران اسمین رہتے رہے پہر اکونٹنٹ کا دفتر اُس مین مقرر ہوگیا اب کوٹہی یعنے مسجد کا احاطہ علیحدہ ہے اور مقبرہ کا علیحدہ اور مقبرے پر قبضہ سادات گیلانی کا ہر سال یہان میلہ ربیع الثانی کی سترہوین تاریخ کو ہوتا ہے اور خلقت بہت جمع ہوتی ہے ؎

مقبرہ شیخ عبد اللہ شاہ بلوچ

یہ بزرگ شہر لاہور کے تین چار کوس کیوقت صاحب زہد و ریاضت و کرامت مشہور رتہا چونکہ موضع مزنگ مین لنگر خان کی اولاد مین سے اکثر بلوچ رہتے ہین یہ بہی اُنہی فرقون مین سے تہا خاندان قادریہ مین اسکی بیعت تہی اُس نے موضع مزنگ کے غرب کیطرف اپنے نام سے ایک جدید آبادی آباد کر کے اسکا نام کوٹ عبد اللہ شاہ رکہا یہ شاعر بھی تہا پنجابی زبان مین اس کے ابیات ابتک زبان زد خاص و عام ہین علوم ظاہری مین بہی یہ شخص فاضل تہا اور لاہور کے علما و فضلا اسکی خدمت مین حاضر ہوکر استفادہ کرتے تھے اور حافظ غلام محمد امام مسجد وزیر خان اس کا مرید تھا مفتی شیخ فیض بخش جو ایک اجلہ علما سے تھا اسکی خدمت مین ارادت رکھتا تھا ۱۲۰۱ھ ہجری مین یہ شخص فوت ہوا اور غریب کے لفظ سے تاریخ وفات نکلی۔ یہ مقبرہ بیرون موضع مزنگ بجانب گوشہ شمال مغرب واقع ہے چارو طرف ایک پختہ چار دیواری اُس کے اندر یہ مقبرہ پختہ چونہ گچ معہ ایک عالیشان مسجد کے موجود ہے پہلے مزار عبد اللہ شاہ ایک پختہ چبوترے پر پختہ بنا ہوا تہا گنبد نہ تہا ۱۲۷۱ھ ہجری مین سردار خان بلوچ نمبردار موضع مزنگ نے یہ موجودہ مقبرہ بنوایا اور غرب کیطرف اسکی ایک پختہ مسجد بنوائی۔ اسکی مرضی تھی کہ مینار اس مسجد کے بہت

اونچی بنوائے مگر ابھی دو ہی مینار بن چکے تھے اور مسجد سفید بھی نہین ہونے پائی تھی کہ سردار خان کا خود خاتمہ ہوگیا۔

مقبرہ شاہ ابو اسحاق قادری

یہ متبرک مقبرہ موضع مزنگ کے شرق کی سمت بہت نزدیک موجود ہے مقبرہ پختہ چونہ گچ مربع صورت کا بنا ہوا ہے جنوب کیطرف دروازہ ہے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتے ہین مقبرہ کے وسط مین ایک چوبی پنجرہ مزار کے چارون طرف تا بکمر بلند نصب ہے اس کے وسط مین قبر پختہ بنی ہے اندر کی عمارت چونہ گچ سقف قالبوتی اور اوپر گنبد عالیشان مدور ہے مقبرے کے غرب کی سمت ایک پختہ عالیشان مسجد ہے جسکی تین محرابین ہین اندر باہر پختہ فرش ہے اس مقبرے کے اندر گچ پر منوطی کام اس خوبصورتی سے ساختہ کیا ہوا ہے جسکو دیکھکر انسان خوش ہوجاتا ہے اور چارون طرف دیوارون پر صورۃ یسین و سورۃ ملک اسی منوطی کام مین لکھی ہوئی ہے اس مقبرے اور مسجد کے علاوہ ایک دوسرا عالیشان مقبرہ مسجد کی پشت پر بگوشہ جنوب غرب بنا ہوا ہے یہ مقبرہ بھی پختہ شاہ ابو اسحاق کے مقبرہ کی قطع پر بنایا گیا ہے اس مین تین قبرین محمد حسین و ملک حسین و یار حسین فرزندان ابو اسحاق کے ہین اندر مقبرہ کے آیات قرآنی بخط نسخ نہایت خوبصورتی کے ساتھہ لکھی ہین ۔ شاہ ابو اسحاق قادریہ سلسلہ مین خواجہ داؤد شیر گڑھی کا مرید و خلیفہ تھا ۹۸۲؁ ہجری مین بعہد اکبر بادشاہ فوت ہوکر اسجگہہ دفنایا گیا اسکی بزرگی و خدا پرستی کا قایل ایک زمانہ ہے ۔ اس مزار کا احاطہ بہت بڑا ہے اور سات بگیہہ اراضی زرعی ملحقہ مقبرہ مع چاہ روان اسکے متعلق ہے جس کی آمدنی مجاور کہاتے ہین پانچوین محرم کو ہر سال یہان میلہ ہوتا ہے گانون کے لوگ بہت جمع ہوجاتے ہین رات بھر قرآن شریف پڑھا جاتا ہی راگ گانے کی

ممانعت ہی- ابو اسحاق تاج عارفان + اسکی وفات کی تاریخ ہے +

مقبرہ خیر الدین المخاطب بشاہ ابو المعالی قادری

یہ مشہور و معروف متبرک مقبرہ دروازہ موچی کے باہر گوشہ گلنی مین واقع ہے اس مقبرے کے متعلق بہت بڑا قبرستان اور بیشمار عمارتین ہین چونکہ اسجگہہ خاص اس بزرگ کا حال لکھنا منظور ہے اس لئے خاص مقبرہ متبرکہ کا حال لکھا جاتا ہے کہ یہ مقبرہ ایک پختہ و بلند چبوترہ پر بنا ہوا ہے صورت مقبرہ کی ہشت پہلو اور دروازہ آمد و رفت جنوب کی سمت کو ہے زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین مقبرے کی عمارت سب پختہ چونہ گچ اندر باہر سے استرکار ہے سقف قالبوتی ہے اوپر عالیشان گنبد بنا ہے مقبرے کے اندر وسط مین ایک اور پختہ چبوترہ ہے جسپر چار قبرین پختہ بنے ہین + ایک شاہ ابو المعالی کی دوسری شاہ محمد باقر اسکے فرزند کلان کی تیسری شاہ محمد رضا چوتھی حاجی محمد افضل کی- ان قبرون کے چارطرف پنجرہ چوبی قد آدم بلند نہایت خوبصورت نور الایمان والے نے بنایا تھا جس کا ذکر اسکی مسجد کے حال مین تحریر ہو چکا ہے یہ مقبرہ باہر سے دو منزلہ اور اندر سے ایک منزلہ ہے اور زینہ غرب کی سمت بنا ہوا ہے- بنیاد اس مقبرہ کی شاہ ابو المعالی نے اپنی زندگی مین رکھی تھی مگر ابھی ناتمام تھا کہ وہ خود انتقال کر گیا اور محمد باقر اسکے فرزند نے اس عمارت کو باختتام پہنچایا- مقبرے کے غرب کیطرف ایک مسجد پختہ ریختہ کار بنی ہے اندر باہر فرش پختہ ہے تین محرابین قالبوتی عالیشان ہین سقف قالبوتی اسپر تین گنبد مدور منقطع ہین- یہ مسجد شاہ ابو المعالی نے اپنی زندگی مین بنوائی تھی مگر سکھون کے وقت غوث خان جرنیل توپخانہ نے اس مسجد کو دوبارہ بنوایا جو اب تک موجود ہے- بہت سے مکانات اور دالان شاہ ابو المعالی کی اولاد کی نشست کے لئے بنے ہوئے ہین اور ہر ایک اپنے اپنے مقبوضہ مکان مین بیٹھتا ہے-

یہ بزرگ ۱۷ ماہ ربیع الاول ۲۵؎۱۰۸۹ ہجری کو بعہد شاہ جہان بادشاہ فوت ہوا اور اسی تاریخ کو ہر سال عرس ہوتا ہے دو روز عرس کا ہجوم خانقاہ پر رہتا ہے خلقت بکثرت جاتی ہے پہلے روز رات کو چراغان ہوتا ہے اور طوائف قاصہ جاکر ناچتی ہین دوسرے روز قوالی ہوتی ہے اور فقرا سماع سنتے ہین۔ دونو عید ونکا میلہ بھی اسی خانقاہ پر ہوتا ہے گویا ایک سال مین تین میلے ہوتے ہین قبور کے احاطے اس گورستان کے متعلق بیشمار ہین۔ شاہ خیر الدین ابو المعالی اپنے وقت کا عالم فاضل فقیر خدا پرست صاحب زہد ریاضت تھا لاکھون آدمی اسکے مرید تھے بہت سی کتابین اسکی تصنیف کی ہوئی ابتک موجود ہین یہ بزرگ دہم ماہ ذوی الحج روز عید ۹۹۰ ہجری کو پیدا ہوا اور ۱۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ کو فوت ہوا۔ پینتسٹھ برس کی عمر پائی قطعہ تاریخ اسکی ولادت و وفات کا مندرجہ کتاب خزینۃ الاصفیا یہہ ہے +

بو المعالی خیر دین احمدی	بود ذاتش معدن صدق و یقین
۹۹۰ خیر دین نیکو بود تولید او	۱۰۲۵ رحلت پاکش معالی خیر دین

اس بزرگ کے پوتے نواسے بیشمار ہین جنکا گزارہ پیری مریدی مقبرے کے چڑہاوے کی آمدنی پر ہے سب لاہور مین رہتے ہین مہلن شاہ امام شاہ فاضل شاہ فیروز شاہ انکی اولاد مین سفید پوش ہین مگر علم سے بہرہ نہین رکھتے۔

مزار تاجے شاہ مجذوب

یہ مزار بیرون موچی دروازہ مشہور و معروف مزار ہے قبر پختہ ایک چبوترہ چار دیواری کے اندر ہے اور مغرب کی سمت ایک مسجد پختہ بنی ہوئی ہے شرق کی سمت چھوٹا سا باغیچہ اور فقیرون کے رہنے کے مکان ہین روز دوشنبہ ہفتم ماہ بیساکھ سمت ۱۹۰۱ بکرمی مطابق ۱۲۶۱ ہجری یہ بزرگ فوت ہوا سالانہ میلا اسی تاریخ کو ہوتا ہے

مہتمم میلے کا مسمی نور محمد اور اُسکا بیٹا بوڑہا سب اور سیر ہتے ہوے اپنا روپیہ خرچ کر کے میلا کرتے ہین یہ نور محمد ناجے شاہ کا مرید تہا وہ بیان کرتا ہی کہ میرے گہر اولاد نہ تہی ناجے شاہ کی دعا سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بوڑہا رکہا اور اب وہ سب اور سیر ہے عہد سکہی مین یہ ناجے شاہ ایک فقیر مجذوب مستانہ پہرا کرتا تہا لوگ بہت اسکے پاس جاتے تہے اور اسکو صاحب کشف و کرامت کہتے ہین ایکسو دو برس کی عمر پائی

مقبرہ شیخ عبدالرزاق مکی

یہ وہ مقبرہ ہی جو صدر بازار انار کلی مین نیلہ گنبد مشہور ہی صورت اسکی ہشت پہلو اور ہر پہلو مین عالیشان محراب قالبوتی پختہ عمارت کی سقف قالبوتی اوپر گنبد عالیشان کاشی کار برنگ سبز فیروزی اسکے اندر قبر شیخ عبدالرزاق مکی کی تہی جو مکہ معظمہ سے بطور سیر ہمایونی عہد مین ہندوستان مین آیا اور میران محمد شاہ موج دریا بخاری کا مرید ہوکر زہد و ریاضت مین مصروف ہوا اور اس کمال کو پہنچا کہ موج دریا اسکی تعظیم کرتے تہے امراے لاہور کا اعتقاد اسکی نسبت بہت تہا ہزارون آدمی خدمت مین حاضر رہتے تہے ۱۰۸۴ ہجری عہد عالمگیری مین یہ مر گیا اور یہ عالیشان مقبرہ اُسکی قبر پر بنوایا گیا اور ایک عالیشان مسجد مقبرے کے غرب کی سمت کو تعمیر ہوئی اور عالیشان باغ بنایا گیا سکہی عہد مین وہ سب عمارت برباد ہوگئی صرف مسجد و مقبرہ باقی رہ گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے مقبرے مین بارود بہری گئی مسجد مین گولے گولیان بہری گئین اور ایک علیحدہ مکان لوہارون کیواسطے بنایا گیا جسمین وہ بندوقین بنایا کرتے تہے جب سکہی سلطنت برباد ہوئی اور انگریزی عملداری ہوا تو مسجد و مقبرہ خالی ہوگیا اور مسجد و مقبرہ سفیدی ہوکر مسکوٹ بنایا گیا جہان انگریز آکر کہانا کہاتے تہے آخر جب انار کلی کی چہاونی موقوف ہوکر میانمیر کے میدان مین چہاونی قرار پائی

تو سکوٹ والون نے بہی اسکو چہوڑا اور منشی نجم الدین ٹہیکہ دار ڈبل روٹی نے
سرکار مین درخواست دیکر یہ مسجد و مقبرہ واگذار کرایا اور بہت سا روپیہ اپنی گرہ سے
خرچ کرکے مسجد کی مرمت کی مسجد از سر نو آباد ہوئی اور مسلمان اُسمین نماز پڑہنے لگے
اب یہ مسجد نجم الدین کی مسجد کہلاتی ہی مقبرہ مین ہی قبر بنائی گئی ہی اس مسجد کی تین
عالیشان محرابین اور تین گنبد ہین عمارت سب پختہ چونہ گچ ہی صحن مسجد کا بہت
وسیع اور مسجد جامع ہی شمال کی سمت مسجد کے بڑا چاہ اور غسلخانے وسقاوے
بنے ہین امامت مسجد کی مولوی نور احمد کو سپرد ہے +

مزار خواجہ محمد سعید لاہوری

نیلے گنبد کے محاذ مین شرق کی سمت یہ وسیع چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی دروازہ
چار دیواری کے غرب کی سمت کو ہی دروازے کے آگے ایک کوٹہہ فقیر کے رہنے کے
لئے بنا ہوا ہی جب اندر جائین تو ایک اور چار دیواری پختہ ہی جسمین تین قبرین پختہ
ہین ایک تو خواجہ محمد سعید کی دوسری حاجی عباذ اللہ کی تیسری عبد الرحمن کی جو
خواجہ محمد سعید کی نواسے تہے اس چار دیواری کے شمال کی طرف ایک چاہ چرخی دار
ہے سوائے اسکے ایک اور چہوٹی سی چار دیواری ہی جسمین قبر شاہ شرف کی ہے اس شاہ شرف
کا روضہ سنگین اور عالیشان مسجد بہائی دروازے کے آگے بنی ہوئی تہی مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے جب شہر لاہور کے دوہرے دروازے اور خندق تمام شہر لاہور
کے گرد گرد بنوائی تو یہ عمارت دروازے کے قریب آگئی اور رستہ تنگ رہ گیا
اس سبب سے حکم ہوا کہ اس مقبرے اور مسجد کو گرا دیا جائے چنانچہ مسجد و مقبرہ
دونو گرائے گئے جسقدر پتہر سنگ مرمر و سنگ سرخ اوتزا وہ امرتسر بہیجا گیا اُسوقت
شاہ شرف کی لاش کا صندوق جو صحیح و سلامت نکلا تہا اس چار دیواری
کے اندر دوبارہ دفنایا گیا اور فقیر نور الدین کی معرفت یہ نہایت مختصر چبوترہ و

چاردیواری بنادی گئی - یہ مسجد و مقبرہ جسمین شاہ شرف مدفون تہا عالمگیری عمارات مین سے تہا اور قدیمی عمارات مین سے کوئی ایسی خوبصورت و رنگین عمارت نہ تہی مسجد و مقبرہ کے گنبدون پر سنگ مرمر لگا ہوا تہا اور بیرونی دیوارین سنگ سرخ کی تہین اندرونی عمارت کاشی کار تہی اب دونو بزرگون کا حال لکہا جاتا ہی خواجہ محمد سعید تو ایک بزرگ قادریہ سلسلہ کا تہا صاحب کرامت و خوارق اس نے روئے زمین کی سیر کی اور کابل مین مدت رہا احمد شاہ دُرانی اسکا نہایت معتقد تہا تیسرے حملے مین جب احمد شاہ لاہور آیا تو اسکی خاطر سے لاہور غارت سے بچ گیا اس نے بادشاہ کے نام صرف ایک رقعہ لکہہ بہیجا تہا کہ بندگان خدا کو مت ستاؤ بادشاہ بذات خود خدمت مین حاضر ہوا - سکہون کی غارت گری کیوقت یہی خاص اسکی سکونت کا محلہ جسکو محلہ دولا واڑی کہتے تہے غارت سے بچتا رہا جب یہ مرگیا تو سکہون نے لوٹ لیا ۱۱۸۱ھ مین یہ بزرگ فوت ہوا شیخ وصل سعید ۱۱۸۱ اسکی تاریخ وفات ہی اور شیخ اشرف بہی بزرگ عالم عامل شہر لاہور کا رہنے والا تہا عامل یہہ شخص ایسا تہا کہ اپنے وقت مین ثانی نہین رکہتا تہا امرائے عہد اُسکے حلقہ بگوش تہے بادشاہ وقت مطیع تہا یہ بزرگ ۱۱۰۴ھ مین فوت ہوا اور عالمگیر اورنگ زیب کے حکم سے وہ عالیشان عمارت اسکی قبر پر بنائی گئی جو سکہی وقت مین نیست و نابود ہوگئی اب اُس موقع پر خاکروبون کا تکیہ بنا ہوا ہے

از خزان پامال کرد افسوس گردون باغ را　　جائے بلبل وا دریغ و حسرتا زاغ را

خانقاہ عالیہ علی مخدوم گنج بخش غزنوی لاہوری

یہ متبرک و قدیمی مقبرہ لاہور کے مشہور و مزین مزارون و مقبرون سے ہی دور دور سے مسلمان معتقد لوگ اس مزار کی زیارت کو آتے ہین بادشاہان سلف بہی کمال ادب اس مزار کا کرتے تہے چنانچہ سلطان ابراہیم غزنوی اور سلطان شمس الدین التمش

وغیرہ بادشاہون کے ہاتہہ کے لکہے ہوئے قرآن شریف اس مزار پر موجود ہین
یہ بزرگ سلطان مسعود سلطان محمود کے بیٹے کے ہمراہ لاہور مین آیا اور مسلمانی
دین کے پہیلانے مین بہت کوشش کی بڑے بڑے بزرگون مثل خواجہ معین الدین چشتی سنجری
اجمیری و خواجہ فرید پاک پٹنی وغیرہ نے یہان آکر چلے کاٹے اور فیض پایا تہا دارا شکوہ
اپنی کتاب سفینۃ الاولیا اور مولانا جامی اپنی کتاب نفحات الانس مین اس بزرگ
کی تعریف بحد کمال لکہتے ہین اور بیشک یہ بزرگ ایسا ہی ہوگا جیسی اسکی تعریف
کتابون مین درج ہے سنہ ۴۳۱ ہجری مین اس نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے
لاہور کو مشرف کیا اور سنہ ۴۶۵ مین مرگیا چونتیس برس برابر لاہور مین رہ کر ظاہری
باطنی علم پہیلایا اور خداپرستی کا طریق لوگون کو سکہلایا اسکی لاکہون کرامتین
کتابون مین درج ہین اندر کے دروازے پر یہ شعر لکہے ہین +

خانقاہ علی ہجویری	خاک جاروب از درش بردار
طوطیا کن بدیدۂ حق بین	تا شوی واقف در اسرار
چونکہ سردار ملک معنی بود	سال وصلش برآید از سردار ۴۶۵

اس عالیشان و متبرک مقبرے کے گرد بڑی بڑی عالیشان عمارتین تہین چنانچہ
روضہ و مسجد شاہ اشرف کی اسی کے جوار مین تہی مگر سب کی سب سکہون کی
نذر ہوئین مہاراجہ رنجیت سنگہ اگرچہ ادب اس مزار کا بہت کرتا تہا اور ہزارون
روپیے نذرانے کے بہیجتا تہا مگر باہر کی عمارت اُس نے بہی ایک نہ چہوڑی
سب کے پتہر اوتروا اُنکی بنیادین زمین سے نکلوا دین صرف مزار کا مکان باقی
رہ گیا اس احاطہ مزار کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہے اندر کو جائین تو ایک دروازہ
سنگین دہلیز کا غرب کی سمت کو ہے جسکے اندر ڈیوڑہی ہے اسکے اندر ہو کر جائین
تو شرقی دروازے مین سے صحن مربع کے اندر انسان جا پہنچتا ہے صحن سے

چارون طرف مکانات دالان وغیرہ بنی ہین جنہین بڑے بڑے قران شاہان سلف
کے ہاتھہ کے لکھے ہوئے رحلون پر رکھے ہین اور لوگ اُنکو پڑہتے رہتے ہین جنوبی
سمت مجاور بستے ہین صحن کے وسط مین مثمن چبوترہ ہے اور اُسپر مزار ہے
چبوترہ سنگ مرمر کا ہی اوپر بہی فرش سنگ مرمر کا قبر بہی ایک ٹکڑہ سنگ مرمر
کی بنی ہے چبوترے کے آٹہون پہلوون پر چوبی پنجرہ ہے پہلے اوپر مزار کے
گنبد نہ تہا مگر سنہ ۱۲۰۳ھ ہجری مین مسمی نور محمد ساد ہونے یہ گنبد بنوایا تہا جو اب موجود
ہے گنبد مدور نہایت خوبصورت ہے آٹہون وہین رکہے گئے ہین آٹہون مین
نیچے پنجرے اور اوپر آئینے لگ کر بند کر دئے گئے ہین جنوبی دروازہ رکہا گیا ہے
اس احاطہ کے متعلق جنوب ومغرب کے گوشہ مین ایک عالیشان مسجد گنبددار بنی
ہوئی ہی یہ مسجد حضرت نے خود بنوائی تہی مگر اب سنہ ۱۸۶۹ع مین دوبارہ بنائی گئی ہے
اس احاطہ کے شمالی دالان مین سے احاطہ قبر شیخ امام الدین کی طرف رستہ ہے
اور وہ احاطہ حضرت کے احاطہ سے بجانب شرق وجنوب دیوار بدیوار ہے شیخ امام الدین
کی قبر کا احاطہ بہی نہایت مکلف بنا ہے قبر نواب شیخ امام الدین کی سنگ مرمر
کی بنی ہی اور قبر کی جنوبی دیوار پر یہ اشعار لکہے ہوئے ہین +

دریغا کہ بے ما بسے روزگار — بروید گل وبشگفد نوبہار
بسے بر دوی ماہ واردی بہشت — بیاید کہ ما خاک باشیم وخشت

یہ قبر سنگ مرمر کی نہایت عمدہ وتقطیع بنی ہی جو بعد وفات نواب شیخ امام الدین کے اُنکے
بیٹے نواب غلام محبوب سبحانی بنوائی تہی اور الہ بخش نام حکاک نے اس قبر کو بنایا اور
قبر کی چہاتی پر جو پتہر لگا ہے اُسپر یہ تاریخی ابیات لکہے ہین +

چونکہ نواب شیخ امام الدین — شد ز دنیا و رو بخلد نہاد
گفت ہاتف بسال تاریخش — احمد مجتبی شفیعش باد

اسکے نیچے یہ شعر لکھا ہے +

چون بخاکم بگذری دامن کشان ازسر اخلاص الحمدی بخوان

چار دیواری مقبرے کے باہر جنوب کی سمت بہت سے مزار پختہ و مسجدین بنی ہوئی ہین اور بہت سی نشستگاہین مجاورون کی۔ اس مزار کے مجاور بہت سے ہین گنتی ستر آدمیون سے زیادہ ہے آمدنی چڑہاوے کی وہ بحصہ مساوی تقسیم کرتے ہین یہ بزرگ یعنی علی گنج بخش ہجویری حسنی سید تہے اسطرح پر اسکا شجرہ درج کتب ہی کہ شیخ علی بن سید عثمان بن سید علی بن سید عبدالرحمان بن سید عبداللہ بن سید ابوالحسن علی بن سید حسن بن سید زید شہید بن امام حسن بن علی مرتضیٰ اور پیری شجرہ اسکا اسطرح پر ہے کہ یہ بزرگ مرید خواجہ ابوالفضل بن حسن ختلی کا اور وہ خادم شیخ علی حقیری کا اور وہ خادم شیخ شبلی کا اور وہ جنید بغدادی کا اور وہ سری سقطی کا اور وہ معروف کرخی کا اور وہ داؤد طائی کا اور وہ حبیب عجمی کا اور وہ حسن بصری کا اور وہ علی المرتضیٰ کا + اس بزرگ نے عربی فارسی مین بہت سی کتابین تصنیف کی ہین چنانچہ کتاب کشف المحجوب بزبان فارسی تصوف کے علم مین اس نے ایسی لکھی ہی کہ اُسکا ثانی روے زمین پر نہین ہے اس مزار پر آٹھوین روز بروز جمعہ میلا ہوتا ہے اور خلقت کثیر جمع ہوتی ہے بڑا میلا یعنی عرس ماہ صفر کی ۱۷ تاریخ کو ہوتا ہی اور دوسرا میلہ آخری چہارشنبہ کے روز یہ دونو میلے بڑے بہاری ہوتے ہین دور دور سے خلقت آتی ہی اور اس میلے مین شامل ہوتی ہی ہر جمعرات کی رات کو بہی بہت سے لوگ شب بیدار آتے ہین اور تمام رات عبادت مین مصروف رہتے ہین +

مزار شیخ طاہر بندگی و گورستان پنج ڈہیر میانی

یہ خطہ جسکو گورستان میانی کہتے ہین لاہور سے بجانب جنوب بفاصلہ دو میل

واقع ہی ایمین لاہور کے عام و خاص مسلمانون کی قبرین ہوتی تہین اب دس بارہ سال سے عام قبور کا ہونا بند ہوگیا ہی وہی لوگ اپنے مردے یہان دفناتی ہین جنکے پختہ احاطے بنے ہوئے ہین زمانہ قدیم مین اس موقع پر میانی نام ایک گاؤن آباد تہا جسمین میانی لوگ یعنی علما و فضلا سکونت پذیر تہے اور پنج ڈہیرا اسکو اسلئے کہتے ہین کہ گاؤن کی آبادی سے پہلے اس جگہ پانچ قبرین بنی ہوئی تہین اس سبب سے پنج ڈہیرا میانی اسکا نام قرار پاگیا کیونکہ ڈہیر پنجابی زبان مین قبر کو کہتے ہین آخر جب شہر لاہور کے باہر عمارت و آبادی ہوگئی تو اس جگہ کے لوگ وہان جا رہے اور یہ گاؤن اُجڑ گیا اور قبرین بننی شروع ہوگئین۔ اس گورستان مین بہت سے احاطے ہین جسمین سے چند نامی احاطون کا ذکر یہان لکہا جاتا ہی۔ اول احاطہ مزار شیخ طاہر بندگی یہ احاطہ سب سے بڑا ہی اور وسیع چار دیواری پختہ خشتی بنی ہوئی جسکے اندر ہزارون قبرین قدیمہ جدیدہ ہین۔ اور شیخ طاہر جسکے نام سے یہ مکان مشہور ہے خاندان قادریہ مین ایک خدا پرست صاحب کشف و کرامت شاہجہانی عہد مین تہا شاہ کمال کنتلی کا مرید خاندان قادریہ مین اور شیخ احمد کا سلسلہ مجددیہ مین خادم تہا ظاہری علوم مین بہی اسکو کمال حاصل تہا یہ بزرگ سنہ ۱۰۴۰ہجری مین مرگیا اور اس جگہ مدفون ہوا غم کے لفظ سے اسکی تاریخ وفات نکلی ہے اس کلان چار دیواری کے اندر ایک اور بڑا پختہ چبوترہ ہی جسپر پختہ چونہ گچ مزار اس بزرگ کا بنا ہی اس بزرگ کی بزرگی کے سب مسلمان قائل ہین اور بڑا خاندان اسکے سلسلہ کا قصبہ بٹالہ مین ہے جنکے ہزارون مرید پنجاب کے علاقہ مین ہین۔ خزینۃ الاصفیا و حدیقۃ الاولیا و تذکرۂ مجددیہ وغیرہ کتب مین اس بزرگ کی کرامتین بیشمار تحریر ہین ✚ دوسرا احاطہ باغیچہ و مقبرہ رانی۔ گل بیگم کا ہے یہ عورت قوم طوایف

مین سے تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ اسپر یہان تک مہربان ہوا کہ اسکے ساتہہ حسب
رسوم اہل اسلام کے شادی کی اور برات بڑے تزک و احتشام سے امرتسر گئی
اس رانی کی عزت مہاراجہ کے گہر مین بہت تہی سب سے زیادہ اسکی جاگیر تہی انگریزون
کیوقت بہی روزینہ اسکا تمام رانیون سے زیادہ مقرر تہا اور ایکہزار دو سو روپیہ
ماہوار ملتا تہا اُس نے اپنی زندگی مین یہ باغچہ اور مقبرہ اپنے واسطے بنوایا تہا یہ مکان
نہایت مکلف و پختہ و سنگین بنا ہوا ہی غرب کی سمت عالیشان دروازہ ہے جسپر
بالاخانہ دریچہ دار ہی اسپر اشعار منظوم بہت لکہے ہین اور باغ سبز مادہ تاریخ نکالا ہے ۱۲۷۳
جب اندر جائین تو گوشہ شمال و غرب مین ایک عمدہ مسجد ہی اگرچہ وہ پُرانی قدیمہ
مسجد ہی مگر اب اُسکی دوبارہ سفیدی ہوئی ہی باغ نہایت مقطع و سرسبز ہی اشجار
مثمرہ و انگور وغیرہ بہت ہین باغ کی جنوبی حد مین رانی گل بیگم کا مقبرہ ہی ایک
وسیع پختہ چبوترہ ہی اُسپر جنوب کی سمت ایک عالیشان دالان قالبوتی اسکے درمیان
ایک گنبد عالیشان بنا ہی اور چار گنبدیان خورد محرابی دروازہ ہی اُسپر ایک سل
سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہی اُسپر یہ قطعہ تاریخ فارسی لکہا ہے ✤

برزمین تازہ چون بہشت برین — باغ باآب و تاب گل بیگم
سال تعمیر باغ خورم گفت — امن باغ جناب گل بیگم ۱۲۷۲

قبر رانی گل بیگم کی ایک کالے پتہر کے چبوترے پر ہے قبر پر سنگ مرمر لگا ہوا ہے
یہ رانی سنہ ۱۲۸۴ ہجری مین مر گئی اور اس مقبرے مین مدفون ہوئی اُسکے بعد اُس کا
متبنی بیٹا سردار خان مر گیا اُسکی قبر بہی اسی جگہ ہوئی اب اس خاندان مین سے
دو شخص ایک بہاول خان اور ایک جہانگیر خان دو بیٹے سردار خان کی موجود ہین
تیسرا مقبرہ متعلقہ اس خطہ کے پیر زہدی کا ہے یہ مقبرہ پختہ عہد قدیم کا بنا ہوا
ہے گنبد ایک پختہ چبوترے پر بنا ہی اور چارون طرف چار در محرابی ہین –

وسط مین پختہ قبر بنی ہوئی ہے اس بزرگ کی کرامت فی زماننا یہ جاری ہے
کہ جو خواہشمند قبر پر جاتا ہے وہ نمکین و میٹھی روٹیان نذر مانتا ہے اور کہتا ہے
کہ جب میرا مقصود حاصل ہوگا تو حاضر کرونگا - آخر جب عنایت الٰہی سے اُسکا
کام بانجام پہنچ جاتا ہے تو روٹیان جسقدر وہ مان جاتا ہی پکاکر قبر پر لے آتا ہی
اور رستے چلتون کو بانٹ دیتا ہے - یہ بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا فقیر
تہا محمد مسلم اسکا نام تہا چونکہ زہد و ریاضت بہت کی تہی اس سبب سے پیر زیدی
خطاب پایا تہا + چوتہا احاطہ مسجد میان محمد سلطان ٹہیکہ دار کا ہے یہ مسجد تمام
سفید چونہ گچ بنی ہوئی ہے دروازہ شرق کی سمت مع چاہ و سقاوہ ہی مسجد کا
صحن پختہ خاص مسجد کے تین در محرابی قالبوتی سقف بہی قالبوتی ہی اُسپر
ایک گنبد بلند بنا ہوا ہی سر محراب تین گنبدیان اور چارون کونون پر چار
برجیان ہین چار دیواری پختہ استرکار ہے میانہ محراب کے اوپر کلمہ شریف
لکہا ہی اور ایک سل سنگ مرمر کی شمال کی طرف نصب ہے اُسپر تحریر ہے بانی
الہ جوائی ہمشیرہ محمد سلطان ٹہیکہ دار ۱۲۷۶ھ ہجری - الہ جوائی کی قبر بہی
اسی موقع پر متصل مسجد کے ہی اور محمد سلطان کی قبر بہی اسی جگہ پر ہے + پانچوان
احاطہ قبر مولوی جامی لاہوری کا ہی گوشہ شمال شرقی چار دیواری شیخ طاہر ایک
شکستہ دیوار مسجد کی محراب دار پختہ موجود ہی اُسکے آگے پختہ قبر مولوی جامی کی
قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہے پرانا چاہ بہی اسکے ساتہہ بنا ہی عہد جہانگیری شاہجہانی
مین یہ بزرگ لاہور مین بڑا عالم و فاضل تہا اسکے فتوے کو سب اہل اسلام قبول
کرتے تہے بادشاہ کے دربار مین بہی اسکا دخل تہا ۱۰۴۲ھ مین یہ مرگیا اور
اس جگہ مدفون ہوا + چہٹا احاطہ قبر نواب سعادت یار خان والی معزول بہاولپور
کا ہے یہ مکان ایک ٹہیلہ پر ہی دو طرف سے آمد و رفت چار دیواری کے اندر ہوتی ہے

ایک غرب اور دوسرا جنوب کی سمت سے - اسکے اندر ایک بنگلہ خوبصورت
بنا ہے اسمین دو قبرین ہین ایک نواب سعادت یار خان کی جو سنہ ۱۲۷۹ ہجری
مین مرگیا تہا اور دوسری اسکی زوجہ کی پختہ بنی ہی + ساتوان احاطہ حاجی نور کا
ہے یہ شخص ایک مالدار متمول قوم پراچہ لاہور مین رہتا تہا بہت سے حج کیے
خیرات بہت کرتا تہا مالداری کا یہ حال تہا کہ شاہجہان بادشاہ کو قندہار کی مہم
کے لیئے کروڑ روپے کی ضرورت ہوئی اور بُلاکر کہا کہ بابا مجہکو ایک کروڑ روپیہ
قرض دو اُس نے فی الفور دیدیا چند سال کے بعد جب اُسکو روپیہ لیجانے
کیواسطے بلایا تو اُس نے نلیا اور کہا کہ تو نے مجہکو بابا کہا تہا پس تو میرا فرزند
ہو چکا یہ مروت نہین ہی کہ فرزند کو روپیہ دیکر واپس لون + یہ احاطہ پختہ خانہ کعبہ
کی قطع پر بنا ہوا ہی جو اُس نے اپنی زندگی مین بنوایا تہا چارون طرف چار محراب
قالبوتی ہین شرقی محراب مین اسکی پختہ قبر ہے یہ شخص سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین مرگیا
اور اسکی اولاد سے میان گاما پراچہ ابتک ایک معزز آدمی موجود ہی + آٹہوان
احاطہ شیخ عارف چشتی کی قبر کا حاجی نور کے احاطہ کے شرق کی طرف یہہ مزار
پختہ چبوترے پر موجود ہی اس بزرگ کی بزرگی کے صدہا لوگ قایل ہین اب
اس قبر کی مرمت دوبارہ کی گئی ہے موضع مزنگ کے مسن وضعیف لوگ بہت بیان
کرتے ہین کہ رات کو دور سے اس قبر پر چراغ جلتا نظر آتا ہی جب نزدیک آتے
ہین تو کوئی چراغ نہین ہوتا یہ بزرگ سنہ ۱۰۶۴ ہجری مین مرگیا اور عارف چشتی
کے لفظ سے تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے - ایک اور چبوترہ سفید منقش پختہ بنا ہے
اُسپر قبر مستان شاہ کی ہی یہ مستان شاہ بہی سکہی عہد مین ایک مجذوب بابرہنہ تن
پہرا کرتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ اسکا کمال معتقد تہا اور ہزارون روپے نذر کیا کرتا
مگر وہ ایک خرمہرہ نہ لیتا اور پہینک کر بہاگ جاتا - اور چبوترے قبور کے بہی اس

احاطہ میں بہت ہیں + دسواں احاطہ سید چراغ شاہ حکیم کا ہے - یہ شخص زندہ وحیات لاہور میں موجود ہی قوم کا سید سبزواری ہی پیشہ اسکا طبابت ہے پیری مریدی بہی جاری ہی سلسلہ چشتیہ و قادریہ میں ارادت مند لوگ اسکے مرید ہوتے ہیں اور ہر ایک مرید کمال اعتقاد اُسکی خدمت میں رکہتا ہے - اس نے زمینداروں سے زمین لیکر یہ احاطہ بنایا اور اپنے خاندان کی قبریں اسمیں کیں باغ لگوایا چاہ پر چرخ چوب چڑہایا پختہ کوٹہہ فقیر کے رہنے کے لئے بنوایا یہ مکان اب نہایت آراستگی میں ہے +

مقبرہ پیر ہادی رہنما

یہ نہایت پُرانا مقبرہ جیلخانہ اور انارکلی کی سڑک کے شرق کی سمت جو انارکلی سے لاٹ صاحب کی کوٹہی کو جاتی ہی واقع ہی مقبرہ کی عمارت نہایت کہنہ پختہ قالبوتی ہی مگر سقف پر گنبد نہیں ہی یہ عمارت دو درجوں میں منقسم ہے ایک درجہ بیرونی دوسرا اندرونی بیرونی درجہ بطور برانڈے کے ہی اور ہر چار طرف پانچ پانچ در قالبوتی خشتی ہیں کل چاروں طرف بیس در ہیں اندر کے درجے چار در ہیں اُسکے اندر قبریں تین ہیں جنوبی دروازہ کہلا ہی اوپر چہت قالبوتی خشتی ہی اس سب مکان کے نیچے تہ خانہ ہی جسکا دروازہ اب بند ہی اصلی قبور تہ خانے کے اندر ہیں ایک پیر ہادی شاہ کی دوسری محسن شاہ کی تیسری عبداللہ شاہ کی یہ تینوں شمسی سید شمس الدین تبریزی کی اولاد میں سے ہیں جسکا روضہ ملتان میں زیارت گاہ ہی یہ مکان شاہ بابر کے وقت بنا تہا مگر اب خستہ حال ہوا ہوا ہی کیونکہ جسقدر سنگ مرمر کی جالیاں وسلیں اسکی منڈیروں پر لگی تہیں اور سنگ سرخ کے ستون تہے وہ راجہ دہیان سنگہ اُتروا کر جموں کو لے گیا تہہ خانے میں بہی سنگ مرمر کا فرش اور دیواروں پر سنگ سرخ کی

سلیں تہیں وہ بہی اُکہڑوالی گئی تہیں جنوب کی سمت اس مقبرے کے اندر ایک پختہ مسجد اور چاہ ہی اسکو اب ایک انگریز نے کوٹہی بنا لیا ہے +

مزار شاہ شرف

جیلخانے کی سڑک کے شرق کی طرف چاندماری کے پڑاون کے درمیان یہ خانقاہ موجود ہی احاطہ مکان بہت بڑا ہی اور درخت بکثرت ہیں خاص چبوترہ جسپر محمد فاضل اور شاہ شرف کی قبر ہے خشتی پختہ بنا ہوا ہی محمد فاضل شاہجہانی عہد مین ایک عالم فاضل قادریہ سلسلہ کا فقیر تہا وہ ۱۱۱۰ھ مین مرگیا اُسکا بیٹا و مرید شاہ شرف اُسکا جانشین رہا اور ایک مسجد مین جو اسی احاطہ کے نزدیک بنی ہوئی تہی اور اب بہی اُسکی عمارت کے نشان موجود ہین مدت العمر درس پڑہاتا رہا اسکے مرید بہی مثل عزیزاللہ وغیرہ کے بہت تہے وہ ۱۱۷۶ھ ہجری مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوا سال بہر مین اس جگہ دو میلے ہوتے ہین ایک ۱۳ ماہ رجب کو محمد فاضل کا اور ۱۳ ماہ صفر کو شاہ شرف کا دونو میلون مین فقرا جمع ہوتے ہین اور کہانا تقسیم ہوتا ہی آٹہہ بیگہ زمین مزروعہ اور سات بیگہ غیر مزروعہ اس خانقاہ کے ساتہہ سرکار سے معاف ہے +

مقبرہ شاہ اسمٰعیل

حال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی کوٹہی کے جنوب کی سمت پانی واتے والے چاہ کے غرب کی سمت سرراہ یہ متبرک مقبرہ بنا ہوا ہی گنبد اسپر نہین ہی مگر نہایت قدیم مکان ہے صاحب مقبرہ سلطان محمود غزنوی کیوقت لاہور آیا اور مسلمانی مذہب کے پہیلانے مین مصروف ہوا یہ ہر ایک جمعہ کے روز وعظ کرتا تہا اور ہزارون لوگ اسکے وعظ کی تاثیر سے جامہ اسلام پہنتے تہے اسکو کئی لاکہہ حدیث موضوعی یاد تہی اور کئی تفسیرین قرآن کی حفظ تہین آواز اسکی ایسی خوش تہی کہ جسکے کان مین

پر جاتی کہنچا ہوا چلا جاتا تہا سنہ ۱۰۱۳ ہجری ہین یہ لاہور مین آیا اور سنہ ۱۰۴۹ ہجری ہین مرگیا
۳۶ برس لاہور مین قیام رکہا مہتاب کے لفظ سے اسکی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے
یہ مزار ایک بہت بلند چبوترے پر واقع ہی بلندی اس مزار کی سڑک کی سطح سے قریب
ایک منزل کے ہی زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین جنوبی رستہ سے احاطہ کے اندر جانا ہوتا ہے
وہان ایک پختہ چبوترے پر پختہ مزار شاہ اسماعیل کا بنا ہوا ہے اور پہلوؤن کو درختون
سے مکان ڈہکا ہوا ہی مزار کے شرق کی طرف درخت نیم کا ہی مسلمانی سلطنت کے وقت اس
مکان کے ساتہہ بہت بڑا باغیچہ تہا اور ایک چاہ غرب کی سمت مزار کے موجود ہی اُس پر
چرخ چوب چلتا تہا اب وہ زمین مجاور نے انگریزون کے پاس فروخت کردی ہی اور
انہون نے شامل کوٹہی کے کرلی ہی قدیمی چاہ بہی اب اس مزار کے متعلق نہین رہا کوٹہی والے
اُس سے پانی بہرتے ہین نیا چاہ اور کہودا گیا ہے +

مزار شیخ سعدی بلخاری لاہوری

یہ مزار پرانی عمارت کا موضع مزنگ کے جنوب کی سمت ہی یہ بزرگ سلسلہ نقشبندیہ محمدیہ
مین شیخ آدم بنوری کا مرید تہا اور وہ شیخ احمد مجدد الف ثانی کا کتاب بلخاریہ مین اسکی
سینکڑون کرامتین لکہی ہین خزینۃ الاصفیا مین اُنکی تشریح ہی سنہ ۱۰۸۰ عہد عالمگیری
مین یہ مرگیا اور اس جگہ مدفون ہوا اسکی وصیت تہی کہ میری قبر پر گنبد نہ بنایا جائے
اس سبب سے گنبد نہ بنایا گیا مگر اور عمارات تکلف بنائی گئین باغ لگوایا گیا دو چاہ
کہودے گئے جو ابتداے عہد سکہی مین اجڑ گیا ایک چاہ تو اب بند کیا گیا ہی کہ سڑک
کے نزدیک تہا دوسرا بقبض و تصرف ہدایت خان بلوچ ہی اور وہ کاشت کرتا ہے
اب صرف مقام مزار اور اسکی خاص چاردیواری باقی ہی غرب کی سمت اسکا دروازہ ہے
چاردیواری پختہ عمارت کی ہی اور بلند مقدار تین گز کی اُسکے اندر ایک اور پختہ چبوترہ ہے
جسپر پختہ مزار بنا ہی زندہ دل سعدی بلخاری اسکی تاریخ وفات ہے +

مزار شاہ درگاہی

کوہی کپتان حال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کے گوشہ گلنی کی طرف بفاصلہ سڑک درمیانی کے واقع ہے اس مزار کے گرد چار دیواری نہین ہے صرف تکیہ ہے اور مزار کا چبوترہ پختہ بنا ہوا ہے اور مسجد پختہ چونہ گچ رحیم بخش سوداگر دہلی کی بنوائی ہوئی ہے درخت بہی بہت ہین دوسرے چبوترے پر جو برلب سڑک بنا ہے ایک اور قبر ہے پس بڑے چبوترے پر قبر درگاہی شاہ کی اور دوسرے پر قبر ماہی شاہ کی ہے جو درگاہی شاہ کا مرید تہا - یہ درگاہی شاہ سید شاہ چراغ کا مرید تھا جسکا ذکر پہلے درج ہو چکا ہے اس شخص کی بزرگی کا تمام شہر قایل ہے اس مزار کے جنوب کی سمت ایک چاہ ہے جو کسی زمانے مین اس مزار کے احاطہ کے اندر تھا اب اُسکو پانی واتیان والہ چاہ کہتے ہین اسکے پانی مین یہ تاثیر اسکی دعا سے ہے کہ جسکو وُنبل اُس قسم کے نکل آتے ہین جنکو پانی واتا کہتے ہین تو وہ بیمار اس چاہ کے پانی سے نہلایا جاتا ہے فی الفور اچہا ہو جاتا ہے یہ بیماری اکثر لڑکون کو بہت ہوتی ہے اور ہر اتوار کے روز بہت سے لڑکے اُس چاہ پر نہلانے کے واسطے لائے جاتے ہین اور جو شخص اپنا بچہ چاہ پر لاتا ہے وہ چار روٹیان شیرین اور چار نمکین پکا کر ہمراہ لاتا ہے وہ لوگون کو تقسیم کر دیتا ہے اور ایک پیسہ چاہ کے زمیندارون کو دیتا ہے یہ تاثیر چاہ کے پانی مین ابتک شاہ درگاہی کی دعا سے باقی ہے ۔

مسجد قدیمہ دایہ لاڈو

دروازہ شاہ عالمی کے باہر لالہ رتن چند کے باغ کے شرق کی طرف بفاصلہ ایک سڑک درمیانی کے یہ مسجد واقع ہے یہ دایہ لاڈو شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کی دودہ پلانے والی دایہ تہی چونکہ شاہزادہ نے فتح پور سیکری مین بخدمت شاہ سلیم چشتی کہ جو اپنے زمانہ کے قطب تہے پرورش پائی تہی یہ عورت بہی شیخ کی خدمت

مین رہا کرتی تھی اور فیض ایسا پایا تھا کہ شب روز سوائے عبادت کے کچھہ کام نہین کرتے تھے اُس نے بحین حیات خود یہ مسجد بنوائی اور اپنی قبر بھی اسی کے صحن مین تیار کی اسکے خاوند کا نام محمد اسماعیل تھا اُس نے بھی تمام عمر عبادت و ریاضت مین بسر کی تھی اُسوقت اس محلے کو ڈیلا کہتے تھے اس دایہ کی حویلیان و املاک باغ بھی اسی محلے مین تھے ۱۱۱۹ سنہ ہجری مین یہ دایہ فوت ہوگئی اور محمد شکور اُسکا خبر گیر اس مسجد کا رہا اُسکے وقت مولوی عصمت اللہ ایک فاضل مولوی یہان درس پڑہاتا تھا محمد شکور ابھی زندہ تھا کہ سلطنت مغلیہ برباد ہوگئی باہر کے محلے سب اُجڑ گئے رعایا بہاگ گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ایک سنیاسی ہندو جوگی بسنت گر نام اس مسجد پر قابض ہوگیا اُس نے ایک طرف شوالہ بنایا اور دوسری طرف ٹہاکر دوارہ اور قریب تیس سال کے اُس نے اسمین قیام رکہا جب انگریزی دور دوران ہوا تو مسمی مہر شاہ فقیر قادری نے لاہور سے چند مسلمانون کو ہمراہ لیا اور زبردستی سے ہندو فقیر کو بیدخل کردیا اگرچہ اُس نے بہت سر پٹکا صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ رزیڈنٹ کی کچہری مین عرضیان گزرانی مگر کچھہ نہوا اس روز سے آجتک وہی شخص اس مسجد پر قابض ہی اور وہ علیحدہ کوٹہہ مین قیام پذیر ہی مسجد مین مسلمان لوگ جو گرد نواح کے کوٹھون مین رہتے ہین نماز پڑہتے ہین۔ یہ مسجد پختہ چونہ کی عمارت نہایت مضبوط بنی ہوئی ہی تین محرابین اور ایک گنبد عالیشان سقف قالبوتی ہی صحن مسجد مین پختہ فرش ہی اور پختہ حوض ہے مگر حوض اب بند ہی اور صحن کے شرق کی سمت قبر پختہ دائی لاڈو کی بنی ہوئی ہے بیرونی چار دیواری پختہ مہر شاہ فقیر نے بنوائی ہے پہلی عمارت سوائے مسجد باقی نہین رہی چھوٹا چاہ جو اب مسجد کے جنوب کی سمت کو ہی ہندو فقیر نے کہدوایا تہا پہلا چاہ و عمارت متعلقہ مسجد سب کنہیا مل کپور والہ نے جسکا باغ شمال کی طرف ہے

سب گرادی تہی اور قدیمی چاہ کی اینٹین نکلوالی تہین اب اُسکا نشان باقی نہین ہر +

مقبرہ شاہ یعقوب زنجانی المشہور صدر دیوان

یہ متبرک مقبرہ شاہ عالمی دروازے کے باہر لالہ رتن چند کی سرا کے غرب کی طرف واقع ہی یہ مکان بہت پُرانا ہی اور خاص مزار ایک پختہ چار دیواری کے اندر ہے جسکا دروازہ شرق کی سمت ہی جب اُسکے اندر جائین تو اُسکے وسط مین ایک اور بلند چبوترہ پختہ بنا ہوا ہی آمد و رفت کا رستہ جنوب کی سمت ہی چبوترے پر کٹہرا لگا ہے اس پر پانچ قبرین ہین خاص قبر شاہ صدر دیوان کی جو چبوترے کے غرب کی سمت ہی اُسپر سنگ سرخ لگا ہوا ہی اس چبوترے کے غرب کی سمت ایک عالیشان پختہ عمارت کی مسجد بنی ہوئی ہی اُسکی تین محرابین متعلق ہین اور بہی عمارتین اس خانقاہ کے متعلق بہت ہین پہلی ہر جمعرات کو میلہ ہوتا تہا اور بر سوین دن ماہ رجب مین بہت بڑا میلا ہوتا تہا مگر اب اتنا چرچا نہین ہی کیونکہ دو نو طرف سے تو لالہ رتن چند کی سرائے اور تالاب کی متعلقہ عمارتون نے اسکو چہپا لیا ہی اور غرب کی سمت بڑی بڑے مکانات کارخانہ دارون کے بنگلے ہین اور یہ خانقاہ چارون طرف سے گہر گئی ہی گورستان متعلقہ اسکا بہی بند ہوگیا ہی اب برسوین روز میلا تو ہوتا ہی مگر اتنا ہجوم نہین ہوتا - یہ بزرگ سید ہے اور شہر زنجان سے ۵۲۵ ہجری مین ہمراہی سید حسین زنجانی کے لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوا علوم ظاہر و باطن مین لوگون کو تعلیم و تلقین کی اور ۶۰۰ ہجری مین فوت ہوا +

امام باڑہ شیعہ امامیہ

یہ بہت وسیع و عالیشان مکان بیرون دروازہ بہاٹی داتا گنج بخش کے مزار پُر انوار کے جنوب کی سمت کو ہی چارون طرف پختہ چار دیواری بنی ہوئی ہے شمالی و شرقی دو دروازے آمد و رفت کے ہین - چار دیواری کے اندر ایک روضہ مدور گنبد کا

بنام نہاد امام حسین صاحب کے پختہ چونہ گچ بنا ہی اس گنبد کے نیچے سرد خانہ ہے
جسکے اندر زینہ اُتر کر جاتے ہین سقف اسکی قالبوتی ہی اور بیچ مین امام حسن و
امام حسین کی قبرین وضعی بنائی گئی ہین اور اُنہین پر تعزیہ رکہا رہتا ہی اسی مین
قبر گامی شاہ کی ہے جو بانی مبانی اس مکان امام باڑے کا تہا۔ چہت قالبوتی
کے اوپر ایک مقطع بارہ دری بنی ہی اُسپر گنبد ہی اس چار دیواری کے اندر درخت
بہی بکثرت ہین اور قبور بہی بہت ہین مکانات بہی فقرا کے رہنے کے لئے بنائے گئے
ہین بڑے مدد و معاون بلکہ سرپرست اس مکان کے نواب نوازش علی خان قزلباش
و نواب ناصر علی خان ہین اور یہ مکان مرجع قوم شیعہ امامیہ کا ہی ۱۰ ماہ محرم کو
جو ذوالجناح یعنی وضعی گہوڑا امام حسین کا نکلتا ہے وہ تمام شہر مین گردش
کرکے اس جگہ لایا جاتا ہی سنہ ۱۸۴۹ع مین اس مکان پر سخت صدمہ آیا تہا
کہ ۱۰ محرم کے روز جب ذوالجناح نکلا تو رستہ مین متصل شاہ عالمی دروازے
کے فیما بین قوم شیعہ و اہل سنت کی سخت تکرار ہوئی اور نوبت بزد و کوب
پہنچی قوم اہل سنت نے اس روز اندرونی مکانات چار دیواری کے گرادئے مقبرہ
کے کنگورے وغیرہ گرادئے چاہ کو اینٹوں سے بہر دیا گامے شاہ کو ایسا مارا کہ وہ
بیہوش ہوگیا آخر اڈوڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے چہاونی انارکلی سے رسالہ
سواروں کا طلب کیا تو اُس سے لوگ منتشر ہوگئے اور جتنے گرفتار ہوئے انکو
کچہہ کچہہ سزا بہی ہوئی +

مقبرہ شاہ سروانی

یہ ایک قدیم مقبرہ موضع مزنگ کے شمال کی سمت بر سر راہ بجانب شمال واقع ہی
صاحب مقبرہ چشتیہ خاندان مین شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کا مرید تہا۔
تا عمر اس نے شہر احمد آباد دکن مین قیام رکہا اور زہد و ریاضت مین مصروف رہا

اصل نام اسکا رکن الدین تہا اور شاہ ستر ربانی مرشد نے خطاب بخشا تھا۔ اخیر عمر مین اس نے تمام ہند کی سیر کی اور لاہور مین آکر فوت ہوا ۱۰۴۳ھ مین اسکا انتقال ہوا پیر سر ربانی ۱۰۴۳ھ کے جملہ سے اسکا سال وفات حاصل ہوتا ہے سال بہر مین دو مرتبہ اس جگہ عرس ہوتا ہی ایک نہم ماہ صفر کو اور دوسرا نہم ربیع الاول کو فقرا و دو تاریخون مین جمع ہو کر کہانا کہاتے اور قوالی سنتے ہین۔ سکہون کیوقت یہ مقبرہ نہایت خراب حالت مین تہا کہ تمام عمارت و باغیچہ متعلقہ اسکا سکہہ اوکہاڑ کر لیگئے تہے چاہ کی بہی آدہی اینٹین اوکہاڑ لی گئی تہین مگر جب انگریزون کی عملداری ہوئی تو ایک شخص ہمراہ صاحب رزیڈنٹ لاہور کے ہمراہ اسکی اولاد مین سے لاہور آیا اُس نے دوبارہ مقبرہ کی مرمت کی سفید کرایا براندہ نیا بنوایا چاہ کی مرمت کر کے جاری کرایا اور ایک کوٹہہ بنا کر اس مین فقیر بٹھلایا بہت سی زمین جو اس مقبرے کے متعلق تہی اُسمین درخت لگوائے جس سے دوبارہ یہ مکان آباد ہوگیا۔ یہ مقبرہ مربع پختہ بنا ہوا ہی دروازہ شمال کی سمت کو ہے اور دروازے کے آگے ایک خوبصورت براندہ ہی اور فقیر خادم مقبرہ کا ہمیشہ حاضر رہتا ہے

مقابر مقبرہ و احاطہ میدان زین خان

زین خان ایک عالیجاہ امیر اُمرائے سلطنت چغتائی سے تہا اسکا ذکر محلہ زین خان مین اول تحریر ہو چکا ہی۔ اب یہ مقام زین خان کا میدان مشہور ہی اُسمین ایک پختہ احاطہ مع مسجد و باغیچہ و پختہ قبور بنی ہوئی ہین یہ قبور بزرگان خاندان چشت کی ہین اسامی گرامی یہ ہین۔ محمد صدیق۔ محمد سلیم۔ محمد عبد الخالق فاضل خورد و فاضل کلان یہ سب بزرگ اپنے وقت کے عالم و فاضل و فقیر صاحب زہد و ریاضت تہے انمین سے محمد صدیق ۸۔ ذی الحج سنہ ۹۹۰ ہجری مین فوت ہوا اور محمد سلیم ۳۔ ذی الحج سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین فوت ہو کر یہان دفنایا گیا

اور عبدالخالق نے ۱۶- ذی الحج ۱۲۳۵ھ مین انتقال کیا اُسکے بعد خیر شاہ جانشین ہوا اُسکی عمر ایکسے بیس برس کی ہوئی یہ ساتوین ذی الحج ۱۲۴۶ ہجری مین فوت ہوا اسکی قبر بہی اسی احاطہ مین ہی بعد ازان رکن الدین جانشین ہوا وہ بہی اب چندسال ہوئے ہین کہ مرگیا ہی رکن الدین اس مکان کی بہت خدمت کرتا تہا خاندان انکا صابریہ چشتیہ ہی اور سلسلہ شاہ ستر ربانی کے ساتہہ ملتا ہی جنکا ذکر مذکور ہوچکا ہے +

مقبرہ شاہ کنہٹہ

یہ عالیجاہ مقبرہ شاہ ابوالمعالی کے مقبرے کے شمال کی سمت موچی دروازے کے باہر کے علاقے مین موجود ہی احاطہ اس مکان کا پختہ بنا ہوا ہی اسکے اندر بہت قبرین ہین اور ایک پختہ مقبرہ خاص شاہ کنہٹہ کا ہی جو ۱۲۹۱ ہجری مین مسمی جواہر شاہ نے ازسرنو بنوایا ہے مسجد بہی اس نے پختہ بنوائی ہی ایک چوبارہ اس احاطہ کے اندر الہی شاہ مجاور نے دو منزلہ بنوایا تہا جو ابتک موجود ہی خاص مقبرے کا دروازہ جنوب کی سمت ہی عمارت سب پختہ چونہ گچ سقف قالبوتی اور اُوپر گنبد عالیشان بنا ہی اور عمارت بہی دالان کوٹہڑی وچاہ وغیرہ فقرا کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے درخت بہت ہین جواہر شاہ سجادہ نشین حال نوشاہی سلسلے مین پاک رحمان تک شجرہ ملاتا ہی اس طرح پر کہ جواہر شاہ خادم الہی شاہ اور وہ گامے شاہ کا اور وہ محمد زمان کا اور وہ شاہ عصمت اللہ کا اور وہ شیخ عبدالرحمن المعروف پاک رحمان کا اور وہ نوشاہ گنج بخش کا +

حال مزارات بی بی پاکدامنان

لاہور کے مزارات ومقابر اہل اسلام سے یہ مزارات نہایت قدیم اور متبرک مشہور ہین اگرچہ ان کی قدمت ظاہر کوئی قابل ہی مگر یہ امر کسی طرح سے ثابت نہین ہوا کہ یہ بی بیان لاہور مین کب آئین اور کس ملک سے آئین زبانی مجاورون کے تو

ایسی بات پائی گئی ہے کہ جسکو عقل مانتی ہی نہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ یہ چھہ
لڑکیاں بی بی حاج - بی بی تاج - بی بی نور - بی بی حور - بی بی گوہر - بی بی شہباز -
لڑکیاں عقیل کی تہیں جو علی المرتضی پیغمبر صاحب کے داماد کا بہائی تھا -
اور جب واقع کربلا امام حسین پر وقوع میں آیا تو یہ اس مصیبت کے وقت میں
مکہ سے نکلکر ہند کو آگئیں اور لاہور پہنچکر قیام پذیر ہوئیں اور یہان ہی فوت
ہو کر مدفون ہوئیں مگر جو مصنف حدیقۃ الاولیا بحوالہ تذکرہ حالکیہ لکہتا ہے
وہ بات البتہ قرین قیاس ہے کہ چہٹی صدی ہجری میں کرمان سے ایک شخص
سید خدا پرست عابد زاہد ولی اللہ سید احمد توختہ نام لاہور میں آکر قیام پذیر ہوا
اُسکے گہر چہہ لڑکیاں - بی بی حاج - بی بی تاج - بی بی نور - بی بی حور - بی بی گوہر
بی بی شہباز تہیں اور وہ چونکہ تارک الدنیا مجرد عابد زاہد تہیں سنہ ۶۰۲ ھجری
میں سید احمد مر گیا لاہور کے اندر محلہ چہل بیبیوں میں مدفون ہوا اور ابتک اُسکی
قبر موجود ہے پہلے اُسکی قبر پر بڑا مقبرہ تہا جب سنگ مرمر اُسکا مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے اُتروالیا تو مقبرہ گر گیا اور اُسکے گرد نواح کے قبرستان کو مسمار کرکے غلام محی الدین شاہ
پیرزادہ رتانے اپنی حویلی بنالی اور وہ قبر اب ایک طویلہ کے اندر پختہ بنی ہوئی
موجود ہے اُسکے مرنے کے بعد اُسکی لڑکیاں لاہور کے حصار سے باہر جا کر قیام پذیر
ہوئیں اور لوگوں سے الگ بعبادت حق مصروف رہیں آخر جب سنہ ۶۱۵
ہجری میں کفار مغل نے بتعاقب سلطان جلال الدین خوارزمی کے پنجاب پر
لشکر کشی کی اور لاہور کی رعایا بجرم مقابلہ و مجادلہ کے قتل ہوئی تو یہ بی بیان
بہی کہ مستورہ و مخدرہ تہیں نہایت گہبرائیں کہ اب نامحرم لوگ آکر ہمکو بے پردہ
کرینگے اور سب نے ملکر دست دعا خدا کے حضور میں اُٹہائے اور کہا کہ یا الٰہی
ہمکو زمین کا پیوند کرلے چنانچہ ایسا ہی ہوا زمین جا بجا سے پہٹ گئی اور وہ

چھوٹن بی بیان مع اپنی خادمہ عورتون بی بی تنوری وغیرہ کے زمین مین سما گئیتن اور انکی اوڑہنیون کے پلے ذرا ذرا سے زمین سے باہر رہ گئے تہے بعد اسکے چین کے لوگون نے قبرین بنا دین یہ متبرک مزارات لاہور سے بفاصلہ دو میل بجانب گوشہ گکنی واقع ہین عمارات اس گورستان کے متعلق بہت ہین بہت سی عمارتین بسبب عدم خبرگیری کے گر بہی گئی ہین دروازہ آمد و رفت اسکا مغرب کی سمت ہی جب اُس سے آگے بڑہین تو بطور کوچہ کے رستہ طے کرکے ایک اور دروازہ آتا ہے اُسمین سے بجانب شمال جائین تو بمقام مزارات پہنچ جاتے ہین یہ مزارات تین احاطے مین ہین ایک احاطہ بیرونی اسمین بی بی صاحبان کی خدامون کی قبرین ہین اور ایک پختہ مسجد گنبددار نور ایمان والے کی بنائی ہوئی ہے دوسرا احاطہ کلان مین قبرین بی بی حاج و بی بی تاج و بی بی نور کی اور تیسرا احاطہ مین قبر بی بی جور و بی بی گوہر و بی بی شہبانہ کی پختہ چونہ گچ بنی ہین اور ہر ایک احاطہ نہایت عمدہ منقطع پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہی اور بڑے احاطے کے گوشہ مین جو ایک مقبرہ پختہ گنبددار ہے اندر سے اُسکا دروازہ ہی وہ سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین بنا تہا اور سید جلال الدین حیدر بخاری میران محمد شاہ موج دریا بخاری کا بہائی اُسمین مدفون ہے اس مکان کو تمام اہل اسلام متبرک جانتے ہین اور بدل و جان خدمت کرتے ہین ٭

مقبرہ دائی انگا و گلابی باغ

یہ مقبرہ قدیمی عمارات مین سے موضع بیگم پورہ کے شرق کی سمت سڑک شالامار باغ کے شمال کی سمت واقع ہی شاہجہان بادشاہ کیوقت یہ عالیشان عمارت بنی تہی بانی اسکا سلطان بیگ برادر مرزا و میرزا غیاث الدین ایرانی شوہر سلطان بیگم دختر شاہجہان بادشاہ کا تہا اُس نے اس مقام پر ایک عمدہ باغ بنوایا وسعت

ہین یہ باغ بہت بڑا تھا چاروں طرف چار ڈیوڑھیان عالیشان بنی ہوئی تھین اور
ایک بہت چوڑا کنوان وغیرہ عمارات متعلق باغ کے تھین وسط مین یہ بارہ دری
عالیشان بنائی گئی گویا نمونہ خلد برین باغ بنا اب اُس مکلف عمارت مین سے
ایک تو جنوبی ڈیوڑھی موجود ہی جسکو گلابی باغ کی ڈیوڑھی کہتے ہین - دوسرے یہ
گنبد مقبرہ دائی انگا جو باغ کے وسط مین تھا اور سب عمارتین غارتگرون نے
گراکر خاک مین ملادین قبر کا تعویذ جو سنگ مرمر کا تھا وہ بھی اُکھاڑ لیا گیا چونکہ
سلطان بیگم کی دایہ انگا تھی بعد تیاری باغ کے اُس نے یہ باغ اُسکو بخشدیا تھا
اور اُسی مین اُسکی قبر ہوئی - اس ڈیوڑھی کے بیرونی دروازے محرابی مرغولی
پر کاشی کار کام ایسا تر و تازہ ہوا ہوا ہی کہ باوجود گزر جانے دو سو تئیس ۲۲۳ برس کے
تازہ بتازہ معلوم ہوتا ہی اُسپر کتبہ بھی ہین چنانچہ اوپر کے حصے کتبے پر کلمہ شریف
لکھا ہی اور جتنے کتبے دروازے کلان کے دونو طرف ہین اُنمین یہ اشعار تحریر ہین

بانی باغ سخاوت فاتح باب کرم | آنکہ از دوار گردون ساخت باغ چون ارم
اہل معنی بر دوامش خواستند از حق دعا | بیگ سلطان را الٰہی دار دایم محترم

اور تاریخی رباعی دو کتبون مین لکھی ہی + خوشا باغے کہ دارد لالہ داغش +
گل خورشید مہ زیبد چراغش + ز تقویم خرد پرسید غازی + گلابی باغ ۱۰۶۶
شد تاریخ باغش + اور ایک کتبہ مین بخط نستعلیق یہ شعر لکھا ہوا ہے +

محمد عربی کابروے ہر دو سر است | کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

خاص مقبرہ دائی انگا کا مربع شکل کا بنا ہوا ہی چارون گوشون پر چار گنبدیان
ہین جنکے تین تین در چارون طرف ہین اور بیچ مین گنبد کلان ہی ان گنبدیون
اور گنبد پر بھی کاشی کا کام ہی مگر بوسیدہ ہو چکا ہی اس مقبرے کے درمیانی
درجہ مین قبر تھی مگر اب مسمار ہو چکی ہی باہر کے درجہ بطور غلام گردش کے بھی

پختہ بنا ہوا ہے ۔ درمیانی درجے مین آیات قرآنی چارون طرف خوشخط بخط نسخ عربی لکھی ہین جو ابتک واضح پڑہی جاتی ہین + اس مقبرے کی مرمت بہی اب سرکار نے بذریعہ مولف کتاب کے کرائی ہے جس سے پہر بارونق ہو گیا ہے +

قبور تکیہ اٹبلی والہ گورستان سادات گیلانی

یہ ایک بڑا احاطہ بیرون دروازہ لوہاری کے ہے بادشاہان اسلام کے وقت ان مزارات پر سنگ مرمر نصب تہا اور نہایت زیب و زینت کا مکان بنا ہوا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے مزارات سے پتہر اُتروا لیئے جس سے مزارات گر گئے اور مکانات بالکل مسمار و برباد ہو گئے اگرچہ سید نظام الدین گیلانی المشہور پیر بودیان والے نے اسکی درستی مین بہت کوشش کی مگر یہ پہلی رونق پر نہ آیا آخر جب انگریزی عملداری ہوئی تو پیر نظام الدین مالک نے بہت سے چنگڑ سقے وغیرہ اسمین آباد کر دئے اور کرایہ لینا مقرر کر لیا اب اسمین مزارات کی دو چار دیواریان اور تین چبوترے پختہ عمارت کے موجود ہین ایک چبوترے پر قبر سید صوفی کی جو اپنے وقت کا ایک بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و کرامت تہا اور ۱۰۳۱ہ ہجری مین فوت ہو گیا اس چبوترے پر اور قبور بہی مثل قبور سید عمر و سید ہاشم و سید عبدالقادر المشہور شاہ گدا وغیرہ ہین دوسری چار دیواری مین سید قاسم و سید صوفی مع انکی اولاد کے ہین ان قبور پر ایک عالیشان سنگ مرمر کا گنبد تہا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گروا کر پتہر لے لیا اور چار دیواری بنوا دی یہ بزرگ سید قاسم ۱۰۰۰ہ ہجری مین فوت ہو کر یہان دفنایا گیا ۔ تیسرے چبوترے پر قبر سید اسماعیل کی ہے جسکی اولاد سے پیر محمد شاہ و شاہ سردار لاہور مین رہتے ہین اور اب تہوڑے عرصہ سے فوت ہو گئے ہین ۔ چوتہے چبوترے پر قبر سید جعفر کی ہے جسکی وفات ۱۰۴۰ہ ہجری مین وقوع

ہین آئی تہی - پانچوین چبوترے پر قبر پیر محمد شاہ اور اُسکے بیٹے شاہ سردار کی ہی - ان قبور کے علاوہ اور قبور سادات کی بہی اس احاطہ مین موجود ہین +

مقبرہ زیب النسا بیگم جسکو اب موضع نیاکوٹ کہتے ہین

زیب النسا بیگم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی بہن نہایت حسینہ و عالمہ و فاضلہ شاعرہ تہی مخفی اُسکا تخلص تہا اشعار فارسی نہایت شستہ و عمدہ کہتی تہی - اب تک اُسکا دیوان مقبول طبایع شعراے نامدار ہے اُسکو عمارات کا شوق بہت تہا بہت سی عمارتین اُس نے لاہور و دہلی وغیرہ مقامات پر بنوائین لاہور کی عمارات مین سے دو عمارتین اُسکی یادگار موجود ہین ایک تو اُسکے باغ کا دروازہ جسکو چوبرجی کہتے ہین تین مینار اُسکے قائم ہین اور ایک گر گیا ہی دوسرے باغ جسمین اُس نے اپنا مقبرہ بہی اپنی زندگی مین بنوایا تہا چاردیواری اس باغ کی پختہ اور چار عالیشان دروازے تہے اب شمالی دروازہ و دروازہ کلان شرقی موجود ہین شرقی دروازہ کلان کے چار گوشون پر چار مقطع برجیان کانسی کار بارہ بارہ درکی بنی ہوئی ہین دروازے کی وسعت اسقدر ہی کہ ہاتہی مع عماری اُسمین سے گزر جاتا ہے مگر زمینداروں نے اب اسکو بند کر دیا ہوا ہی اس دروازے کی عمارت اور نشستگاہین دو طرفہ قابل دید ہین یہ دروازہ اب ایک لمبردار کے قبضہ مین ہی اور جُلاہے کرایہ دار رہتے ہین شرقی باغ کی دیوار کے گوشون پر جو دو برج شالامار باغ کے برجون کی طرح ہین وہ بہی اب تک موجود ہین دوسری ڈیوڑہی شمالی بہی قدیم ڈیوڑہی ہی جسمین سے اب گاؤن والون کی آمد و رفت ہی اور ایک خورد دروازہ جنوب کی سمت ہی نصف باغ مین اب موضع نیاکوٹ آباد ہے کیونکہ مقبرہ زیب النسا بیگم اس باغ کے وسط مین تہا اور اب غربی دیوار موضع کے ساتہہ ملحق ہی یہ باغ عہد شاہان چغتائی مین نہایت آراستہ تہا بلکہ لاہور کے

باغون مین سے یہ باغ شالامار باغ سے دوسرے درجے پر گنا جاتا تھا کیونکہ اسکی مالکہ و بانیہ نہایت زندہ دل شاعرہ عورت تھی اس باغ کی سڑکین سب سنگ سرخ کی تھین اور حوض اور نشستنیین اور بارہ دریان سنگ مرمر کی روضہ یعنی مقبرہ بھی نیچے سے اوپر تک سنگ مرمر کا ہے اور طلائی خالص کا کلس نصب تھا زیب النسا بیگم سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین فوت ہو کر اسی مقبرے مین مدفون ہوئی جسکو اُس نے اپنی دلی شوق سے بنوایا تھا تاریخ وفات اس پاکدامنہ کی جو کسی شاعر نے لکھی ہے عجیب ہے +

آہ زیب النسا بحکم قضا	ناگہان از نگاہ مخفی شد
منبع علم و فضل و حسن و جمال	ہمچو یوسف بچاہ مخفی شد
سال تاریخش از خرد جستم	گفت ہاتف کہ ماہ مخفی شد ۱۰۸۰

جب سلطنت اسلامیہ جاتی رہی اور سکھا شاہی تاریکی نے زمانہ کو گھیر لیا اور لاہور مین تین حاکم ایک شہر مین مقرر ہوئے تو یہ باغیچہ مع باغ نواب وزیر خان وغیرہ عمارات شمالی سمت لاہور کی سوبہا سنگھ احد الحاکم کے ماتحت آگئی اُسکی اہلکارون مین ایک شخص حکم دین نام قوم ارائین تھا یہ باغات سب اُسی کے سپرد تھی اُس نے اس باغ کو باجازت سوبہا سنگھ کے اپنا مسکن بنا کر گاؤن آباد کرلیا اور نام اسکا نیا کوٹ رکھا غربی دیوار اُس نے گرا کر مکانات بنا لیئے فوارے سنگ مرمر کے اور خیابان سب اکھاڑ ڈالے حوضون کو بیچ مین سے نکلوا دیا پتھر فروخت کر لئے مگر مقبرہ بدستور کھڑا رہا آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگھ اُسی حکم دین کی سازش سے لاہور پر دخیل ہو گیا تو مہاراجہ نے اُسکی بہت عزت کی شہر کے دروازون کی کنجیان اُسی کے سپرد رہین تمام شہر و بیرونی دیہات پر اُسی کی حکومت قائم ہوئی ہر ایک قسم کے غلہ وغیرہ اشیای خورد و نوش کی منڈی نوان کوٹ مین قرار پائی کوئی کام بے صواب دید حکم دین کے نہوتا۔ چند سال یہ حال رہا مابعد جب دوستی

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی موران طوائف کے ساتھہ ہوگئی اور اُسکے اختیارات اسقدر
بڑہ گئے کہ روپے پیسے پر برابر ضرب موران طوایف لگنے لگی اور موران شاہی گز اور
موران شاہی باٹ قرار پائے اور دربار ریاست کا موران کے گہر ہونے لگا تو محکم دین
کو حسد پیدا ہوئی اور ایک روز سر دربار مہاراجہ کے روبرو دونو کی تکرار ہو پڑی
اور نوبت یہانتک پہنچی کہ موران نے اُسکو کہا کہ مین موران تب ہون جو تجھکو سر پر ساگ
یعنی سبزی کا ٹوکرا رکہوا کر گلی گلی پہراؤن - محکم دین نے کہا کہ مین محکم دین تب ہون
کہ تجہسے ٹکے کا پیشہ کراؤن - مہاراجہ کو یہ بات محکم دین کی بُری معلوم ہوئی -
اور یک قلم اُس سے پہر گیا دوسرے روز حکم دیا کہ منڈی محلے کی موضع نیاکوٹ سے
موقوف ہو اور گہر بار محکم دین کا ضبط کر لیا جائے سب مال و اسباب قرقی مین آئے
چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور امارت وغیرہ اُسکی خاک مین ملگیا - جب مہاراجہ کو
حضوری باغ مین سنگ مرمر کی بارہ دری کے بنانے کا شوق ہوا تو اس مقبرے کا
سب پتہر اوتروالیا تہا - یہ مقبرہ مربع صورت کا بنا ہوا ہی ہر ایک پہلو مین تین تین در
ہین ایک ایک کلان محرابی اور دو دو خورد مربع یعنی چارون طرف بارہ دروازے
محرابی قالبوتی کلان دروازے تو پہلے چارون طرف کہلے تہے مربع دو دو دروازون
مین سنگ مرمر کے پنجرے نصب تہے اب ایک دروازہ شمالی مین چوبی کہڑکی لگا رکہی
ہے اور باقی دروازے کچی دیوارون سے بند کر دئے ہوئے ہین اندر مقبرے
کے پُرانے قدیمی فرش سے قدرے باقی ہے جسکو دیکہکر طبیعت مین ایک وحشت
سی پیدا ہوتی ہی - مقبرے کے وسط مین ایک عالیشان چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تہا جسکے
وسط مین سنگ مرمر کا تعویذ قبر کا بنا ہوا تہا اور چارون طرف چبوترے پر قد آدم
جالیان سنگ مرمر کی نصب تہین گویا قبر کے چار سمت پردہ کیا ہوا تہا - مگر قبر
کی جگہہ ایک مٹی کا تودہ پڑا ہی مقبرہ کا بیرونی عالیشان خشتی چبوترہ بہت لمبا چوڑا

تہا اُسپر اب زمینداروں کے گھر بنے ہوئے ہیں اور مقبرہ گھروں میں گھرا ہوا ہے غرض یہ مقبرہ اب نہایت نا دید نی حالت میں ہے + یہ مقبرہ بھی اب سرکار کی طرف سے مرمت کیا جائیگا اور نام اسکا نقشہ میں درج ہو چکا ہے +

مزار شاہ رستم غازی

غرب کی سمت موضع نوان کوٹ یعنی مقبرہ زیب النسا بیگم کے کسیقدر فاصلے پر ایک بلند ٹیلے پر مکان مزار شاہ رستم غازی ایک مشہور و متبرک مزار ہے یہ بزرگ اپنے وقت میں عالم فاضل یکتاے زمانہ تہا اور علمی اُستاد زیب النسا بیگم کا۔ سنہ ۱۰۶۴ ہجری میں یہ مرگیا اور زیب النسا بیگم نے سنگ سرخ کا مقبرہ اسکا بنوایا اور قبر سنگ مرمر کی تعمیر کرادی تہی جسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گرا کر پتہر اوتروالیے اب صرف ٹیلے پر قد آدم بلند عمارت خشتی باقی ہے اور اُسکے جنوب کی سمت دو محرابی قالبوتی زینہ دو در ہیں وہان سے پانچ زینے نیچے اُترکے جائیں تو دو تہہ خانے آتے ہیں ایک میں دو قبریں پختہ ہیں جنکے اوپر قالبوتی سقف ہے ایک قبر تو شاہ رستم غازی کی ہے اور دوسری اُنکے فرزند کی دوسرے حصہ تہہ خانے میں بھی دو قبریں ہیں ایک شاہ رستم غازی کی زوجہ اور دوسری اُسکی والدہ کی ان تہہ خانے پر گنبد بہی ایسا ہی تہا جسکے دو درجے تہے جسطرح تہہ خانے کے دو درجے ہیں اور زنانہ مردانہ قبور علیحدہ علیحدہ ہیں +

مقبرہ محمد صالح و شیخ عنایت اللہ کمبو

یہ دو شخص شہر لاہور کے خاص رہنے والے صوبہ لاہور کے سرد فتر شاہجہانی عہد میں تہے انکی طباعی و نظامی و نثاری تمام ہند میں مشہور تہی کتاب بہار دانش محمد صالح نے تصنیف کی اور عنایت اللہ نے اُسکی وفات کے بعد اُسکی تکمیل کی یہ بے مثل کتاب فارسی زبان میں رنگینی و فصاحت و بلاغت میں ثانی نہیں رکھتی۔ اس

مقبرے مین دونو کی قبرین ہوئین اور عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا سکہون کے وقت
دونو سنگین قبرین جو سنگ سرخ کی تہین گرا لی گئین اور مقبرہ جو خشتی تہا قائم رہا
اُسمین بارود وغیرہ بہری رہی انگریزی عہد مین مسٹر سمور صاحب بہادر نے اسکو
کوٹھی بنا لیا - صورت اسکی ہشت پہلو ہی چار پہلوؤن مین چار محرابین کلان باہر
کی سمت مین جنوب کی طرف زینہ اوپر جانے کا ہی اس گنبد کے قریب ایک اور گنبد
ملتانی قطع کا بنا ہی جسمین اُن دونو کی اولاد کی قبرین تہین اُسمین اب باورچی خانہ
بنا لیا گیا ہی اور ایک تیسرے گنبد کا بگی خانہ بنا ہوا ہی سنہ ۱۰۵۰ ہجری مین پہلے شیخ
عنایت اللہ فوت ہوا اور محمد صالح نے یہ مقبرہ اُسکی قبر پر بنوایا پہر سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین
محمد صالح فوت ہو کر اسی مقبرے مین دفنایا گیا اب اُسمین صاحبان انگریز قیام پذیر ہین +

مقبرہ سید شاہ کمال سہروردی

موضع اچھرا اور رانوان کے قریب لاہور بفاصلہ تین میل بجانب جنوب یہ پختہ عالیشان
مقبرہ خشتی بنا ہوا موجود ہی پہلے یہ مکان بہت آباد تہا اور چار دیواری بہت بلند و پختہ
بنی ہوئی تہی مگر اب گر گئی ہی یہ مقبرہ ہشت پہلو پختہ چبوترہ پر بنا ہوا ہی اُسکے میانہ مین
گنبد بہی ہشت پہلو ہی اور ہر ایک پہلو مین محرابی دہن مقبرے کے اندر ایک
اور پختہ چبوترہ خشتی جسپر قبر شاہ کمال کی پختہ بنی ہوئی ہی چار سمت چار دروازے
جنمین سے اب تین بند کر دئے گئے ہین اور ایک جنوبی دروازہ کہلا ہے +
یہ بزرگ سید تہا اور سہروردیہ خاندان مین صاحب کرامت و خوارق مشہور تہا -
سنہ ۱۰۸۰ ہجری عہد شاہ جہانی مین فوت ہو کر یہان دفنایا گیا اور مقبرہ اُسکے خاندان
کے مریدون نے بنوایا جو اب تک صحیح و سالم ہی اگرچہ مرمت طلب ہی - اگر یہ شہر کی عمارت
کا مقبرہ ہوتا تو گرا لیا جاتا + + **مزار شیخ شاہ جمال سہروردی** + +
یہ مزار موضع اچھرا کے علاقے مین بطور دمدمہ بنا ہوا ہی دو منزلین و دمدمہ کی بدیعہ

زینہ چڑھکر جاتے ہین تو منزل کی چار دیواری تک پہونچتی ہین رفعت ہر ایک دمدمہ
کی لقدر ایک منزل کے ہے منزل اوّل عرض اکیاون گز اور طول اکتر گز
ہے باہر کلیف خشتی دیوار اور اندر مٹی بہری ہوئی ہے گوشون پہ برج
خشتی بطور دمدمہ کے بنے ہوئے ہین دوسری منزل کا عرض و طول
اوس سے نصف اوسکے اوپر شاہ جمال کی قبر ہے قبر کے چار سمت پختہ دیوار ہے
اور چاہ چرخی وارشاہ جمال نے وقت کا بنا ہوا ہے قبر کے نیچے پہلے منزل مین
ایک حجرہ ہے جسکا دروازہ مسدود کیا گیا ہے کہتے ہین کہ بحین حیات خود و بزرگ
بندگے شاہ جمال الدین اسمین چلے بیٹھا تو چند روز بعد چہت حجرے کی گر پڑی
خدام نے چاہا کہ اوسکو اندر سے نکالین مگر آواز آئی کہ اب جو کچھ ہونا تہا ہو چکا
ہمارے نعش کے نکالنے کی ضرورت نہین اسی حجرہ کے اوپر ہماری قبر بنا دو
چنانچہ بنا دی گئی لوگون مین یہہ بہی مشہور ہے کہ پہلے یہہ دمدمہ ہفت
منزلہ تہا اور اوسکے قرب مین ایک شاہزادی کا باغچہ تہا جو اکبر بادشاہ کے
رشتہ دارون مین تہی اوسنے کہلا بہیجا کہ آپ کا دمدمہ بہت بلند ہے جسسے
میرے محل مین نظر پڑتی ہے آپ اسکو پست کرلین چنانچہ اسی شب کو شاہ جمال
نے بحالت وجد دمدمہ کے ساتوین منزل پر رقص کیا تو پانچ منزلین زمین
مین دہنس گئین اور دو منزلین موجود باقی رہ گئین یہہ دمدمہ شاہ جمال نے
اپنی زندگی مین بنوایا تہا - یہہ بزرگ قوم سید دو بزرگ تہے ایک شاہ جمال
دوسرا شاہ کمال شاہ جمال کا مقبرہ نواح دمدمہ پر ہے اور شاہ کمال کا مقبرہ موضع
رالوان کے قریب پختہ بنا ہوا ہے اب تک زیارت گاہ خلق ہے یہہ
دونو بہائی خاندان سُہروردیہ مین شیخ کگرا یک کے مرید تہے جنکا
سلسلہ شیخ بہاؤالحق ملتانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے ساتہ ملتا

وفات شاہ جمال کی چہارم ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین واقع ہوئی۔

مقبرہ انارکلی

یہ مقبرہ اکبری عمارات کی یادگار شہر لاہور کے باہر گوشہ نیرت اب تک موجود ہے انارکلی ایک کنیز نہایت خوبصورت اکبر بادشاہ کے محل کی تھی جسکا اصلی نام نادرہ بیگم تھا بادشاہ نے بسبب اسکے کہ حسن وجمال مین لاثانی تھی اور رنگ سرخ تھا انارکلی کے خطاب سے اوسکو مخاطب کیا ہوا تھا جن دنون مین کہ بادشاہ دکھن وخاندیس کی مہمون مین مصروف تھا یہہ لاہور مین بیمار ہوکر مرگئی بعض کا قول ہے کہ مسموم ہوئی بادشاہ کے حکم سے یہہ عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا اور باغ تیار ہوا جسکے وسط مین یہہ مقبرہ تھا سکھون کے سلطنت کے وقت باغیچہ اجڑ گیا چاردیواری کی دیوارین خشت فروشن گرا کرلے گئے مقبرہ باقی رہگیا اوسمین جو سنگ مرمر کا چبوترہ تھا اوسکا پتھر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُتروالیا قبر کا تعویذ سنگ مرمر کا جسپر نود ونہ نام باری تعالی بخط نسخ لکھے تھے وہ ناکارہ سمجھکر پھینک دیا گیا جو اب تک موجود ہے اور ایک علیحدہ کوٹھری مین رکھا ہوا ہے اس قبر اور قبر اصف جاہ اور شاہ جہانگیر کی قبر کا تعویذ ایک ہی وضع اور طرز کا ہے اور تحریر بھی تینون قبرون پر ایک ہے سکھی وقت مین لارڈ صاحب فرانسیس جسکے ماتحت چار لیٹنین سکھون کی تھین اس مقبرہ مین قیام پذیر ہوا مقبرہ کے باہر بجانب شرق اونے اپنی کوٹھی بھی بنائی تھی اب عملداری صاحبان انگریز مین یہہ مقبرہ گرجا بنایا گیا چنانچہ اب تک گرجا ہے - اس عالیشان مقبرہ کی عمارت پختہ خشتی ہے اور صورت مقبرہ کی مثمن یعنی ہشت پہلو ہر ایک پہلو مین ایک ایک

دروازہ اندر سے مقبرہ دو منزلہ وسط مین گنبد عالیشان دوسری منزل مین
چہوٹی چہوٹی کہڑکیان ہاتہ روشندان اور چار روشندان پنجرے دار ہین
وسط مین بڑا گنبد اور آٹھ گنبد یان جنکے آٹھہ آٹھہ در ہین ہین گرد گنبد کلان
کے موجود ہین پہلے اس سے آٹھہ در رونی نیچے اور آٹھہ اوپر کی منزل
مین تہے اب زیرین منزل کے آٹھ دروازے بدستور ہین جنمین آئینہ
دار جوڑیان لگائی گئی ہین اور اوپر کے دروازون مین تغیر و تبدل ہوگیا
ہے گرد مقبرے کے ایک وسیع چبوترہ مثمن ہے بلند آتنا کہ چار
پیڑیان چڑہکر اوپر جاتے ہین تمام دروزہ آمد و رفت کا اب جنوب کی
سمت ہے جنوب شرق کے گوشہ مین ایک چہوٹا سا دروازہ لگاکر علیحدہ
مکان بنایا گیا ہے اور اسی مین سنگ مرمر کا تعویذ انارکلی کے مقبرہ کا رکہا
ہے اور بڑے گنبد کے اوپر پتہر کے صلیب نصب ہے

حال مکان چلہ بابا فرید گنجشکر

یہ متبرک عبادت گاہ ضلع کی کچہری کے غرب کی طرف واقع ہے اسجگہ
قبر کوئی نہین صرف ایک پختہ مکان بنا ہوا ہے جسمین بابا فرید گنجشکر چشتی چلہ نشین ہوئے
تہے اور اصلی مزار انکی پاک پٹن علاقہ منٹگمری مین ہی اور سیر و رسی آجتک برابر لوگ اسکا ٹکا
دیکہتے ہین نوین محرم کو اسجگہ بہاری میلہ ہوتا ہی اور عام و خاص ہندو مسلمان وہان جاکر
چڑہاوہ چڑہاتے ہین یہ مکان ایک بلند ٹیلہ پر بنا ہی مگر حکام کے وقت کی حکم سی اوسکو چار
سمت سے کم کردیا گیا ہی صرف اسقدر باقی رہگیا ہی جسقدر اصلی مکان چلہ کی نیچے پہلی مسلمانونکا
قدیمی قبرستان اسجگہ پتا اب قبرین نہین ہین مگر اسو اسطی کہ چاروں طرف صاحبان انگریز کی کوٹہیان
مین اصلی مکان کا نام معدوم ہوتا جاتا ہی مگر اب لوگ فقیدانہ کہتے شتر قرویہ رستہ آمد و رفت ہی اور

درخت ایک قسم کے بکثرت ہین۔

حال مزار پیر مکی

یہ متبرک مزار لاہور سے غرب کی سمت کو بفاصلہ آدہ کوس کے واقع ہے گرد مزار کے چاردیواری پختہ بمقدار قد آدم بنی ہوئی ہے جنوب کی سمت دروازہ ہے اوسکے اندر ایک پختہ چبوترہ ہے اوپر قبر پیر مکی کی ہے اصلی نام اس بزرگ کا جلال الدین ہے اور بطریق سیر تہہ مکہ سے ہندمین آیا واپسی کیوقت لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا اسوقت سلطان شہاب الدین غوری نے لاہور پر یورش کی خسرو ملک غزنوی بادشاہ پنجاب چند ماہ تک محصور ہو کر اوسکے ساتہ لڑتا رہا جب تنگ آیا تو اوسکے پاس گیا اور التجا کی کہ اوسکے حق مین دعا کریں تاکہ دشمن دفع ہو جاوے انہون نے جواب دیا کہ قادر حقیقی کی تقدیر یہہ ہے کہ ہندمین سلطنت غوریہ فروغ پاوے اور غزنویہ سلطنت کا چراغ گل ہو ہان اسکے ظہور مین ابہی ایک سال باقی ہے بعد ایکسال کے غوریہ سلطنت ہندمین محیط ہو جاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اوس برس مین سلطان شہاب الدین واپس چلا گیا اور آئندہ سال مین پہر آکر اوسنے لاہور فتح کیا بلکہ راے پتہورا سے بہی راج پر فتحیاب ہو کر دہلی کا تخت بہی اوسنے لیلیا۔

مقبرہ شادی شاہ و سعدی شاہ

یہ مقبرہ لاہور سے بجانب جنوب باغ دیوان چند کے پاس پختہ عمارت کا بنا ہوا ہے اور مقبرہ کے ساتہہ ایک دالان معہ بالاخانہ بہی تعمیر ہوا موجود ہے مقبرہ کے شرقی و غربی دو دروازہ ہین اور وسط مین سعدی شاہ کی قبر پختہ بنی ہے یہہ بزرگ سید گیلانی قادریہ سلسلہ کا فقیر تہا موضع بکہوال علاقہ گجرات سے یہان لاہور مین آیا اور داتا گنج بخش کی مزار پر معتکف ہوا اور یہان ہی فوت ہوا چونکہ راجہ دینا ناتہ اسکا کمال معتقد تہا اوسنے مقبرہ و متعلقہ عمارت بنوادی جو اب تک موجود ہے یہہ شخص سنہ [illegible] ہجری مین فوت ہوکر اسجگہ مدفون ہوا۔

خانقاہ سید علی المشہور جہنگی چراغ شاہ

یہ خانقاہ میدان پریڈ مین قلعہ لاہور سے شمال کی سمت موجود ہے جہنگی چراغ شاہ

اسکو اسواسطے کہتے ہین کہ سید علی شاہ کے مرید چراغ شاہ نے بہت سے درخت
اس جگہ لگوائے اور مکان کو رونق دی تب سے یہ مکان جھنگی چراغ شاہ مشہور
ہوگیا کہ جھنگی پنجابی زبان مین بہت سے درختون کو کہتے ہین - صاحب مزار
سید علی شاہ قوم کا سید گیلانی تہا اور ابتدائی عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ
مین ملک دکھن سے سیر کرتا ہوا لاہور آیا اور اس جگہ پر مقیم ہوا اور ۱۲۴۲ء
ہجری مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوا اُسکی وفات کے بعد چراغ شاہ اُسکا
مرید جانشین ہوا اُس نے اس مکان کو بہت رونق دی اور عمارت موجودہ
پختہ بنوائی جو موجود ہے - مکان خانقاہ ایک چوکھونٹی پختہ عمارت کا بنا ہوا
ہے اور چار گوشون پر چار مینار خورد ہین جنوب کی سمت کو دروازہ آمدورفت
قالبوتی خشتی بنا ہوا ہے اور میانہ مین بطور چھوٹے گنبد کے ڈہلوان چہت ہے
زمین پر چونہ گچ فرش ہے اس چوکھنڈے مین ایک سید علی شاہ کی پختہ
قبر ہے دوسری چراغ شاہ کی کہ وہ ۱۲۵۵ء مین فوت ہوا تہا اور بہی دو قبرین
اُنکے خادمون کی ہین اور مسجد پختہ و چاہ وکوٹھہ وغیرہ عمارت متعلقہ مزار اُسکی علاوہ ہین +

مقبرہ نورالدین جہانگیر بادشاہ غازی

اس نیکنام و رحم دل بادشاہ کے حالات سے ہزارون کتابین فارسی و اردو
انگریزی بہری ہوئی ہین اس موقع پر کہ تحریر حالات مکانات منظور ہے اعادہ
اسکا ضرور نہین واضح ہو کہ یہ عالیشان عمارت دریاے راوی کے شمالی
کنارے پر لاہور سے بفاصلہ چار میل بسمت شمال واقع ہے اس عمارت کی خوبی و
خوش اسلوبی و استحکام و سنگینی دیکھکر معمار خرد حیران ہے ۱۰۳۷ء ہجری مین
یہ مکان بحکم شاہ جہان بادشاہ تعمیر ہوا اور لاکھون روپے کا سامان جہاڑ فانوس
قندیل فروش شامیانہ خیمہ وغیرہ شاہانہ مراتب کے مقدار پر یہان رکھا گیا -

مصارف ضروری کے لئے ہزارون روپے کی جاگیرین مقرر ہوئی حافظ قرآن
خوان پانسو آدمی ملازم رکھا گیا کہ نوبت بنوبت مزار پر قرآن پڑھا کرین بہ قدر و منزلت
اخیر سلطنت چغتائی تک بحال و برقرار رہی جب بادشاہ گردی ہوئی اور سکھا شاہی
زمانہ آیا تو وہ سب سامان ایک دو دستبرد مین لوٹ لیا گیا عمارت باقی رہگئی جب
مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ آیا تو مہاراجہ اُسکی عمارت کی طرف بھی متوجہ ہوا
اور حکم دیا کہ مقبرے کی منڈیرون پر جو ستون شمع جلانے کے اور جالیان سنگ مرمر
کی ہین وہ اُکھاڑ کر امرتسر لے جائین اور سری دربار صاحب کے پل وغیرہ پر
لگائی جائین چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور بیشمار پتھر اس مقبرے سے
اُکھڑوا کر امرتسر بھیجا گیا اور اُسکی جگہ چونہ کی عمارت کردی گئی من بعد ارجن سنگھ پسر
سردار ہری سنگھ نلوا اس مقبرہ مین فروکش رہا اُس نے بھی پتھرون کے اُکھڑوانے
مین بہت توجہ کی اور بیشمار روزن کے دہنون کی بہت سی جالیان سنگ مرمر
کی وغیرہ مقامات سے اُس نے پتھر اُکھڑوائے من بعد جب سردار سلطان محمد خان
برادر سردار دوست محمد خان امیر کابل اپنے بھائی سے ناراض ہوکر لاہور آیا اور
قصبہ شاہدرہ مہاراجہ نے اُسکی جاگیر مین دیا تو وہ اس مقبرے مین چند سال
سکونت پذیر رہا اُسکے لشکر کے وحشی افغانون نے اس مقبرے کا سخت نقصان
کیا اور بیشمار نگینے اندر کی دیوارون سے نکلوالئے بہت سے پتھر توڑ ڈالے
باغیچہ کو ویران کردیا اخیر سلطنت سکھی تک اس متبرک مکان کو صدمہ پر صدمہ
پہنچتا رہا اور نقصان ہوتا رہا لاکھون روپے کی جالیان اور سلین سنگ مرمر
اور سنگ سرخ کی اُتر گئین جب صاحبان انگریز پنجاب مین فرمان فرما ہوئے
تو گویا اس مکان کی قسمت پلٹی صاحبان انگریز ابتدا سے آجتک برابر اسکی
مرمت کراتے رہے اور جب دریا نزدیک آگیا تو بنظر حفاظت اسکی ہزارہا روپیہ

کھینچ کر کے بند بند ہوا با جس سے یہ عالیشان مکان دریا کی غرقابی سے بچگیا
صرف گوشہ گلگنی کی بیرونی دیوار دریا نے گرا لی شرقی دیوار کو بہی سخت صدمہ
پہنچا باوجود ان صدمات پے در پے کے اب بہی یہ عالیشان مکان ایسا ہی
کہ دیکھتے ہی انسان بے اختیار کہہ دیتا ہے کہ اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است اس مقبرے کے چھ درجے ہین جس درجہ مین
بادشاہ کا مزار ہے وہ درجہ ہشت پہلو اندر سے گنبد نما ہی عمارت سنگ مرمر کی
میانہ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا طول مین ۱۲ فٹ عرض مین ۹ فٹ ڈیڑہ
فٹ ارتفاع کا نہایت مصفا و مقطع بنا ہی اُسکے میانہ مین قبر کا تعویذ ایک ٹکڑے
سنگ مرمر کا اڑہائی فٹ بلند طول مین پونے دو درعہ عرض مین دس گرہ
نہایت خوش نما بنا ہوا ہی چبوترہ اور قبر پہ گلکاری سنگ عقیق و لاجورد و
سلیمانی و نیلم و زہر مہرہ و مرجان و ابری وغیرہ قیمتی پتہروں سے کی ہوئی ہے
اکثر نگینے اُتار بہی لئے گئے ہین قبر کا تعویذ تین درجون مین منقسم ہی پہلے دو
درجے مین صرف گلکاری ہی اور رہست و چپ نود و نہ نام باری تعالے کے
بخط عربی خوشخط کندہ ہین سر کے برابر اوپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھہ کر ہو الغفار
الذنوب قال اللہ تبارک و تعالی یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من
رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم تحریر ہے اور ایک درجے
مین کل نفس ذائقۃ الموت تمام آیۃ قرآن کی سر کی طرف یہ لکھا ہے -
ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب و الشہادۃ ہو الرحمن الرحیم - پاؤن کی
سمت یہ تحریر ہے مرقد منور اعلی حضرت غفران پناہ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ
سنہ ۱۰۳۷ فرش اس درجہ کا سنگ مرمر و سنگ مریم و سنگ موسی وغیرہ
مختلف پتہرون سے رنگ آمیز ہی دیوارین سنگ مرمر کی اور آٹھہ پہلوؤن

ہیں آٹھہ دہن چار بڑے اور چار چھوٹے ہین شمال وجنوب وشرق کے دہنون
مین سنگ مرمر کی جالیان نصب ہین اور غرب کی سمت آمد و رفت کا دروازہ ہی
خاص مقبرہ کا کمرہ اوپر سے سقف ہی پہلے اسکی چھت سنگ مرمر کی تہی اور
چھت کے اوپر بہی بالائی چبوترہ سنگ مرمر کی قبر بنی ہوئی تہی چونکہ چھت پر
بڑی بڑی لمبی سنگ مرمر کی سلین پڑی ہوئی تہین وہ نہین معلوم کہ
کس وقت اُتروائی گئین اور چوبی چھت بنادی گئی اوپر کا تعویذ قبر بہی مسمار
ہوگیا بعض کہتے ہین کہ محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین کسی ملا نے فتوی دیا کہ جب
قبر پر بارش نہو وہ رحمت الٰہی سے محروم ہی اسلیئے بادشاہ نے چھت اُتروا کر
قبر کو بے پردہ کردیا جب بارش سے عمارت کا نقصان ہونے لگا تو پہر سوبہا سنگ
احد الحاکم شہر لاہور کے حکم سے چوبی چھت ڈلوائی گئی بعض معمر و مسن لوگ
کہتے ہین کہ سوبہا سنگہ نے ہی چھت کا پتھر اُتروایا اور اُسی نے چوبی چھت
قائم کی بعض کا قول ہی کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس مقبرے کے پتھر اُتروایا
تو اُسی وقت یہ چھت بہی اُتروالی گئی تہی اور جسطرح کہ منڈیر چوکی کی جالیان
اُتروا کر بنادی گئی تہی یہ چھت چوبی بنائی گئی - خاص مقبرے کے مکان کے
چار سمت کوٹہڑیان سنگین عمارت کی بنائی ہوئین ہین اور دیوارین سب سنگ
سرخ کی شمار ہین سب حجرے چالیس ہین ہر ایک حجرے کی سقف قالبوتی اور
چوکہٹین سرخ پتہر کی ہین اور برانڈہ قالبوتی مرغولی ہین تقسیم اُنکی چار طرف
اسطرح ہی کہ بیچ مین ایک در کلان ہی جسمین انسان جائے تو خاص مقبرے
کے درجہ تک پہنچ سکتا ہی مگر تین طرف اُس درجہ اور خاص درجے مین
سنگ مرمر کی جالیان لگی ہین اور غربی سمت کا دہن آمد و رفت کے لئے کہلا ہی
اور اُس در کلان کے دونو طرف پانچ پانچ دہن باہر اور پانچ پانچ کوٹہڑیان

اندر ہین ہر ایک وہین کے مرغول سنگ مرمر کے ہین اور بقیہ عمارت سنگ سرخ
کی اور چارون طرف زینے اوپر چڑہنے کی لئے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین
چار گوشون پر چار برج ہین جنکے اوپر عالیشان مینار بہت بلند بنائے گئی ہین
اُن زینون کے ذریعہ سے جب اوپر چہت کے جائین تو وسیع میدان سقف
کا نظر آتا ہی سقف پر بہی فرش سنگ مرمر و ابری و سنگ مریم وغیرہ مخلوط
پتہر کا رنگ آمیزی ہی اُسکے وسط مین یعنی خاص قبر کے تعویذ کے اوپر سقف
سے بقدر تین فٹ کے بلند چبوترہ بنا ہوا ہی اُسکی چار طرفہ عمارت سنگین سیڑہیان
بہی پتہر کی ہین اور فرش بہی سنگین ہی مقبرے کے چارون گوشون پر چار
مینار بہی نہایت خوبصورت و مقطع بنے ہین ان منارون کی پہلی منزلین مقبرے
کی چہت تک تو سنگ سرخ کی ہین اور گلکاری سنگ مرمر کی اُسکی اوپر ہر ایک
مینار کی چار چار منزلین ہین باہر کی عمارت منارون کی سنگ مرمر کی اور
لہریا رنگین پتہرون کا - اور اندرونی عمارت سنگ سرخ کی ہر ایک درجے
مین گرد منبڑ ہا کر منزل دکہلائی گئی ہی اور ایک ایک دریچہ رکہا گیا ہی اوپر کی منزل
پر گنبد ہی اور گنبد کے نیچے آٹہہ آٹہہ دہن مرغولی ہین گردشی سیڑہیون کے ذریعہ
سے انسان منارون پر چڑہ جاتا ہی ہر ایک مینار مین اکسٹہہ سیڑہیان ہین
اور صورت منارون کی ہشت پہلو ہی منارون کے ہر ایک وہین مین سب
کٹہرے جالی دار پنجرون کے لگے ہوئے تہے وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ اُکہڑوا کر
لے گیا اب صرف مینار گوشہ بائیں مین ایک درنبرت مین دو اور لگنی مین
ایک اور اب ان کو مینارہ مین دو موجود ہین اور جو اکہاڑے گئی ہین اُنکی جگہ
خشتی چونے کے کٹہرے بنا دئے گئی ہین منارون پر جب آدمی چڑہتا ہی تو
دور دور تک نظر جاتی ہی اور چارون طرف کی سیر نظر آتی ہی - یہ عالیشان مقبرہ ایک تختہ

عالیشان سنگین چبوترے مربع پر بنایا گیا ہے جسکا طول دو سو ساٹھہ فٹ
اور اُسی قدر عرض ہے اور پانچ فٹ ارتفاع چارون طرف میانہ مین چار زینے
اوپر چڑہنے کے لئے پتھر سرخ کے بنائے گئے ہین ۔ مقبرے کی چارسمت عالیشان
باغ پختہ خیابان و فوارے و حوض و پختہ بلند چاردیواری ہے جانب غربی مین بڑا دروازہ
جسمین سے ہاتہی مع عماری جاسکتا ہے بنا ہوا ہے عمارت اسکی بہی سنگ سرخ کی
ہے اور گلکاری سنگ مرمر کی مرغول بہی سنگ مرمر کی جنمین اللہ کا نام کندہ
ہے چارون گوشون پر چار مینار خورد ہین یہ دروازہ اندر سے دو منزلہ ہے نیچے
کوٹہریان بنی ہوئی ہین اور اوپر شہ نشین اس دروازے کے مقابل بطرف
شرق جواب کے طور پر ایک بارہ دری تہی اور اسی طرح جنوبی و شمالی دیوارون
مین محاذ ایک دوسرے کے بارہ دریان بنی ہین شرقی دیوار در بائے گرالی
بارہ دری بہی گر گئی چار دیواری کے چارون گوشون پر چار برج سنگ سرخ
کے بنے تہے اب نصف دیوار جنوبی و شرقی گر گئی تو گوشہ کنی کا برج بہی گر گیا
چار دیواری کے اندر خاص مقبرے کے چارونطرف ایک ایک حوض مربع معہ
فوارہ موجود ہین اور نیز چارون گوشون اور تینون بارہ دریون کے محاذ
مین ایک ایک حوض بنا ہوا ہے کل گیارہ حوض فی الحال موجود ہین اور ایک
حوض دریا برد ہو چکا ہے چار دیواری کے باہر بہی چار سمت بڑے وسیع چار
چاہ موجود تہے مگر اُنمین سے اب ایک دریا برد ہو چکا ہے + اس مقبرے کی
بالائی چہت کا کٹہری دار فرش بہت خراب ہو گیا تہا مولف کتاب نے اسکی
رپوٹ حکام بالا دست کے حضور مین کی تو حکم اُسکی مرمت کا نافذ ہو گیا اور
کئی ہزار روپیہ خرچ ہو کر اُسکی مرمت ہوئی +

سرائے متصلہ مقبرہ جہانگیر بادشاہ

مقبرہ جہانگیر بادشاہ کے غرب کی سمت دیوار بدیوار ایک عالیشان سرای شاہجہان بادشاہ کی تعمیر ہوئی ہی اس سرا کی عمارت بھی نہایت پختہ بنائی گئی ہی اور غربی دروازہ مقبرہ شاہ جہانگیر کا اس سرا کے اندر ہی اور دروازے کے محاذ یعنی اوسکے جواب مین سرای کی غربی دیوار کے ملحق ایک مسجد عالیشان پختہ گنبددار تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہی اس مسجد کے تین در ہین ہین ایک کلان اور دو خورد صحن مسجد مین ایک عمدہ حوض ہی اس سرای کے دو دروازے ہین ایک جنوبی دوم شمالی دو منزلہ جنمین ہاتھی معہ عماری گذر سکتا ہی صاحبان انگریز نے اسمین پہلے سٹیشن ریلوے تجویز کیا تہا مگر اب موقوف کردیا ہی ریلوے کا متعلقہ سامان پتہر کا کویلہ و لکڑی وغیرہ اسمین ذخیرہ رکہا رہتا ہی اور ایک چاہ کلان ہشت پہلو اس سرای مین شاہی وقت کا بنا ہوا موجود ہی اس سرای کے چارون طرف مسافرون کے آرام کے لیے حجرے بنے ہوئے ہین اور ہر ایک حجرے کے آگے برانڈہ پختہ قالبوتی ہی چنانچہ پنجاہ حجرے شرق کی سمت مین وسط مین بڑا دروازہ مقبرہ جہانگیر ہے اور پچیس پچیس حجرے دروازے کی دونو سمت مین غرب کی سمت بھی اسی تقسیم سے پچیس پچیس حجری دونو سمت اور درمیان مسجد ہی جنوبی و شمالی طرف سرا کے ساٹھہ ساٹھہ کوٹھڑیان ہین یعنی تیس تیس کوٹھڑیان دونو سمت اور درمیان مین جنوبی شمالی دروازہ سرای کے ہین غرض کہ یہ سرا اپنی عرض و طول و استحکام مین ثانی نہین کہتی +

مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی

یہ عالیشان مقبرہ سرا ے شاہجہانی کی دیوار بدیوار غرب کی سمت کو واقع ہی یعنی یہ تین مکان عالیشان پاس پاس مین ایک مقبرہ جہانگیر بادشاہ دوم سرا ے شاہجہانی سوم یہ مقبرہ آصف جاہ یہ تینون مکان ایسی عمارت

کے تھی جسکا ثانی سواے مقبرۂ تاج بی بی کے دوسرا ہندوستان مین نہ تھا۔
مگر سکھون کی بیرحمی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی دست اندازی سے ان مکانات
کو سخت صدمہ پہنچا مقبرہ جہانگیر کا تو صرف بالائی پتھر اُتار لیا گیا خاص قبر اور قبر کا
کمرہ و مینار وغیرہ محفوظ رہے جالیان اور ستون جسقدر تھے لے لیے گئے مگر اس عالیشان
مقبرے کی تو بیخ و بنیاد کھود دی گئی اور ایسی صورت بگاڑی کہ کھنڈر بنا دیا آصف جاہ
کا مقبرہ طول و عرض و ارتفاع مین لاہور کے تمام مقبرون سے زیادہ ہے سواے
مقبرہ علی مردان خان کے اسکا ہمسر کوئی مقبرہ نہین ہے شاہجہان بادشاہ کے
حکم سے یہ مکان بنا چونکہ یہ شخص نورجہان بیگم زوجہ محبوبہ جہانگیر اور وزیر اعظم
شاہجہان بادشاہ تھا اور محض اسی کی سعی جمیلہ سے شاہجہان کو سلطنت
حاصل ہوئی تھی بادشاہ کو اسکی وفات کا کمال رنج ہوا اور اپنے والد کے مقبرے کی
پاس اسکا مقبرہ بنوایا یہ مقبرہ بنیاد سے سر تک سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا
اندر مقبرے کے فرش بھی سنگ مرمر کا تھا قبر کا چبوترہ اور قبر بھی سنگ مرمر کی
تھی آٹھون دہلیزین اور باہر مرغول اور ہر ایک پہل کے لمبے ستون
سنگ سرخ کے دہنون کے دوریون پہ کانسی کا کام تھا چارون طرف باہر دروازون
کے جو مثمن وسیع چبوترہ تھا اسکے ایک ایک پہل پر ایک ایک لمبی سل سنگ مرمر کی
کی نصب تھی اور چبوترے کی دیوارون پر سنگ سرخ نصب تھا چار حوض جو چار سمت
تھے انکے کنارون پر بھی لمبی چوڑی سلین سنگ مرمر کی جڑی ہوئی تھین حسن باغ
کے وسط مین یہ مقبرہ بنایا گیا وہ باغ اتنا وسیع رکھا گیا کہ تین بیگہ زمین اسکے
اندرون احاطہ تجویز ہوئی اس باغ کے متعلق اور بھی حافظ خانہ و مطبخ وغیرہ
عمارتین تھین جو سب بطمع پتھر کے گرا لی گئین اس مقبرے کا سامان چاندی سونے
کی قندیلین و جھاڑ فانوس و فرش و فروش مقبرے جہانگیر سے کچھ بھی کم تھا۔

جو سب کا سب تین حاکموں کیوقت عمارت مین آیا درخت بہی کاٹ کر لوگ لیگئے
تمام باغ کف دست میدان ہوگیا مکانات و مقبرہ و چاردیواری باقی تہی وہ
بسبب اپنے استحکام کے سکہون کے ہاتہہ سے محفوظ رہی آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگہ
کو امرتسر بہیجنے کیواسطے پتہر کی ضرورت ہوئی اور نیز حضوری باغ مین بارہ دری
سنگین بنانے کی تجویز ہوئی تو لاہور کے بہت سے مقبرون سے پتہر اُتار اگیا -
جنمین سے اب بہی اکثر موجود ہین اور اکثر بیخ و بنیاد سے کہد گئے اور اکثر سرکار
انگریزی کیوقت بصیغہ نزول نیلام ہوگئے اور خشت فروشون نے اُنکی اینٹین
نکال لین - چونکہ یہ بہت بڑا مقبرہ تہا اور لاکہون روپے کا پتہر اسپر نصب تہا
مہاراجہ کے حکم سے اسکا پتہر بہی اُترنا شروع ہوگیا اور ایسی بے احتیاطی سے پتہر
اُتار اگیا کہ مقبرہ ایک کہنڈر ہوگیا مگر استحکام کا یہ حال ہی کہ اب بہی دو ہزار برس
تک کہڑا رہے تو عجب نہین سیڑہیون کا پتہر ایسی بیرحمی سے نکالا ہی کہ سیڑہیان
منہدم کر دی ہین مقبرے کے اندر کا فرش سب اُکہاڑ لیا گیا ہی چبوترہ منہدم
کر دیا گیا ہی صرف قبر کا تعویذ سنگ مرمر کا جسپر بخط نسخ عمدہ نود و نہ نام باری تعالی
لکہے ہین پہینک دیا گیا ہی وہ ابتک مقبرے اندر رکہا ہی یہ تعویذ ایک ٹکڑے
پتہر سنگ مرمر کا ہی اور آیات قرآنی و اسمائے الٰہی اُسپر کندہ ہین یہ تعویذ ہو بہو
مثل تعویذ قبر شاہ جہانگیر کے بنا ہوا ہی وہی وضع وہی قطع وہی قد و ہی قامت
وہی تحریر ہو بہو تیغیر ہے اس مقبرے کے آٹھہ دہن اور آٹھہ دروازے ہین
ہر ایک دروازے کی سنگی دہلیزین ایسی بُری طرح سے نکالی ہین کہ دروازے
بالکل منہدم ہوگئے ہین غرض کہ اس مقبرے کی حالت دیکہکر حیرت ہوتی ہے کہ
بنانے والون نے تو لاکہون روپے خرچ کرکے ان عمارات کو بنایا اور گرانے والون
نے صرف پتہر کی طمع سے بے رحم ہوکر اسکو گرا دیا اور زمانہ کے انقلاب نے وہ

صورت دکہلائی کہ دن کی جگہ اندہیری رات ہوگئی +

آن قصر کہ با چرخ ہمیزد پہلو ۔ بر درگہ او شہان نہادندے رو
دیدم کہ بر کنگرہ اش فاختہ ۔ بنشستہ ہمیگفت کہ کوکو کوکو

اس مقبرے کا بڑا دروازہ سرائے کی دروازے کی طرح جنوب کی سمت کو ہی اور وسیع پختہ چار دیواری بلند اسقدر ہی جسقدر سرائے کی چار دیواری ہے محاذ مقبرے کی مغربی دیوار کے ساتہ ایک پختہ مسجد بنی ہوئی ہی جسکی ہیئت بدل کر اب کسی صاحب ریلوے کے ملازم نے کوٹھی بنالی ہی اس مسجد کے صحن کا فرش خشتی اب تک بحال و برقرار ہے ۔ فی زمانہ مرمت اس مقبرے کی سرکار انگریزی کی طرف سے مولف کتاب کی معرفت ہوگئی ہی جس سے اُسکے گرنے کا اندیشہ رفع ہوگیا ہے +

مقبرۂ نورجہان بیگم زوجہ شاہ جہانگیر المشہور نورمحل

یہ مقبرہ مقبرۂ آصف جاہ کی چار دیواری کے باہر بجانب غرب بفاصلہ ریلکی سڑک کے واقع ہی اس مقبرے کی عمارت عجیب طرح کی بنائی گئی ہی کہ تمام عمارت محراب دار قالبوتی ہی ہر ایک سمت کو سات سات وہین تمام مکان کے بیرونی اٹھائیس وہین شمار مین آتے ہین بیچ مین چار چار دو ریان شرق سے غرب جنوب سے شمال تک ہر طرف سے کہلا ہوا مکان ہے وسط مین ایک علیحدہ درجہ دکہلایا گیا ہی جسکے تین تین در ہر طرف کل بارہ در ہین اُسکے وسط مین ایک چبوترہ چبوترے کے اوپر دو قبر ہین ایک نورجہان بیگم ملکہ زمانی اور دوسری اُسکی دختر کی تمام مکان کی چہت قالبوتی ہی جنوب کی طرف زینہ اوپر جانے کا اندرونی درجہ کے نیچے ایک تہ خانہ مکلف بنا ہوا ہی جسکا رستہ جنوب کی سمت کو سلامی کے طور پر بنا ہی اور لوگ اُسمین اُتر جاتے ہین –

یہ مکان بہی شاہجہانی عہد مین نہایت مکلف وسنگین بنایا گیا تہا اندر کا
چبوترہ اور دونو قبرین سنگ مرمر کی تہین اور باہر کی دیوارون پر سنگ سرخ
تہا فرش سنگ ابری کا تہا جب اُسکے بہائی آصف جاہ کے مقبرے کا پتہر اُترا تو
وہی آفت اسکے مقبرے پر آئی سب پتہر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے اُتار لیا گیا
تہہ خانے کا دروازہ کہولکر جو دیکہا تو معلوم ہوا کہ دونو نعشون کے آبنوسی صندوق
دو سنگہین مہدون مین رکہے ہین چنانچہ مہدے لئے گئے اور نعشین زمین مین
دفنائی گئین اور مقبرے کی مرمت اینٹ اور چونہ سے کرائی گئی چنانچہ چبوترہ اور
قبرین خشتی بن گئین بالائی سقف کا خشتی فرش لگ گیا شدیرین بن گئین
پہر کسی سبب سے ایسی عمارت بند ہوئی کہ تہہ خانہ کا دروازہ کہلا رہ گیا جو اب تک
کہلا ہی اور لوگ اندر میلا کر جاتے ہین + واضح رہی کہ یہ مقبرہ اس عالی جاہ
نورجہان بیگم نورمحل زوجہ جہانگیر بادشاہ کی پیاری زوجہ ومعشوقہ کا مقبرہ
ہے جسکی حکومت ہند کی ولایت مین شرق سے غرب تک تہی اور بادشاہ براے
نام بادشاہ تہا اسکے نام کا سکہ ہر ایک نامی شہر و دارالضرب مین مسکوک ہوتا تہا
خزانہ فوج ملک سب اسکی قلم کے نیچے تہا آخر انقلاب زمانہ نے اسکو شاہجہان
کی قید مین ڈالا اور آصف جاہ اسکا بہائی جو اسکے اختیارات سے بجان تنگ آیا
ہوا تہا اس سے پہر گیا اُسی کی سعی سے شاہجہان کو ہند کا تخت ملا اور یہ
قید مین آگئی اور قید ہی مین جان بحق تسلیم ہوئی اب اسکے مقبرے کی تو یہ حالت
ہے جو لکہی گئی ہی۔ مسند اعزاز پر مسندنشین ہوتے رہی۔ دارونیا مین کبہی
رستم کبہی اسفندیا۔ ایک دم مین انکا جب جاتا رہا وہ زور وشور
کچہہ نظر آیا نہ باقی اُن سے جز مشت غبار

خانقاہ فضل شاہ مجذوب

فضل شاہ ایک مجذوب فقیر اخیر عملداری سکہان مین لاہور مین پہرا کرتا تہا موضع
سید پور کہنہ علاقہ ظفروال ضلع سیالکوٹ کا یہ رہنے والا تہا جب لاہور آیا تو
چند سال پہلے ایک مسجد کا ملا رہا پہر عینک سازی کا کام کرتا رہا پہر مسمی رحمن شاہ
فقیر نوشاہی کا مرید ہوا پیر کی مہربانی سے یہ کمال کو پہنچا اور مجذوب ہوگیا
اگرچہ لاہور کے دربار کے راجہ مہاراجہ امیر سردار سب اسکے معتقد تہے مگر راجہ دینا ناتہہ
تو بندۂ بیدرم تہا یہ مکان راجہ دینا ناتہہ نے اسکی زندگی مین اسکی خاطر
پختہ بنوایا اور مرنے سے پہلے ہی قبر بنا رکہی تہی راجہ دینا ناتہہ بلاناغہ اسکے
پاس آتا تہا اور ہزارون روپے نذرانہ دیتا اسکے فرزند بلند شاہ کی سواری
کے لئے عمدہ عمدہ گہوڑے اور پہننے کو عمدہ عمدہ قیمتی پوشاکین اور موتی
دوہرے کڑے طلائی وکنٹہہ و مالاے مروارید وغیرہ موجود وحاضر تہے اور
جیونداس نام ایک منشی راجہ دینا ناتہہ کی طرف سے ہر وقت اسکے پاس حاضر
رہتا تہا اور جو بات اسکی زبان سے نکلتی وہ لکہہ لیتا اور رات کو راجہ کے گوشگذار
کرتا راجہ دینا ناتہہ نے اسکے بیٹے بلند شاہ کی شادی بہی بڑی دہوم دہام سے کی
اور چند مکانات سکونت کی لئے بہی خرید دیئے وسم ساون سمت ۱۹۱۰ بکرمی مین
بمرض استسقا یہ شخص مرگیا راجہ دینا ناتہہ وغیرہ امراے شہر اسکے جنازے پر
حاضر ہوئے اور قیمتی دوشالے سب نے لاش پر ڈالے اور بڑے اعزاز سے دفن
کیا من بعد جبتک راجہ دینا ناتہہ زندہ رہا سالانہ عرس اسکا بڑی دہوم دہام
سے ہوتا رہا بعد ازان بہی اعتقادمند لوگ عرس کرتے رہے اب مختصر فاتحہ سالانہ
ہوتی ہے بلند شاہ اسکا بیٹا بہی بعد وفات اپنے باپ اور راجہ دینا ناتہہ
کے مفلس وتنگدست ہوکر مرگیا اب اسکی ایک لڑکی نادرہ بیگم نام باقی ہے
جو احاطہ مزار مین پردہ دار مکان علیحدہ کرکے قیام پذیر ہے اور اسکا شوہر

حافظ عمر دراز بہی اُسی جگہ اپنی زوجہ کے پاس رہتا ہے مکانات حویلیان جتنی تہین سب بلند شاہ فروخت کرکے مرگیا + یہ مکان دروازہ مستی و کشمیری کے درمیان سرکاری باغ مفوضہ نواب نوازش علیخان کی حدود کے اندر واقع ہے چار دیواری پختہ ہے دروازہ شرق کی طرف۔ مزار کا مقام بہی پختہ بنا ہے مسجد و چاہ وغیرہ مکانات متعلقہ خانقاہ سب پختہ راجہ دینانا تہہ کیو قت کا بنا ہے بڑے بڑے درخت بڑہ وغیرہ اس مکان مین سایہ فگن ہین +

تیسری قسم اُن مکانات کی تفصیل مین جو کسی اہل ملت و مذہب سے متعلق نہین ہین اسمین دو فصل ہین ایک مین حالات مکانات اندرونی شہر دوسری مین بیرونی شہر کے از قسم حویلی و باغ و کٹڑہ و احاطہ وغیرہ

حویلی میان خان

لاہور کے قدیم عمارات اندرونی مین سے یہ وسیع اور بے مثل عمارت وسعت و استحکام و سنگینی مین اپنا ثانی نہین رکہتی تہی نواب سعد اللہ خان وزیر شاہجہان بادشاہ اسکا بانی تہا لاکہون روپیہ خرچ ہوکر یہ حویلی تیار ہوئی ابہی کچہہ عمارت باقی تہی کہ نواب سعد اللہ خان مرگیا اور نواب میان خان اُسکے بیٹے نے یہ عمارت تمام کی اس سبب سے حویلی میان خان مشہور ہوگئی۔ یہ حویلی اپنے عرض و طول مین دو میل کی مقدار سے کم نہین ہے جسکے "تین درجے تہے" ایک حویلی زنانہ دوسری مردانہ جسکو رنگ محل بولتے تہے "تیسرا قلعی خانہ" اب قلعی خانہ مین علیحدہ محلہ آباد ہے اور زنانہ حویلی مین خرابیوں

کی آبادی ہی اور رنگ محل مین مشن سکول کے طالب علم پڑہتے ہین بڑا حصہ
اس حویلی کا وہ تہا جو زنانہ حویلی کہلاتی تہی اُسمین بڑا حوض معہ فوارون کے
تہا اور وسیع سرد خانہ اور باغچہ اور سرخ پتہر کے دالان بیشمار تہی بڑی ڈیوڑہی
اسکے شرق کی سمت تہی جسطرف اب سادہون کی مسجد ہی اور چہوٹی ڈیوڑھی
غرب کی سمت یہ دونو ڈیوڑہیان ابتک موجود ہین بڑی ڈیوڑہی تو مرزا محمد المشہور
مرزا موٹا کی حویلی کے اندر ہی گویا دو رستہ ہی اب بند ہو چکا ہی چہوٹی ڈیوڑہی غربی
کا رستہ جاری ہی دروازے کی عمارت بہی ابتک موجود ہی رنگ محل کی عمارت
ابتک تمام و کمال سالم ہی اگرچہ پادری فورمن صاحب نے اُسمین تغیر و تبدل بہت
کیا ہی تو بہی بڑی ڈیوڑہی رنگ محل کی اور اکثر مکانات قدیم ابتک سلامت
ہین۔ وشل چاہ کلان اس حویلی کے اندر و باہر تہے چار تو چار گوشون پر باہر
کی سمت اور دو شمال و جنوب کی سمت اور چار اندر حویلی کے جنمین سے اب
ایک چاہ گوشہ رنگ محل کا اور دوسرا قلعی خانہ کا باقی ہے اور سب برباد ہو چکے
ہین چاہ گوشہ لکنی جو سب سے بڑا چاہ تہا اب ملبہ ڈال کر بہروا دیا گیا ہی اور زمین پر
مفتی غلام سرور نے مکان بنا لیا ہی اسیطرح چاہ گوشہ نہرت کمانگرون نے خرید کر بہروا دیا اور
زمین پر دوکا بین بنالی ہین جنوبی سمت کا چاہ نور گلی کے دہوبیون کے حصہ
مین آیا اُنہون نے اینٹین نکال لین اندر کے چاہ بہی اب بے نام و نشان
ہین تالاب کلان جو حویلی کے وسط مین تہا وہ انگریزون نے سرکاری
خرچ سے مٹی ڈلوا کر بہروا دیا کیونکہ سکہی وقت مین اس حویلی کا پانی بارش
وغیرہ کا باہر نہین نکلتا تہا اُسی تالاب مین جمع رہتا تہا اور تمام محلے مین
بدبو پہیلی رہتی تہی انگریزون نے اسکو بند کرا کر آدہی حویلی کا پانی شرق کی
سمت مغلیون کی کوٹہلی کی سمت سے نکلوایا اور آدہی حویلی کا غرب کی سمت سے

اب اس حویلی مین قوم جاٹ خراسی آباد ہین اور دو سو کے قریب خراس چلتا ہے
اور چار ہزار گہر بستا ہی - جب تک عملداری سلاطین چغتائی کی قایم رہی اس حویلی
کی عمارت کو کچھہ نقصان نہین پہنچا تہا جب سکہا شاہی زمانہ آیا اور اس حویلی
کے وارث جا بجا نکل گیٔ تو لوگون نے اسکو گرانا شروع کیا جسکے ہاتہہ مین کوئی
عمارت آگئی گرا کر لے لیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی عملداری مین وارث اس حویلی کے
ہمو جود ہوئے اور انہون نے لاکہون روپیہ کی عمارت کو کوڑیون کے بہاؤ
فروخت کیا زمین تو دو دو اور چار چار اور پانچ پانچ روپے منڈلہ اور
چار چار آنہ گز وہ عمارت فروخت کی جنکا دو دو تین تین گز آثار تہا اس بیرحمی
کے ساتہہ مال مفت دل بے رحم اس حویلی کو وارثان سنگدل نے ضایع کر دیا
چار سنگین سرخ پتہر کے والان معہ ستونون اور مرغولون وغیرہ جنکا ارتفاع
پانچ پانچ گز بلند تہا میر نورالدین وارث حویلی نے میر عبدالرحمن کے پاس فروخت
کر ڈالی اور وہ ابتک اُسکی حویلی مین جو اسی حویلی کے اندر بنی ہوئی ہی موجود ہین
انگریزی عہد مین بہی بہت سی جائداد زمین وعمارت اس حویلی کی فروخت سے
باقی تہی اُس کی تقسیم کے لئے فیما بین عابد علی وسیف علی ونتہی بیگم ووارثہ بیگم
نیاز علی وغیرہ ورثا کے عدالت مین مقدمہ ہوا اور ا مین مقرر ہو کر تقسیم عمل مین
آئی اب وہ بہی سب کے سب فروخت ہو چکی ہی اور حویلی کے مالک قوم جاٹ بن گئی
ہی + نواب میان خان مالک اس حویلی کا لاولد تہا اُس نے میر ہدایت علی
نام ایک سیدزادہ کو متبنی کیا اُسکے دو بیٹے ہوئی ایک رجب علی دوسرا محبت علی
رجب علی کے گہر ایک بیٹا میر اسد اللہ خان ہوا اُسکا بیٹا میر نورالدین خان
مالک حویلی تہا اُس نے اپنی تمام عمر اسی حویلی کی فروخت پر گزارہ کیا نورالدین کے
کے گہر ایک لڑکی نتہی بیگم ہوئی جو سیف علی سے بیاہی گئی - سیف علی کا بیٹا

نادر علی اب موجود ہی۔ سیف علی اسکے باپ کا گزارہ بہی تمام عمر اس حویلی کی فروخت پر رہا اب وہ موضع ونڈیان مین کاشتکاری کرتا ہی میر ہدایت علی نے ایک گاؤن بہی آباد کیا تہا جسکا نام کوٹ ہدایت علی خان ہی وہ ان وارثون کے قبضہ سے نکل گیا۔ اب موضع ونڈیان کی کچہہ ملکیت سیف علی نے اپنی تدبیر سے اپنے نام قائم کرلی ہی اس خاندان مین اب صرف نادر علی شاہ لایق شخص ہی مگر جائداد اسکے پیدا ہونے سے پہلے خورد برد ہو چکی ہی اُس نے مطبع بناکر رہبر ہند اخبار جاری کیا ہوا ہے + قلعی خانہ کی کل زمین وعمارت بہی انہین ورثا نے فروخت کرکے برباد کردی رنگ محل کا عالیشان مکان سکہی وقت مین ان کے قبضہ سے نکل گیا تہا اور سکہی سرکاری اہلکار مثل غوث خان کرنیل و سلطان محمود توپخانہ والہ وغیرہ اسمین رہتے ہی انگریزی عہد مین اس جگہ پہلے تہانہ مقرر ہوا پہر مشن سکول مقرر ہوگیا جو اب تک موجود ہی اس سبب سے ورثا حویلی کے اسکے قبضہ سے محروم رہی مگر دعوی ہمیشہ کرتے رہی۔ نواب میان خان کا باغ ومقبرہ جو موضع باغبانپورہ کے غرب کی سمت ہی وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ضبط کرکے راجہ سوچیت سنگہ کو دیدیا تہا جو انگریزی عہد مین بصیغہ نزول نیلام ہوا اور نواب علی رضا خان قزلباش نے خریدا نواب سعداللہ خان و میان خان اصلی متوطن چنیوٹ ضلع جہنگ کے تہے وہان بہی ایک مسجد سنگ سیاہ کی مبنیہ نواب سعداللہ خان موجود ہے +

حویلی ثانی نواب میان خان المشہور پتہران والی

یہ دوسری عالیشان حویلی نواب میان خان کی موچی دروازے کے علاقہ مین مشہور ومعروف حویلی تہی چونکہ اُسکی عمارت مین کالا پتہر لگا ہوا تہا پتہران والی حویلی کہلاتی تہی۔ اُسپر بہی وہی صورت سکہی وقت مین گزری آخر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے

اُسپر دخل کرلیا اور حکم دیا کہ باروت سازی کا کارخانہ اسمین جاری ہو چنانچہ چندسال باروت اُسمین بنتی رہی آخر ایک روز علی الصباح دو گھڑی رات رہے کسی سبب سے باروت مین آگ لگ گئی اور کئی ہزار من باروت جو حویلی کے بہت سے مکانات مین بہری ہوئی تہی ایک دم مین اُڑ گئی اُسوقت ایسی سخت آواز ہوئی کہ تمام شہر جاگ اُٹھا اور زلزلہ ایسا نمودار ہوا کہ شہر مین اور بہی کئی کہنہ مکان گر گئے اور اُس حویلی کی دیوارین اور پتہر ہوا مین اُڑ کر پانچ پانچ کوس تک باہر جا پڑے موچی دروازے کا علاقہ تو سب مسمار ہو گیا اُس حویلی کی چلین جن مکان پر جا کر پڑین مسمار کر دیا قریب دو سو آدمی کی جانین اس صدمہ مین تلف ہوئین چندسال یہ حویلی کہنڈرات کی حالت مین رہی پہر عام لوگون نے اُس زمین پر آبادی کر لی اور ورثائے نواب میان خان نے اس زمین کو بزمانہ مختلف فروخت کر لیا اب بہی کچھہ کچھہ عمارت کہنہ اُس حویلی کی کہین کہین موجود ہی یہ صدمہ سمت ۱۸۶۴ بکرمی مین واقع ہوا

مبارک حویلی

یہ ایک مشہور و معروف حویلی پُرانی عمارت شہر لاہور مین سے ہی اگرچہ اب نقشہ اسکا بدلکر سب نئی عمارت بن چکی ہی مگر جنوبی حصہ اسکا جسکو حویلی کی پشت کہنا چاہئے اب بہی بقیہ پُرانی عمارت کا باقی ہی محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین میر بہادر علی و نادر علی و بہار علی نے اس حویلی کی بنیاد رکہی جب بن چکی اور وہ اسمین آکر آباد ہوئے تو اُسی ماہ مین بہادر علی کے گہر لڑکا پیدا ہوا اس تقریب نیک سے یہ حویلی مخاطب بمبارک حویلی ہوئی مدت مدید تک خاندان بانیان حویلی یہان آباد رہا جب سکہی وقت آیا اور شہر لاہور کی بیرونی عمارت سب اُجڑ چکی اندرونی آبادی بہی باربار لوٹی گئی تو یہ خاندان بہی حویلی سے نکلکر جا بجا چلا گیا اور حویلی کی بہت سی عمارت بسبب بے مالک ہونے کے لوگ گرا کر لے گئے مہاراجہ

رنجیت سنگھ کیوقت جب شاہ شجاع الملک کابل سے بیدخل ہوکر آیا تو یہی حویلی
مین اُتارا گیا اور اسی حویلی مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع کو قید کر کے
جواہر کوہ نور جسکا ثانی کوئی جواہر روئے زمین پر نہ تہا اُس سے چہین لیا۔
اور لاکہون روپے کا جواہرات اُسکی عورتون کی تلاشی بذریعہ عورات کے
لیکر اُس سے حاصل کیا آخر جب وہ تنگ آیا تو پہلے اُس نے اپنی عورات کو
بتغیر لباس ہندو عورتون کے لُدہیانہ کو روانہ کردیا اور خود رات کو دیوار پشت
حویلی کی توڑ کر تنہا نکلا اور بڑی بدقت روکے رستے جو لوہاری دروازے کی پاس ہے
شہر سے باہر نکل گیا۔ غرض یہ حویلی سکہی عملداری مین سرکار مین ضبط رہی اخیر
عملداری کیوقت سردار کہڑک سنگھ سندہانوالیہ کو ملی اور قبضہ غلام محی الدین شاہ
قریشی سردار مذکور کے معتبر کا اسپر چند سال رہا بیرونی قطعات متعلقہ اس
حویلی کے غلام محی الدین شاہ نے باجازت سردار مذکور کی خود لیکر مکانات
بنوالئے اور بڑی حویلی نواب علی رضا خان قزلباش کے پاس باقرار سردار
مذکور کے بیع ہوگئی نواب مذکور نے اپنی زندگانی مین اُسکی عمارت مین بہت سا
تغیر و تبدل کیا شرق کی طرف بڑا دروازہ نکالا اور بڑے بڑے دالان و صحن و
عمارات جدید بنوائین اور ماہ محرم مین عزاداری کی مجلسین اسمین مقرر کین
جب نواب جنت نصیب ہوگیا تو نواب نوازش علی خان اُسکے جانشین نے اس
حویلی کی عمارت کی طرف بہت سی توجہ کی اور باپ کیوقت کی عمارتون کو گرا کر
اعلےٰ درجے کی عمارتین بنوائین جسکو دیکہکر انسان خوش ہوجاتا ہی بالفعل اس
حویلی کی ڈیوڑہی شرق کی سمت کو بازار کی طرف ہی یہ ڈیوڑہی دو منزلہ نہایت
مکلف بنی ہوئی ہی اس سے آگے بڑہین تو ایک وسیع صحن ہی صحن کے جنوب
کی طرف عالیشان قالبوتی وہنون کا دالان ہی اور دالان کی پشت کی طرف

گویا ایک علیحدہ درجہ حویلی کا ہی جسمین سامان باورچی خانہ کا رہتا ہے اور
ماہ محرم کے دس روز تک جو غربا و فقرا کو کھانا دیا جاتا ہے وہ اسی درجہ مین پکایا
جاتا ہی اس بیرونی صحن کے غرب کی طرف بڑی اونچی دیوار ہی اور دوسری خورد
ڈیوڑھی اس ڈیوڑھی کے اندر جب جائین تو دوسرے درجہ کا وسیع صحن آتا ہے
اسی صحن مین ماہ محرم عزداری کی مجلسین دس روز تک شام سے صبح تک ہوتی
رہتی ہین اور بڑا ہجوم خلایق کا رہتا ہی خصوصاً ساتوین تاریخ محرم جسروز امام قاسم
کے مہدی ہوتی ہی جم غفیر خلایق کا یہان ہوتا ہی اور تمام شہر کے لوگ جو مہدی و
علم نکالتے ہین اس جگہ لاتے ہین اور نواب نوازش علی سب کو زر نقد اپنی جیب
سخاوت سے دیتے ہین اس صحن کے غرب کی سمت تو وہ مکلف عالیشان دالان ہے
جو عزاداری کے لئے خاص کیا گیا ہی اور جھاڑ فانوس وغیرہ تکلفات سے آراستہ
رہتا ہی اور جنوب اور شمال کی سمت دو منزلہ مکلف و عالیشان اور عمارتین ہین
جہان نواب نوازش علی خان مع اپنے بہائی ناصر علی خان کے رہتے ہین۔ اس
حویلی کے اصل بانیون کے خاندان مین سے لاہور مین سید چراغ علی شاہ حکیم
بن سید احمد شاہ بن میر قمر علی المشہور میر شاہن بن میر جیا بن میر عالم شاہ
قیام پذیر ہی اور بانیان حویلی میر عالم شاہ کے بہائی کی اولاد مین سے ہی یہ شخص
میر چراغ علی شاہ ایک شخص طبیب و فقیر لاہور مین قیام پذیر ہی خاندان چشتیہ
قادریہ مین اسکی بیعت ہی مرید بیشمار ہین خلیق نہایت اور خوش خو و خوش مزاج اسکے
تین فرزند سید حاکم علی و بہادر علی و نادر علی بہی اپنے باپ کی طرح خلیق و
صاحب لیاقت ہین ٭

عمارت پری محل

شاہجہان بادشاہ کے عہد مین اس عالیشان محل کو نواب میرزا علم الدین

المشہور وزیر خان نے بنوایا چونکہ یہ محل اپنی خوبی عمارت و قطع مین ثانی نہین رکہتا تہا اسلیئے اسکا نام پری محل رکہا گیا نواب وزیر خان اپنے عہد حکومت مین اسی جگہ قیام رکہتا تہا کچہری بہی اسی مین ہوتی تہی اس محل کے دو درجے تہے ایک زنانہ دوسرا مردانہ مردانہ حصے مین بڑی بڑی دالان اور عالیشان شہ نشینین اور باغ و پائین باغ تہا سنگی عمارت بہت تہی زنانہ حصہ مین پردہ دار مکانات نہایت منقطع بنے ہوئے تہے اسلامیہ سلطنت تک یہ مکان بارونق رہا سکہی وقت مین پہلے تو تین حاکمون نے اسکے پتہر نکلوائے اور فروخت کئے پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ اسپر قابض ہوا اور فوج و گولہ باروت اسمین رکہا گیا بڑی بڑی عمارتین گرا کر میدان بنایا گیا انگریزی عہد مین اگرچہ نواب وزیر خان کی اولاد نے اسکے حصول کے لئے کوشش بہت کی مگر انکے دعوی کی سماعت کسی نے نہ کی کیونکہ سکہی عہد مین عرصہ دراز تک یہ مکان ضبط رہ چکا تہا سرکار انگریزی نے بصیغہ نزول اسکو نیلام کیا اور سلطان ٹہیکہ دار نے خرید کر اسکی اینٹین نکلوائین اور اسکی اینٹون سے لنڈہ بازار و سرائے کی عمارتین بنوائین اب اس عمارت مین سے ایک تو ڈیوڑہی یعنی غربی دروازہ قائم ہے اور جنوبی و غربی دو کانین مین جن مین کرایہ دار رہتے ہین اور کرایہ مہاراجہ جمون لیتے ہین کیونکہ محمد سلطان کی اور جائداد کے ساتہہ یہ جائداد بہی مہاراجہ کے پاس رہن ہے بقیہ عمارت اسکی دیکہی جاتی ہے تو عقل حیران ہوتی ہے کہ بانی نے اسکے استحکام کا کس قدر انتظام کیا تہا دو کانون کی دوریان اور چہتین سب قالبوتی پختہ چونہ گچ بنوائی تہین مگر محمد سلطان نے وہ سب عالیشان پختہ عمارتین اینٹ کی طمع سے گرا لین +

حویلی کلو بائی المشہور حویلی اہلو والیہ

پرانی عمارات مین سے یہ حویلی بہی بجملہ یکی مردانہ یادگار زمانہ سلف کہی جاتی ہے

عمارت اسکی نہایت مستحکم و پختہ چونہ گچ ہی بیچ مین کہلا ہوا صحن ہی اور چارون
طرف دو منزلہ سہ منزلہ پختہ عمارتین ہین جنوبی حصہ مین ایک عالیشان سردخانہ
ہی اور اُسپر بڑا دالان عالیوتی شاہ نشین بنا ہی۔ اس حویلی کا بانی نواب زکریا خان بہادر
صوبہ لاہور تہا جسکا مفصل تذکرہ تاریخ پنجاب مولفہ راقم مین موجود ہی اور مجمل ذکر
اس کتاب کے بعض مواقع مین تحریر ہوچکا ہی اُس نے یہ حویلی اپنی محبوبہ عورت
کلو بائی کی خاطر تعمیر کی تہی جو قوم کی مطربہ تہی اور نواب اسکے حسن و خوبی و نغمہ
پردازی پر ایسا محو ہوا کہ اُسکو اپنی نکاح مین منعقد کرلیا چونکہ وہ عورت بسبب غیرت
قومیت نواب کے حرم محترم مین داخل نہین ہوسکتی تہی نواب نے اُسکے واسطے
یہ عالیشان حویلی تعمیر کی بعد انقلاب سلطنت کے کل جائداد کے ہمراہ یہ حویلی
بہی نواب غازی کے قبضہ مین آئی جو ایک شخص نواب زکریا خان کی اولاد مین
سے لاہور مین قیام پذیر تہا چونکہ اُسکا گزارہ جدی جائداد کی فروخت پر تہا اُس نے
چاہا کہ یہ حویلی بہی فروخت کرڈالے مگر کسی نے نہ لی آخر مسمی حسین شاہ رمال نے
ایکسو روپے کو یہ حویلی جسکی تعمیر پر لاکہون روپیہ خرچ ہوا تہا نواب غازی سے
لے لی چنانچہ وہ ایکسو روپیہ اُسکا برباد گیا اور حویلی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُس سے
چہین کر سردار فتح سنگہ آلووالیہ رئیس کپورتہلہ کو بخشدی چنانچہ اب تک اس
حویلی پر قبضہ رئیس کپورتہلہ کا ہی اور بسبب عدم خبرگیری کے بہت مقامات سے
گرگئی ہی۔ اس حویلی کے شمال کی سمت بفاصلہ رستہ بازار کے ایک عالیشان
چاہ و تہ خانہ و باغیچہ پختہ عمارت کا اسی حویلی کے متعلق تہا وہ بعہد سرکار انگریزی
نزول مین درج ہوکر نیلام ہوگیا اور دیوان اجودہیا پرشاد نے خرید لیا اور دیوان
بیجناتہ خلف دیوان اجودہیا پرشاد نے اُس جگہ نیا باغیچہ بنوایا اور چاہ کو جاری
کرکے اُسکے پانی سے باغیچہ کو سیراب کیا +

کٹڑہ حاجی امان خان

یہ کٹڑہ لاہور کے قدیمی مکانات مین سے ہی جو فی زمانا کٹڑہ حکیم ولی شاہ کا مشہور ہی اکبری عہد مین یہ کٹڑہ جواہریون کی ملکیت تہا اور کٹڑہ دولت اسکا نام تہا عالمگیری سلطنت کیوقت حاجی امان خان بن حاجی زمان خان قوم مغل نے جو ایک امیر کبیر سلطنت تہا اسکو خرید کیا اور اپنی لڑکی مہدیہ بیگم کے جہیز مین دیدیا بعد وفات حاجی امان خان کے مہدیہ بیگم کو پشاور کو جو اُسکے باپ کا وطن تہا جانے کا اتفاق ہوا تو وہ اس کٹڑہ کو مسمات سکینہ بیگم اپنے خاوند کے چچا کی بیٹی کو قابض کر گئی اور اسی کی اولاد مدت دراز تک قابض رہی آخر جب انقلاب سلطنت وقوع مین آیا تو یہ خاندان بہی پشاور کو چلا گیا اور کٹڑہ پر قبضہ بی بی زہرہ بیگم کا ہو گیا یہ عورت بہی ایک قریبی رشتہ دار اس خاندان کی تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اصلی حق دار و وارث کٹڑہ کا قاضی غلام شاہ پشاور سے آیا اور حسب فیصلہ شرع و فتوی قاضی و حکم مہاراجہ رنجیت سنگہ اس پر قابض ہوا جسکی اولاد حکیم بزرگ شاہ و احمد شاہ و جیون جان اسپر اب تک قابض ہین بزرگ شاہ اُنہین سے فوت ہو گیا ہی اور اُسکی لڑکیان موجود مین سکہی وقت و عملداری مین حکیم ولی شاہ نے جو قاضی غلام شاہ کا رشتہ مین خسر بہی تہا بہت فروغ پایا اور سب رشتہ دار گویا اُسکے ماتحت ہو گئی تو یہ کٹڑہ ولی شاہ کا مشہور ہو گیا

اندھی حویلی

یہ حویلی لاہور کی قدیمہ عمارات مین مشہور و معروف عمارت ہی چونکہ اسکی مسقف ڈیوڑہی مین تاریکی بہت ہی اسواسطے اسکو اندہی حویلی کہتے ہین علاقہ محلہ چوہٹہ موری مین یہ حویلی واقع ہی قدیم دروازہ عالیشان اسکا اب مسدود کر دیا گیا ہے جو غرب کی سمت سرراہ کوچہ مین واقع تہا اور چہوٹا دروازہ بڑے دروازے کی بغل مین

نکالا گیا ہی اُس دروازے سے جب اندر جائین تو حویلی کا وسیع صحن آتا ہی جسکے
چارون طرف نہایت پختہ عمارت بنی ہوئی ہی جنوبی حصہ مین بڑا دالان بلکہ دالان
در دالان خشتی ستونون کا بنا ہوا ہی اس دالان کے نیچے بڑا سردخانہ ہی جسکے اندر
اب کوئی نہین جاتا اور زینہ بند کر دیا گیا ہی صحن کی ہر ایک سمت دو منزلہ عمارتین
مکلف بنی ہین جو پختگی و استحکام مین لاثانی ہین اگرچہ اب بسبب گزر جانے
صدہا سال کے عمارت حویلی کی نہایت خستہ ہو رہی ہی مگر اپنے استحکام و مضبوطی
کے سبب سے اب بہی اگر اکیسو برس اسکی مرمت نہو تو کچھہ اندیشہ نہین ہے -
یہ حویلی شاہجہان بادشاہ کے عہد مین نواب وزیر خان کی نظامت کیوقت
ایک ہندو امیر نے بنوائی تہی جو صوبہ پنجاب کا دیوان تہا اخیر سلطنت چغتائی
تک مالک کی اولاد اسپر قابض رہی جب سکہی عمارت گری کا وقت آیا اور پنجاب
مین سخت قحط پڑ گیا تو بانی کی اولاد لاہور سے نکل گئی اور تین حاکمون کیوقت
اسپر باغبان یعنی ارائین لوگ قابض ہو گئے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے بہائی مہان سنگہ
نے چاہا کہ اسپر قابض ہو کر باغبانون کو نکال دیوے مگر ارائین نہ نکلے اور
مقدمہ مدت تک ہوتا رہا آخر ارائین مغلوب ہوئے اور خبر دی کرایہ حویلی کا بہائی
مہان سنگہ کو دینا اُنہون نے قبول کر لیا ان ارائیون مین سے ایک شخص
صوبہ نام تہا جو صوبہ کہانڈ والا مشہور تہا اُس نے صحن کے گوشہ جنوبی غربی
مین چاہ کہدوایا جو ابتک جاری ہی بالفعل تیس گہر ارائیون کے اس مین
رہتے ہین اور ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ قطعات منزل زیرین و بالائی کے اپنے
اپنے متعلق کر لئے ہوئے ہین ان سے کرایہ اب بہائی سوایا سنگہ پسر بہائی مہان سنگہ
لیتا ہی کوئی دو روپیہ سال کوئی تین روپیہ سالی کوئی چار روپیہ سال دیتا ہے
مگر بسبب قبضہ عرصہ دراز کے بہائی سوایا سنگہ اُنکو حویلی سے بیدخل نہین کر سکتا +

حویلی دیوان لکھپت رائے و جسپت رائے

یہ دو عالیشان قدیم عمارات کی حویلیان بازار ہتھیار علاقہ شاہ عالمی دروازے
مین سر بازار موجود ہین دونو حویلیون مین فاصلہ ایک رستہ کا ہی جسکو لکھپت رائے
کا پہلہ کہتے ہین جنوبی حویلی دیوان لکھپت رای کی اور شمالی دیوان جسپت رای کی
ہی یہ دونو حویلیان زنانہ ہین جو دونو بہائیون نے بکمال استحکام تعمیر کی تہین
عمارت ان حویلیون کی پختہ چونہ گچ استرکاری اور دومنزلہ سہ منزلہ عمارتین نہایت
خوبی کے ساتہہ بنی ہین بیچ مین کہلے صحن ہین اور سر بازار دوکانین ہین
یہ دونو بہائی دیوان لکھپت رے و جسپت رای نواب زکریا خان بہادر صوبہ
لاہور کیوقت دیوان سلطنت پنجاب تہی اور دولتمندی کا یہ حال تہا کہ دیوان
لکھپت راے نے جب اپنی لڑکے کی شادی کی تو شہر لاہور مین فی کس ہندو مسلمان
کو ایک ایک گندوڑا اڑہائی ڈہائی سیر وزن کہانڈ کا تقسیم کیا - اور بہی عمارات
ان دونو بہائیون کی لاہور مین بہت ہین چنانچہ ان دونو حویلیون کے پاس پاس
پہلہ کے اندر اور محاذ حویلی کے بازار مین عمدہ عمدہ عمارتین انکی ابتک موجود
ہین ایک بڑا طویلہ اور دیوان خانہ دیوان لکھپت راے کا شاہ عالمی دروازے
بازار پاپڑ منڈی مین تہا جو سکہی وقت مین ضبط رہا اور سرکار انگریزی کیوقت وہ
نیلام کیا گیا نصف مقدار اُسکا تو مولف کتاب نے خرید کیا جسمین اب بعد تعمیر
حویلی جدید کے سکونت پذیر ہے اور نصف سوہن شاہ وغیرہ نے لیا اور اُنہون
نے ابتر اپنی مکانات اسمین تعمیر کر لئے کچہہ عمارت اس طویلہ کی مع دوکانات ابہی
باقی ہی - ان دونو بہائیون کے یادگار دو پختہ تالاب تہی جو موضع منگ کے شرق
کی طرف تہی اُنمین سے ایک تالاب کلان دیوان لکھپت رائے کا تو گاؤن والون
نے گرا کر اینٹین فروخت کر لین اور دوسرا تالاب دیوان جسپت رائے کا ابہی

موجود ہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت کالو نام ایک شخص نے جو اپنے آپ کو دیوان لکہپت رائے کی اولاد کہتا تہا سب جائداد جدی فروخت کرلی اور یہ دونو حویلیان باقی تہین کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے خاندان نوابان ملتان کو سکونت کے لیے دیدین ابتک وہی اُسمین سکونت پذیر ہین ابتدای عملداری انگریزی مین کالو نے بہت سے مقدمات کیۓ اور چاہا کہ ان حویلیون پر قبضہ لے مگر نملا کیونکہ نوابون کو یہ حویلیان مہاراجہ رنجیت سنگہ دی چکے تہی سرکار انگریزی نے اسمین تغیر و تبدل مناسب جانا چنانچہ ابتک انپر قبضہ مالکانہ نوابون کا ہے ؀

قلعہ لاہور

یہ عالی جاہ سلطانی قلعہ لاہور کی نامی گرامی شاہی عمارتون مین شمار ہوتا ہی اگرچہ اکبر بادشاہ کی سلطنت سے پہلی بہی اس جگہ قلعہ بنا ہوا تہا مگر مختصر اور خام تہا اکبر نے اسکو فراخ کر کے حصار اسکا پختہ بنوایا اور اچہی اچہی عمارتین خشتی و سنگی اسمین تعمیر کی چنانچہ مکان خوابگاہ کلان اکبر کی تعمیر ابتک موجود ہی شاہجہان بادشاہ کیوقت اس قلعہ مین بڑی بڑی عمارتین بنائی گئین مقام تختگاہ و خوابگاہ خورد و مثمن برج وغیرہ لاکہون روپے خرچ ہو کر تعمیر ہوئی ان عمارتون مین سنگ مرمر کی عمارتین بہت سی بنین ۔ خوابگاہ خورد ایسا مختصر و مقطع مکان بنا جسکی خوبی کے ساتہہ کوئی تعمیر نہین ملتی کہ خوبی اُسکی دیکہنے پر منحصر ہے مثمن برج شاہی سکونت کا مکان سب سے مکلف ہی عمارت سنگ مرمر کی ہی چہتین مطلا و مذہب اور دیوارون پر شیشے کا بیلدار کام بنا ہی شاہی سلطنت کیوقت صوبہ لاہور اسی مین قیام رکہتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بہی تمام عمر اسی مین قیام رکہا ۔ اس قلعہ کی چاردیواری نہایت مستحکم و پختہ و بلند ہی اور چوڑی اسقدر کہ توپ اسپر چل سکتی ہی تین دروازے کلان مین ایک شرقی اور

ایک غربی اور ایک گوشہ شمال مغرب مین اس دروازے پر شاہجہان بادشاہ کا نام
لکہا ہے اس دروازے کو ہاتہی پوڑ کا دروازہ کہتے ہین بادشاہی عہد مین یہ
دروازہ بند رہتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت بہی بند تہا مگر اب انگریزی عہد مین
دونو کلان دروازے شرقی و غربی بند کردیئے ہین اور ہاتہی پوڑ کا دروازہ آمدورفت
کیلئے کہولا گیا ہی جسپر پہرہ گورون کا رہتا ہی سرکار انگریزی نے بیشمار شاہی عمارتین
جو قلعہ کے اندر تہین گرا کر گورون کے رہنے کیلئے بارگین بنالی ہین تخت شاہی مع
دالان محاذ تخت و خوابگاہ کلان و خورد و مکانات مثمن برج وغیرہ چند مکانات
باقی ہین ایک سنگ مرمر کی زنانہ مسجد جو اس قلعہ مین گنبددار بنی ہوئی موجود ہے
اسکو موتی مسجد کہتے ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسکا نام بدلکر موتی مندر نام
رکہدیا تہا اور سلطنت کا خزانہ بہی اُسی مسجد مین رکہا جاتا تہا سرکار انگریزی بہی
صوبہ پنجاب کا خزانہ اُسی مین رکہتی ہی اور بدستور موتی مندر کے نام سے موسوم ہے
اس قلعہ کی بالائی عمارت کے نیچے اکثر تہ خانے بنے ہوئے ہین خصوصاً مثمن برج
کے مکان کے نیچے بڑا وسیع سردخانہ ہی جہان ذخیرہ سرکاری شراب کا بڑے بڑے
پیپون مین بہرا رہتا ہی اور گورون کو وہ شراب دیجاتی ہی۔ سرکاری میگزین
کا ذخیرہ بہی اس قلعہ کے اندر رہتا ہی قلعہ کے غربی دروازہ کے آگے جو ایک قطعہ
درمیان مسجد شاہی اور قلعہ کے واقع ہی اسمین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے باغ
لگوایا تہا اور اُسکا نام حضوری باغ رکہا اس قطعہ مین سرسبز درخت مثمر وغیرہ
مثمر لگائے گئے ہین جنوبی و شمالی دروازے پختہ شاہی عمارت کے بنے ہوئے ہین
شمالی دروازے کا نام روشنائی دروازہ ہی جسکو شہر کا ایک دروازہ کہنا چاہیے
اور جنوب کی سمت جو دروازہ ہی وہ شہر کی حدود کو قلعہ کی حدود سے علیحدہ کرتا
ہی شرق کی سمت قلعہ کا دروازہ ہی اور غرب کی سمت قلعہ کے دروازے کے

محاذ پر دروازہ شاہی مسجد کا اور باغ کے وسط مین ایک بارہ دری نہایت عمدہ و مقطع سنگ مرمر کی بنی ہے +

بارہ دری حضوری باغ

اس بارہ دری کی تین منزلین ہین ایک منزل تو زیر زمین بطور تہ خانہ کے ہے اسکی خشتی عمارت ہی مگر چار دہلیزین سنگ مرمر کی اُسمین بہی لگائی گئی ہین دوسری اور تیسری منزل کی عمارت سرتاپا سنگ مرمر کی ہی باعث اسکی تعمیر کا یہ ہوا کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے قطعہ درمیانی مسجد شاہی و قلعہ لاہور مین باغ لگوایا اور حضوری باغ اُسکا نام رکہا تو شوق دامنگیر ہوا کہ اس باغ کے وسط مین ایک عمدہ بارہ دری تعمیر ہو جو بعد ہمارے یادگار منصور ہو چونکہ اسوقت مسلمان امراؤ کے بیشمار سنگین روضے و مقبرے شہر کے باہر موجود تہی حکم ہوا کہ اُنکا پتہر اُتروا کر اس بارہ دری کی عمارت مین لگایا جائے چنانچہ پہلے سب سے پتہر زیب النسا کے مقبرے کا اتروایا گیا پہر مقبرہ شاہ شرف کا پتہر اُترا جسکا مقبرہ دروازے بہاٹی کے آگے تہا علی ہذالقیاس بہت سے مقبرون کے پتہر اُتروا کر اس عمارت کو ختم کیا گیا تسپر بہی پتہر کی کمی رہی اور فرش زیرین درجہ دوم و سیوم کا سنگین نہ بنا صرف چونہ کے فرش پر کفایت کی گئی۔ اس بارہ دری کی منزل زیرین یعنی تہ خانہ مین پندرہ سیڑہیان اُترکر جاتے ہین یہ زینہ سنگ سرخ کا بنا ہے سیڑہیون کے آگے ایک درجہ بطور ڈیوڑہی کے ہی جسکی تین طرف دہلیزین سنگ مرمر کی لگی ہین اس تہ خانہ کے وسط مین ایک درجہ ایسا بنا ہی جسکے بارہ قالبوتی مرغولی ہین یعنی تین تین در چارون طرف خشتی بنے ہین اور ہر ایک سمت غلام گردش جسکے اندر روشنی بذریعہ روشندانون کے آتی ہی جو اوپر کی منزل مین رکہے گئے ہین دوسرا درجہ اس بارہ دری کا تین قطعون مین منقسم ہے

ایک باہر کا کہلا ہوا چبوترہ سنگ مرمر کا عالیشان جو چارون طرف بارہ دری
کو محیط ہی یہ چبوترہ آٹھہ فٹ چوڑا ہی اور تین فٹ زمین سے اونچا چارونطرف
اسکے وسط مین ایک فٹ اُونچا ایک اور چبوترہ اصلی چبوترے کی دیوار سے کچھہ
بڑہا کر بنایا ہوا ہی صورت اسکی مربع ہی اس خورد چبوترے کو شہ نشین بہی کہتے ہین
کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی نشست بوقت دربار کے اسی چبوترے پر ہوتی تہی -
چبوترہ کلان و خورد پر سنگ مرمر کا فرش ہی جسمین اور پتہرون کی رنگ آمیزی
ہی کلان چبوترے پر جانیکے لئے دو دو سیڑہیان سنگ مرمر کی ہین جسکے چار چار زینے
ہین چارون طرف آٹھہ زینے بنائے گئے ہین جب چبوترہ کلان سے انسان گزرے
تو بارہ دری کی اصلی عمارت شروع ہوتی ہی یہ قطعہ چبوترے سے دو فٹ بلند
بنایا گیا ہی تین تین دہن قالبوتی مرغولی چارون طرف رکہی گئی ہین دوہرے
دوہری ستون سنگ مرمر کے نہایت خوشنما منبت کار مرغول بہی سنگین خوش
قطع اور تینون دہنون کی بغلون مین ایک ایک دروازہ جسکو سنگ مرمر کی
چوکہٹین لگی ہین اندر باہر عمارت سنگ مرمر کی ہی خشتی عمارت کہین نہین
ان دہنون سے جب اندر جائین تو دس فٹ زمین غلام گردش کی چہوڑ کر
دوسری بارہ دری یعنی تیسرا قطعہ بارہ دری کا آتا ہی اسکے بہی بارہ در ہین
یعنی تین تین دہن چارون طرف اور ستون اکہرے دیوارین سنگ مرمر کی
چہتین ہر ایک درجہ اندرونی و بیرونی کی طلائی منبت کار آئینہ دار منقش بنی ہین
باہر کی طرف چہت کے برابر سنگ مرمر کا مندلان دار چہجہ بنایا گیا ہی جسپر بطور
منڈیر کے سنگ مرمر کے ستون قایم کرکر بیچمین پتہر کی جالیان جڑی ہین
بارہ دری کے اندرونی دونو قطعون مین چونہ کا فرش ہی اگر یہ فرش بہی پتہر کا ہوتا
تو یہ بارہ دری گویا اپنی خوبی مین لاثانی ہوتی + تہ خانہ کی روشن دان ہر ایک سمت

پانچ پانچ ہین اور بیرونی چبوترے پر ہر ایک سمت چار چار فوارے مگر اب فوارے ٹوٹ گئے ہین۔ تیسری منزل پر جانے کے لئے سنگ مرمر کا زینہ بنا ہی سولہ سیڑھیان چڑھکر انسان اوپر جاتا ہی تو وسط مین میدان مسقف کے ایک بارہ دری سنگ مرمر کی مقطع نیچے کے اندرونی درجے سے اوپر بنی ہوئی ہی سقف کی میدان سے اسکا درجہ ڈیڑہ فٹ بلند رکھکر بارہ دری کی عمارت شروع ہوئی ہی اس بارہ دری کے بارہ در ہین تین تین در ہر ایک سمت۔ چہجہ بہی سنگ مرمر کا بنا ہی چہت آئینہ دار منبت کار مطلا منقش ہی اُسپر منڈیر بدستور درجہ زیرین کے ستون جماکر جالیدار بنائی گئی ہے۔ اس بارہ دری کی چہت اور نیچے کے درجے کی چہت پر فرش چونہ کا ہی صرف بطور حاشیہ کے منڈیر کے ساتہہ دو دو فٹ تک فرش پتہر کا ہی اور میدان مین سب چونہ لگایا گیا ہے +

حویلی میر جواد جو فی الحال دیوان اجودہیا پرشاد کی حویلی ہے

میر جواد بعہد نظامت نواب زکریا خان بہادر ایک امیر کبیر لاہور مین تہا فوجی خدمات صوبہ کی طرف سے اسکی سپرد تہی اُس نے یہ حویلی جو علاقہ دہلی دروازے مین واقع ہی اپنی سکونت کے لئے تعمیر کی تہی اور مدت تک اسمین سکونت پذیر رہا جب زمانہ کے انقلاب نے اسلامیہ سلطنت کو زیر و زبر کر دیا اور سکہہ لاہور پر قابض ہوئے تمام خطہ پنجاب کا قحط کے سبب سے ویران ہو گیا تو اس حویلی کے بانی کی اولاد بہی لاہور سے چلی گئی اور حویلی پر حکام کا قبضہ ہو گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت جب دیوان گنگا رام لاہور مین آیا اور مہاراجہ نے خدمت دیوانی مال کی اُسکے سپرد کی تو یہ حویلی اُسکے رہنے کو مرحمت کی چنانچہ وہ مدت العمر اسمین رہتا رہا جب وہ مر گیا تو دیوان اجودہیا پرشاد اسکا بیٹا جو فوج کا دیوان تہا اسپر متصرف ہوا اُس نے بہت سی عمارت اسپر بڑہائی اور بخوبی آراستہ کیا وہ فوت ہوا تو

دیوان بیجناتہہ اُسکا بیٹا قابض ہوا - اب اُسکا فرزند دلبند نرندر ناتہہ جو ایک نوجوان لایق لڑکا ہی اس حویلی پر مالکانہ قبضہ رکھتا ہے +

حویلی کنور نونہال سنگہ

یہ عالیشان حویلی لاہور کی اعلےٰ عمارات مین سے شمار ہوتی ہی مہاراجہ کہڑک سنگہ کے فرزند کنور نونہال سنگہ نے اسکو بنوایا تہا اور اسی مین سکونت پذیر ہوا عمارت اس حویلی کی بیشمار ہی بڑے بڑے دالان شہ نشینین اور تہ خانے اور بالاخانے مکلف اسمین بنے ہوئے ہین کام طلائی چہتون پر ہوا ہوا ہی شیشہ کی عمارت بہی بہت ہی بہت وسیع اور بلند ہی بوقت تعمیر اسکی رعایا کے مکانات لے لیے گئے اور گراکر یہ حویلی تعمیر کی گئی مگر افسوس کہ حویلی کا بانی نوجوان اس دنیا سے گزر گیا + اب یہ حویلی سرکار فیضدار کی ملک ہے +

حویلی مہاراجہ کہڑک سنگہ

یہ عالیشان حویلی سربازار لوہاری دروازے کے علاقہ مین تہی بعد انقراض سلطنت سکہی جب یہ حویلی بہی سرکار انگریزی کے قبضہ مین آئی تو چند سال کے بعد سرکار نے اسکو گراکر اینٹین اور پتہر فروخت کر ڈالا اب زمین سفید پڑی ہی حویلی کا کہین نام و نشان نہین جسکو دیکہکر انسان حیران رہ جاتا ہے اور زمانہ کے انقلاب پر حسرت کے آنسو بہاتا ہی یہ عالیشان حویلی مہاراجہ کہڑک سنگہ نے شہزادگی کی عمر مین تعمیر کی تہی باوجودیکہ مسجد کا گرانا سکہون کیوقت کچہہ بڑی بات نہ تہی ہزارون مسجدین سکہون نے گراکر اپنی عمارت کے شامل کر لی تہین مگر اس بے تعصب امیر نے اپنی حویلی مین خم ڈالدیا مگر مسجد کو نگرایا بلکہ جب تک زندہ رہا امام مسجد کا - وظیفہ دس روپیے ماہواری قایم رکہا اور مسجد کے صحن پر جو حویلی مین دریچہ تہا اُسمین اکثر اوقات آکر بیٹہہ جاتا اور مسلمانون کو کہتا

کہ اذان دو اور نماز پڑہو چنانچہ وہ حکم کی تعمیل کرتے جب فارغ ہوتے تو اُنپر شیرینی تقسیم کی جاتی + وہ نہین مرتا ہے جسکی نیکنامی رہگئی +

حویلی جمعدار خوشحال سنگہ

اس حویلی کی وسعت اور عمارات کا کچھ حد و حساب نہین ہی جمعدار خوشحال سنگہ نے جو ایک امیر کبیر دربار سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تہا یہ حویلی تعمیر کی۔ تعمیر کیوقت غریب رعایا کے مکانات مفت چہین لئے۔ اس حویلی کے دو دروازے بیرونی ورجے کیواسطے رکہے گئے ہین ایک شمالی دوسرا جنوبی شمالی دروازہ تو بہت بڑا ہی اور جنوبی چہوٹا۔ ڈیوڑہیان دونو دروازون مین ہین ان دروازون کے جب اندر جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہی جسکے چارون طرف عمارات ہین جنوبی دروازے کی ملی ہوئی جنوبی سمت کے مکانات مین فراشخانہ رہتا تہا اور اور اُسکی دوسری منزل پر نہایت عمدہ و مکلف نشستگاہ ہی شرقی سمت بہی نوکرون کے رہنے کے مکانات ہین شمالی سمت مین بہی شمالی دروازے کے ساتہہ ملحق اندر کی طرف مکانات اور کوٹہڑیان بنی ہین اور باہر بازار چونہ منڈی کی طرف دو منزلہ مکانات ہین یعنی نیچے دوکانین اور اوپر نشستگاہین غرب کی طرف اس میدان کے بڑی حویلی کا کلان دروازہ عالیشان بنا ہی اور اُسکے اوپر ایک عالیشان پختہ کوٹہی نہایت مکلف بنی ہی مگر یہ کوٹہی جمعدار خوشحال سنگہ کیوقت نہین بنی اُسکی وفات کے بعد راجہ تیجا سنگہ اسکے بہائی نے بنوائی تہی اس کلان دروازے سے جب اندر جائین تو دوسرا عالیشان وسیع صحن آتا ہی اُسکے میانہ مین ایک باغیچہ ہی اور چارون طرف بہت بڑی عمارتین جنکے نیچے تہ خانے نہایت وسیع ہین اور دالان در دالان عالیشان غربی اور جنوبی عمارت کے اندر مکان کچہری نہایت مکلف بنا ہی اور اُسکے اوپر کے درجہ اور بغل مین زنانہ مکانات عالیشان بنے ہوئی ہین

جنوبی اور غربی دیوارین اس حویلی کی بہت بلند ہین گویا قلعہ لاہور کے سامنے دوسرا قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہی - بیرونی صحن کے گوشہ شمال وغرب مین حویلی راجہ تیجا سنگہ کی ہی یہ حویلی بہی امیرانہ حویلی ہی اور بہت بڑی ڈیوڑہی ہی جسکے اوپر نہایت مکلف کوٹہی بنی ہوئی ہی اور اُسمین راجہ ہربنس سنگہ جانشین راجہ تیجا سنگہ قیام پذیر ہے

حویلی راجہ دہیان سنگہ

اس حویلی کی وسعت جمعدار خوشحال سنگہ کی حویلی سے زیادہ ہی راجہ دہیان سنگہ وزیر سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسکو تعمیر کیا جسقدر مکانات رعایا کے اس موقع پر تہے سب کے سب حکماً گرادیئے گئے کئی سال تک یہ عمارت بنتی رہی بڑا دروازہ اسکا شرق کی سمت کو ہی اسکے اندر جائین تو سامنے گوشہ جنوب مغرب مین حویلی کا دوسرا بڑا دروازہ عالیشان نظر آتا ہی اُسکے شرق کی سمت بڑا اصطبل وسیع ہی جہان ہاتہی اور گہوڑے راجہ کے کہڑے ہوتے تہے شمال کی سمت بہی مکانات متعلقہ حویلی بیشمار بنے ہوئے ہین اندرونی بڑے دروازے کے اندر ایک بڑا طول راستہ طے کرکے ایک اور ڈیوڑہی آتی ہی جسمین دو راستے ہین ایک رستہ شمالی تو زنانہ حویلی کی طرف جاتا ہی اور جنوبی مردانہ کچہری کے مقام کی طرف مردانہ دربارگاہ بہی بہت بڑا مقام ہی بڑا دالان در دالان عالیشان غرب کی سمت بنا ہی جسمین اب گورنمنٹ کالج کے طالب علم پڑہتے تہے اس دالان عالیشان کی تعریف دیکہنے سے متعلق ہے اسکے آگے وسیع صحن ہی صحن کے چارون طرف عالیشان عمارتین اور وسط مین راجہ دہیان سنگہ کی سمادہ بنی ہی دوسری حویلی زنانہ مین بہی بڑی بڑی عمارتین اور تہ خانے بنے ہین اور چہتین سب کی مطلا بنی ہوئی ہین - راجہ دہیان سنگہ بانی حویلی کو مہاراجہ شیر سنگہ کے ہمراہ سرداران سندہانوالیہ نے قتل کردیا تہا اُسکے بعد اُسکا بیٹا ہیرا سنگہ وزیر بنا اُسکو بہی سکہون نے قتل کردیا جب سکہون کی سلطنت

جاتی رہی تو یہ حویلی مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں وکشمیر کے قبضہ مین آئی اب بہی
اُسکے فرزند مہاراجہ رنبیر سنگھ فرمان فرمائے جموں وکشمیر کے قبضہ مین ہے اور اُنکا
وکیل حاضرباش لاہور بہی اسی مین رہتا ہے +

حویلی راجہ دیناناتہہ

اس امیر کی حویلیان لاہور مین دو مشہور ہین ایک تو وہ جسمین وہ خود قیام پذیر
تہا وہ وزیرخان کے چوک کے گوشہ شرق وشمال مین ایک عالیشان حویلی
نہایت مکلف بنی ہے اور شمالی دروازہ چوک کا اسی شخص کے نام سے منسوب
ہے اور دروازے کی پیشانی پر راجہ دیناناتہہ راجہ کلانور لکہا ہے اس حویلی کا
شمالی دروازہ ہے اور اندر بڑی بڑی عمارتین عالیشان ہین دوسری حویلی
راجہ دیناناتہہ کی دیوان بیجناتہہ کی حویلی کے جنوب کی سمت بفاصلہ ایک رستہ
کے ہے اس حویلی کی عمارات پہلی حویلی کی عمارتون سے زیادہ ہین وسعت بہی
زیادہ ہے اب پہلی حویلی مین کنور نرنجن ناتہہ خلف راجہ دیناناتہہ قیام پذیر ہے
اور دوسری حویلی مین باپ کی زندگی سے دیوان امرناتہہ خلف اول راجہ
دیناناتہہ رہتا تہا اُسکے مرنے کے بعد اب دیوان رام ناتہہ اُسکا بیٹا سکونت
رکہتا ہے دونو حویلیان دونو بیٹون کی اولاد کے قبضہ مین ہین +

حویلی شیخ امام الدین

بہ نامی گرامی حویلی محلہ حمام علاقہ لوہاری دروازہ مین واقع ہے اس حویلی کو
نواب شیخ امام الدین خان ناظم کشمیر نے تعمیر کیا تہا اور اُسی مین قیام پذیر تہا
یہ عمارت نہایت مقطع ہے اور بانی نے نہایت شوق سے اسکو بنوایا تہا اب بعد
وفات شیخ امام الدین کے اُسکا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی اسمین قیام پذیر ہے
اس حویلی کے درجے زنانہ ومردانہ علیحدہ علیحدہ رکہے گئے ہین ۔ مردانے درجے

ہین عمدہ نشستگاہین برسرراہ بنی ہوئی ہین اور زنانے درجے بین بڑے
تہ خانے وشاہ نشینین و دالان در دالان ہین جسکے دیکہنے سے انسان کی
طبیعت خوش ہو جاتی ہے - مذکورہ بالا حویلیون کی سوائے اور حویلیان
بہی لاہور مین بہت ہین مثل حویلی سردار چوند سنگہ موکل ورانی گل بیگم و
حویلی مسید حیدر علی شاہ سپروائزر و حویلی رانی رندہاوی وغیرہ جنکے ذکر کی
تحریر مین طوالت بہت ہوتی ہے *

دوسری قسم مکانات بیرونی شہر لاہور کے ذکر مین جو سوائے معابد مقابر ہنود واہل اسلام کی ہین

باغ شالامار

یہ باغ شاہ جہان بادشاہ مغل نے باغ شالامار کشمیر کے نمونہ پر تعمیر کیا تہا
اُسوقت افسر اس عمارت کا نواب علی مردان خان تہا اور اُسکے ماتحت نواب
فاضل خان میر عمارت تہا اور مسمی جانی معمار نے نقشہ اس باغ کا حسب منشائے
بادشاہ کے مرتب کرکے پیش کیا جو پسند کیا گیا چونکہ مہر منگا باغبان اس زمین کا
مالک تہا اُس نے یہ زمین برضامندی خود بادشاہ کی نذر کی اور قیمت باوجود
اصرار بادشاہ کے نہ لی چنانچہ باغبانی اس باغ کی اُسکے سپرد نسلاً بعد نسلاً ہوگئی
اور اب تک اُسکی اولاد باغبان چلی آتی ہے اسکی سرسبزی کے واسطے مادہوپور
سے نہر کہدوائی گئی اور وہ نہر باہتمام نواب علی مردان خان لاہور تک آئی
بارہ ہزار چاہ بہی کہدوایا گیا اور چاہات بہی تیار ہوئے غرض بادشاہ اور
اہلکاران نمک حلال نے اس باغ کو عمارات واشجار و گلزار سے وہ رونق
دی کہ نمونہ خلد بریں کردیا کسی شاعر نے اس باغ کی تعمیر کا یہ قطعہ تاریخ

لکہکر بادشاہ کے حضور مین پیش کیا ✣

چون شاہ جہان بادشہ حامی دین آراستہ شالامار باطرز متین
۱۰۴۷
تاریخ بنائے این ز رضوان جستم گفتا کہ بگو نمونۂ خلد برین

بادشاہ نے براہ قدردانی دس ہزار روپیہ نقد اور ایک خلعت فاخرہ اُسکو بخشا۔ محمد شاہ بادشاہ کے عہد تک اس باغ کی خبرگیری بخوبی ہوئی اور نہایت رونق پر رہا پھر جب سلطنت دہلی ضعیف ہوگئی اور سکہون کا دور دوران شروع ہوا تو تین حاکمان لاہور جو پتہر قیمتی اسمین پاتے اُکڑوالیجانے اور ایک حوض سنگ یشب کا جو لاکہون روپے کی لاگت کا تہا عظیم اللہ باغبان نے اُنکی نظر سے چہپاکر اُسپر آخر بیلون کی بنا رکہی تہی آخر یہ بات چہپی نرہی اور اُسکے ایک دشمن سعید نام نے لہنا سنگہ احد الحاکم لاہور کے پاس آکر مخبری کردی چنانچہ وہ حوض لہنا سنگہ نے کہدوایا اور پچیس ہزار روپے کو جکاک لوگون کے پاس اُسکا پتہر فروخت کردیا بعد ازان مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنے قبضہ و عملداری کیوقت بیشمار سنگ مرمر کی سلین بضرورت عمارت دربار امرتسر کے اُتروائین یعنی بارہ دری کلان جو بالائے آبشار ہی اُسکا تمام پتہر مع جالیون کے جو منڈیرون پر لگی ہوئی تہین اتار لیا اور زیرہ دیوار بطور دیوار گیرون کے سلین دیوارون پر چہوڑ دین جو ابتک موجود مین بعد اُتارنے پتہر کے سفیدی سے درستی کردی گئی چہوٹی بارہ دری جو شاہ نہر مین باغ فوارہ دار کا پتہر بہی اُتروایا گیا۔ غرض بہت پتہر اُترا سنگ سرخ کی سلین بہی اُترکر رام باغ کو لگائی گئین ✣ اب یہ باغ سرکار گردون وقار انگریزی کی ملکیت ہی اور ہر سال اسکی مرمت میں لئے ایک کثیر رقم کی منظوری ہوکر معرفت راقم کتاب ہذا کی جو ایگزکٹیو انجنیر تعمیرات لاہور ڈویزن ہی مرمت ہوتی ہی

اصل مین یہ باغ ایک باغ کے سات باغ تہے اور نام اُنکے بہی الگ الگ کہے گئے تہے اول انگوری باغ یہ باغ شالا مار باغ کے جنوب کی سمت ہے اس باغ کو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے سنکلپ کر دیا تہا اور ابتک پنڈتون کے قبضہ مین ہے اس باغ مین بادشاہ کیوقت صرف انگور کی بیلین تہین۔ دوسرا عنایت آباد باغ جو فیما بین انگوری باغ اور شالا مار باغ کے ہے اب سرداران سندہانوالیہ اُسپر قابض ہین۔ اور جسکو اب لوگ شالا مار باغ کہتے ہین وہ مجموعہ تین باغون کا ہے۔ اول باغ فیض بخش جنوب کی سمت جسمین سے میجر مینگر یکر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے سنگین بارہ دری کے اندر سے جدید دروازہ نکالا اور ابتک جاری ہے۔ دوسرا حیات بخش جو اُس سے نیچا ہے اور بڑا حوض فوارہ دار اور تخت شاہی اور آبشار اُسمین واقع ہے وہ بہی تین درجے مین منقسم ہے۔ غربی اور شرقی حصہ نشیب مین ہے اور جسقدر حصہ مین حوض ہے وہ فراز مین ہے اسمین وہ بارہ دریان ہین جنسے نہر اُتروایا گیا تہا اور محل میانہ بارہ دری کلان اسکی جنوبی دیوار کے سر پر ہے شرقی غربی زینے اُتر کر اسمین جاتی ہین حوض کے جنوبی کنارے پر آبشار کے پاس تخت شاہی سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے حکم دیدیا تہا کہ یہ تخت یہان سے اُکہاڑ کر دربار صاحب امرتسر مین پہنچایا جائے تاکہ اسپر گرنتہہ صاحب رکہا جائے مگر اُکہاڑنے کیوقت وہ ٹوٹ گیا چنانچہ ابتک ٹوٹا ہوا ہے کاریگرون نے کہہ دیا کہ اسکا ثابت اُکہڑنا اور پہر قایم ہونا مشکل ہے۔ اس باغ کے گوشہ گلنی مین ایک حمام سنگین بنا ہے حمام کے تین درجے ہین۔ درجہ اول و ثانی مین دو فوارے اور درجہ ثالث مین ایک حوض و غسلخانہ اور دو دو جای آبریز شبیر وہان ہین اسکے گوشہ ایسان مین خزانہ آب سرد و لیطرف شرق خزانہ

آب گرم ہی اور مقام آتشدان باغ کے باہر شرقی کی سمت ہی۔ اس باغ کی میانہ
شمالی دیوار مین مقام ساون بہادون سنگ مرمر کا بنا ہی اُسپر شرقی غربی
دوبارہ دریان ہین جسکا پتھرا آ۔ لیا گیا ہی اور بیچ مین نیچا مکان ساون بہادون
طاقچہ دار بنا ہوا ہی دونو بارہ دریون کے نیچے اور بڑے تالاب کے کنارے
کے فرش کی نیچے سے پانی بکثرت اُسمین گرتا ہی۔ پانچ فوارے اسکے اندر ہین
وہ بہی اندر چلتے ہین اور رات کو چراغ طاقچون کے اندر جلائے جاتے ہین
تو نہایت لطف نظر آتا ہی۔ تیسرا باغ فرح بخش ہی یہ باغ باغ حیات بخش سے
نشیب مین ہی اوپر کے باغون کا پانی ساون بہادون کے ذریعہ سے اسی باغ مین
ہوکر نکل جاتا ہی برابر نہرین ان باغون مین جاری ہین جس سے کمال لطف
ہوتا ہی اس باغ کے آگے شمال کی سمت کو مہتابی باغ تہا مگر اب ویران پڑا ہوا ہے
باغ حیات بخش مین دو کلان دروازے بادشاہی عہد کے نہایت مکلف بنے ہوئے
ہین ایک شرقی دوسرا غربی دونو مین سے شرقی بند ہی اور غربی کہلا ہوا ہی
دونو پر مکلف کام کانسی کا ہوا ہی اس باغ کے شمال کی طرف میانہ مین ایک
بارہ دری ہی اُسمین سے مہتابی باغ مین جانے کا رستہ تہا اور دروازے
ہی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس باغ مین نکلوائے تہے جسمین سے ایک
شرقی بالائی باغ کا باقی ہے اور ایک غربی چھوٹا سا دروازہ چوبارہ ہر شہ
چاہ کی طرف موجود ہی مہتابی باغ کی دیوارین سرکار انگریزی کے وقت تک
خستہ وشکستہ موجود تہین مگر سرکار نے میلارام کے ہاتہہ فروخت کر ڈالین اب
اُسمین آم کے درخت ہین اور زراعت ہوتی ہی۔ ساتوان گلابی باغ یہ باغ
غرب کی طرف باغ شالامار کے تہا جسمین صرف گلزار ہر موسم مین بوئے جاتے تہے
مگر اب اُسکا نام ونشان نہین ہی۔ مکان نقار خانہ جو اس باغ مین مشہور ہے

وہ اصل مین نگاہ خانہ ہی یہ مکان شالامار باغ کے شرق کی طرف واقع ہے
اسکے چارون طرف دیوار پختہ ہی اور جنوب و شمال دو پختہ کلان دروازے
ہین بادشاہ خود بارہ دری غربی مین اجلاس فرما کر افواج شاہی کی حاضری
لیتا تہا ایک دروازے سے فوج آتی اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے تہے
اس سبب سے اس مکان کا نام نگاہ خانہ مقرر تہا + شالامار باغ کی چار دیواری
تمام پختہ بنی ہوئی ہی چہہ برجیان سنگ سرخ برجون کے موقعون پر بنی ہین
اور دروازہ آمد و رفت حال جنوب کی سمت ہی جو سنگین خوابگاہ کی دیوار
توڑ کر نکالا گیا ہے نہر بہی باغ کے اندر اُسی طرف سے آتی ہی باغ کے اندر ہزارون
قسم کے درخت سر بفلک بلند ہین خصوصاً آم کے درخت بہت ہین آم
بہی اس باغ کا نہایت لطیف لطیف قسم کا ہی + ہر سو ہین روز اس باغ
کے اندر بڑا بہاری میلا چراغان کا ہوتا ہی ہزارون آدمی لاہور امرتسر وغیرہ
دور دور شہرون کے بسبب ریلوے کے جمع ہو جاتے ہین پہلے ایک روز
میلا ہوتا تہا اب سرکار نے دو روزہ میلا کر دیا ہی اور سوداگری اسباب فروخت
کے لئے آتا ہی غرض کہ اس باغ کی خوبی و خوش اسلوبی و طراوت و نظارت و
عمارت کے ساتہہ کوئی باغ نہین ملتا +

اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

اسی پر صادق تمثیل آتی ہے اراضی جو اُس باغ کے نیچے ہی وہ بہ تفصیل
کے ساتہہ شمار کی جاتی ہی باغ فیض بخش کے نیچے ساٹہہ بیگہ اُسمین سے
بارہ بیگہ تو اراکون اور خیابانون اور فوارون اور حوضون کے نیچے
اور پختہ و خام سڑکون کے نیچے اور زیر اشجار چار تختون مین اڑتالیس
بیگہ ہی اور زمین باغ حیات بخش زیر اشجار چار تختون مین اُسی قدر جسقدر

فیض بخش کی ہی اور اُسی قدر زیر اراک وسڑک وغیرہ غرض ان دونو باغون کا عرض وطول ومقدار برابر ہے اور زمین باغ فرح بخش زیر اشجار بیس۲۰ بیگہ اراک وتالاب وغیرہ کے نیچے دس بیگہ کُل چالیس بیگہ تخمیناً شمار کی گئی ہی اور کُل باغ کی زمین ساٹھہ بیگہ ہے +

باغ آلوالیہ

علاقہ نولکھہ کے متصل شہر لاہور کے باہر یہ بہت بڑا باغ ہی اسکی وسعت سب باغون سے زیادہ مگر نہایت ابتر وخراب حالت مین ہی عمارتین سب گری ہوئی ہین کہتے ہین کہ یہ عمارت بسبب عدم خبرگیری مالک کے اور ہونے مرمت سالہا سال کے ۱۸۷۵ع کی بڑی بارش مین گرگئین اور بدستور مسمار پڑی ہین کسی نے ملبہ تک نہین اُٹھایا بڑے حوض فوارہ دار کی نہایت ابتر حالت ہی اور اُسکے جنوبی کنارے پر جو طولانی عمارت محراب دار تہی سب گرگئی ہی یہ باغ بہت پرانا عہد شاہان چغتائی تہا اور باغ نولکھہ مبنیہ نواب علی مردان خان بہادر کا کچھہ بقیہ شمار ہوتا تہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے سردار فتح سنگہ آلووالیہ کو بخشدیا اُس نے دوبارہ بنوایا راجہ نہال سنگہ کے وقت تک یہ باغ رونق پر رہا اب نہایت بیرونقی کی حالت مین ہے باغبان اپنی گزارہ کے لئی اُسکی متعلقہ زمین مین کہیتی کرتے ہین اُسکو پانی دیتی ہین اشجار ثمرہ وغیرہ ثمرہ کی حالت بہی وہی ہی جو عمارت کی ہی یقین ہی کہ مہاراجہ حال جب بالغ ہوکر اختیارات پاینگے تو اس باغ کی خبر لینگے +

باغ جمعدار خوشحال سنگہ

یہ باغ بہی لاہور کے معروف ومشہور باغون مین تہا جمعدار خوشحال سنگہ کی زندگی مین کمال رونق پر تہا لوگ اسکی سرسبزی کی کمال تعریف کرتے تہی

مگر بڑا صدمہ اسپر یہ آیا کہ جسر وزمہاراجہ شیر سنگہ نے لاہور لیا اور سکہان فوج اپنے دشمنون کی خبر لینے لگے تو جمعدار خوشحال سنگہ کی نسبت بہی اُنکا ارادہ بد ہوا مگر خود جمعدار اپنی حویلی کے استحکام کے سبب بچ گیا کہ دونو طرف اُس نے توپین لگا رکہی تہین آخر سکہون نے اپنا غضب اس باغ پر نکالا اور اسکے درختون کو کاٹ اور عمارت کو گرا کر کف دست میدان کر دیا جب انتظام سلطنت کا ہوا تو اس باغ کی دوبارہ چار دیواری وبارہ دری بنائی گئی اور درخت وہی کٹے ہوئے پہر سرسبز ہو گئے اور کچہہ دوبارہ لگائے گئے جمعدار خوشحال سنگہ نے اسی باغ کی جنوبی سرزمین مین اپنے بیٹے رام سنگہ کی سمادہ بنوائی تہی چونکہ اُسمین شوجی کا استہاپن بہی تہا اس سبب سے وہ عالیشان مکان سکہون کے دست ستم سے بچ گیا جمعدار خوشحال سنگہ کی سمادہ بہی اُسی جگہ بنی اور راجہ تیجا سنگہ کی بہی +

باغ راجہ تیجا سنگہ

یہ باغ متصل موضع کہوئی میران بیرون شہر لاہور بفاصلہ ڈیڑہ میل کے واقع ہے راجہ تیجا سنگہ نے بڑے شوق سے یہ باغ بنوایا تہا چار دیواری اسکی بلند و پختہ ومضبوط ہی درختان ثمرہ بیشمار ہین بیلین انگور وغیرہ کی بہت ہین عمارتین بہی نہایت مقطع وخوبصورت وپختہ بنی ہین بڑی بارہ دری عالیشان نہایت دلچسپ ہی اس باغ کا وارث ومالک اب راجہ ہربنس سنگہ ہی جو نہایت خبرگیری کرتا ہی نہر بہی اس باغ مین آتی ہی اسواسطے سرسبزی زیادہ ہی +

باغ راجہ دینا ناتہہ

راجہ دینا ناتہہ کا باغ خانقاہ گہوڑے شاہ کے پاس کہنہ سڑک باغ شالامار پر واقع ہی چار دیواری اسکی پختہ وعالیشان بنی ہی شرقی دروازے سے

آمد و رفت تہی کبہی کسی زمانہ مین یہ باغ سرسبزی و خوبی عمارت مین ایسا
المشہور تہا کہ ہزارون لوگ سیر کیواسطے جاتے تہے اور جب کسی جشن کا ہنود
و اہل اسلام مین ہوتا تہا تو اسی باغ مین جا کر ہنگامہ عیش گرم ہوتا تہا مگر یہہ
امر راجہ دینا ناتہہ کی زندگی تک رہا بعد ازان کنور نرنجن ناتہہ اُسکا فرزند
اس باغ کی خبر گیری سے غافل ہوگیا اس سبب سے وہ رونق و سرسبزی نہی
راجہ دینا ناتہہ مرحوم نے البتہ اس باغ پر بہت روپیہ صرف کیا تہا مکانات
پختہ اندرونی قسم بارہ دری وغیرہ ایسے عمدہ بنوائے تہے کہ انسان دیکہکر خوش
ہوجاتا تہا خصوصاً جنوبی بارہ دری تو ایسی عمدہ تہی کہ اُس علاقہ مین اپنا
ثانی نہین رکہتی تہی اب وہ بے مرمت و خراب حالت مین ہے فوارے بہی
ٹوٹے پہوٹے پڑے ہین چار دیواری بہی بہت جگہ سے خستہ ہے +

باغ لالہ رتن چند ڈاڑہی والہ

یہ عمدہ وضع کا باغ عہد سکہی مین بنا پہلے اس جگہ لاہور کی پرانی آبادی کے
کہنڈر تہے جس جگہ سے خشت فروش اینٹین نکالکر لے گئے تہے اور مغاک
ویسی ہی چہوڑ گئے تہے لالہ رتن چند نے اُس پُر مغاک زمین کو ہموار کرایا اور
عالیشان چار دیواری موجودہ حال بنوائی چارون کونون مین چار عالیشان
برج بنوائے جو دو منزلہ اور مکلف بنے ہوئے ہین پانچوان برج معور شمالی سب سے
زیادہ مکلف اور نہایت بلند ہے ہر منزل مین دریچے چارون طرف رکہے ہوئے
ہین اور نہایت عمدہ و ہوادار مکان ہے چہتین اسکی مطلا و مذہب ہین۔
باغ مین اشجار میوہ دار وغیرہ بہت ہین دو چاہ آبدار ایک تو شرقی حصہ
باغ مین جو باغ کی تعمیر کیوقت کہدوایا گیا تہا دوسرا آسمانی چاہ جو جنوبی
سمت کو ہے یہ چاہ بعد مین بنایا گیا تہا بلکہ وہ ایک علیحدہ قطعہ ہے۔

جسمین چاہ وغیرہ مکانات ہین اور باغ کی جنوبی دیوار کے اندر سے اسکا رستہ ہی اب یہہ باغ لالہ بھگوانداس لالہ رتن چند کے فرزند و جانشین کے قبضہ مین ہے چارون برجون مین صاحب لوگ کرایہ دار رہتے ہین باغ مین پانی اب نہر کی ذریعہ سے پہنچاہی جس سے وہ کمال سرسبز ہے اور مالک اسکی خبرگیری بخوبی کرتاہی +

باغ بہائی مہان سنگہ

یہہ باغ سلطنت سکہی مین سب سے پہلے بنا اور وہ مشہوری ہوئی کہ روزمرہ سینکڑون شوق مند لوگ اسکی سیر کے لئے جاتے تہے اور حقیقت مین وہ باغ نہایت عمدہ تہا عمارات و فوارے اسکے فرح بخش طبیعت انسان تہے علاوہ اسکے مالک باغ کا خود تیسرے پہر باغ مین آتا تہا اُسوقت باغ آراستہ ہوتا اور فوارے چہوڑے جاتے تہے ہجوم تماشا یون کا دیکہکر باغ کا مالک نہایت خوش ہوتا تہا اور سب سے باخلاق پیش آتا تہا جب وہ مرگیا تو باغ کی رونق بہی اُسکے سا تہہ مرگئی - چند سال کے بعد بہائی سوایا سنگہ نے یہ باغ پادریون کے پاس فروخت کردیا اب وہ باغ پادریون کے قبضہ مین ہے اور اُنہون نے باغ کی صورت بدل کراپنے طور پر مکانات بنالئے ہین اور مجمع عیسائیون کا زن و مرد اُسمین قیام رکہتا ہے اور وظیفہ پادریون سے پاتاہی وہ عیسائی بآرام تمام وہان گزارہ کرتے ہین تعلیم بہی اُنکی روزمرہ ہوتی ہی +

ڈیوڑہی باغ نولکہہ

ریلوے کے پڑاؤ کے شمال کی طرف یہ پرانا مکان نہایت پختہ موجود ہی اس مقام پر بعہد شاہان چغتائی نواب علی مردان خان نے ایسا باغ بنوایا تہا جسکی سالانہ آمدنی نو لاکہہ روپے تہی بعض کہتے ہین کہ اسکی تیاری پر نواب نے نو لاکہہ روپیہ خرچ کیا تہا اس سبب سے نولکہہ باغ مشہور ہوا

ابتدائی زور و شور سکہان مین یہہ باغ اُجڑ گیا دیوارین اسکی خشت فروشون نے نکال لین پتہر وغیرہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے کام آئے زمین مین زمینداروں نے چاہ جاری کرکر زراعت شروع کردی اور علیحدہ محال نولکہہ کا قایم ہوگیا اُسکا بقیہ یہہ ڈیوڑہی ہی جسکی مضبوطی و استحکام کا کچہہ حساب نہین سردار لہنا سنگہ مجیٹھیہ نے اس مکان پر کچہہ اور عمارت ایزاد کرکے اپنے رہنے کے لئے کوٹہی بنوالی چنانچہ کوٹہی کی صورت پر بنی ہوئی ہی اور صاحبان عالیشان اُسمین سکونت رکہتے ہین +

بارہ دری باغ نواب وزیر خان مرحوم

یہ بارہ دری پختہ عمارت کی نواب وزیر خان کی تعمیرات مین سے ہے جسکی یادگار مسجد وزیر خان شہر لاہور کے اندر ہی بعد فراغ تعمیر مسجد کے اُس نے اس موقع پر ایک عمدہ باغ بنوایا چونکہ اُسمین کہجور کے درخت بکثرت تہے نخالۂ وزیر خان کے نام سے وہ باغ مشہور ہوگیا ابتدای عملداری سکہی مین سکہون نے اس باغ کو ویران کردیا صرف یہ بارہ دری منجملہ باغ باقی رہگئی جو اُس باغ کے وسط مین تہی عمارت اسکی سب خشتی ہے گرد اس بارہ دری کے تا بسینہ بلند ایک چبوترہ خشتی مربع عرض و طول جسکا تینتا لیس ۴۳ گز ہی اور چبوترے کے میانہ مین زینہ ہسا ڑہی گیارہ گز کا چوڑا چبوترہ ہر طرف چہوڑکر وسط مین عمارت اس بارہ دری کی واقع ہے یہ بارہ دری باہر سے دو منزلہ اور اندر سے ایک منزلہ ایک ایک دہن محرابی خشتی میانہ مین اور ایک ایک دہن اُسکی بغلون مین ۔ کُل تین تین دہن چارون طرف ہین ۔ اسی طرح منزل ثانی مین ہر طرف تین تین دہن ہین یہ دہن اوپر کی غلام گردش کے اندر بہکہر گئے ہین

بیچ مین گنبد دار بلند عمارت ہی اور چارون گوشون پر چار سیڑ ہیان
بنی ہوئی ہین جنکے ذریعہ سے انسان دوسری منزل کی غلام گردش پر
پہر سکتا ہی اور بالائی منزل پر بہی چڑہ جاتا ہی اوپر کی سقف کے چار کونون
پر چار برجیان نہایت مقطع ہین اُنکی برجیون کے نیچے تین تین در ہین
چارون طرف ہین کُل بارہ در ہوا ایک برجی کے نیچے بنائی گئی ہین برجیون
کے نیچے گردنہ اور اُوپر کلس ہے اور وسط سقف ہین دو فٹ بلند ایک
چبوترہ بنا ہی جو چار چار گز مربع ہر طرف سے ہی اور دو دو فٹ بلند منڈیر
خشتی بنی ہی - اندر بارہ دری کے میانہ ہین ایک کمرہ مربع ساڑہی سات درعہ
جسکے چارون طرف ایک ایک در محرابی کلان ہی اوپر اسکے سقف گنبد نما
بنی ہی اس میانہ کمرہ کی چارون طرف تین تین کمرے مقطع بنے ہین - بعہد
سکہان یہ بارہ دری داخل چہاونی تہی اور سکھہ اسمین قیام پذیر تہے
جب عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی تو پہلے اسمین گورے رہتے رہے
جب چہاونی میانمیر ہین منتقل ہوئی تو اس جگہ محکمہ بندوبست کی
کچہری ہوتی رہی پہر صاحبان محکمہ تار کا قبضہ رہا پہر سامان عجائب خانہ
اسمین رکہا رہا پہر کتاب گہر اس جگہ بنا غرض ابتک اسپر قبضہ سرکاری
ہی سکہی وقت ہین یہ بارہ دری نہایت خراب حالت ہین تہی سرکار انگریزی
نے اسکو نہایت عمدہ طور پر درست کیا گویا نئے سرے سے بنایا اب
بخوبی آراستہ و پیراستہ ہے ✣

سرائے محمد سلطان ٹہیکہ دار

بانی اس سرائے کا سلطان نام عہد سکہی ہین لاہور گزر دہلی دروازے
ہین رہتا تہا اور صبون کا کام کر کر گزارہ اوقات کرتا تہا گشتی اور

پہلوانی کا بہی اسکو شوق تہا یہ شخص نامور و دولت مند نہ تہا مگر اسکے مقسوم مے
جو سلطنت سکہی جاتی رہی اور عہد دولت سرکار انگریزی آیا اور سرکار کو
تعمیر چہاونی و کوٹہیات کے لئے جو ضرورت ٹہیکہ دار کی ہوئی تو یہ شخص
ٹہیکہ دار مقرر ہوا چونکہ اسکی قسمت کا ستارہ دن بدن اوج پر تہا تہوڑے
عرصہ مین ہزارون بلکہ لاکہون روپے کی عزت کا آدمی ہوگیا محمد سلطان خطاب
پایا اسکی دولتمندی سے لوگون نے فیض بہت پایا اکثر غریب غربا جو اُسکے
پاس جاتا تہا خالی نہین پہرتا تہا عمارات بہی اُس نے بہت سی کین بہت
سی کوٹہیان اور یہ سرائے اور دو چار مسجدین بہی تعمیر کین مگر پرانی مسجدین
اور عمارتین عہد شاہان سلف کی یادگارین اُس نے بہت گرائین اور یہ کام
اُس نے صرف اینٹ کی طمع سے کیا چنانچہ پری محل کا مکان اندرون شہر
لاہور جو نواب وزیر خان کا یادگار تہا سرکار سے اُس نے قیمتاً لیا اور اُسکو
بیخ و بنیاد سے نکال ڈالا مسجدون کہنہ کا تو کوئی شمار نہین جو اُس نے مسمار
کین چنانچہ ایک مسجد نیم متصل یعنی نیم مسمار اینک سرائے سے بگوشہ کلنی موجود
ہے نصف اینٹین اُسکی نکلوائی گئی ہین اور نصف باقی ہین اگرچہ پہلے اسمین
ایک انگریز نے کوٹہی بنائی ہوئی تہی مگر مسجد ثابت تہی اس نے وہ خرید کر
شہید کی یہ زمین جہان سرائے بنی ہوئی ہے اس نے سرکار سے لی کیونکہ اسکو
معلوم تہا کہ اس زمین مین پہلے چوک شہزادہ دارا شکوہ تہا جسکو عارت گردن
نے گرا دیا تہا اسکی بنیادین زمین کے اندر ہین اینٹ مجہکو یہان سے بہت
ملیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے وہ بنیادین کہدائی گئین جب اینٹ بیشمار جمع
ہوگئی تو اس سرائے کی بنیاد رکہی گئی سرائے کی متعلقہ عمارتین بہی اس نے
بہت سی بنوائین جس سے سرائے کی رونق دوچند ہوگئی شمال کی سمت سرائے

کے ایک نیا بازار تعمیر دوطرفہ بنا کیا چونکہ وہ مختصر بازار تہا اسواسطے اُسکا نام لنڈہ بازار مشہور ہوگیا کیونکہ پنجابی زبان مین لنڈہ دُم بریدہ کو کہتے ہین اور اُسکو جسکا قد و قامت کچھہ نہو بہ براہ فیاضی چند سال بلکہ اُسکی زندگی بہر کہا دوکانداروں کو کرایہ بہی معاف ہوا اور یہی باعث اس بازار کی رونق و سرسبزی کا ہوا اب یہ بازار بخوبی آبادہی باوجودیکہ کرایہ دوکانات کا مہاراجہ جموں وصول کرتا ہی تو بہی بازار رونق پر ہی شرق کی سمت سراے کے ایک مختصر باغچہ نہایت سرسبز آبادہ اُسمین ایک وسیع چاہ کہدوا کر اُسکو مصنوعی آب سرد سے مشہور ایسا کیا کہ تمام زمانہ مین نام ہوگیا سردیوں مین نہر کا پانی اُس چاہ کے اندر بذریعہ ایک نالی کے پڑکر مستغرق ہوتا ہے جب گرمی کا موسم اپنے اوج پہ آتا ہی تو منہ چاہ کا جو تمام موسم زمستان مین بند رہتا ہی کہول دیا جاتا اور بہت سی چرخیاں ہندو مسلمان عیسائیون کی اُس پر جاری ہوجاتی ہین پانی ایسا سرد نکلتا ہی کہ گویا برف سے سرد کیا ہوا ہے ہزاروں سبوچے بہر کر لوگ شہر مین لاتے اور کوٹہیوں پر بیچتے ہین دوماہ تک روزمرہ میلا تماشائیون کا اُسپر ہوتا ہے۔ اس سراے کے دو دروازے ہین ایک شرقی اور ایک شمالی دونو دروازے عالیشان بنے ہوئے ہین اندر سے سراے بہت وسیع ہی اور چاروں طرف کوٹہریاں مسافروں کے قیام کے لئے بنے ہوئے ہین صاحبان انگریز و ذوی عزت مسافروں کے لئے مکلف مکان بہی ہین مسافروں کے آرام کے لئے چاہ بہی اندر کہدوایا گیا ہے چاردیواری سرائے کی پختہ وعمدہ عمارت کی بنائی گئی ہی شرقی دروازہ باغچہ کے ساتھہ ملحق ہے اور شمالی دروازہ لنڈہ بازار کی طرف دروازے سے بازار تک جو دوطرفہ دوکانین ہین اُنمین کسبن عورتین رہتی ہین لنڈہ بازار کی دوطرفہ دوکانین

اُس نے بنوائیں اور پختہ عمارت سے اُسکو زینت دی سرکاری پولیس کے لئے
چوکی کا مقام اُسمین بنا دیا پہلے لنڈہ بازار کی دوکانون کے آگے چوبی چھجہ
نہ تہا مگر جب ۱۸۷۶ء مین شہزادہ والا تبار پرنس آف ویلز تشریف لائے
تو اس نے اپنے بازار کی زینت بڑہانے کے لئے تمام بازار مین دوکانات کے آگے
چھجے چوبی نہایت مقطع لگوا دئے جس سے بازار نہایت خوبصورت بن گیا۔
سرائے کے غرب کی سمت بہی اس نے مکلف عمارات بنوائین ایک مکلف
کوٹھی اپنی سکونت کے لئے بنوائی اور ایک عمدہ مسجد گنبد دار مسافرون کی
نماز کے لئے اور خود تا دم اخیر اُسی مین سکونت رکھی لنڈہ بازار کو اُس نے
بجانب غرب سرائے کی بہی بڑی وسعت دی تہی اُن دوکانات کی کوٹھڑیان
تو بن گئین مگر برانڈے بننے نہ پائے اور بعض حجرون کی چھتین بہی نہ پڑین
اور عمارت موقوف ہوگئی البتہ لنڈہ بازار کی شمالی اور جنوبی دوکانین
برانڈہ وچھجہ وغیرہ سامان ضروری سے آراستہ ہوگئین اخیر عمر مین اسکی
تندرستی مین فرق آگیا اور دولت نے بہی زوال کی صورت دکھلائی
خرچ وہی امیرانہ رہا اور جو اہلکار و معتمد اسکے تہے وہ دولت کے غارتگر
بنگئے جو کچھہ کسیکے ہاتہہ آیا لے گیا چھہ سات لاکھہ روپیہ قرضہ سر پر چڑہگیا
اس نے وہ روپیہ مہاراجہ جمون سے لیکر قرضدارون کو ادا کر دیا اور یہ
اپنی جائداد تمام کوٹھیان اور لنڈہ بازار اور رکھہ جلو اور بیرونی محل کی دوکانین
وغیرہ سب مہاراجہ کے پاس رہن کردی اور اپنے صرف کے لئے پانسو روپیہ
ماہوار لینا مقرر کیا اس انتظام کے بعد وہ دو تین سال جیا پہر مر گیا +
یہہ شخص سرکار مین بہی ذی عزت شمار ہوتا تہا اور حکام اسکا بڑا لحاظ
کرتے تہے۔ رکھہ جلو جو ایک زرخیز رکھہ تہی سرکار نے اسکو مرحمت کی۔

وہ بہی اب مہاراجہ جموں کے رہن مین شامل ہے اُسکے مرنے کے بعد اصلی وارث اُسکا صلبی بیٹا کوئی نتہا سراج الدین ولد عبدالرحمن وارث قرار پایا وہ بہی مرگیا اب دو تین عورات کو وظیفہ ملتا ہے +

دربن بستان بسے گلہا شگفتند گر آخر ز دیدہ رخ نہفتند

مکان قدیمہ المشہور چوبرجی

صدر بازار انارکلی سے گذر کر لاہور سے دو میل کے فاصلہ پر ملتان کی سڑک کے غرب کی سمت یہ قدیمی دروازہ شہزادی زیب النساکے باغ کا ابتک موجود ہے چونکہ پہلے چار مینار تہے چوبرجی کے نام سے یہہ مکان مشہور تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی اخیر سلطنت کیوقت جب دریاے راوی کا زور نالہ کی طرف بہت ہوگیا تو اس دروازے پر تکر دریا کی چند سال لگتی رہی چونکہ مکان نہایت مستحکم تہا نہ گرا آخر ایک برج یعنی مینار گوشہ شمال مغرب گر گیا سقف قالبوتی جو ہنوز قایم تھی اُسی کے ساتہہ کسیقدر گری - اس جگہ شہزادی زیب النسا المتخلص بمخفی دختر نیک اختر شاہجہان بادشاہ نے نہایت عمدہ باغ بنوایا تہا اور شالامار باغ کی طرح لاکہون روپے کی عمارت اسمین بنائی گئی تہین جب باغ بنکر تیار ہوچکا تو مینا بائی اپنی دایہ کو بخش دیا - من بعد جب دریاے راوی شہر کے نزدیک آگیا تو ہزاروں عمارتین عالیشان تباہ ہوگئین اور یہ باغ بہی دریا کے مُنہ مین لقمہ ہوگیا جب شاہ عالمگیر نے دیکہا کہ اب شہر پر صدمہ آنے والا ہے تو پانچ میل مین پختہ بند باندہ کر دریا کو روکا اگرچہ اسکے کچہ وقت مین اور بہی دیہات بربادی کی علامتین اسکی باقی تہین مگر اب سواے اس دروازے کے کچہہ باقی نہین با اسکی بانیہ کا مقبرہ موضع نیاکوٹ مین موجود ہے جسکا پتہر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُتروالیا ہوا ہے - اس مکان کا عالیشان [illegible] دروازہ شرق کی سمت

دونوطرف چوکیان بنی ہین اور اندر دروازے کے شمال وجنوب کی سمت دوشہ نشینین دومنزلہ بنی ہین مینارہشت پہلو متعلع ہین جنپر کانسی کا کام ہے اندر کی عمارت پر بہی اکثر کانسی کا کام نظر آتا ہے دروازہ کلان کے اوپر دو فٹ نیچے منڈیر سے ایک مطول کتبہ ہے اُسمین قرآنی آیات مین سے وہ آیت متبرک جسکا نام آیت الکرسی ہے بخط عربی تحریر ہے دوسرے کتبہ مین اشعار بخط فارسی تحریر ہین جسمین سے جسقدر پڑہا جاتا ہے لکہا جاتا ہے

بنا پذیرفت این باغ روضہ رضوان   اسکا دوسرا مصرع پڑہا نہین جاتا

بگشت مرحمت این باغ بر میابائی   زلطف صاحب زمینده بیگم دوران

زیب النسا بیگم اور زمینده بیگم دونو نام ایک ہین اس دروازے کی منڈیرون کے نیچے تین کہڑکیان قالبوتی بنی ہوئی ہین اندر جاتی ہے شمال وجنوب مثمن مکان جسکی چہتین قالبوتی گنبدنما ہین دکہائی دیتے ہین اُسکے آگے اور مقام قالبوتی جسکے دو درجے ہین موجود ہے اس سے آگے متصل مینار غربی ایک شہ نشین عمدہ بنی ہے اُسپر کانسی کا کام ہوا ہوا ہے اور منزل ثانی کی دروازون پر دونوطرف مرغول پر لفظ اللہ تحریر ہے بازوے مینا جنوبی پر ایک سنگی کتبہ ہے جسپر کچہہ لکہا ہے صرف اسقدر پڑہا جاتا ہے۔ ساخت میا باسئے چون روضہ عالی ارم۔ اوپر جانے کے لئے اب کوئی رستہ نہین ہے اور نہ اندر کی محراب موجود ہے +

مکان گڑہی شاہو

یہ قدیم وعالیشان عمارت عہد شاہان چغتائی مین تعمیر ہوئی مفصل حال اسکا یہ ہے کہ عہد شاہ جہان بادشاہ مین ابوالخیر نام ایک فاضل اجل شہر بغداد سے ملکون کی سیر کرتا ہوا ہند مین آیا پنجاب کی آب وہوا اُسکو

پسند آئی تو لاہور مین قیام پذیر ہوا چونکہ اس موقع پر محلہ سید سرآباد تہا اور سید جان محمد حضوری وغیرہ بزرگ اُسمین قیام پذیر تہے اُنکی خدمت مین رہا رفتہ رفتہ اُسکے علم و فضل کی شہرت بہت ہوئی اور عالمگیر اورنگ زیب نے اسکو طلب کرکے درخواست کی کہ تم تعلیم علوم دینی جاری کرو تاکہ لوگون کو آپکے نفس نفیس سے فائدہ پہنچے اور صوبہ لاہور کے نام حکم جاری ہوا کہ انکے قیام و تدریس کے لئے ایک عمدہ مکان تجویز کر دینا چاہئے چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور یہ عالی جاہ مدرسہ جسمین مسجد پختہ گنبد دار سے بنائی گئی صوبہ لاہور کے حکم سے بنایا گیا طالب علمون کے قیام کے لئے چارون طرف حجرے بہی تعمیر ہوئے فصیل و دیوار بہی قلعہ کے طریق پر بنائی گئی اور خرچ مدرسہ کا بادشاہ کے حکم سے لاہور کے خزانہ پر مقرر ہو گیا چنانچہ وہ بزرگ بقیہ عمر اسی مکان مین قیام پذیر اور اپنی ذاتی علوم و فنون سے لوگون کو فائدہ پہنچاتا رہا آخر ایکسو پانچ برس کی عمر مین بعہد محمد شاہ بادشاہ و نظامت خان بہادر فوت ہو کر اسی مدرسہ کے اندر مدفون ہوا چنانچہ قبر اُسکی ابتک اسمین پختہ موجود ہی اور لوگ اُسکا بہت ادب کرتے ہین اُسکے بعد بہی یہ مدرسہ آباد رہا اور محمد نعیم نامی اُسکا کوئی خلیفہ اسمین درس پڑہاتا رہا جب وہ بہی مر گیا اور پنجاب مین غارتگرون نے آفت برپا کر دی اور لاہور کے حصار کے باہر کی آبادیان کچہ تو لوٹ لین اور کچہ آگ لگا کر جلا دین اور رعایا حیران و پریشان جابجا پہرنے لگی تو اس مستحکم مکان پر بہت لوگون کی نظر تہی کہ کسی طرح درویشون سے چہین کر خود اسمین آباد ہون کہ اس مکان کو آگ کا خطرہ نہ تہا اور مکانات اُسکے خشتی تہے چہتین بہی خشتی تہین

فصیل بہی نہایت مستحکم تہی کہ کبہی گرنے سے گر نہیں سکتی تہی چونکہ
متصل اسکے ایک محلہ المشہور ٹہٹی گگہ آباد تہا جب اسکو سکہون نے اوجاڑا
تو ساکنین اسکے پہلے بمقام قنا شاہ جاکر آباد ہوئے کہ اسکی عمارت بہی
مستحکم تہی اتفاقاً ایک روز غارتگرون نے اس مکان پر بہی حملہ کیا اور
تصور کیا کہ اسمین کچہہ دولت ہوگی کہ مکان بہت بڑا ہی درویشون طالبعلمون
کے پاس کیا تہا وہ کپڑے اتروا کر بہاگ گئے اور مکان خالی ہوگیا مکان
کے خالی ہوتے ہی ایک شخص شاہو نام جسکا پیشہ ہی غارتگری تہا اور دور
دور سے وہ بہیڑ بکری گائے بیل زمینداروں کے غارت کرلاتا تہا اسپر
دخیل ہوگیا وہ اور اسکے ہمراہی اس مستحکم مکان کے مالک بن بیٹہے جو مال
لوگون کا مار کر لاتے اسمین محفوظ رکہتے اگر مالک پیچہے سے آجاتے تو
نذرانہ لیکر واپس کر دیتے باقی ماندہ فروخت کر دیتے چونکہ لاہور کے اندر
تین حاکمون کی حکومت تہی باہر انکی حکومت کم مانی جاتی تہی کوئی پرسان
حال شاہو کا نہ تہا اسوقت یہ مکان جو پہلے خیر گڑہ مشہور تہا شاہو کی گڑہی
مشہور ہوگیا چار پانچ سال کے بعد شاہو کو بہی موت آپہنچی اسکے مرنے کے
بعد اسکے آدمی رہگئے جنکا کچہہ رعب نہ تہا وہ وقت ساکنان محلہ ٹہٹی گگہ
نے جو قنا شاہ مین قیام پذیر تہے غنیمت جانا انہون نے بآسانی شاہو کے
ملازمین کو اس جگہ سے نکالدیا اور خود قابض ہوگئے اسوقت شیخ فیض و
شیخ زمان و شیخ نور محمد و شیخ حمید نے اس مکان پر قبضہ کیا تہا جنکی اولاد
ابتک قابض و متصرف ہی بعد ازان صورت اس مکان کی ویسی ہوگئی
جسقدر زمین جولا مالک ویران پڑی تہی انہون نے جتنی چاہی اپنے قبضہ مین
کرلی مگر نام اسکا ازان بعد ابتک نہ بدلا وہی گڑہی شاہو نام قائم رہا

صورت اس مکان کی جو فی زمانہ حال ہی یہ ہی کہ کہنہ دیوار فصیل پختہ بلند
تا حال موجود ہی جسکے چارون گوشون پر چار برج بنے ہوئے ہین دروازہ
آمد و رفت کا شمال کی سمت بہت بڑا بلند محرابی موجود ہی اُسمین چوکہٹ و
تختہ چوبی قدیم زمانہ کا اتبک موجود ہی ڈیوڑہی عالیشان ہی اُسمین بسمت
غرب و شرق دو دالان بنے ہوئے ہین فی دالان دو دو در محرابی پختہ
ہین غربی دیوار کے ملحق ایک پختہ مسجد عالیشان با مینار گنبد دار بنی ہے
قدیم حجرے درویشون کے رہنے کے اب تک سب موجود ہین جنکو زمینداروں
نے عمارتین بڑہا کر اپنے رہنے کے لیئے گہر بنا لیا ہوا ہی اُنمین سے بعض حجرے
دو منزلہ بہی ہین چہتین اُنکی قالبوتی اور پختہ دیوارین ہین برج بہی
دو منزلہ ہین وہ اب سب زمیندارون کے گہر ہین ایک چاہ قدیم بہی اسکے
اندر موجود ہے مکان کے صحن مین بہی اب ساکنین نے گہر بنا لیئے ہوئے
ہین، وسط مکان مین مزار ابو الخیر کا ہے جنکی ذات سے یہ مکان تعمیر ہوا
تہا یہہ قبر اب درختون سے ڈہکی ہوئی ہے قبر کے پاس اور قبرین بہی
درویشان طالب علم کی موجود ہین +

سرائے المشہور گولیان والی

یہ عالیشان پختہ سرای موضع اچہرہ کی حدود مین متصل جیل خانہ لاہور موجود
ہے ۱۰۲۵ھ ہجری مین بحکم جہانگیر بادشاہ غازی تعمیر ہوئی جب سلطنت
چغتائی برباد ہوگئی اور سکہون کا وقت آیا تو یہ سرائے بہی اُجڑ گئی۔
مسافرون کا قیام اسمین موقوف ہوگیا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسمین
میگزین ڈالدیا اور کوٹہڑیون مین گولے بہروئے دس سال تک
اسمین گولے بہرے رہی اسواسطے یہ سرائے گولیان والی مشہور ہوگئی۔

نہ ان بعد جمعدار خوشحال سنگھ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خدمت مین عرض کرکے
یہ سرای لے لی اُس روز سے اسی خاندان کی ملکیت ہوگئی اب اسپر قبضہ نا لکانہ
راجہ ہربنس سنگھ کا ہی قبل از تعمیر جیل خانہ لاہور کے چندے سرکاری
قیدی بھی اسمین قیام پذیر رہے تہی مگر وہ سکونت عاریتاً تہی - عمارت اس سرای
کی پختہ نہایت مستحکم ہی دو دروازے عالیشان ہین ایک شمالی دوسرا جنوبی
گرد نواح چار دیواری پختہ جسکے اندر حجرے قالبوتی بنائے گئے ہین جمعدار خوشحال سنگھ
نے اپنی کارروائی کیواسطے حجرون کے آگے کچھ عمارت ایزاد بھی کر دی تہی جو
گر کر خراب ہوگئی ہے دو زینہ کی ڈیوڑہی اور ایک ایک زینہ سرای کے گوشون
مین اوپر جانے کیلئے ہی صورت سرای کی ہشت پہلو اس طرح پر ہی کہ چارو نطرف
برابر حجرے بنے ہوئے ہین اور چارون گوشون مین تین تین حجرے ہین جنکی
سقف گنبد نما ہے شمالی و جنوبی دو ڈیوڑہیان برابر محاذ ایک دوسرے کے
بنی ہین اور دیوار شرقی و غربی کے حجرہ ہاے اندرونی کے میانہ مین دو دالان
خوشنما بنے ہوئے ہین سرای کے باہر شرق کی سمت پہلے ایک تالاب پختہ تہا
سکہون کے وقت اُسکی اینٹین خشت فروشون نے نکال لی تہین - سرای
کے گوشہ گکہنی مین ایک چاہ کلان اُسی وقت کا بنا ہوا ہی جب یہ سرای تعمیر
ہوئی تہی - اُسپر اب چرخ چوب جاری ہی اور جو زراعت سرای کی اندرو باہر ہوتی
ہی اُسکو اسی سے پانی دیا جاتا ہی ڈیوڑہی شمالی جو میانہ دیوار مین ہی سترہ ۱۷ سترہ
کوٹھڑیان اُسکے یمین و یسار اور اسی طرح اسکے محاذ دیوار جنوبی مین ہین
انتیس ۲۹ انتیس ۲۹ حجرے دیوار غربی و شرقی کے ساتھہ سواے درمیانی
دالانون کے طول سرای کا شرقاً غرباً ایکسو نوے گز اور عرض شمالاً
جنوباً کی سمت کو ایکسو چالیس درعہ ہے میانہ مین ایک باولی تہی جسکی

بارہ دری میں جمعدار خوشحال سنگھ کیوقت مودیخانہ کا سامان رکھا رہتا تھا اب ندارد ہی فی الحال اس سرائے کی عمارت نہایت بوسیدہ وخراب ہے بلکہ قریب مسمار ہونے کے ہی مالک نے کبھی مرمت نہیں کرائی مگر بسبب استحکام عمارت کے ابھی سالہا سال قایم رہیگی +

بارہ دری باغ کامران

یہ مستحکم ومضبوط بارہ دری دریای راوی کے دہنے کنارے اب تک موجود ہے باوجودیکہ پچاس برس سے دریا اسکے نیچے چلتا ہی مگر سوائے کسیقدر عمارت کے یہ بارہ دری گرنے میں نہیں آئی ہمیشہ دریا موسم طغیانی وغیرہ میں اسکے ساتھہ ٹکراتا رہتا ہی اور اسکے گرانے کے لئے بہت زور دیتا ہی مگر یہ مستحکم عمارت نہیں گرتی اس مقام پر شاہزادہ کامران پسر بابر بادشاہ شاہ ہمایون کے بھائی کا باغ تھا جو اُسوقت کے موقع اجرائے دریای راوی سے دو میل اُسطرف تعمیر ہوا تھا یعنی اُسوقت دریا شہر کے نیچے بہتا تھا جہان اب نالہ دریا ہے عہد محمد شاہ بادشاہ میں دریا کا رخ شہر کی سمت سے ہٹ گیا اور بہت باغات امرائے عظام کے جو دریا کے اُسطرف تھے دریا نے برباد کیئے یہ باغ بھی اسی دریا نے برباد کیا اب پچاس ساٹھہ سال سے دریا میانہ بارہ دری کے نیچے بہتا ہی مگر بارہ دری اُسی طرح قائم ہے یہ کہنہ عمارت محراب دار دہنون کی بنی ہوئی ہے عمارت کی استحکام کی یہ حالت ہی جو اوپر بیان ہو چکی ہے +

تالاب رای میلارام ٹھیکہ دار

جدید عمارات میں سے یہ عمارت تالاب وغیرہ متعلقہ تالاب نہایت عمدہ بنائی گئی ہی جو سٹیشن ریلوے کے متصل ہے کل عمارت پختہ ومستحکم ہے تالاب وسیع زینہ دار ہی جسمین پانی بذریعہ نہر کے آتا ہے لاہور کا راجا بہ

اسکی دیوار شمالی کے ساتھہ چلتا ہی چارون طرف تالاب کے وہین دار عمارت نہایت مضبوط قالبوتی درون کی مسافرون کے آرام کے لئے بنائی ہی تین دروازے اُسمین شمالی وشرقی وغربی رکہے گئے ہین دروازون کے اوپر بالاخانے بہی نہایت مکلف بنائے گئے ہین زنانہ گہاٹ بہی نہایت پردہ کا بنا ہی دہوپ یا بارش کیوقت جو مسافر تکلیف اُٹھاتا ہی وہ اس جگہ آرام پاتا ہی گویا یہ تالاب سرای کا سرای ہے اور تالاب کا تالاب ہر طرح کی تکلیف مسافر کی اس مکان مین رفع کی گئی ہی نہانے کے لئے تالاب موجود ہی پانی پینے کو نہر جاری ہی آرام کرنے کو نہایت امن دار مکانات ہوادار مسقف موجود ہین شرقی دروازے کے آگے مختصر باغیچہ بہی لگایا گیا ہی غرض یہ یادگار رای میلارام ٹہیکہ دار کی صدہا سال تک قایم رہیگی +

پانچوان حصہ اُن مکانات کے بیان مین جو بحکم وعہد دولت سرکار انگریزی تعمیر ہوئے

پہلی قسم اُن مکانات کی ذکر مین جو شہر لاہور کے اندر واقع ہین

مکان کوتوالی

سکہون کے عہد مین بہی اس موقع پر جہان اب کوتوالی موجود ہی کوتوالی بنی ہوئی تہی مگر وہ مکان مختصر ساتہا صرف ایک دالان وسیع تہا جہان قیدی لیگ پابزنجیر رہتے تہے اور ایک کوٹہڑی جسکا ایک دروازہ اور ایک دریچہ بسمت بازار تہا کوتوال کے اجلاس کا مکان تہا سوا اس کوتوالی کے اور کوئی جگہ مجرم کی حوالات یا قید رہنے کے لئے نہ تہی اور نہ خرچ خوراک

قیدیون کا سرکار سے ملتا تہا ہر روز تیسرے پہر جتنے قیدی پابزنجیر کوتوالی
مین ہوتے تہے گدائی کے لئے شہر مین بہیجدئے جاتے تہے سات سات قیدی
کا محافظ ایک ایک سپاہی ہوتا تہا اور وہ قیدی بازار کے دوکانداروں
سے پیسے مانگ لاتے تہے رہگذر لوگون سے بہی سوال کرتے تہے۔ جسقدر پیسے
فی قیدی جمع ہوتے تہے نصف اُسمین سے سپاہی چہین لیتا تہا اور
نصف مین قیدی کی دو وقتہ خوراک بہم پہنچائی جاتی تہی ہر ایک قیدی
پانچ دس روز تک حوالات مین رہتا تہا پہر سزایاب ہوکر رہا ہو جاتا
کسیکے ہاتہ کٹ جاتے کسیکے کان کسی کی ناک کسیکے پاؤن کے پٹہے کاٹ دیے
جاتے کسیپر جرمانہ کردیا جاتا علی ہذالقیاس سزا مل جاتی مدت مدید تک
سکہی عہد مین اس کوتوالی پر خدا بخش کوتوال گکہڑ ماموررہا انگریزی
عہد مین بہی چند سال تک اُس نے کوتوالی کی آخر مرگیا یہ شخص اپنے
فن مین اُستاد تہا چور کو ہزار آدمی مین پکڑ لیتا تہا قلعہ لاہور مین جب
گورہ سپاہیون نے توشہخانے مین چوری کی اور مال بازیافت نہوا
تو اس شخص نے جاکر سب مال نکلوا دیا سنہ ۱۸۵۰ء مین سرکار انگریزی
نے سابقہ مکان کوتوالی کا گراکر حال کے مکان کی بنیاد رکہی اور یہ مکان
تیار مل صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے اہتمام مین تعمیر ہوا پہلے مکان
سے یہ مکان دوچند بنایا گیا یعنی اُس جگہ تک جہان سکہون کے وقت
لال لکڑ یعنی ایک ستون چوبی زمین مین گڑا رہتا تہا اور جس مجرم کی ہاتہ
ناک کان کاٹے جاتے تہے پہلے اُسکو اس ستون کے ساتہہ باندہ دیتے تہے
پہر کاٹتے تہے یہ مکان دو منزلہ بنایا گیا ہے شمال کی سمت حوالات کا دروازہ
رکہا گیا ہے اور وہ طولانی مکان کوتوالی کے اور مکانات کے پیچہے ہے

اُس سے شرق کی سمت دفتر خانہ کوتوال کے اجلاس کا کمرہ ہی اور آگے برانڈہ اور ایک کمرہ جسمین صاحبان آنریری مجسٹریٹ اجلاس کرتے تھی وہ بھی اب کوتوالی کے متعلق ہی اور جنوبی برانڈہ جسکے دہن بند کئے ہوئی تھے اب بازارون کی وسعت دینے کیوقت گرا دیا گیا ہی اوپر کی منزل کے جانے کے لئے زینہ بسمت شمال بنایا گیا ہی اس منزل مین کوتوال کے رہنے کے لئے کمرے بنے ہین اور باہر برانڈہ ہی اور وہین مرغول بازار کی طرف کھلے ہین بالائی زینہ زیرین زینہ کے اوپر بنایا گیا ہی جو بالائی سقف جا کھلتا ہی اس مکان کی منڈیر کہ جو شاہی سکہ بنایا گیا ہی جو بیسہ پر مسکوک ہوتا ہی بالفعل چند سال سے چند اسنگہ کوتوال اس کوتوالی پر مقرر رہے جو نہایت نیک نام اور صاحب اوصاف حمیدہ شخص ہے +

مکان تحصیل و منصفی

یہ عالیشان مکان اگرچہ اب نیا نہین بنایا گیا مگر پہلی حالت سے تغیر و تبدل بہت سا ہوا ہی یہ مکان جسمین اب محکمہ تحصیل ہی راجہ دہیان سنگہ کی حویلی سے بجانب غرب واقع ہی یہ حویلی راجہ سوچیت سنگہ راجہ دہیان سنگہ وزیر کے بہائی نے تعمیر کی تہی اور اسی مین وہ قیام پذیر تہا راجہ ہیرا سنگہ کی وزارت کیوقت جب راجہ سوچیت سنگہ بمقام درس میان وڈا سکہی فوج کے ہاتہ باہیائے راجہ ہیرا سنگہ اپنی برادرزادہ کے قتل ہوا تو یہ حویلی بہی اُسکی اور جائداد کے ساتہہ ضبطی مین آگئی ابتداعملداری سرکار انگریزی مین محکمہ تحصیل جو بدہ سنگہ موکل کی حویلی مین کئی برس رہا چونکہ اس حویلی مین میدان کم تہا وہان سے محکمہ تحصیل اس حویلی مین آگیا اب چند سال سے حویلی مین ہی یہ حویلی بہت وسیع ہی دروازہ کلان آمدورفت غرب کی سمت ہی جو لمحق بازار شاہی ہے دروازے سے اندر جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہے

جسکے بیچ مین باغ ہی اور جنوب اور شرق کی طرف مکانات بنے ہین اس مین
سپاہیان تحصیل رہتے ہین اس میدان کا شمالی حصہ اونچا ہی اسکے سرے پر
بڑا کمرہ محکمہ تحصیل کا ہی جسمین تحصیلدار اجلاس کرتا ہی اور اہلکاران دفتر تحصیل
کی نشست ہی یہ دو منزلہ مکان ہی چارون طرف اسکے دروازے ہین شمال کی
سمت ڈیوڑھی ہی اسکے بالائی حصہ مین بھی باغ و درختان ہین ایک چاہ آبنوشی
کا ہی اس سے آگے شمال کو بڑہین تو ایک اور بلند درجہ آتا ہی اُسمین پُرانی
عالیشان عمارت عہد راجہ سوچیت سنگہ بنی ہی جو بہت وسیع ہی شمال کی سمت
ایک چھوٹا دروازہ اس مکان مین آنے کا بازار ہیرا منڈی کی طرف سے ہی
مگر اسطرف سے آمد و رفت کم ہے بڑے مکان مین تحصیلدار قیام رکھتا ہے اور
نائب تحصیلدار دوسرے حصہ کی غربی سمت کے مکان مین بیٹھتا ہے +
اس مکان کی نگرانی و سالانہ مرمت مولف کتاب کے متعلق ہے +
مکان کچہری منصفی بھی اسی مکان کے متصل واقع ہی جسمین پہلے ہسپتال تہا
یہ مکان بھی وسیع میدان ہی اور عمارت پختہ مع برانڈہ بنا ہوا ہی منصف
صاحب اُس مین اجلاس کرتے ہین +

دوسری قسم اُن سرکاری مکانات کی ذکر مین جو شہر کے باہر سرکار کے حکم سے تعمیر ہوئے •

کچہری صدر ضلع لاہور

بوقت چہاونی انارکلی کے اس مقام پر بارگین متعلق چہاونی کے تہین
جب چہاونی فوج کی میانمیر مین منتقل ہوئی تو یہ بارگین خالی ہوگئین اور
مکانات متعلق ضلع کے ہوگئے اُسوقت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کچہری

اُس کوٹھی مین ہوتی تہی جہان اب صاحب کمشنر بہادر کچہری کرتے ہین اور صاحب اسسٹنٹ کمشنر حویلی راجہ سوچیت سنگہ مین اندرون لاہور اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حویلی راجہ دہیان سنگہ مین جہان اب گورنمنٹ سکول ہی کچہری کیا کرتے تہے جب یہ مکان خالی ہوگیا تو سب کچہریان اسی مقام پر جمع ہوگئین دفتر بہی اسی جگہ آگئے اور یکجائے کاروائی ضلع کی ہونے لگی چندسال اسی طرح حالت رہی جب منظوری تعمیر مکان کچہری صدر ضلع لاہور کی گورنمنٹ سے آگئی تو نقشہ تیار ہوکر منظور ہوا اور باہتمام راقم یعنی مولف کتاب ہذا کے جو ایگزکٹو انجنیر تعمیرات سرکاری تہا یہ مکان بننے لگا پہلی بارکین سب گرائی گئین اور نئے سرے سے نقشہ حال پر مکان بننے لگا چنانچہ مولف نے کمال جانفشانی و عرق ریزی اس مکان کی تعمیر مین کی اور باقبال سرکار یہ عالیشان مکان بنکر تیار ہوگیا اس مکان کا احاطہ بہت وسیع ہی اور چار دیواری نہایت مطبوع سرخ رنگ عمارت کی بڑی اینٹون سے بنوائی گئی ہی تین پہاٹک ایک شرقی دوسرا شمالی تیسرا جنوبی رکہے گئے ہین تینون طرف سے آمدورفت ہوتی ہی احاطہ کے اندر اراک تقسیم کرکے گہاس لگائی گئی ہی درخت بہی بہت ہین جس سے مکان تروتازہ و سرسبز معلوم ہوتا ہی دو حوالات متعلق کچہری کے تعمیر ہوئے ایک دیسیون کے لئے دوسری یوروپین ملزمون کیواسطے یہ دونو مکانات نہایت مستحکم بنائے گئے ہین جنکے دریچون اور دروازون مین آہنی سیخین نصب ہین حوالاتی کسی صورت سے نکل نہین سکتا۔ چاہ پختہ لگایا گیا ہی علاوہ اسکے مکانات اصطبل و مالخانہ و شاگرد پیشہ و مقام مال مویشی لاوارث قرینہ قرینہ پر جابجا تعمیر ہوگئے ہین جس سے احاطہ کی زینت المضاعف ہی خاص مکانات کچہریون کے پختہ بنائے گئے ہین

اینشین بہی اُنپر بڑی صرف ہوئی ہین عمارت کا رنگ سب سرخ سنگ سرخ کے
رنگ پر رکہا گیا ہی اینٹ نہایت عمدہ پختہ لاکہی رنگ کی خرچ مین آئی ہی کسی
مقام پر پیلی اینٹ برائے نام نہین ہی یہ مکانات طول مین ۳۳۴ فٹ اور
عرض مین ۲۲۶ فٹ ہین صورت اس مکان کی یہ ہی کہ شمال وشرق وغرب
کی سمت کو اسکے عمارت ہی اور جنوب کی سمت کہلا ہوا ہی اور درمیانی صحن ہے
اُسمین درخت سایہ فگن ہین جنکے نیچے عرایض نویس بیٹھتے ہین اور اہل مقدمات
آرام کرتے ہین اگرچہ برانڈہ ہاے وسیع اس مکان کے اہل مقدمات کے
آرام کے لئے کافی ہین مگر اکثر لوگ درختون کے نیچے ہی بیٹھتے ہین اب تینون
سمت کی عمارات کا حال مفصل بیان کیا جاتا ہی + پہلی شمالی عمارت کا حال
یہ ہی کہ یہ عمارت شرقاً غرباً دوسو ستائیس فیٹ ہی اسکے اندر پانچ کمرے
ہین وسط مین ہال یعنی بڑا کمرہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اجلاس کا
یہ وسیع کمرہ سب سے بڑا طول مین ۴۳ فٹ اور عرض مین چوبیس فٹ ہے
دروازہ اسکا اور کمرون سے بڑہا کر رکہا گیا ہی اندر کمرے کے صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر کے اجلاس کا چبوترہ ہی جسکے آگے چوبی جنگلہ لگا ہوا ہی اور پلیڈرون
کے بیٹھنے کے لئے اجلاس گاہ کے آگے علیحدہ مکان ہی اس بڑے کمرے کے
یمین ویسار یعنی شرق وغرب چار چار کمرے عالیشان بنے ہین اور دونو
طرف گوشون پر غسلخانے بنائے گئے ہین یہ ہر ایک کمرہ طول مین تیس ۳۰
اور عرض مین بیس فٹ ہی شرقی چار کمرے صاحب اسسٹنٹ کمشنر و لوکل فنڈ
و انگریزی دفتر و ہیڈ کلرک کے لئے تعمیر ہوئے اور غربی چار کمرے ایک
صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور دو صاحبان اسسٹنٹ کمشنر اور ایک عملے
کے لئے بنائے گئے ہین اس عمارت شمالی کے تین طرف برانڈہ عالیشان بنایا گیا ہے

اور دہن مدور قالبوتی عالیشان رکھے گئے ہین یعنی شمالی و جنوبی چہرہ کچہری و
شرقی سمت برانڈے تعمیر ہوئے ہین غرب کی سمت کو کوئی برانڈہ نہین
شمال کی سمت وسط مین ڈیوڑہی بڑے کمرے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے
ہین اُسطرف سے صاحب تشریف لاتے اور لیجاتے ہین اور بگھی ڈیوڑہی
کی سقف کے سایہ کے نیچے کھڑی ہوتی ہی چہتین ان کمرون کی سب بیم
کڑی کی نہایت عمدہ و موزون ڈالی گئی ہین اور برانڈون کے سیل پائے
اکہرے گول رکھے گئے ہین شمال کی سمت اسکی بالائی منزل پر جانے کی لئے
فراخ و مقطع زینہ خشتی بنا ہوا ہی جب انسان اوپر جائے تو وہ کل مکان
تین درجے مین تقسیم کیا ہوا معلوم دیتا ہی شرقی حصہ مین دفتر خانہ مال
یعنی کلکٹری بنایا گیا ہی اور غربی حصہ مین دفتر خانہ اشناہ فوجداری و دیوانی
یعنی محکمہ جوڈیشل ان دونو دفتر خانون مین بڑی بڑی الماریان چونی
بنائی گئی ہین جن پر بستے اشناون کے بندہے ہوئے ہزارون رکھے ہوئے
ہین وسط مین سکان کمیٹی ہی جب کبھی مجمع ہوتا ہی تو اس جگہ اجلاس کیا جاتا
ہے اس جگہ میز بھی رہتی ہے اور کرسیان رکھی رہتی ہین اسی مکان کے
شمالی حصہ مین محکمون کا دفتری بیٹھا ہے اور اُسکے سوا نقلنویس محکمہ کے
کام کرتے ہین ان درجون کی چہتین قینچی دار ہین اور نہایت مضبوط باہر
دفتر خانون کے برانڈے قالبوتی درون کے جنکے دوہرے دوہری ستون
ہین نہایت مقطع بنائے گئے ہین بڑا محافظ دفتر کلکٹری دفتر مین اور اُسکا
نائب دفتر جوڈیشل مین کام کرتا ہے اس درجہ کی چہت پر بیم اور کڑیان پڑی ہیٔن
غرب کی عمارت مین اس کچہری کے سات کمرے ہین اور اُنکے آگے صحن کیطرف
بدستور برانڈہ ہے جسکے قالبوتی دہن ہین اور اکہرے ستون پہ سات کمرے

مفصلہ ذیل حکام وعملہ کے لئے تعمیر ہوئے ہین پولیس کا دفتر پولیس کا انگریزی دفتر۔ اجلاس گاہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنڈنٹ۔ اجلاس گاہ اسسٹنٹ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنڈنٹ۔ جائے نشست شرف عدالت مع عملہ۔ جائے اجلاس منصف مگر منصف اب اس جگہ کچہری نہین کرتا اور حکام اجلاس کرتے ہین۔ اجلاس گاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر یہ کمرے گویا دوہرے ہین غرب کی طرف انکے دوسرا درجہ بھی ملحق انکے ساتھ ہے اور اسطرف دروازے رکھے گئے ہین چھتین ان سب کی قینچی دار ہین اور دوسرے درجون کی چھتین بیم کڑی کی ڈالی گئی ہین شمالی کمرون اور غربی کمرون کے درمیان ایک کھلا رستہ اُسی قدر ہے جسقدر شمالی کمرون کے برانڈہ کا عرض ہے۔ شرقی عمارت متعلقہ کچہری مین پانچ کمرے تعمیر ہوئے بتفصیل ذیل۔ خزانہ کا انگریزی دفتر رجسٹرار اور صاحب مہتمم خزانہ کے اجلاس کا کمرہ خزانہ رکھنے کا کمرہ خزانچی اور خزانچی کے متعلقات کے بیٹھنے کے لئے۔ پلیڈرون اور مختارون کی اجلاس و قیام کے لئے ان کمرون کے اندر ایک رستہ بھی آمد و رفت کے لئے رکھا گیا ہے جسمین سے صاحب رجسٹرار کے اجلاس کے کمرے مین بھی آمد و رفت ہوتی ہے یہ پانچون کمرے بھی دوہرے ہین یعنی ایک درجہ ملحقہ انکا شرق کی سمت بھی ہے اور اُسمین سے شرق کی سمت دروازے کھلے ہین اور خزانہ کے پہرے اور سپاہیون کے لئے بھی مکان بنایا گیا ہے ان پانچون کمرون کے آگے بجانب غرب یعنی بطرف صحن کچہری برانڈہ بدستور بنایا گیا ہے اور ہر ایک عمارت کے برانڈہ کا عرض و مقدار ۸ فٹ کا ہے ✢ اس عالیشان مکان کی تعمیر پر سرکار قیصدار کا ایک لاکھہ روپیہ صرف ہوگیا اور تمام عمارت پختہ چونہ کی تعمیر ہوئی ہے اور رنگ عمارت کا باہر سے سرخ رکھا گیا اور کمرون کے

اندر عمدہ سفیدی کی گئی فرش چوکہ کا لگا یا گیا غرض استحکام مکان و تزئین
عمارت مین مولف کتاب نے کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا +

مکان سینٹ ہال

یہ مکان سینٹ کے جلسے اور یونیورسٹی کے لئے بمنظوری گورنمنٹ و باہتمام
مولف کتاب بنوایا گیا اور چونتیس ہزار روپیہ نواب صاحب بہادر والی
بہاولپور کا اسکی تعمیر پر خرچ ہوا اور مولف کتاب ایگزیکٹو انجنیر تعمیرات ڈویزن
لاہور نے اسکو کمال توجہ و عرق ریزی سے بنوایا اسی مکان مین صاحب
رجسٹرار قیام رکھتے ہین اور اسی مین سینٹ کے جلسے ہوتے ہین - بڑی
اینٹ سے یہ مکان پختہ تعمیر ہوا طول اسکا ایکسو اٹھائیس ۱۲۸ فٹ اور عرض
اسّی فٹ پیل پائے بیچ کے درون کے ہشت پہلو اور گوشون کے مربع ہین
ڈیوڑہی بسمت شمال ہے جسکا چھتیس ۳۶ فٹ طول اور سولہ ۱۶ فٹ عرض ہے
چھتین اسکے درمیانی کمرون کی قینچی کی اور برانڈے کی شہتیر کڑی کی ہین
چھتون کے اوپر سلیٹ کا پتھر لگایا گیا ہے روشندان بڑے کمرون مین
لکڑی کے خوشنما لگائے گئے ہین کمرے اسکے مقطع پانچ اور چار غلسخانے گوشون
پر ہین اور جنوب کی سمت ایک کمرہ دفتری کا اور ایک طرف پرائیوٹ کمرہ
اور برانڈہ اور سینٹ کا بڑا کمرہ اکہتر ۷۱ فٹ طول اور ۴۲ فٹ عرض اور
دوسرا کمرہ غرب کی سمت اُنسٹھ ۵۹ فٹ طول اور بیس فٹ عرض اور رجسٹرار
صاحب کے رہنے کے تین کمرے کلان ہین ایک ۳۲ فٹ طول اور ۲۰ فٹ
عرض اور دو کمرے ۳۲ فٹ طول ۱۸ فٹ عرض اور ایک رستہ ۳۲ فٹ
طول اور دس ۱۰ فٹ عرض اور دو کمرے اسباب رکھنے کے ۱۷ فٹ طول ۱۰ فٹ
عرض کے بنائے گئے ہین + اس مکان کی عمارت باہر سے سب سرخ اور اندر سے

استر کاری ہی اور ڈیوڑہی کی بالائی دیوار مین ایک پتہر بیضوی صورت کا کندہ کرکے لگایا گیا ہی جسمین عبارت انگریزی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ یہ مکان نواب صاحب بہاولپور کی طرف سے تعمیر ہوا بخط انگریزی تحریر ہے اسلیئے کہ یہ مکان نواب صاحب کے روپیہ سے تعمیر ہوا ہی +

مکان ہسپتال سرکاری

یہ سرکاری مکان لاہور کی عالیشان عمارات مین سے شمار ہوتا ہی شہر لاہور شاہ عالمی دروازے کے باہر متصل سراے دیوان رتن چند کے بنایا گیا ہے ایک لاکہہ پچپن ہزار روپے اس مکان اور اسکے متعلقات مکانات کی عمارت پر صرف ہوا سنہ ۱۸۷۰ء مین اسکی عمارت باختتام پہنچی تین سال تک عمارت جاری رہی مہتمم اسکی تعمیر کا سرکار کے حکم سے مولف کتاب ہذا تہا۔ راقم نے بکمال خبرگیری و عرق ریزی اس اہم کام کو بانجام پہنچایا اور سرکار کے اقبال سے یہ ایسا عالی جاہ تعمیر کا مکان بنا کہ جسکو دیکہکر حکام ذوی الاحتشام نے راقم کو مورد تحسین و آفرین کیا۔ یہ مکان صورت مین طولانی شرقاً غرباً دو منزلہ ہی تمام عمارت اسکی بڑی اینٹ ڈبل سے بنائی گئی ہی اور مکان کے متعلق بڑا احاطہ ہی اور چاردیواری بہی بڑی اینٹ سے ساڑہی تین فٹ بلند رکہی گئی ہی شمالی اور شرقی دو دروازے ہین جسمین آہنی پہاٹک لگے ہین + سکہی سلطنت کیوقت اس موقع پر ہری سنگہ کا باغ پختہ بنا ہوا تہا وہ ایک امیر دربار لاہور تہا جسکے متعلق تمام شہر کی سائر یعنی محصول اشیای تجارتی تہا اب باغ کی عمارت سابقہ سب گرائی گئی صرف چاہ کلان باقی رکہا گیا جسپر اب چرخ چوب جاری ہی اور احاطہ کے باغیچہ کو اُس سے پانی دیا جاتا ہے۔ اس ہسپتال کی عمارت طول مین

چارسو اڑتالیس (۴۴۸) فٹ اور عرض ساڑھے اکیاون (۵۱½) فٹ ہے اور ارتفاع دو منزلہ پینتالیس (۴۵) فٹ
پانچ اسکے مینار ہین چار چار کونون پر یہ مینار خورد ہین اور گنبدیان نہایت
خوبصورت دریچہ دار بنی ہین بڑا مینار وسط مین بہت بلند ایکسو دس (۱۱۰) فٹ
ارتفاع کا جو دور سے نظر آتا ہے اور مکان کی عزت و شان اُس سے ظاہر
ہوتی ہے گوشون کے چارون خورد مینار ستر ستر (۷۰) فٹ ارتفاع مین ہین جو
نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہین کل مکان کے متعلق دس کمرے ہین
بڑا کمرہ ہال ٹاور یعنی مینار کلان کے نیچے ہے اس جگہ کبھی کبھی ڈاکٹر صاحب
بیٹھتے ہین اور رستہ دونو طرف مکان کے آنے جانے کا اسی مین سے ہے اسکا
عرض و طول اٹھارہ (۱۸) اٹھارہ (۱۸) فٹ کا ہے دو کمرے بڑے ہین طول مین ایکسو پندرہ (۱۱۵)
فٹ اور عرض مین بائیس (۲۲) فٹ ان دونو مین مریض رہتے ہین اور اُنکی چارپائیان
بچھی رہتی ہین یہ دونو کمرے کنارون پر ہین ایک شرقی سمت اور دوسرا
غرب کو اور ایک وہ کمرہ ہے جسمین زینہ بنا ہے اور اس زینہ سے چڑھ کر اوپر
کی منزل پر جاتے ہین یہ طول مین بیس فٹ اور عرض مین بارہ فٹ ہے
اور اسی پیمایش کے دو اور کمرے ہین جہان لکچر بھی ہوتا ہے اور مریضون
کے دانت نکالی جاتی اور پہوڑے چیرے جاتے ہین اور عضو واجب القطع
کاٹے جاتے ہین ان کے سوای دو اور کمرے طول مین بیس فٹ اور عرض
مین تیرہ فٹ ہین ان دونو مین ڈاٹ لگاکر دو کمرون کا ایک کمرہ کیا ہوا
ہے اس جگہ ڈاکٹر صاحب بیٹھتے اور بیمارون کو دیکھکر اُنکو دوائی دیتے ہین
اور ایک کمرہ طول مین اٹھائیس فٹ اور عرض مین بیس فٹ ہے اسمین دوائی
کا گودام جمع ہے اور قسم قسم کی ادویات بیمارون کے لئے موجود و مہیا رہتی ہین
اور دو کمرے اور طول بیس فٹ اور عرض بارہ فٹ کے ہین اُنمین بیمارون

کی پوشاک کا گودام رکھا جاتا ہی۔ دوسری منزل کے مکانات اور کمرے سب مطابق
نیچے کی منزل کی ہین ہال کمرے کے اوپر کے کمرے اور اُسکے ساتھ کے غربی کمرے
ہین وہ لوگ قیام پذیر رہتے ہین جنکی آنکھین بنائی جاتی ہین اور اُنکی ساتھ
کے دو غربی کمرون مین طالب علم رہتے ہین اور کبھی آنکھون کے بیمار بھی رکھی
جاتے ہین ہال کمرے کی شرقی کمرون مین سے ایک وہ کمرہ ہی جسمین آنکھین
بنائی جاتی اور پتھری نکالی جاتی ہی لیکچر بھی کبھی اُس جگہ دیا جاتا ہے
اور اُسکے متصل کے دو کمرون مین دوائی کا گودام ہی مینار کلان کی تیسری
منزل مین طالب علم پڑہائے جاتے ہین اور اُنکو اوزار ڈاکٹری کے دکھلائے
جاتی ہین چوتھی منزل صرف ہوا لینے کیواسطے ہی جب انسان اسپر جاتا ہے
اسکے دریچون سے چارسمت دور دور نظر جاتی ہے اور ایک لطف نظر آتا ہے
اُسکے اوپر عالیشان گنبد ہی غرض اس مینار کی چار منزلین علاوہ گنبد کے
بنائی گئی ہین۔ گوشون کے چار خورد مینارون کی صورت نہایت مطبوع رکھی گئی ہے
اُنمین جنوبی دونو مینارون کی منزل زیرین مین بیمارون کے نہانے کے لئے
حوض بنائے گئے ہین اور نیز وہ بھٹی جسکے ذریعہ سے بواسیر وغیرہ کی مریضون کو
کوئی دوائی جلا کر دھونی دیجاتی ہی اور اوپر کی دوسری منزلون مین اسباب
پڑا رہتا ہے اور زینہ دوسری طرف اُترجانے کو بنایا گیا ہے تیسری منزل اُنکی
خالی رہتی ہے شمالی دونو مینارون کی پہلی اور دوسری منزلون مین پاخانے
ہین اور تیسری منزل خالی رہتی ہے۔ اس عالیشان مکان کے چارون طرف
دو منزلہ برانڈے شمالی اور جنوبی دہن شمار مین چالیس چالیس ہین عمارت
اُنکی قالبوتی مرغولی ہی اور تین تین دہن شرق اور غرب کی سمت ڈیوڑہی
اسکی وسط مکان کے آگے یعنی ہال کلان کے ہال کمرے کے آگے نہایت

عمدہ بنائی گئی ہی اسکا طول چھبیس فٹ اور عرض سترہ فٹ رکھا گیا ہی اسکی
چھت پر ایک جنگلہ خوبصورت بنایا گیا ہی اس ڈیوڑھی کی چھت کے نیچے صاحب
لوگوں کی نگہبان آکر کھڑی ہوتی ہین اور اسی طرح کا جنگلہ جو ڈیوڑھی کی چھت
کے اوپر ہی اوپر کی منزل کے برانڈے کے درون مین بطور کٹہرہ لگایا گیا ہی
جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہی - چھتین اس عالیشان مکان کے اوپر کی
قینچی دار ہین جسپر سلیٹین لگائی گئی ہین اور زیرین چھتین اُلٹی قینچی اور ڈواٹ
والی ہین فرش چپ کہ کا ہی - مکانات متعلقہ وشاگرد پیشہ کے مکانات ہین سے ایک
مکان باورچیخانہ ہی جسمین چار کمرے الگ الگ بنائی گئے ہین ایک کمرے مین
ہندوؤن دوسرے مین مسلمانون تیسرے مین عیسائیون و یوروپین بیمارون
کے لئے کہانا پکایا جاتا ہی باورچی و ملازمین جنکے متعلق یہ کام ہی ہندو و مسلمان
ملازم ہین چوتھی کمرے مین دوکاندار رہتا ہی جس سے اشیائی خوردنی لیجاتے
ہین - دوسرا مکان چیچک گھر ہی اُسمین چیچک بیماری کے بیمار رہتے ہین
اسمین صرف ایک کمرہ مربع بیس بیس فٹ طول و عرض کا بنا ہی اور باہر
چارسمت برانڈہ ہی - تیسرا مکان مُردے کے امتحان کے لئی بنایا گیا ہی اسمین
وہ لاشین رکھی جاتی ہین جنکا چیرنا ضرور ہوتا ہی - چوتھا مکان پاخانہ عام
ملازمین ہسپتال کے لئی بنایا گیا ہی - پانچوین مکان کھٹمل مارنے کے لئی بنا ہی
اسمین ایک آہنی حوض ہی نیچے اُسکے بطور حمام کے بھٹی ہے جب بیمارون
کی چارپائیون مین کھٹمل پیدا ہو جاتے ہین تو اس حوض مین پانی
نہایت گرم کرکے چارپائی اُسمین رکھدی جاتی ہے کھٹمل سب مر جاتے ہین
احاطہ کے اندر سوائی چاہ کلان قدیمہ جسپر چرخ چوب ہی ایک اور چھوٹا چاہ
بھی کھدوا گیا ہی جس سے پانی پینے کی لئے بھرا جاتا ہے +

مکان نیو کالج لاہور

یہ عالیشان مکان سرکار فیضمدار انگریزی کے حکم سے ۱۸۷۳ء عیسوی مین بنیا شروع ہوا اور مولف کتاب کے اہتمام و نگرانی مین پانچ برس کے عرصہ مین بنکر تیار رہوا عمارت اسکی نہایت عمدہ پختہ چونہ کی بنائی گئی ہی باہر کی عمارت اور برانڈون کی عمارت پر ڈبل اینٹ لگائی گئی ہی دو منزلہ مکان پختہ نہایت مقطع بنا ہی اوپر کے برانڈون اور ڈہنون کے ستون اور دوریان سیاہ پتہر چنیوٹی سے بنائی گئی ہین سقف زیرین یعنی نیچے کی منزل کی چہت بیم اور کڑیون سے مرتب ہوئی ہی اور منزل ثانی کی چہت قینچی دار ہے جس پر سنگ سلیٹ کی تختیان نصب ہوئی ہین یہ پتہر کوہ دلہوزی سے آتا ہے منزل ثانی کے برانڈون کے دہنون کے بیرول سنگ سرخ کے ڈالے گئے ہین جنسے خوبی و استحکام اس مکان کا دوبالا ہوگیا ہی - اس عالیشان مکان کی منزل زیرین کی تقسیم چودہ کمرون اور ایک بڑے ہال مین ہوئی ہے اور بڑے ہال کی چہت بہت اونچی دونو منزلون کے برابر رکہی گئی ہی جو نہایت خوبصورت و مطبوع نظر آتی ہی چارون طرف ہال کے دوسری منزل کی شہ نشینیں مکان کی زینت کو دوچند کرتی ہین بالائی منزل پر صرف چودہ کمرے نیچے کے کمرون کے اوپر تعمیر ہوئے ہین اور سب پر قینچی دار چہتین ہین بڑے ہال کا پچپن فٹ طول اور ۳۵ فٹ عرض ہے اور برانڈہ یعنی گیلری اسکی دس فٹ چوڑی رکہی گئی ہی اندرونی ارتفاع ہال کا مع قینچی ستر فٹ تمار کیا گیا ہی ہال کے سوائی اور جتنے کمرے ہین اُنمین سے آٹھہ کمرے توبیس فٹ طول اور بیس فٹ عرض کے ہین اور دو کمرے تیس فٹ اور اٹھارہ فٹ عرض کے اور چار کمرے بیس فٹ طول اور پندرہ فٹ

عرض کے اور ایک کمرہ مینار کلان کے نیچے اٹھارہ فٹ مربع کا ہی یعنی عرض و طول اُسکا برابر اٹھارہ اٹھارہ فٹ ہی برانڈہ بیرونی مکان جو ہر چہار سمت ہے دس فٹ چوڑا رکھا گیا ہی جو نہایت موزون ہے ٭ اس مکان کی چار ڈیوڑھیان آمد و رفت کیواسطے رکھی گئی ہین بڑی ڈیوڑھی مشرق کی سمت کو اکتیس ۳۱ فٹ طول اور سترہ فٹ عرض کی ہی اور غربی ڈیوڑھی چھبیس فٹ طول اور سترہ فٹ فٹ عرض شمالی ڈیوڑھی بارہ فٹ طول دس فٹ عرض - جنوبی ڈیوڑھی مینار کلان کے نیچے اٹھارہ فٹ طول اور اٹھارہ فٹ عرض ہی اس مکان کے اوپر جانے کے لئے چار زینے بنائے گئے ہین دو زینے تو ہال کے اندر سے اوپر کو جاتے ہین اور ایک زینہ وہ ہی جسپر مینار خود بنایا گیا ہی چوتھا زینہ بگوشہ شرق و شمال ہی ان چارون زینون سے مکان کی چھت پر آمد و رفت ہوتی ہی - کرسی اس عالیشان کالج کی زمین سے بمقدار تین فٹ کے اونچی ہی اور بمقدار تیئیس فٹ کے ارتفاع برانڈون اور کمرون کا منزل اول تک رکھا ہے دوسری منزل کی بلندی مع منڈیرون کے سوا پچیس فٹ ہی اسپر بلندی اور قینچی دار کمرون کی ساڑھی چودہ فٹ ہی اور منڈیر سے بڑے ہال کی قینچی کی بلندی ۳۳ فٹ گنی جاتی ہی - اس مکان کے دو مینار نہایت خوش قطع و پسندیدہ وضع ہین ایک تو بڑا ہی اور دوسرا چھوٹا بڑے مینار کی بنیاد کی کرسی تک پندرہ فٹ اور بلندی ایکسو چہتر فٹ مع آہنی سیخ کے ہی منزلین مینار کی چار ہین چوتھی منزل کے اوپر گنبد طولانی نہایت خوبصورت بنا ہی اور گنبد پر جست کی چادرین نصب ہین جس سے گنبد کا دو چند استحکام ہی بالائی سیخ مین چار حرف طلائی اطراف نما چارون طرف تحریر کئی گئی ہین اور اُنپر ایک طلائی پنکھا لگایا گیا ہی اسی مینار کی چہارم منزل کے اندر ایک کلاک گھنٹہ بہت بڑا

رکہا گیا ہے اور اسکے بجنے کی آواز دور دور پہنچتی ہی دوسرا مینار جو زینہ گوشہ
شمال غرب پر بنا ہی بلندی اُسکی ۱۲۸ فٹ سطح تک ہی اور تین منزلین ہین
تیسری منزل کے اوپر مخروطی طولانی گنبد بنا ہی تیسری منزل کے درجہ کے
چارون طرف چادر محرابی کہلے ہوئے ہین ہر ایک دہن کے ستون اور دوریان
سنگ سیاہ کی اور جست کی تختی گنبد کے اوپر لگی ہوئی ہین اور بالائی
سطح مین ایک دائرہ سنہری شرق و غرب بتلانے کے واسطے نصب ہے
ہال اور کمرون کی بالائی قینچیون کے اوپر زنجیرہ آہنی ایسا خوبصورت نصب
ہوا ہی جس سے مکان کی شان و شوکت دوبالا نظر آتی ہی انکے بغیر بڑے کمرون
کے تین روشندان چوبی ہشتی مخروطی شکل کے ایسے لگائے گئے ہین جس سے
تازہ ہوا بہی کمرون کے اندر جاتی ہے اور روشنی بہی ہوتی ہے
دوسری منزل کے برانڈون کے ہر ایک دہن مین جنگلہ آہنی جالیدار بطور
کنگہرہ نہایت عمدہ و خوبصورت مستحکم اڑہائی فٹ اونچا لگایا گیا ہی بلکہ بڑے
ہال کے گیلرے کے دہنون مین بہی وہی آہنی جنگلہ نصب ہی اس عالیشان
کالج کا طول شمال سے بطرف جنوب ایکسو چہیاسٹہ فٹ اور مشرق سے بسمت
مغرب دوسو چہیاسٹہ فٹ اور بنیاد تیرہ فٹ گہری رکہی گئی ہی اور استحکام
و مضبوطی سے کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا گیا یہ عمارت حکام ذوی الاحتشام
نے پسند فرمائی اور چندنون مین کہ شاہزادہ عالی تبار ولی عہد سلطنت
انگلشیہ جناب شہزادہ پرنس آف ویلز صاحب بہادر ولایت سے
ہند کی سیر کو تشریف لائے تو بوقت تشریف آوری لاہور کے اسی مکان
مین اجلاس کیا پہر جناب لارڈ لٹن صاحب بہادر گورنر جنرل نے لاہور
مین آکر اسی مین اجلاس یونیورسٹی کا کیا اور مکان کو دیکہکر خوشنودی

ظاہر کی اب جس روز سے کہ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل بہادر و ویسرائے
کشور ہند کی گورنری کے تخت پر اجلاس فرما ہین وہ بہی دو دفعہ لاہور
مین رونق افزا ہوئے اور اسی مکان مین یونیورسٹی کا جلسہ ہوا اسی مکان
مین یونیورسٹی کالج کے طلبا بہی پڑہتے ہین جسکے سرپرست و افسر جی ڈبلیو
ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر ہین اور اسی مبارک مکان مین گورنر جنرل
بہادر ویسرائے کشور ہند نے دربار حال مین یونیورسٹی لاہور کی ڈگری دی
تین لاکھہ بیس ہزار روپیہ سرکار کا اس بے مثل مکان کی تعمیر مین صرف ہوا +

مکان آرٹ سکول یعنی مدرسہ صنعت کاری

اس مدرسے کے طالب علمون کو لکڑی کے عمدہ عمدہ کام و منبت و پہول
پتے و بیل بوٹا و مصوری نقاشی وغیرہ بہت سے ہنر سکہلائے جاتے
ہین سرکار کے حکم سے اس عالیشان عمارت کا آغاز زیر نگرانی و اہتمام مولف کتاب
سنہ ۱۸۸۱ع مین ہوا اور سنہ ۱۸۸۲ع مین کام باختتام پہنچا عمارت اسکی نہایت
پختہ چونہ و ڈبل اینٹ کی بطرز پنجابی عمارت کی بنائی گئی ہے مولف کتاب نے جو
سرپرست و مہتمم اس عمارت کا تہا بہت سی کوشش و عرق ریزی اسکی
استحکام و حسن انتظام مین کی جس سے حکام عالی مقام بہی خورسند
ہو گئے طول اسکا شرقاً غرباً ایکسو چھپن فٹ اور عرض جنوباً شمالاً ۸۵ فٹ
رکہا گیا ہے اور عمارت دو منزلہ نہایت مقطع و خوش اسلوب بنائی گئی
ہے اسکا مکان کے چار کمرے اور ایک ہال یعنی کمرہ کلان ہین ایک
کمرہ بجانب شرق اور ایک بجانب غرب اور دو باقی کمرے جو اُن
دو سے عرض و طول مین کم ہین متعلق ہال کے تصور کئے جاتے ہین شرقی
کمرہ ۲۳ فٹ طول اور اٹہارہ فٹ عرض کا ہے اور اسی مقدار پر غربی

کمرہ کا عرض وطول رکہا گیا ہی اور جو دو کمرے ہال کے متعلق سمجھے جاتی ہین
چوبیس ۲۴ فٹ طول اور پندرہ ۱۵ پندرہ فٹ عرض کے ہین خاص ہال یعنی
بڑا کمرہ اٹھائیس فٹ لمبا اور چوبیس ۲۴ فٹ چوڑا ہی جو نہایت خوبصورت نظر
آتا ہی براندہ بیرونی صرف تین طرف یعنی بسمت شرق وغرب وجنوب بنایا گیا
ہے شمال کی سمت براندہ تجویز نہین ہوا یہ براندہ شرق وغرب کی طرف آٹھہ فٹ
چوڑا اور ساڑھے چوبیس ۲۴½ فٹ اونچا ہی جسمین سے تین فٹ مکان کی کرسی
کی بلندی منہا ہوکر ساڑھے اکیس ۲۱½ فٹ باقی بلندی براندے کی محسوب
ہوتی ہے اور ان شرقی غربی براندون کے صرف دو دو دہن محرابی دوری دار
رکہے گئی ہین اور صورت نہایت مقطع و دلپسند ہے جنوبی براندے کے
گیارہ دہن محرابی بنائے گئی ہین اور چوڑائی مختلف ہے یعنی شرقی وغربی
کمرون کے محاذ ہین تو یہ براندہ نو ۹ فٹ چوڑا ہی اور بڑے ہال کے محاذ
ہین دس فٹ ۔ دروازے اس عالیشان مکان کے تیرہ تجویز ہوئے ہین
ایک ایک تو بطرف شرق وغرب اور پانچ جنوب کی سمت جسمین ایک خاص
آمد ورفت کا دروازہ ہی اور دو مکانات گودام ایک بگوشہ جنوب با شرق اور
دوسرا بسمت غرب جنوب دس فٹ آٹھہ فٹ کی مقدار کے تعمیر ہوئے ہین
اُن دروازون ہین سے ایک ایک شہ کلان انکے متعلق ہی اور تمام دریچے اندرونی
وبیرونی اس مکان کے سترہ ۱۷ ہین اُن ہین سے گیارہ دریچے شمال کی
سمت اور چار دو نو گودامون ہین اور دو در غربی وشرقی کمرون ہین
براندون کے اندر رکھے ہین ۔ ہال اور کمرون کی بلندی یکسان رکہی گئی
ہے کچھہ تفاوت نہین ہی زینہ اس مکان کا بسمت غرب بنایا گیا ہے
چھبیس ۲۶ سیڑھیان چڑھ کر اوپر جاتے ہین ۔ بیرونی دیوار کی پہلی منزل

کی حدتک جو کارنس نکالی گئی ہی اُسمین نہایت خوبصورت منوتی کام ہے جس سے زینت وخوبی مکان کی دوبالا نظر آتی ہی پہلی چہت اس مکان شہتیرون وکڑیون وچوکون سے مرتب کی گئی ہی اور ہال کی چہت پر لوہے کی گاڈر یعنی آہنی شہتیر چار عدد چڑہائے گئے ہین جنسے استحکام چہت کا بدرجہ غایت ہی۔ دوسری منزل اس مکان کی نیچے کی منزل کے مطابق نہین بنی صرف مکان ہال اور اُسکے دونو متعلق کمرون کے اوپر ایک بڑا عالیشان کمرہ بنایا گیا ہی یہ کمرہ تریسٹہہ ۶۳ فٹ طول اور پچیس ۲۵ فٹ عرض اور بیس فٹ بلند ہی اور جنوب کی سمت برانڈہ مطابق برانڈہ زیرین بنا ہی اس بڑے کمرے کی چہت قینچی دار ہی جو شمار مین بارہ قینچیان ہین سقف کے اوپر سنگ سلیٹ کی تختیان نصب ہین چہت کے مہرہ کے نیچے منوت کا کام ایسا خوبصورت کیا گیا ہی جسکو دیکہکر صاحب نظر لوگ خوش ہو جاتے ہین قینچیون کے نیچے جو کمانچے ہین اُنکے ساتہہ چونہ کے پہولون کے گچھے نہایت خوبصورت بنائے گئے ہین اس بڑے کمرے کے پانچ درکلان تو بسمت شمال ہین اور تین دروازے بسمت جنوب برانڈے کی اندر اور شرق وغرب کی سمت ایک ایک دروازہ ہی برانڈہ بالائی کے پانچ در محرابی ہین۔ بالائی ہال یعنی کمرہ کلان کے چار گوشون پر چار مینار مقطع خوبصورت ہشت پہلو پختہ نہایت عمدہ تعمیر ہوئے ہین ایک ایک مینار پر ایک ایک گنبد اور اُسمین آٹہہ آٹہہ در محرابی کہلے ہوئے فرحت بخش چشم اہل نظارہ ہین یہ مینار ہال کی چہت سے برجی کے کلس تک بیس فٹ طول اور سوا چہہ چہہ فٹ موٹا ہی اُنکے علاوہ آتشدانون کی برجیان بہی مقطع وخوش وضع بنائی گئی ہین جنوبی دونو میناروں کے اندر سے دو زینے

دور وار اوپر کی منزل کے برانڈے کی سقف تک جاکر ختم ہو جاتے ہین۔
انکے سوائے اور کوئی زینہ نہین ہی۔ اس مکان کی تیاری اور مکانات
شاگرد پیشہ کی تعمیر کے لئے سرکار نے بیالیس ہزار روپیہ منظور فرمایا تہا
جسمین سے اڑتیس ہزار روپیہ تو خاص سکول کی تعمیر پر صرف ہوا
اور چار ہزار روپیہ شاگرد پیشے کے مکانات کی تعمیر پر خرچ کیا گیا جنوری
سنہ ۱۸۶۴ء مین جو جلسہ نمایش عجائبات صنعت کاری پنجاب نہایت
آب و تاب سے زیر نگرانی مسٹر کپلنگ صاحب بہادر پرنسپل مدرسہ صنعت کاری
ہوا تو اسی مبارک مکان مین ہوا اور ایک جدید عمارت چند روز کیواسطے
صرف اسباب کے پہیلانے اور اسکی نمایش کے لئے بنائی گئی تہی اور بارہ دری
باغ نواب وزیر خان ... سکول ... وہ عمارت بنا کر دونو عمارات کو ایک
کر دیا گیا تہا اور نواب لفٹنٹ گورنر و غیرہ حکام والامقام و روساے عالیشان
نے اُس جلسہ مین تشریف لاکر دربار کے جلسے کو رونق دی ایکماہ تک
عجائب گاہ کہلا رہا سب اسباب بدستور رکہا رہا جو شخص کوئی اسباب
خرید کرتا اُسکے نام کا ٹکٹ اُسپر لگا دیا جاتا اور کہہ دیا جاتا کہ بعد ایکماہ کے
یہ چیز تمہارے پاس پہنچا کر قیمت منگوالی جائیگی اشیاے عجیبہ کے پیش کرنیوالون
کو انعام بہی ملے جب جلسہ ختم ہو چکا اور ایک ماہ منقضی ہو گیا تو وہ عارضی
مکان گرا دیا گیا جو اس سکول اور بارہ دری کے درمیان تعمیر ہوا تہا +

کوٹہی تار گہر

یہ وہ مکان ہے جس سے تار برقی جاری ہوتی ہی اور ہزارون کوس کے
فاصلہ سے پیغام آتے جاتے ہین پہلے یہ کارخانہ ایک عارضی کوٹہی مین
تہا اور مستقل مکان بنانے کی تجویز درپیش تہی آخر کار گورنمنٹ سے اسکی

منظوری ہوئی اور ہال صاحب سابق ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی کوٹھی
کے غرب کے اُس قدیمیہ چاہ کی زمین پر جو سابق بعہد سکھی الاچی گُشان
کا چاہ کہلاتا تہا اور موضع مزنگ کے زمیندار معاوضہ اُسکا سرکار سے
لے چکے تہے یہ عالیشان مکان بننا شروع ہوا اور حکام اعلے محکمہ تعمیر سے
مولف کتاب کے نام جو عہدۂ ایگزکٹو انجینیر تعمیرات لاہور ڈویزن رکہتا تہا
اسکی تعمیر کا حکم صادر ہوا اور ۱۸۶۸ء مین اسکی عمارت کا آغاز ہوا +

اس مکان کی تمام عمارت پختہ چونہ کی بنائی گئی اور اینٹ ڈبل یعنی بڑی
اینٹ لگائی گئی ہے طول اسکا ایکسو پچیس ۱۲۵ فٹ چھہ انچ اور عرض اڑتالیس ۴۸ فٹ
چھہ انچ ہے مکان صرف ایک منزلہ ہے دوسری منزل اسپر نہین بنائی گئی
تیرہ کمرے اور ایک بڑا کمرہ یعنی ہال اور دو غسلخانے اور ایک ڈیوڑہی
ہے انمین سے چار کمرے تو اٹھارہ فٹ مربع ہین اور چار کمرے اٹھارہ فٹ
چھہ انچ طول اور دس فٹ عرض اور دو کمرے اکیس فٹ طول اور
دس فٹ عرض اور ایک کمرہ اکیس فٹ طول اور بارہ فٹ عرض
اور دو کمرے اُنتیس فٹ طول اور دس فٹ عرض اور بڑا ہال پچاس
فٹ طول اور بیس فٹ عرض اور دو غسلخانے دس دس فٹ مربع ہین اور
ڈیوڑہی بگوشہ جنوب مغرب بڑہا کر تعمیر ہوئی ہے برانڈہ بیرونی بسمت
مغرب دس فٹ چوڑا رکہا گیا ہے آٹھہ دروازے اور چار کہڑکیان بسمت
شرق پانچ در بطرف غرب اور تین تین کہڑکیان بجانب جنوب و شمال مین
اندرونی ہال کے چار دروازے اور باقی کمرون مین دو دو دروازے
رکہے گئے ہین کرسی اسکی زمین سے ساڑہے چار فٹ اونچی اور بنیادین
گہری مستحکم اور کل ارتفاع برانڈے تک مع کرسی اکیس فٹ شمار مین آتا ہے

اور ہال کی ... چپ و راست جو دو دو کمرے ہین اُنکا ارتفاع معہ کُرسی ستائیس فٹ اور معہ ارتفاع مقام ہال کے ۳۳ فٹ گناجاتا ہے چہت اس مکان کی مختلف اقسام کی ہی یعنی نو کمرے اور دو غسلخانون کی چہت شہتیر کڑی کی اور چار کمرون اور ایک ہال کی چہت قینچی دار ہے جسکے نیچے تو تختی چوبی جڑی ہوئی ہین اور اوپر دو ہرے آلہ آبادی کہپریل نصب ہین قینچی کی اونچائی علاوہ عمارت کے پانچ فٹ ہی بڑی ہال مین تین آتشدان اور چار کمرون مین جو ہال کے چپ و راست ہین ایک ایک آتشدان بنایا گیا ہی فرش بڑے ہال کا سرخ پتہر کا اور باقی کمرون مین پختہ چوکون کا اور برانڈون مین شش پہلو گلے گردون کا مرتب ہوا ہی بیرونی برانڈہ کے بارہ در محرابی اور ڈیوڑہی کے تین در چہوٹے محرابی اور دو در کلان ہین جنمین سے بگی بآسانی نکل جاتی ہی ڈیوڑہی سقف ہیم کڑی کی ہی اور اُنپر پختہ چوکے ڈالے گئے ہین - یہ عالیشان منقطع و مطبوع مکان نہایت غور و محنت و جانفشانی سے بنوایا گیا ہے مصالح عمدہ اول درجہ کا لگایا گیا جسکو دیکہکر حکام نہایت خوش ہوئے بہت بڑا احاطہ اس مکان کے متعلق ہے اور چار دیواری پختہ بنائی گئی ہے دو ہرے پہاٹک ہین شاگرد پیشے کے مکانات بہی بہت تعمیر ہوئے جنکی مفصل تحریر کی ضرورت نہین تیس ہزار روپیہ خاص لاگت اس مکان کی ہوئی اور پندرہ ہزار روپیہ چار دیواری و مکانات شاگرد پیشہ وغیرہ پر صرف ہوئے اور پینتالیس ۴۵ ہزار روپیہ کُل مصارف مکان و متعلقات مکان شمار مین آیا +

چہاونی میانمیر کا گرجا

یہ عالیشان ولائتی مکان نہایت عمدہ و مستحکم عمارت کا چھاؤنی میانمیر
مین سنہ ۱۸۵۰ع و سنہ ۱۸۵۶ یعنی قریباً چھہ سال کے عرصہ مین تعمیر ہوا کپتان
جی این تھارپ صاحب بہادر مرحوم انجنیر بنگال کی تجویز و اہتمام سے
پرانی و قدیمہ عمارت کی قطع و وضع پر بنایا گیا تعمیر اسکی تمام و کمال
پختہ اینٹ اور چونہ سے ہوئی صورت اسکی مستطیل شرقاً غرباً رکھی گئی
ہے جو طول مین ایکسو ستر فٹ اور عرض مین جنوباً شمالاً ایکسو دس فٹ
ہے بیرونی سب عمارت پر بہت عمدہ اول درجہ کا سفید پلستر ہے جسمین
کسیقدر سرخی بھی ملائی گئی ہے تاکہ ہلکا سا سرخ رنگ پیازی معلوم ہو
اور پلستر مین پتھرون کے جوڑون کی طرح خط کھینچے گئے ہین اور ٹکڑے
ٹکڑے علیحدہ علیحدہ دکھلائے گئے ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس
عمارت پر سنگ سفید کے تختے نصب ہین سب پلستر نہایت محنت
سے گھوٹا گیا ہی کہ دور سے پتھر ہی معلوم دیتا ہے نزدیک جاکر اگر کوئی
غور سے دیکھے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ پلستر چونہ کا ہے برانڈہ کی عمارت
نہایت خوبصورت بسمت جنوب و شمال گرجا کے بنی ہے پانچ پانچ
در ہین دونو برانڈون کے محرابی مرغولی ہین اور برانڈے اندرونی
گرجا کی بلندی کے نصف حصہ تک بلند رکھی ہین برانڈون سے
علاوہ جسقدر شرقی حصہ گرجا کا ہے اسمین برانڈہ نہین بنایا گیا
بلکہ برانڈہ کی زمین بھی ملاکر سہ گوشہ منقطع مکان باہر سے دو منزلہ
دکھلایا گیا ہے برانڈون کا فرش گلابی رنگ پتھر کا ہی ہر ایک ٹکڑا
پتھر کا مربع ہی اور قطری حالت مین لگایا گیا ہی ہلکے رنگ اور شوخ رنگ
کے پتھر ایک بعد دوسرے کی نہایت غور سے لگائے گئے ہین جو دیکھنے مین

خوبصورت معلوم ہوتے ہین برانڈے سے بڑہ کر جو گرجا کی اونچی دیوار ہے
اُسمین مستطیل کہڑکیان روشندان جنوب اور شمال کی سمت کی دس دس
رکہی گئی ہین جنمین منقش و رنگین آئینے نصب ہین جنوب اور شمال کی
سمت پانچ پانچ دروازے گرجا کے برانڈون کے وہنون کے مقابل رکہے
گئے ہین اور شرقی حصے مکان ہین تین دروازے یعنی گوشہ جنوب شرق
وجنوب غرب و شرق کی سمت ہین شرقی دروازے کے اوپر پتھر کی
صلیب نصب ہی ان دروازون کے اوپر تیرہ عدد روشندان یعنی
کہڑکیان آئینہ دار بنائے ہین اور اس حصہ کے ہر ایک گوشہ پر خورد
مینار برجی دار ہین اور اُنپر صلیبین پتہر کی - پرنالے برانڈے کے
جنسے بارش کا پانی اُترتا ہے سب سنگ سرخ کے ہین اُنہین کسی قدر
پرنالے اژدہائی چہرہ کے اور باقی سادہ ہین - چہت گرجا کی قینچی دار ہے
جسپر سنگ سلیٹ کی تختیان نہایت مضبوطی سے چسپان ہین -
بڑا دروازہ گرجا کا غرب کی سمت نہایت مقطع و خوشنما رکہا ہی اور ڈیوڑہی
برانڈہ کی ایک دہن کی مقدار کے برابر بڑہا کر بنی ہے اور اُسی کے اوپر
بلند مینار بقدر ایکسو پینتیس ۱۳۵ فٹ کے اونچا ہی اس ڈیوڑہی کا ایک ایک
دہن بجانب جنوب و شمال کہلا ہے مینار کی تین منزلین تو مربع وکہلائی
گئی ہین اور ہر ایک سمت اُنمین تین تین کہڑکیان روشندان مستطیل
آئینہ دار ہین اُسکے اوپر ایک منزل مین گہنٹہ رکہا گیا ہی اور باہر مینار
کی دیوار کے غرب کی سمت اسکی سویان دکہلادی گئی ہین جس سے ہر کوئی
وقت معلوم کر لیتا ہے اُسکے اوپر کی منزل کے اوپر کلس ہی اور کلس پر
گلدار صلیب بنی ہی یہ بلند مینار چہاونی کے جانے والون کو جو شہر سے

جاتے یا اور سمت سے آتے ہین دور سے دکھائی دیتا ہی اور تمام چھاونی مین یہی ایک مینار ہے جو چھاونی کی شان دور سے بتلاتا ہی + اندر سے یہ عالیشان مکان ایک منزلہ رکھا گیا ہی جسپر چھت قینچی وار نہایت خوبصورت نظر آتی ہے چھت کی ہر ایک قینچی بیالیس فٹ کی وائی کی اندر چوبدار لکڑی رنگین و مجلا رکھی گئی ہی مع ڈہلی ہوئی ٹائی رود یعنی کھینچنے والی سیخ کی جس سے کمال استحکام چھت کا ہی پر لینون پر اُسی لکڑی کے تختے رکھے گئے ہین اور اُنپر سلیٹین جڑی ہین غزلی دروازے سے جب داخل ہون تو پہلا کمرہ آتا ہی یا ایک حصہ مکان کا یہہ حصہ نہایت عالیشان بنایا گیا ہی اسکے غرب کی سمت دروازہ اور دروازہ کے چپ و رست دو محرابی طاقچے سنگ مرمر کے نہایت مکلف و خوشنما ہین اور شرق کی سمت پانچ وہن مرغولی جنکے ستون و مرغول نہایت مقطع سنگ مرمر کے ایسی خوبی کے ساتھہ بنائے ہین جنکے دیکھنے سے انسان کی طبیعت مین فرحت آجاتی ہے یہ کمرہ دو منزلہ ہے مرغولون کے اوپر چوبی تختون رنگین سے ڈہکی ہوئی چھت ہی اور اوپر کی منزل بالائی سقف کی قینچی تک - دوسرا حصہ گرجا کا مستطیل اور فراخ رکھا گیا ہے جسکو حرم کہتے ہین اور دونو اطراف جنوباً و شمالاً نماز گاہ کے حصہ کی قریب اُسکو بڑھاکر وسعت دی گئی ہی جسسے اُسکی خوبصورتی دو چندان نظر آتی ہی اندرونی دیوارون کا پلستر ایسا مجلا ہے جس سے انسان کا چہرہ دکھلائی دیتا ہی یہ سفیدی شہر لاہور کے باہر کی پرانی عمارت کے سنگ مرمر کے ٹکڑون کو پیس کر کی گئی ہی ایسی خوبی سے کہ اصل سنگ مرمر کی چمک اور اُسکی چمک مین تمیز مشکل ہے پھر اُسپر خط اس انداز سے کھینچے گئے ہین کہ سنگ مرمر کے تختے دیوارون پر نصب ہوئے ہوئے معلوم دیتے ہین جنوبی و شمالی

بڑے ہوئے حصص کی شرقی دیوار میں قد آدم بلند دو طاقچے سنگ مرمر
کے نہایت مجلا و شفاف ہیں شمالی طاقچے میں تو زنانہ تصویر سنگ مرمر
کی بنی ہوئی جسکی خوبی و خوش اسلوبی حد و اندازہ سے افزون ہے
جنوبی طاقچہ میں صرف پتھر کی صلیب بنی ہوئی ہی اور انگریزی مین کچھہ
لکھا ہی - تیسرا درجہ دو سیڑھیون کی مقدار بلند رکھا گیا ہے جسکو نماز گاہ
قربان گاہ و عیسا مسیح کی گدی کا مکان لوگ کہتے ہین دونو سیڑھیان
مجلا سنگ مرمر کی ہین اور کمرے کی عمارت نہایت مکلف ہی اسکی شرقی
دیوار اور دونو گوشون شرقی جنوب و شرق شمال مین نو سنفیل محرابی
طاقچے بنے ہین پانچ تو شرقی دیوار مین پس پشت زیارتگاہ پتھر سے
بنے ہین اور زربن کام ہے اور بیل بوٹے نہایت مطبوع اور دو دو دونو
گوشون مین جو سادہ رنگ سے رنگین ہین زیارتگا کا علیحدہ حصہ
اس کمرے کے وسط مین تین درجہ کا بنا ہی اور اُسپر کٹہرا اور گرد گرد
چوبی جنگلہ ہی + اس گرجا کا اندرونی فرش سنگ مرمر و سنگ سیاہ
کا ہی جلا اس صفائی کے ساتھہ ہوئی ہے کہ انسان کے چلنے مین پاؤن
پہسلنے مین فرش مین ہر ایک ٹکڑا پتھر کا صورت گلاب کے پھول
کی بنایا گیا ہی جسکے آٹھہ آٹھہ پتے دکھلائے گئے ہین اور وہ ٹکڑے سفید
اور سیاہ نہایت خوبی کے ساتھہ باہم ایک بعد دوسرے کے نصب ہین
حاشیہ فرش کا بھی عجیب و غریب طرح سے اُنہین پتھرون کا لگایا گیا ہے
مکان کی سب کھڑکیان منقش آئینون کی چمک دمک سے ایسی نظر آتی
ہین کہ نظر نہین ٹھہرتی قربان گاہ کے اندر پیچھے کا پیالہ سنگ مرمر
کا بنا ہی اور عیسیٰ مسیح کی دعا اور دس احکام منقد مین حروف انگریزی

ہین مرمر کی سلون پر پادریون کی نماز گاہ کے پیچھے کہڑے ہین سیاہ
اور سرخ رنگ اُنمین بہرا گیا ہے میز اور ممبر کا کپڑا سرخ رنگ کا ہے
اور میز پر زرین کام ہے اور بہی میزین اور سامان لکڑی کا بڑے
کمرے مین پادریون کے پڑہنے کے لئے مہیا ہی روشنی کے لئے برنجی لمپ
دیوارگیر جو دیوارون کے ساتہہ چارون طرف اور ایک سے ایک
قیمتی ہی بیشمار ہین + پیالہ کے اوپر سفید پیتل کا دائرہ بنا ہی چہہ عدد جہاڑ
نہایت قیمتی اور بڑے بڑے چہت کے ساتہہ لٹکائے گئے ہین بڑے کمرے
مین بہت سی بنچین جو بڑی قیمتی رنگین ایک کے پیچہے ایک رکہی ہین ہر ایک
مین نو نو آدمی کی نشست الگ الگ ہی اطراف کے حصص مین بہی بنچین
رکہی ہین غرض کہ آٹہہ سو آدمی تخمیناً ان بنچون پر بیٹہہ سکتا ہی ہر ایک
اتوار کے روز اس گرجا مین نماز ہوتی ہی اور جہری چہاونی کے انگریز
عیسائی عبادت کے لئے حاضر ہوتے ہین اکثر پادری مع بڑے پادری
کے یہان آکر دعا پڑہتے ہین - مرمت اسکی ہمیشہ جاری رہتی ہی اور طرح
طرح کا سامان آتا رہتا ہی چنانچہ ایک بہت بڑا باجا جو گرجا کے اندر رکہا ہے
لائق دید ہی - اس مکان کی تعمیر پر نوے ۹۰ ہزار روپیہ صرف ہوا جسمین سے
تینتالیس ۴۳ ہزار روپیہ سرکار نے دیا اور باقیماندہ چندے سے جمع ہوا
اس مکان کے اندرونی بڑے کمرے کی طوالت ایکسو دس فٹ اور
اکتالیس ۴۱ فٹ عرض مع اطراف کے بڑہاؤ کے ہی اور یہ گرجا سینٹ
میری میگلینز کا کہلاتا ہے

گورنمنٹ ہوس یعنی کوٹہی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر

اس موقع پر جہان یہ کوٹہی واقع ہی شاہجہانی عہد مین مقبرہ سید بدالدین

گیلانی کا تعمیر ہوا یہ شخص ایک بزرگ خدا پرست عابد زاہد تہا اور
اس موقع سے بجانب غرب اس نے ایک محلہ آباد کیا ہوا تہا اور ایک
عالیشان مسجد تعمیر کی ہوئی تہی جسکی ویرانی و بربادی کا حال پہلے حصہ
کتاب ہذا مین تحریر ہو چکا ہے یہ بزرگ ۱۰۶۳ھ ہجری مین فوت ہوکر
اس جگہ دفنایا گیا اور اُسکی قبر پر اُسکی اولاد نے ایک عالیشان گنبد
بنایا جب بیرونی شہر لاہور کی آبادیان سکہون نے لوٹ کر برباد کردین
تو یہ جگہ بہی ویران ہو گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت شہر کے پہلوانون
نے اس گنبد کے متصل کُشتی لڑنے کا اکہاڑہ بنایا اور یہ گنبد کُشتی والہ
گنبد مشہور ہو گیا اخیر عہد مہاراجہ رنجیت سنگہ مین جب جمعدار خوشحال سنگہ
کے ماتحت فوج کی چہاؤنی اسکے پاس کے میدان مین مقرر ہوئی تو جمعدار
نے اس گنبد کی قبر کو گرا دیا اور اسکے گرد ہشت پہلو خاص مقبرہ کی قطع
کوٹہی بنوالی کبہی تو خود اسمین قیام رکہتا اور کبہی افسران فوج سکونت
رکہتے مختصر باغیچہ بہی جمعدار کے حکم سے یہان لگایا گیا - یہ مقبرہ خشتی
عمارت کا تہا پتہر اسپر لگایا نہین گیا تہا ورنہ مہاراجہ اسکو پتہر کی
طمع سے ضرور گروا دیتا خشتی عمارت بہی گرنے والی نہ تہی ورنہ کشمیریان
خشت فروش گرا لیتے + آخر جب سکہی سلطنت پنجاب سے جاتی رہی
اور ملک پنجاب زیر سایہ ابد پایہ سرکار انگریزی آگیا تو پہلے پہل
مسٹر بورنگ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اس کوٹہی مین قیام پذیر ہوئے پہر میجر
میگریگر صاحب ڈپٹی کمشنر پہر منٹ گمری صاحب کمشنر جو آخر کار
لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کے ہوئے منٹ گمری صاحب بہادر نے یہ
تجویز کی کہ یہ کوٹہی سرکار مین لے لی جائے اور راجہ تیج سنگہ

قابض جائداد جمعدار خوشحال سنگہ متوفی کو پایا تو اسکی قیمت دی جائے
یا مکان کی عوض کوئی سرکاری مکان مبادلہ کر لیا جائے چونکہ اس عہد مین
راجہ تیج سنگہ کی جاگیر مین سیالکوٹ کا علاقہ تہا اس نے سرکار سے
حویلی ویران حاکم رائے کی جو سرکاری ملکیت تہی اور سکہون کے آخری
مفسدہ مین ضبط ہوئی تہی بعوض اس کوٹہی کے سرکار سے طلب کی
چنانچہ دی گئی اور یہ کوٹہی سرکاری ملکیت اور جائے قیام لفٹنٹ گورنر
بہادر و گورنمنٹ ہوس قرار پائی اُس روز سے اسکی تعمیر کی ایزادی
مین ہمیشہ کوشش ہوتی رہی ہزارون روپیہ ہر سال خرچ ہوتے رہے
جمعدار خوشحال سنگہ کے عہد کی عمارت کا اب نام و نشان باقی نہین رہا
موجودہ عمارت سب سرکاری ہی البتہ پُرانا مقبرہ کوٹہی کی منزل زیرین
مین بدستور ہے۔ یہ عالیشان و بےمثل کوٹہی ہشت پہلو ہی جسطرح پر کہ
پُرانے مقبرہ کا بیرونی وسیع چبوترہ بنا تہا اور جس قطع وضع پر جمعدار
خوشحال سنگہ کی عمارت تہی آٹہون پہلوؤن مین سے نصف زمین زیر آمد
کوٹہی کی دو منزلہ ہی اور تین پہلوؤن کی مقدار یعنی نصف سے کچہہ کم
ایک منزلہ کیونکہ زمین اسکی غربی پست اور مشرقی اونچی ہی نصف دو منزلے نیچے
منزل مین مکانات بنے ہین جنمین اسباب گودام وغیرہ رکہا رہتا ہی اور
نیز حصہ اس گنبد کا جسکا دروازہ آمد و رفت مسدود ہی بالائی منزل یعنی
صحن کوٹہی کی عمارت کے وسط مین ساڑہی تیس فٹ لمبا چوڑا اندر سے
بصورت مربع باہر سے ہشتی شکل پر ہی یہ ہال ۳۳ فٹ اونچا سوائے منزل
زیرین جو اسکے نیچے ہی منڈیر تک ہی اور چہت تک ۲۸ فٹ اور اگر منزل زیرین
کا ارتفاع بہی شامل کر لیا جائے تو ۲۷ فٹ ارتفاع سطح زمین سے منڈیر تک

شمار ہوتا ہی ہال کے ہر ایک بیرونی پہلو پر ایک ایک کمرہ بنایا گیا ہی شرقی
کمرہ ۲۳ فٹ لمبا اور ۲۰ فٹ چوڑا مع اُس راستہ کے ہی جو اُسمین سے بجانب
شرق چھہ فٹ چوڑا نکالا گیا ہی غربی کمرہ بقدر ۳۵ فٹ کے لمبا اور ۲۰ فٹ
چوڑا رکھا گیا ہی اور اسی کے ملحق بجانب غرب ۲۰ فٹ لمبی ایک ڈاٹ دیگر
دوسرا کمرہ بقدر ۳۵ فٹ کے لمبا اور ۱۳ فٹ چوڑا بنا ہی اور اسی کمرے کو
تین دروازے گول کمرے مین جو ڈیوڑھی کے ملحق ہی رکھے گئے ہین اور
وہ گول کمرہ یعنی مقام نشست مردم اہل ملاقات ۳۳ فٹ لمبا اور ۲۴ فٹ
اندر کا ہی اس کمرہ کے ملحق گول برانڈہ دس فٹ چوڑا بنا ہی جسمین
لکڑی کی سیڑہی نہایت عمدہ و مکلف بنی ہوئی ہی اس پوڑی کے ذریعہ سے
انسان اندر کوٹھی کے جاتا ہے اُس سے بجانب غرب عالیشان ڈیوڑھی ۴۷ فٹ
لمبی ۱۸ فٹ چوڑی ہے اس ڈیوڑھی کے دوہرے پیل پائے بنا کر ایک راستہ
بجانب جنوب و شمال رکھا گیا ہے جس سے بگھیان آتی جاتی ہین غرب کے سمت
بھی تین دہن ہین چھت ڈیوڑھی کی ہیم کڑی کی تختہ پوش ہے یہہ ذکر
اوس عمارت کا جو بڑے ہال سے غرب کے سمت ہے تحریر ہو چکا جو کمرہ
ہال سے بجانب جنوب واقع ہے وہ طول مین ۳۰ فٹ عرض مین ۲۰ فٹ
ہی مع اُس راستہ کے ہے جو بقدر چھہ فٹ کے چوڑا جنوب کی سمت نکالا گیا
شمالی کمرہ طول مین ۲۳ فٹ اور عرض مین ۲۰ فٹ رکھا گیا ہی - ان
کمرون کے علاوہ ہال کے چارون گوشون پر چار کمرے مثلثی شکل کے
ہین جو نہایت مطبوع و خوبصورت نظر آتے ہین - ان تمام کمرون کا ارتفاع
۲۳ فٹ کرسی سے چھت تک اور منڈیر تک ۷ ۲۰ فٹ شمار ہوتا ہے
سوا ان کمرون مذکورۂ بالا کے اور چھوٹے چھوٹے کمرے جو کمرہ ہای مذکورہ کے

ملحق ہر ایک پہلو پر بنے ہوئی ہین شمار مین بائیس ۲۲ ہین اُنمین سے آٹھہ
تو غلسخانے ہین اور باقیماندہ کوئی دفتر اور کوئی سونے اور کوئی گودام
کے لئے مختص ہین ہر ایک پہلو مین چھہ دروازے تو بڑے آٹھہ آٹھہ فٹ
کے چوڑے اور پندرہ دروازے چار فٹ کے اور بعض تین فٹ کے
ہین چھہ کھڑکیان دو بخارچے لکڑی کے بسمت شمال اور ایک بخارچہ
بگوشہ شمال غرب اور ایک بسمت جنوب نہایت خوبصورت بنا ہی۔
ہال کے پاس کے سب کمرون کی چھتین باہم ارتفاع مین برابر ہین
اور انکے ساتھہ کے چھوٹے کمرون اور برانڈون کی چھتین بھی ارتفاع
مین آپس مین برابر ہین مگر ہال کے ملحقہ کمرون سے نیچی ہین۔ برانڈہ
اس عالیشان کوٹھی کا نہایت خوبصورت نوکدار ڈاٹون کا بنایا گیا
ہے جنکے اوپر بہادری اور گہرے پہول بنے ہین برانڈہ ۱۰ فٹ چوڑا اور ۱۲
فٹ اونچا چھت تک ہی برانڈہ کے وہن اکثر کھلے اور بعض بعض بند کرکے
غلسخانے وغیرہ بنا لئے ہین اندرونی ہر ایک کمرے مین مکلف آتشدان
بنے ہوئی ہین اور ہر ایک کمرہ ہزار ہا روپے کے سامان شاہانہ سے
آراستہ کیا گیا ہی چھت تمام مکان کی تختہ پوش بیم کڑیا کی ہی۔ کوٹھی خاص
کے باہر مکلف و عالیشان باغ بہت وسیع بنا ہی جسمین طرح طرح کے
درخت مثمر و غیر مثمر بیشمار لگے ہین اور بڑھیا گملون سے زینت باغ کی
بڑھائی گئی ہی اور یہ تمام باغ ایک وسیع و پختہ احاطہ مین محیط ہی اور اُس
چار دیواری کے اندر مفصلۂ ذیل مکانات ہین اول حوض جو کوٹھی کے باہر
بجانب شرق پختہ ساٹھہ فٹ طول اور تیس فٹ عرض اور تیو فٹ
عمیق زینہ دار بنا ہی اور نہر کے پانی سے بہرا رہتا ہے۔ دوم گھوڑون کا

اصطبل - سیوم مکان گودام - چہارم شتر خانہ - پنجم فیلخانہ اور آٹھہ نو پختہ مکان نوکرون کے رہنے کے لئے بنے ہین چار پہاٹک چاردیواری ہین ہر سمت جاری ہین شمالی پہاٹک کے دونو طرف سپاہیان گارد کے رہنے کے مکان بنے ہین اور کئی پاخانے احاطہ کے متعلق ہین اس مکان کی مرمت سالانہ و جدید تعمیر و اہتمام و نگرانی سب مؤلف کتاب کے متعلق ہی +

منٹگمری ہال ولارنس ہال

یہ عالیشان عمارت دو حکام عالی مقام ایک رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب کی یادگار ہین جو مدت مدید پنجاب کے حاکم رہے اور کمشنری کے عہدے سے لفٹنٹ گورنر ہوئے اور رعایا کو اپنے حسن اخلاق و انصاف سے خوش رکھا - دوم کرنیل لارنس صاحب بہادر کی یادگار جو مفسدہ دہلی کے وقت لفٹنٹ گورنر و اعلا حاکم پنجاب کے تھے اور ان کی کمال عرق ریزی و جانفشانی سے پنجاب کا انتظام قائم رہا اور فوج کثیر نوکر رکھکر دہلی کو روانہ کرتے رہے جسکے صلہ اور خدمات لایقہ کی عوض مین انہون نے گورنر جنرل و ویسرائے ہند کا عہدہ پایا بنائی گئی ہے - ان دونو مکانون کی تعمیر مین امرائے پنجاب و حکام نے نہایت رضامندی سے چندہ دیا اور وہ روپیہ خرچ ہوکر یہ دونو عالیشان مکان تعمیر ہوئے چونکہ یہ دونو مکان پاس پاس تھے دونو مین ایک مستطیل کمرہ تعمیر ہوکر دونو کو ایک کر دیا گیا + منٹگمری ہال مین ایک بڑا کمرہ جسکو ہال کہتے ہین ایک منزلہ طول مین ایکسو چہہ فٹ اور عرض مین چہیالیس فٹ ارتفاع مین سقفی قینچی کے ابتدائی آغاز تک اڑتیس فٹ اور قینچی کی اخیر انتہا تک ترپن فٹ اور بالائی منڈیر تک باسٹھ فٹ ہی

اس حال کے چارون گوشون پر دو منزلہ چار کمرے مربع عرض طول مین اٹھارہ اٹھارہ فٹ پہلی منزل انکی چہت تک ۱۶ فٹ اور دوسری منزل ۱۲ فٹ منڈیر تک ۳۴ فٹ شمار ہوتی ہی ہال کے چارون طرف گیلری دو منزلہ انہین کمرون کے مطابق ہے اس عالیشان مکان مین بنبر۲ ستون مقطع وخوبصورت بنائی گئے ہین اور ستونون پر خوبصورت ڈاٹین دیکر ابتدائی گولہ جو قینچی کے نیچے ہی بنایا گیا ہی ہر ایک ستون تیس تیس فٹ بلند ہی اور گولہ پر نہایت عمدہ ماہی پشت کام ہی جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہی قینچی کی تمام گولائش کے نیچے پندرہ پندرہ فٹ کے فاصلہ پر گولہ دیا گیا ہی اور راسی مین ایسے موقع پر جہان مربع صورت گولے کے اندر پیدا ہوئی ہی بعض جگہ کہڑکیان اور بعض جگہ دلی بنائی گئے ہین کہڑکیان کل تعداد مین بیس چہہ چہہ فٹ گولائش مین ہین چہت بڑے ہال کی قینچی دار ہی اور لوہے کی چادر اُسپر لگائی گئی ہی اور بالائی منڈیر کے نیچے نہایت خوبصورت کارنس اڑہائی فٹ دیوار سے بڑہا کر بنائی گئی ہین - ڈیوڑہی اسکی جنوب کی سمت ۳۵ فٹ طول اور ۱۳ فٹ عرض ارتفاع مین بڑے ہال کی گیلری کی چہت تک ہی ایک ایک دہن شرق وغرب کو رکہا گیا ہی جس سے بگیان آجا سکتی ہین اور تین جنوب کی سمت مین جنوب کی سمت بالائی منڈیر کی اونچائی پر سرخ پتھر کی سل نصب ہے جسمین بخط انگریزی لفظ منٹ گمری ہال کندہ ہی اور دو سلین مستطیل سنگ مرمر کی ہال کے اندر ایک دوسری کے مقابل نصب ہین ایک مین بخط انگریزی اُن لوگون کے نام کندہ ہین جنہون نے اس مکان کی تعمیر مین چندہ دیا اور دوسری مین بخط فارسی

یعنی لارنس حال سنہ ۱۸۶۲ء مین بنکر ختم ہوا اور منٹ گمری ہال سنہ ۱۸۶۶ء
مین بنکر تیار ہوا چونکہ منٹ گمری ہال کی چہت اول مسٹر گارڈن صاحب
انجنیر نے لالہ میلا رام کی ٹہیکہ داری مین قالبوتی خشتی بنوائی تہی وہ
ناقص رہگئی اور چہت مین دراڑ آگئی اسلئے سرکار سے مولف کتاب
اُسکی درستی پر مامور ہوا اور پہلی چہت اُتار کر مولف نے نمونہ حال کی
چہت سنہ ۱۸۷۵ء کے اخیر مین بنا کر تیار کردی جسکو دیکھکر حکام نے پسند
فرمایا اب بہی یہ مکان زیر نگرانی مولف کے ہی اور سالانہ ضروری مرمت
اسکی معرفت میونسپل کمیٹی لاہور کے ہوتی ہے +

مکان عجائب گاہ لاہور

یہ عالیشان مقطع و مطبوع مکان بازار انارکلی چو برجی باغ نواب وزیر خان
مرحوم کے شرق کی سمت بازار کی سڑک کے غربی سمت سنہ ۱۸۶۴ء مین
بنایا گیا تہا پختہ اسکی عمارت چونہ کی ہی یہ مکان اُسوقت تعمیر ہوا جب
سرکار نے پہلے پہل عجائبات خطہ پنجاب کی نمایش منظور کی تہی اور اس
اہم کام کی اہتمام مین ہزارہا روپیہ سرکار کا صرف ہوا تہا بڑی بڑی ریاستون پنجاب کے
رئیسون سردارون جاگیرداروں سے طرح طرح کی عجیب چیزین قسم قسم کے زیورات قیمتی مرصع
ملبوسات و فروش پشمینہ و قالین و مصنوعات قسم قسم ساخت کشمیر جنت نظیر و ہر
خطہ و ہر اقلیم جمع کی پرانے خوشنویسون کی ہاتہہ کی لکہی ہوئی کتابین اور زمانہ حال
کے خوشنویسون کے ہاتہہ کے قطعات عجائب گاہ مین رکہے
ہر ایک قسم کی ادویات و اوزار و سلاح و تلوارین جنکے
قبضون پر مرصع کام تہا و برچہے و نیزے و بکتر و تبر و سپر و تیر کمان
و قرابین و بندوق وغیرہ مع پارچات انواع اقسام ساخت ملتان

یعنی لارنس ہال سنہ ۱۸۶۲ء مین بنکر ختم ہوا اور منٹ گمری ہال سنہ ۱۸۶۶ء
مین بنکر تیار ہوا چونکہ منٹ گمری ہال کی چہت اول مسٹر گارڈن صاحب
انجنیر نے لالہ میلا رام کی ٹہیکہ داری مین قالبوتی خشتی بنوائی تہی وہ
وہ ناقص رہگئی اور چہت مین وراڑ آگئی اسلئے سرکار سے مولف کتاب
اُسکی درستی پر مامور ہوا اور پہلی چہت اُتار کر مولف نے نمونہ ہال کی
چہت سنہ ۱۸۷۵ء کے اخیر مین بناکر تیار کردی جسکو دیکھکر حکام نے پسند
فرمایا اب بہی یہ مکان زیر نگرانی مولف کے ہے اور سالانہ ضروری مرمت
اسکی معرفت میونسپل کمیٹی لاہور کے ہوتی ہے +

مکان عجائب گاہ لاہور

یہ عالیشان مقطع و مطبوع مکان بازار انارکلی جو برجی باغ نواب وزیر خان
مرحوم کے شرق کی سمت بازار کی سڑک کے غربی سمت سنہ ۱۸۶۴ء مین
بنایا گیا تہا پختہ اسکی عمارت چونہ کی ہے یہ مکان اُسوقت تعمیر ہوا جب
سرکار نے پہلے پہل عجائبات خطہ پنجاب کی نمایش منظور کی تہی اور اس
اہم کام کی اہتمام مین ہزار ہا روپیہ سرکار کا صرف ہوا تہا بڑی بڑی ریاستون پنجاب کے
امیرون سردارون جاگیردارون سے طرح طرح کی عجیب چیزین قسم قسم کے زیورات قیمتی مرصع
ملبوسات و فروش پشمینہ و قالین و مصنوعات قسم قسم ساخت کشمیر جنت نظیر و بہر
خطہ و ہر اقلیم جمع کی پرانے خوشنویسون کی ہاتہہ کی لکہی ہوئی کتابین اور زمانہ حال
کے خوشنویسون کے ہاتہہ کے قطعات عجائب گاہ مین رکہے
ہر ایک قسم کی ادویات و اوزار و سلاح و تلوارین جنکے
قبضون پر مرصع کام تہا و برچہے و نیزے و بخشتر و تبر و سپر و تیر کمان
و قرابین و بندوق وغیرہ مع پارچات انواع اقسام ساخت ملتان

ازقسم لنگی ولاچہ وکہیس و پارچات ازقسم سوسی شہر بٹالہ و
پاپوش ساخت لاہور وراولپنڈی وبہڑ خوشاب ومصنوعات چوبی
ومنوتی وزنگین ومصنوعات عاج وآہن وطلا ونقرہ وصندوقچی ہای
عجیبہ وقلمدان ہای غریبہ واقسام مصنوعات چرمی ازقسم حقہ وظروف
برنجی ومسی ونقری اور قسم قسم کے پتہر ہرایک ولایت اور کوہستان
کے اور طرح طرح کے نمک اور رنگ رنگ کے قیمتی جواہرات اور جانور
طیور وحشرات وآبی ازقسم سانپ ومگرمچہہ وغیرہ یہ جانور اگرچہ
مردہ تہی مگر اُنکے پیٹ کی غلاظت نکالکر اس ترکیب سے آئینہ دار بکسون
مین رکہی تہی کہ سب زندہ معلوم ہوتے تہی - ہرایک قیمتی چیز زیورات و
جواہرات وملبوسات وغیرہ آئینہ دار بکسون مین رکہکر لوگون کو
دکہلائی گئین اور بڑا دربار اس نمایش کا ہوکر نمایشگاہ کوکہولاگیا
صناع کو انعام دی گئے اُس روز سے یہ عجائب گاہ بنا ہوا ہی اور
اکثر سرکاری عجیب چیزین ابتک اسمین رکہی ہین اور لوگ دیکہنے
کو آتے ہین - بڑی توپ احمد شاہی جسکو احمد شاہ دُرانی بادشاہ
کابل نے بنوایا تہا اور پانچوین حملے مین بسبب ٹوٹ جانے تخت
دریاے چناب پر رہگئی تہی اور صاحب سنگہ بہنگی حاکم گجرات نے
اپنے قبضہ مین کرلی تہی - شاہ دُرانی کی یادگار عجائب گاہ کے
شمالی دروازے کے باہر ایک چبوترے پر مع تخت موجود ہی -
چونکہ یہ توپ سالہا سال بہنگی خاندان کے قبضہ مین رہی تہی
اس سبب سے رنجیت سنگہ کیوقت اور اب بہی اسکا نام بہنگیان والی
توپ مشہور ہی اور توپ کی پشت پر چند ابیات منوتی حروف مین

کندہ ہین جسکے اخیر مصرع مین مصرع تاریخ - پیکر اژدہای آتشبار +
لکہا ہی اس مصرع سے تاریخ اس توپ کی ساخت کی نکلتی ہے اور
سنہ ۱۰۶۴ ہجری حاصل ہوتا ہی - یہ مکان شرقاً غرباً بشکل مستطیل
بنایا گیا اور دو حصے مین منقسم کیا گیا ہی ایک حصہ شرقی اور دوسرا
غربی اور دونو مین ایک رستہ پندرہ فٹ چوڑا رکہا ہی اس رستہ
کے دونو طرف یعنی بسمت جنوب و شمال دو دروازے آمد و رفت کے لئے
بارہ بارہ فٹ چوڑے اور دس دس فٹ اونچے مع آئینہ دار جوڑیون
اور آئینہ دار محرابون کے بنے ہین اس عجائب گاہ کے عام دیکہنے والے
شمالی دروازے سے داخل ہوکر بعد نظارہ عجائبات جنوبی دروازے
سے نکل جاتے ہین دونو کمرے شرقی غربی عرض و طول و ارتفاع مین
برابر رکہی گئی ہین ہیئت و صورت دونو کی یکسان ہی اسلئے ایک کمرہ
شرقی کی عمارت کا مفصل حال تحریر ہوتا ہی - یہ کمرہ ایکسو دو فٹ لمبا
اور ۳۷ فٹ چوڑا رکہا گیا ہی جسمین سات سات ستون جنوب و
شمال دونو طرف چار فٹ دو فٹ کے دس دس فٹ اونچے نہایت
منقطع وضع دار بناکر اُنپر سات سات کی اونچی دو ریان ڈالی گئی ہین
اسکے شمال و جنوب کی سمت دو کہر ۱۶ فٹ چوڑے ایکسو بارہ فٹ لمبے
پندرہ فٹ مرتفع بنے ہین جن پر سات فٹ اونچی ایک طرف سلامی دار
سقف ہی اور انہین کہرون مین دوری دار کہڑکیان آئینہ دار روشنی
کے لئے لگائی گئے ہین یہ کہڑکیان سات بطرف شمال اور آٹھ بسمت جنوب
ہین اور ایک ایک کہڑکی بسمت شرق بمقدار نو فٹ دس فٹ دوری دار
آئینہ دار بنی ہین اس شرقی سمت کو پیشانی مکان کہنا چاہئے اسطرف

بھی دروازہ ہی اور دروازے کے چپ و راست دو کہڑکیان خورد دو فٹ
کی کہولی گئی ہین اور اسی دروازے کی پیشانی پر نہایت مطبوع شیر اور
گہوڑی اور سلطانی تاج صورت چوبی بنا کر لگائے گئے ہین نصف حصہ اس
مکان کا درمیانی رستہ سے جو بسمت غرب ہی ہو بہو مانند شرقی حصہ کے
بنا ہوا ہی۔ ان دونو حصون مین اور دو کمرے شمال کی سمت بڑہا کر
بنائے گئے ہین جو طول مین تیس فٹ اور عرض مین سولہ فٹ ہین ان
دونو کے بیچ دس دس کہڑکیان آئینہ دار محرابی رکہی گئی ہین۔ درمیانی
رستہ کی دونو طرف یعنی جنوب و شمال کے دروازون کے آگے چوبی
ڈیوڑہیان ہین۔ باہر مکان کے چوبی برانڈہ نہایت خوبصورت رنگین
بنا ہی عرض مین آٹہہ فٹ اور طول مین چارون طرف مکان کے
محیط ہی ستون اس برانڈہ کے چوبی دس دس فٹ اونچے ہین اور
برانڈہ سلامی وضع پر بنایا گیا ہی جسکے سلامی ستونون سے چلکر
اخیر تک چھہ فٹ ہی اور اسپر مضبوط لکڑیان ڈالکر چوکا وکہپریل
نصب کی گئی ہی دونو کلان کمرون کے ساتہہ کے گہر جو تحریر ہو چکے
ہین پندرہ فٹ اونچے ہین اُنپر قینچیان سات سات فٹ کی پڑی
ہوئی ہین اور بیچ کے کلان کمرون کی بلندی چوبیس ۲۴ فٹ قینچی تک
ہی اور اسپر قینچی بارہ فٹ اونچی رکہی ہی بڑی دونو قینچیون کے
سر پر دو روشندان نہایت مطبوع بطور چہوٹے مینارون کے برجی دار
قینچی کی نوک سے بارہ فٹ بلند ہین قینچی کے شمال اور جنوب کی سمت
خوبصورت خورد خورد برجیان مکان کی زینت کو بڑہاتی ہین +

بڑہی خانہ یعنی زنانہ جیلخانہ

یہ مکان متصل مکان سنٹرل جیل لاہور کے واقع ہی جسمین سزا یافتہ
عورتین قید ہو کر میعاد قید کی بھگتی ہین دیسی اور یوروپین عورتین
سب اسمین سزایاب ہونے کو آتی ہین - یہ بڈھی خانہ ایک مربع احاطہ
نام کے اندر واقع ہی جو سات سو ستر فٹ طول اور اسی قدر عرض مین ہے
اور دروازہ پھاٹک پختہ بجانب مغرب ہی اور پھاٹک کے چپ و راست
سپاہیون گارد کے رہنے کے مکانات بنے ہین - بیرونی احاطہ کی چاردیواری
بیرونی سے پچاس پچاس فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر اصل مکان بڈھی خانہ کی
خام دیوار بنائی گئی ہی اور دروازہ بسمت غرب رکھا گیا ہی جو بیرونی پھاٹک
کے محاذ مین ہی اور مابین دونو دروازون کے دونو طرف دیوار خام بنا کر
ایک رستہ ۱۰ فٹ چوڑا بطور کوچہ کے بنا ہوا ہی اسی رستہ سے انسان
اندر بڈھی خانہ کے جاتا ہی اصل بڈھی خانہ کی عمارت مدور ایک پرکاری
دائرہ کی شکل پر بنی ہی یہ مدور احاطہ بڈھی خانہ چھ سو چھ فٹ قطر
زمین مین بنا ہی اسکے اندر ایک اور خورد احاطہ مدور ایکسو پچاس فٹ
قطر زمین پر ہی جسمین ملازمان و محافظان بڈھی خانہ قیام رکھکر ہر چہار سمت
نگران حال قیدیون کے رہتے ہین اندرونی مدور خورد احاطہ کی ہر طرف
بیرونی مدور احاطہ کی دیوار تک جسقدر زمین ہی وہ آٹھ حصہ مین منقسم
کی گئی ہی ہر ایک حصہ مین دیوار خام بنا کر علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہی انمین
سے چار حصہ مین تو چار بارگین قیدیون کے رہنے کی اور دو مین دو
سنگین اور ایک مین ہسپتال اور ایک مین لڑکیون کم عمر کے مقید
رہنے کی بارگ اور دورکشاپ مع پاخانون کے کچی پکی عمارت مین تعمیر ہوئی ہے
چار بارگین مذکورہ طول مین ۱۳۷ فٹ عرض مین ۲۴ فٹ ارتفاع مین

۱۵ فٹ قینچی کی سیخ تک ہے ہر ایک بارگ دو دو حصہ مین منقسم ہی ایک
حصہ ۲۴ قیدیون اور دوسرا ۲۷ قیدیون کیواسطے اور چہتین انکی
قینچی دار کہپریل سے ڈہانپی ہوئی ہین - اور دو سنگین جنکا سابق
ذکر ہو چکا ہی انکی سورت یہ ہی - دونو ۔ گینون کی ایک سورت ہے
اور وسط مین ایک رستہ پٹا ہوا مستطیل رستے کے دونو طرف آمدورفت
کے دروازے ہین سقف رستے کے چپ و رست بارہ بارہ مکان سنگین
مشقت دینے والے قیدیون کے رہنے کے لئے ہین ان مکانات مین ایک
ایک قیدی تنہا رکہا جاتا ہے اور مشقت شاقہ لی جاتی ہے یہ ہر ایک
کوٹہری دس دس فٹ مربع اور ۱۰ فٹ مرتفع ہی اور سقف مین
روشندان رکہی ہین ان کوٹہریون کے ملحق دونو سمت کہلا ہوا
صحن بلاسقف ہی رکہا گیا ہی جو ۱۵ فٹ لمبا اور دس فٹ چوڑا اور
۱۳ فٹ بلند دیوار سے محیط ہی اس جگہ بعد مشقت شاقہ کے قیدی
ہوا لیتے اور رفع حاجت کرتے ہین یہ سنگینین ۲۴-۲۴ قیدیون کے
لئے بنائی گئی ہین دونو دروازے ہروقت مقفل رہتے ہین جب
کہانا دینے یا کسی اور ضروری کام کا وقت آتا ہی قفل کہولا جاتا ہے
یہ سنگینین طول مین ۱۴۶ فٹ اور عرض مین ۷۰ فٹ ہین اور بارہ
بارہ کوٹہریان دو لین مین بنائی گئی ہین - سب سے بڑی ساتوین
حصے مین کچی پکی عمارت کی ایک بارگ ہی جسمین ہسپتال ہی طول مین
۱۷۷ فٹ عرض مین ۳۷ فٹ بلندی مین ۱۷ فٹ قینچی کی سیخ تک
ہی ۵۲ دروازے رکہی ہین اندرونی حصہ تین حصے مین منقسم ہی درمیانی
حصہ ادویات و گودام وغیرہ سامان رکہنے کے لئے ہی اور چپ و رست

کے دونو حصون مین بیمار عورتین رہتی ہین چارون طرف بارگ کے برانڈہ بنا ہی جسمین چارون سمت ۴۹ دہنین محرابی ڈاٹ دار اور چھت برابر چھت بارگ کے ہی کرسی اسکی زمین سے تین فٹ بلند اس ہسپتال سے متعلق باورچی خانہ اور ایک مردہ خانہ الگ بنا ہے +
آٹھوین حصے مین جو لڑکیون کے مقید رہنے کی بارگ ہی اُسکی عمارت سنگینون کی قطع پر ہی اور دونو طرف چار چار گھر بنے ہین اور بیچ مین رستہ ہی اور آمد و رفت کے واسطے دونو طرف رکھی ہین اور اسی حصے بارگ کی سامنے ایک ورکشاپ ہی جو ۳۰ فٹ طول اور ۲۲ فٹ عرض بلند گیارہ فٹ ہی +
بیرونی مربع خام احاطہ کے اندر بہی مکانات بنے ہین ایک تو باہر کے پہاٹک کے چپ و رست گارد کے مکان جنکا ذکر پہلے ہی مذکور ہو چکا ہے اُنکے علاوہ اور دو مکان خام ۱۷ فٹ طول ۲۶ فٹ عرض ۱۸ فٹ بلند بنی ہین جو چھہ چھہ کوٹھریون مین منقسم ہین اور ایک باورچی خانہ اُنکے متعلق ہی یہ دونو مکان اُن نئی قیدی عورتون کیواسطے ہین جو ضلاع سے ہوکر آتی ہین اور پہلے چالیس روز تک ان مکانون مین رکھی جاتی ہین پیچھے مین بعد بڑی خانے کے اندر بہیجدی جاتی ہین اُنکے سوائے ایک اور مکان ستر فٹ طول ۲۷ فٹ عرض ۱۲ فٹ بلند بنا ہوا ہی یہ مکان یورپین عورتون کی قید کیواسطے ہی عمارت اسکی چار حصہ مین منقسم ہی اور ہر ایک حصہ عرض و طول و ارتفاع مین برابر رکھا گیا ہی ایک برانڈہ اسکے باہر بطرف غرب ہی جسکے سات دہن اور ۸ فٹ چوڑا اور چودہ فٹ اونچا ہی اور مشرق کی سمت دو کوٹھریان و برانڈی ہین ایک باورچی خانہ علیحدہ ہی +
گوشہ شمال مشرقی اس احاطہ کے اندر دو مکانات اور ہین جنکا طول

۵۰ فٹ عرض ۲۰ فٹ بلندی ۱۲ فٹ ہی ان دونو مکانون مین گودام
رہتا ہی انہین مکانون کے پاس ایک حوض بنا ہی جسکے نیچے آگ جلا کر
پانی گرم کیا جاتا ہی اور گرم پانی مین کمبل مارے جاتے ہین - شرق جنوبی
کے گوشہ مین چار درکشاب بنائے گئی ہین جو طول مین ۵۷ فٹ عرض مین
۲۴ فٹ بلندی مین ۱۴ فٹ اور ۱۶ - ۱۶ دہین بیرونی پٹاؤ دار کھلے رکھے گئی ہین
ان مین قیدی عورتین کام کرتی ہین دو پاخانے بہی ان درکشابون
کے متعلق ہین اس احاطہ کے متعلق جو چاہ پختہ بنا ہوا ہی اسکے متعلق
ایک عمدہ پختہ حوض ہی جسکو ملٹر کہتے ہین جاہ کا پانی حوض مین
جمع ہوتا ہی اور حوض سے بذریعہ پائپ کے ہر ایک بارگ بیرغ چہتا
ہے ہسپتال وغیرہ ہر ایک مکان مین اسکی نالیان جاتی ہین اور
وہی پانی استعمال کیا جاتا ہی - اس بڑے ہی خانے مین پنجاب کے تمام
اضلاع کی قیدی عورتین آتی ہین اور میعاد مقررہ قید تک مقید
رہتی ہین - یہ مکان سنہ ۱۸۸۶ع مین مولف کتاب کے اہتمام و نگرانی
مین تعمیر ہوا اور اب تک اسکی مرمت و نگرانی بہی مولف کے متعلق
ہے جو ہر سال برابر ہوتی ہے +

پختہ پل ریلوے دریای راوی

یہ عالیشان پل دریاے راوی پر سرکار قبضہ دار کے حکم سے تعمیر ہوا ہی
جس سے پشاور لین کی ریل گاڑی آتی جاتی ہی یہ پل دو ہرا ہی نیچے کے
رستے سے گہوڑا ٹٹو پیادہ آدمی گائے بیل وغیرہ دریا کے وار پار
آتے جاتے ہین اونٹ اور گہوڑا مع سوار آ جا نہین سکتا کہ بالائی
سقف بہت اونچی نہین چونکہ پہلے سرکار کی تجویز یہ تہی کہ سڑک

پشاور لین پر چہوٹی گاڑی چلائی جائے اس سبب سے اس پل کا عرض اسکے مطابق رکہا گیا تہا پہر جب وہ تجویز بدل گئی تو سڑک کی تبدیلی بہی عمل مین آئی اور اس پل کو اور آہنی قینچیان اور پرزے ایزاد کر کے اوپر سے چوڑا بنا لیا گیا جس پر اب ریل جاری ہی - یہ پل نہایت مستحکم و مضبوط بنایا گیا ہی دریا کے بہاؤ کے اندر کوٹہیان گلا کر پختہ پائے چونہ کے خشتی بنائے گئے ہین ۵۳ پائے اور ۳۳ در پانی کے بہاؤ کے واسطے رکہے گئے ہین ہر ایک در ایکسو فٹ مقدار مین ہی اور کل پل تین ہزار تین سو فٹ لمبا ہی اور زیرین راستہ ۱۶ فٹ چوڑا لوگون کی آمد و رفت کیواسطے رکہا گیا ہی اُسکے اوپر راست و چپ آہنی قینچیان ڈالکر دوسری چہت آہنی ڈالی گئی ہی جسپر ریل چلتی ہی +

سنٹرل جیل لاہور

یہ ایک عام جیل تمام خطہ پنجاب کے قیدیون کیواسطے بنایا گیا ہے اگرچہ ہر ایک ضلع کے مقام پر ڈسٹرکٹ جیل بنے ہوئے ہین اور تہوڑی میعاد کے قیدی وہان رہتے ہین مگر بڑی میعاد کے قیدی ہر ایک ضلع سے یہان بہیجدئے جاتے ہین جو یہان اپنی اپنی میعادین بہگت کر رہا ہو جاتے ہین - اس جیلخانے مین قیدی ہر ایک طرح کی مشقت جیل کے اندر کرتے ہین بڑے بڑے کارخانے دری بافی و شالبافی و قالین بافی وغیرہ بیشمار کام جیل کے اندر ہوتا ہی چہاپے خانہ مین لاکہون روپے کا کام ہوتا ہے اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ قیدی بہی کام سیکہہ جاتے ہین سرکار کو بہی فائدہ ہوتا ہی قیدی بہی جیل سے باہر نہین جاتے پہلے جو قیدی سڑکون پر کام کرنے جاتے تہے تو اکثر

موقع پا کر بہاگ جاتے تہے - جیل کے بڑے افسر و حاکم صاحب سپرنڈنٹ
بہادر و ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہین داروغہ جیل اُن کے ماتحت کام کرتا ہے
نیٹو ڈاکٹر بہی معالجہ کے لئے مقرر ہی ہسپتال مین قیدیون کا علاج ہوتا ہے
اس جیل کا بڑا دروازہ بسمت شمال ہی بیرونی دروازہ سے اندرونی پہاٹک
تک رستہ کہلا ہوا ہی صرف ڈیوڑہی دومنزلہ پٹی ہوئی ہی رستہ کے
مغرب کی سمت سپاہیون کی بارکین اور دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر
و ملازمان جیل کے گہر ہین اور شرق کی طرف داروغہ جیل کی رہایش کا
مکان اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے رہنے کا گہر اور گاردین سپاہیون کی و
اصطبل ہے - جیل کا خاص دروازہ پختہ محرابی ڈاٹ دار عالیشان
نہایت مضبوط بنا ہی اور مکانات ملحقہ کی کچی پکی عمارت مع پختہ پلستر کے
ہے - یہ جیل ایک خام بیرونی دیوار سے محیط ہی اور تمام احاطہ ایکہزار
چہہ سو سولہ فٹ لمبا اور نو سو چون ۱۹۵۴ فٹ چوڑا ہی اٹہارہ فٹ اونچی دیوار
رکہی گئی ہی صورت احاطہ کی چار گوشہ اور ہر ایک گوشہ پر سپاہی کے
پہرے دینے کی مکان بنے ہین اس احاطہ کے باہر پچیس فٹ زمین چہوڑکر
ایک خندق کہودی گئی ہی جو اوپر سے چوڑی ۲۸ فٹ اور نیچے سے
۲۰ فٹ ہی اور عمق مین ۱۴ فٹ - بیرونی احاطہ کے اندر شمالی دروازے
کے علاوہ ایک پہاٹک بجانب غرب ہی جو ہمیشہ بند رہتا ہی بلاضرورت
کہولا نہین جاتا - شمالی دروازے سے جب اندر جائین تو جیل مین داخل
ہوتے ہی تین سڑکین آتی ہین ایک سڑک تو بجانب سرکل نمبر اول
اور دوسری بجانب سرکل نمبر دوم جاتی ہی تیسری سڑک جو انکے درمیان
سے سیدہی ہسپتال کے دروازے تک جاتی ہی جو جنوبی سمت کی دیوار

کے ساتھہ بنا ہوا ہی - اس جیل مین دو سرکل ہشت پہلو بنائے گئے
ہین جنکے باہر آہنی جنگلہ کرسی تک عمارت بناکر لگایا گیا ہی کرسی کے
اوپر پیل پائے ہین اور پیل پائیون مین لوہے کی سیخین نصب ہین
اندر جانے کا رستہ شمال غرب کے پہلو مین رکہا گیا ہی اندر جنگلہ کی ہر ایک
پہلو مین ایک ایک بارگ بنائی گئی ہی یعنی آٹھہ بارگین ہین بارگون
کی انتہا پر ایک اور جنگلہ آہنی خورد ہشت پہلو بنا ہی جسکے میانہ مین
ٹاور یعنی مینار کی عمارت ہی یہ جنگلے دس فٹ اونچے مع کرسی کے ہین -
اندرونی آٹھون بارگین ۹۰ فٹ طول ۲۲ فٹ عرض ۱۶ فٹ بلند قینچی
کے آغاز تک ہین اُسپر دس فٹ اونچائی کی قینچیان معہ ہوادانون کے
ہین اور قینچیون پر کہپریلین نصب ہین ہر ایک بارگ اندر سے چار حصص
مین منقسم ہے جنمین ایک سو چار قیدی رہ سکتے ہین بارگون کے دروازے ہر چار
سمت ہین ۲۲ چہتیس رکہی گئے ہین + ان بارگون کے علاوہ جنگلے کے اندرونی
سرکل ہین آٹھہ ورکشاپ ہین جہان قیدی کام کرتے ہین اور آٹھہ پاخانے ہر ایک
ورکشاپ ۷۰ فٹ طول ۲۱ فٹ عرض آٹھہ فٹ بلند اور چہت چہپر کے طور
سلامی دار ہی یہ سقف پیل پائے بناکر اور اُنپر ٹہاٹ ڈالکر بنائی گئی ہے اور
پیل پاؤن کے درمیانی دہن سترہ ہین - چار باورچی خانے ۹۰ فٹ طول
۱۰ فٹ عرض بلندی مین ورکشاپون کے برابر ہین ورکشاپون اور باورچی خانون
کی چہتین بہی کہپریلون سے ڈہانپی ہوئی ہین - درمیانی ٹاور کی صورت
مدور ہی اور جنگلے آٹھون پہلوؤن کے محاذ مین آٹھہ در رکہے ہوئی ہین اور
اندر دور دار زینہ اوپر چڑہنے کے لئے ہے یہ ٹاور ۵۰ فٹ بلند ہے اور
اوپر مخروطی شکل کی چہت اور چہت پر آہنی چادرین لگی ہین ۲۶ فٹ

میناری کا اندرونی قطر ہے اسکے اوپر کی منزل اور نیچے گارد رہتی اور
تمام سرکل کی نگرانی رکھتی ہی۔ سرکل کے اندر آب نوشی کے لئے چار چاہ
بہی کہدوے ہوئے ہین۔ یہ حال جو تحریر ہوچکا ہی دونو سرکل کا مجملا
لکہا گیا ہی مگر غزنی سرکل ہین یوروپین قیدیون کے رہنے کے مکان اور
سنگین بہی بنے ہین۔ یوروپین قیدیون کے رہنے کا بنگلہ جو بڑا ہے
۶۹ فٹ طول ۳۰ فٹ عرض ۲۳ فٹ ارتفاع کا ہی گیارہ گہر اور تین
براندون مین منقسم ہے اُنمین سے بڑا گہر ۳۶ فٹ لمبا ۲۰ فٹ چوڑا
اُسکے چپ رست اور دو دو گہر ۱۶ فٹ ۱۰ فٹ لمبے چوڑے ۱۲ فٹ اونچے
مع برانڈہ کے جو ۱۰ فٹ چوڑا اور ۳۴ فٹ لمبا ہی بنے ہین بڑے کمرے
کے پاس دو کمرے اور ہین جنکا عرض و طول ۲۰ فٹ ۱۷ فٹ ارتفاع
۱۲ فٹ ہی ان کے متعلق بہی دو گہر اور دو برانڈے رکہی گئی ہین دونو گہر
تو ۱۶ فٹ ۱۰ فٹ لمبے چوڑے اور برانڈے مطابق برانڈے مذکور الصدر
کے ہین۔ دوسرا مکان یوروپین قیدیون کے رہنے کا پہلے سے چہوٹا
۳۵ فٹ طول ۳۳ فٹ عرض کا ہی چار گہر اور ایک برانڈہ مین
منقسم ہی دو باورچی خانے اور دو پاخانے انکے متعلق ہین۔ سنگین
مکان کی صورت مستطیل تین حصص مین منقسم ہی ایک حصہ دوسرے
مکانون کا ہی جسکے درمیان مین رستہ ہی اور اُس رستہ کی چپ رست
دو ہری دوہرے حصے کی مکانات آٹھہ آٹھہ کل تعداد مین سولہ ہین
ہر ایک مکان بقدر نصف کے پٹا ہوا اور باقی کہلا ہوا ہی پٹے ہوئے
کے اندر قیدی محنت شاقہ کرتے اور قید تنہائی بہگتے ہین اور غیر
مسقف مین رفع حاجت کرتے ہین۔ دوسرا حصہ بہی اُسی کے ملحق

اور چوڑائی کے میانہ مین بنا ہی مگر اسمین رستہ رکہکر دوہری لین نہین بنائی گئی اکہری لین ہین دوہرے مکان مسقف وغیر مسقف بدستور بنے ہین تیسرا حصہ دوسرے حصے کے ملحق اُس سے چوڑائی ہین کم ہے اسمین صرف دو مکان دوہرے دوہرے مسقف وغیر مسقف بدستور ہین ان سنگینون کا ہر ایک حصہ مسقف ۱۰ فٹ ۸ فٹ طول عرض ہین اور غیر مسقف ۱۲ فٹ ۸ فٹ اور بلندی ہین ۱۲ فٹ ہی اور چہت پر کڑیان پڑی ہین - ہسپتال جو اس جیلخانہ کے متعلق ہی بیرونی احاطہ کی جنوبی دیوار کے ساتہہ شمالی بڑی دروازے کے محاذ مین بنایا گیا ہے اسکے گرد نواح چوبی جنگلہ پختہ پیل پائے بنا کر لگایا گیا ہی جسکے اندر تین بارگین ہین - پہلی بارگ ۱۲۸ فٹ طول ۲۴ فٹ عرض ۱۸ فٹ بلند قینچی تک ہے یہ صرف ایک کمرہ ہی جسمین بیمار قیدی رہتے ہین اسکے چارون طرف دس فٹ چوڑا برانڈہ ہی اور برانڈون کے دونو کونون پر دو کوٹہڑیان چہت قینچی دار ہی - دوسری اور تیسری بارگ مطابق پہلی بارگ کی بنی ہین اور انہین کے پاس ڈپٹی ڈاکٹر کے رہنے کا مکان اور باورچی خانہ ومردہ خانہ و پاخانہ و چاہ بنا ہوا ہی ہسپتال کے مغرب اور گوشہ جنوب مغرب احاطہ کلان مین چہاپہ خانہ کا عالیشان مکان بنا ہی جسمین بڑا کارخانہ چہاپے کا ہی اور مختلف مکانات مین یہ کارخانہ جاری ہی اسکے اور بہی بہت سے مکانات بیرونی احاطہ کے اندر مثل لوہار خانہ ونجار خانہ و کمہار خانہ و کاغذ خانہ وکولوحانہ وغیرہ بنے ہوگئے ہین جہان بڑے بڑے کارخانے جاری ہین جنکی مفصل پیمایش لکہنے مین طوالت ہوتی ہے گوشہ جنوب مشرق مین دو مکان ہین ایک مکان گودام دوسرا

کم عمر لڑکون کے قید رہنے کا تیسرا ایک اور مکان ہے جس مین چھاپے خانہ کا سامان رہتا ہے +

ڈسٹرکٹ جیل یعنی جیلخانہ متعلق خاص ضلع لاہور

یہ جیل خانہ متصل سنٹرل جیل بجانب غرب بنایا گیا ہی اسمین ضلع لاہور وغیرہ سے تہوڑی میعاد کے قیدی رہتے ہین بڑے سنٹرل جیل مین نہین بہیجے جاتے اسی جگہ بعد گزرنے میعاد کے رہا ہو جاتے ہین دروازہ اسکا بجانب شرق محرابی ڈاٹ دار پختہ بنا ہوا ہی باہر دروازے کے ایک طرف داروغہ کے رہنے کا مکان اور دوسری طرف دفتر کا مکان کچا پکا بنا ہی دونو مکان طول مین ۳۵ فٹ عرض مین ۲۳ فٹ اونچائی مین ۱۲ فٹ کڑیون کی چہت سے مسقف ہین دروازے کی ڈیوڑہی مسقفہ ہی دونو طرف سپاہیون کے رہنے کی کوٹہڑیان ہین۔ یہ جیل ایک خام احاطہ چوگوشہ مین محیط ہی جسکا طول ۲۰۷ فٹ عرض ۲۵۰ فٹ رکہا ہی ۱۴ فٹ دیوار بلند ہی احاطہ کے شرق کی سمت سوائی دروازہ کلان کے اور بہی تین دروازے ہین اور شمال کی سمت دو پہاٹک اندرونی میدان احاطہ کا دو احاطون مین منقسم ہی اور اُن دونو مین ایک دیوار خام بیرونی دیوار کی طرح بنی ہوئی ہی پہلا احاطہ دوسرے احاطہ سے بڑا ہے ۴۰ فٹ چوڑا رکہا گیا ہی اسمین بہت سے مکان بنی ہین جنوب کی سمت ہسپتال ہی۔ اس ہسپتال کے میانہ مین چار گہر ہین ایک دوائی خانہ دوسرا گودام تیسرا نیٹو ڈاکٹر کا گہر چوتہا ایک گہر ہے جو وہ بہی متعلق ڈاکٹر کے سمجہا جاتا ہی انکے جپ و رہت دو بڑے کمرے ہین جنمین بیمار قیدی رہتے ہین باہر ہسپتال کے چارون طرف برانڈہ ہے

یہ ہسپتال ۲۳۸ فٹ لمبا ۴۷ فٹ چوڑا ۱۸ فٹ اونچا اور اوپر قینچی دار
چہت ہی عمارت کچی پکی برانڈہ دس فٹ چوڑا رکہا گیا ہی ہسپتال کی علاوہ
آمین مردہ خانہ اور پاخانہ بجانب شرق اور ایک باورچی خانہ اور ایک گہر
اور غرب کی سمت ہی ہسپتال کے شمال کی طرف ایک اور دیوار خام ہی جسمین
پہاٹک لگا ہی پہاٹک سے ایک سو فٹ زمین چہوڑکر دوسری دیوار بنی ہی
ان دونو دیوارون کے درمیانی حصے پہر دو حصہ کرکے اور دیوارین بناکر بیچ
مین کوچہ رکہا گیا ہی ان دونو حصون مین دو سنگین بارگین بنی ہین جو
طول مین ۱۴۶ فٹ عرض مین ۶۰ فٹ بلندی مین ۱۸ فٹ ہین - ان
سنگینون کے دونو طرف بارہ بارہ دوہری کوٹہربان ہین اور دروازے
جنوباً و شمالاً رکہے ہین یہ دوہری کوٹہربان دس دس فٹ حصہ عرض و
طول مین مسقف اور ۱۵ فٹ ۱۰ فٹ غیر مسقف ہی اسکی شمالی طرف کی دیوار
سے جب گزرین تو ایک بڑا احاطہ آتا ہی اسمین بڑا مکان تو قیدیون کے
سونے کی بارگ ہی جسکے جنوبی اور شمالی حصہ مین دوہرے سات سات
گہر اور غربی سمت مین سترہ گہر بنے ہین ہر ایک گہر ۱۰ فٹ ۶ فٹ
عرض و طول مین اور ۱۴ فٹ بلند ہی اسکے علاوہ ایک اور بارگ
بنی ہی جسکا نام اردنری وارڈ ہی اس جگہ قیدیون کو احکام سنائے جاتی ہین
اسی حصہ مین چار ورکشاپ بنے ہوئے ہین جنمین قیدی کام کرتے
ہین ہر ایک کونے پر جنگلے ایک، ایک گودام رکہنے کا بنا ہی یہہ ورکشاپ
عرض و طول مین مختلف ہین پہلا ورکشاپ ۱۳۴ فٹ لمبا ۱۸ فٹ چوڑا
۱۴ فٹ اونچا ہی - دوسرا ۱۲۸ فٹ طول اُسی قدر عرض اور اُسی قدر بلند
تیسرا ورکشاپ ۱۵۶ فٹ طول عرض و ارتفاع بدستور - چوتہا ورکشاپ

عرض کا بنا ہی اسکے متعلق سات دوہرے گہر ہین ان گہرون مین وہ پاگل رہتے ہین جو نہایت بیہوش و بے خبر ہین - تیسرا بڑا حصہ مذکورہ الصدر ۳۰۴ فٹ لمبائی اور ۹۰ فٹ عرض مین بڑی ڈیوڑہی سے بجانب شمال ہے اسکی غربی سمت کی دیوار کے ملحق ۹ گہر دوہرے وا کہرے بنے ہوئے ہین اسمین ملازم و سرپرست پاگل خانہ کے رہتے ہین شمالی دیوار کے ملحق ۱۲ مکانات ہین جنمین پاگل رہا کرتے ہین اور ایک چاہ ۴ فٹ قطر کا بنا ہی اس حصہ کے گوشہ شرق شمال مین بہی رستہ دیگر ایک چہوٹا احاطہ اُسی قدر عرض و طول کا ہی جو پہلے حصہ کے دوسرے حصہ مین تحریر ہو چکا ہی اسمین ضروری اشیا کے فروخت کرنیوالون دوکاندارون کی دو دوکانین ہین گودام رکہنے کے مکان اور باورچی خانہ وغیرہ کے لئے پانچ گہر بنے ہین ان حصون کے اختتام مین بجانب شرق دیوار پختہ اور وسط مین پہاٹک ڈاٹ دار بنا کر بڑی بیرونی چار دیواری کے اندر ایک اور احاطہ قرار دیا ہے پہاٹک کے دونو طرف چار چار کوٹہریان سپاہیون کے رہنے کی ہین اُسکے سوائے اسکے اندر چار ورک شیڈ ہین دو ورک شیڈ تو پہاٹک کے چپ و راست ان دونو کے دروازے شرق کی سمت ہین اور اندر پیل پائے بنا کر چہت ڈالی گئی ہی یہ دونو ۱۰۵ فٹ طول ۳۸ فٹ عرض ۱۱ فٹ بلند ہین تیسرا ورک شیڈ احاطہ کے جنوب کی سمت ہی اور چند کوٹہریان اسکے متعلق ہین جنمین اسباب رکہا ہی دفتر متعلق پاگل خانہ بہی اسی مین ہی رخ اس ورک شیڈ کا شمال کی سمت ہی اور اسی کے ساتہہ وہ مکان مع برانڈہ ملحق ہے جسمین یورپین پاگل رہتے ہین چوتہا ورک شیڈ احاطہ کی شمالی دیوار کے ساتہہ ہی جسکا رخ جنوب کی سمت ہی اسکی چہت بہی پیل پائیون

پر ڈالی گئی ہی - شرقی دیوار کے ساتھہ ایک اور چہوٹا سا احاطہ ہے
جو متعلق اُس مکان کے سمجہا جاتا ہی جنمین یوروپین پاگل رہتی ہین
اسی دیوار مین شرقی پہاٹک ہی جو باغ کی طرف کہلتا ہی - باغ کے
چارون طرف دیوار کچی پکی طول ۴۰۰ فٹ عرض مین ۳۰۰ فٹ
بنی ہی درخت ہر قسم کے لگے ہین اور ایک پہاٹک شمالی دیوار مین ہے
شمال غرب کے گوشہ مین ایک چاہ مع فلٹر حوض کے بنا ہی اور ایک
شمال کی سمت بیمار پاگلون کے امتحان اور ملاحظہ کے لئی تعمیر ہوا ہوا
ہی اس باغ مین پاگلون کو تفریح کے لئی لایا جاتا ہی +

سٹیشن ریلوے

یہ عالیشان سٹیشن شہر لاہور کے باہر دہلی دروازہ کے بیرونی علاقہ
مین واقع ہی اور جتنی عمارات بارگین و کارخانے و کوٹہیان اسکی متعلق
ہین اُنکی حد و انتہا نہین ایک ایک میل عرض و طول مین اسکی
متعلقہ عمارتین جابجا بنی ہوئی ہین پنجاب کے کسی شہر نامی گرامی مین
ایسا سٹیشن نہین بنا جیسا لاہور کا سٹیشن ہی بڑی تعریف کے لایق
اسکا قلعہ ہی جسکی عمارت شرقاً غرباً نہایت مضبوط محمد سلطان ٹہیکہ دار
نے بنائی تہی یہ قلعہ مستطیل شکل کا ہی جنوب و شمال کی سمت دو عالیشان
ڈیوڑہیان ہین اور شرق و غرب کی سمت دو دو ہین کلان ڈاٹ دار
جسمین سے دو دو لینین ریل گاڑی کی سڑک کی نکالی گئی ہین بڑی
ڈیوڑہی جنوب کی سمت ہی اور قلعہ کی جنوبی دیوار کے شرق و غرب
کے گوشون پر دو دو کلان مینار اور ایک ایک برج اسی طرح جنوبی دیوار
کے شرقی غربی گوشون پر دو برج بنائے گئے ہین دو نو ڈیوڑہیون پر

دو دو خورد مینار اور تیز شرقی غربی ڈاٹون پر مینار بنائے گئے ہین
قلعہ کے اندر بڑی بڑی عالیشان کمرے دونو سمت شمال وجنوب کی تعمیر ہوئے
ہوئے ہین اُنکے آگے عالیشان چبوترہ جسپر پتہر کا مکلف فرش ہے
فرش کے نیچے دو دو لینین آہنی سڑک کی بناکر بیچ مین عالیشان
ڈاٹون کا سلسلہ بنایا گیا ہی جس سے دو دو لینون کے کمرے علیحد علیحدہ
دکہلائی دیتے ہین جنوب وشمال کے وسط مین ڈیوڑہیان اور قلعہ کی اندر
جانے کے رستے ہین اور دیوارون مین مورچہ بندی ہی جس سے یہ قلعہ دشمن
کے ساتہہ مقابلہ کرسکتا ہی غرض کہ اس عالیجاہ عمارت کی خوبیون کی حد وانتہا
نہین ہی جنوبی ڈیوڑہی سے گزر کر ایک چہوٹا کمرہ آتا ہی پہر بڑا کمرہ اسمین
پشاور لین کے ٹکٹ بانٹے جاتے ہین اُس سے گزر کر انسان ایک محرابی
دروازے سے ہو کر چبوترے پر جاتا ہی اس دروازے کے دونو طرف یعنی
بسمت غرب وشرق بڑے بڑے عالیشان کمرے پختہ بنے ہوئے ہین غرب
کی سمت ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا کمرہ ویسی مسافرون
کے آرام وبیٹہنے کیواسطے ہی جو تیسرے درجہ کے مسافر ہون اُسکے بعد درجہ دوم
اُسکے بعد درجہ اول کے مسافرون کے آرام کے لئی کمرے ہین اسکے بعد وہ کمرہ
ہے جسمین گاڑیون کے نمبرون کے کاغذات اور دفتر ہے اُسکے بعد
تار کے دفتر کا کمرہ پہر انسپکٹر کے دفتر کا کمرہ پہر گارڈوالون کا کمرہ
پہر لاوارث مال کے رکہنے کا کمرہ پہر پاخانہ ہی + جنوبی دروازہ سے
بجانب شرق پہلے وہ بڑا کمرہ آتا ہی جسمین مال وزن ہوتا ہی پہر خانسامون
کی رہائش کا جو مسافران یوروپین کو کہانا دیتے ہین پہر میمون اور
لیڈیون کی نشست کا جو فسٹ کلاس کی مسافر ہون پہر سکن کلاس

کی ہمین کی نشست کا پہر وہ کمرہ جسمین ڈاک کا کلرک رہتا ہے پہر ڈاکخانہ
کے متعلقہ دفتر کا پہر پلیس آفس کا پہر وہ کمرہ افسران ریلوے کا
اسباب رہتا ہے پہر پاخانہ شمالی دروازہ سے جب اندر داخل
ہون تو جنوبی سمت کی طرح اوسکے دونون سمت بہی کمرے عالیشان
بنے ہوئے ہین ڈیوڑہی کے داخل ہوتے ہی پہلے تو وہ بڑا کمرہ
آتا ہے جسمین ہندوستان جانے والون مسافرون کو ٹکٹ ملتا ہے یہان
سے اندر آکر دروازہ کے غرب کی سمت پہلے وہ کمرہ ہے جسمین پارسل
جمع ہوتے ہین اور وزن کئے جاتے ہین دوسرا اور تیسرا لیڈیون کے
بیٹہنے کا کمرہ پہر فرسٹ کلاس والون کے بیٹہنے کے دو کمرے پہر
لیڈیون کے سونے اور آرام کرنیکا کمرہ پہر دو کمرے فرسٹ کلاس والون کے سونے
اور کہانا کہانے کے واسطے پہر دو کمرے سکین کلاس والون کے واسطے پہر
دو کمرے افسران گارڈ کیواسطے متعلق ہین - دروازہ شمالی سے بجانب شرق
ایک بہت بڑا کمرہ جسکو تین کمرے کہنا چاہئے پنجابی و ہندوستانی تیسرے درجہ کے
مسافرون کے آرام کیواسطے ہین پہر تار کے دفتر کا کمرہ پہر سٹیشن ماسٹر کے دفتر
کے متعلق تین کمرے پہر ایک کمرہ تار والون کی ڈاک کا کمرہ پہر پاخانہ ہے ان کے
بغیر اور کمرے بہی ملحق بدیوار جنوبی و شمالی ہین جنمین گودام رکہا ہے اور کئی ایک
انگریزی نویس کلرکون کے متعلق ہین شمالی دروازہ سے جنوبی دروازہ تک
آمد ورفت کے واسطے ایک ایسا پل کے طور پر راستہ بلند
چوبی بنایا گیا ہے جسکے ذریعہ سے ہر ایک شخص ایسی حالت مین
کہ لینین گاڑیون سے پُر ہون اور راستہ آمد ورفت کا بند ہو دونون
طرف آجا سکتا ہے اس راستہ تک جانے اور اترنے کے واسطے دو نوبت

چوبی سیڑہان نہایت منقطع بنی ہوئی دونو ڈیوڈیون کے اندر جسقدر حصہ قلعہ کا ہے اور اُسمین دونو سمت کے چبوترے اور چارون لینین سڑک کی ہین او سپر عالیشان قینچی دار آہنین چہتین ہین یعنے ایک قینچی تو شمالی اندرونی دیوار سے چلکر درمیانی ڈاٹ دار سلسلے تک اور دوسرے ڈاٹ دار سلسلے سے چلکر جنوبی اندرونی دیوار تک چوڑی اور لمبے بمقدار طوالت قلعہ کے ڈالی گئی ہے رات کو اس قلعہ مین بذریعہ بڑی بڑی لال ٹینون کے روشنی کیجاتی ہے - نارتھ ویسٹرن ریلوے اور سندھ ریلوے کے گاڑیان اسی قلعہ سے روانہ ہوتی ہین اور اُدہر کی آئی ہوئی گاڑیان اسی جگہہ آکر کہڑی ہوتی ہین - مال گودام کی بارک ہی بہت بڑی بارک پختہ بنی ہوئی ہے یہ وہ بارک ہے جہان سے قلعہ کے تعمیر سے پہلے امرتسر کی گاڑی سب سے پہلے روانہ ہوتی تہی اب وہان مال کا گودام ہے جسقدر مال لاہور سے باہر جاتا ہے اسی جگہہ وزن ہو کر گاڑیون مین ڈالا جاتا ہے اور جسقدر باہر سے آتا ہے گاڑی اتار کر اِس جگہہ رکہا جاتا ہے اور مالک کو بہجانے کے لئے اطلاع دیجاتی ہے وہ کلرک اور کاغذات دفتر متعلقہ مال گودام اسی جگہہ پر رہتے ہین -

نجارخانہ یہہ بہی ایک بڑی بارک ہی اس بارک مین سینکڑون ترکہان مئی صاحب بہادر کی ماتحت لکڑی کا کام کرتے ہین جسقدر نئی گاڑیان بنائی جاتی اور گاڑیون کی مرمت کیجاتی ہے اسی جگہہ ہوتی ہے یہہ بارک اتنی بڑی ہے کہ اکیسو گاڑی برابر اسمین کہڑی ہوسکتی ہین چار لینین لوہے کی اس بارک کے اندر ہین -

لوہارخانہ اس کارخانہ کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر لوکی صاحب ہین بہت بڑا کارخانہ ہے چند بارکین اسکے متعلق ہین یہہ سب کام بذریعہ انجن کے

ہوتا ہے جب انجن گرم ہوتا ہے تو اوسکے بہاپ سے ہرایک مشین کو جنبش
ہوتی ہے اور ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری مشین تک چرمی تسمی
ڈالے ہوئی ہین جس سے سب کو کشش باہمی سے گردش ہوتی ہے اوس سے
ہزارون کام ہوتے ہین کوئی لوہے کو سوراخ ڈالتا ہے کوئی خراد چڑہاتا ہے
غرضکہ سیکڑون کام لوہے کے انجن کے ذریعہ سے ہوتے ہین ارہ لکڑیان چیرنی کا بہی
اسی کارخانہ مین جاری ہے جو ایک مدور صورت کا دندانہ دار ہی بڑہی گیلی کا چیرنا اوسکے
آگے کچہہ کام نہین۔

انجنون کی درستی کا کارخانہ بہی ایک بڑی بارک مین ہوتا ہے جہان سینکڑون لوگ
کام کرتے ہین ولایت سے جو انجن کے پرزے علیحدہ علیحدہ آتے ہین اس کارخانہ مین
انجن تیار کرلیا جاتا ہے اور نیز شکستہ پرزے درست کرلئے جاتے ہین ریل کے
ہرایک کارخانے مین پانی پہونچانے کا کارخانہ بہی بہت بڑا ہے یہ پانی نہر سے لیا جاتا
ایک جہیل اور پختہ دو تالابون مین اسکا خزانہ رہتا ہے تالابون سے پانی دو کنوون مین
آتا ہے وہان سے اوس منفذ پر جاتا ہے جہان انجن چلتا ہے انجن کے ذریعہ سے
بالائی حوض پر جاتا ہے جو ایک مکان پختہ بہت بلند پر آہنی حوض بنا ہے اوس بالائی
حوض کو مادہ کہنا چاہیے وہان اوترکر پانی اون فوارون مین پہونچتا
ہے جسسے ریل کے انجن مین پانی بہرا جاتا ہے اور نیز ہر ایک کارخانی مین
صرف ہونیکے واسطے بذریعہ زمین دوز نالیون کے پہونچتا ہے ایک بہت بڑی بارک
بارک انجنون کی دہونے اور صاف کرنے کے لیے بنی ہوئی ہے اس
بارک مین ۱۸ انجن برابر کہڑے ہوسکتے ہین اسمین سڑک کی دو ولینین بنی ہوئی ہین
اور جابجا فوارے پانی کے لگائے ہین جس سے انجن دہونے والی ملازم
پانی لیکر انجنون کو [illegible] دہوتے ہین۔

اس سٹیشن کے متعلق ایک بڑا چھاپہ خانہ ہے جسمین نیدرہ پریس انگریزے
لوہے کی دستی کام کرنے کے جاری ہین اور دس مشینین ہین جو بذریعہ انجن کی
چلتی ہین وہ ایک دن مین ہزارون کاغذ چھاپ ڈالتی ہین صرف ایک آدمی
کاغذ رکھنے والا مشین پر مامور ہوتا ہے - اس کارخانہ کیواسطے بہت بڑی
بارک بنائی گئی ہے کلرک کام کرنے والون اور کمپازیٹرون اور دفتریون کے
الگ الگ کمرے ہین اور بیشمار ملازم اپنا اپنا کام دیتے ہین غرضکہ اس کارخانہ
کے کام کا حد وحساب نہین -

دستی کام بنانے والون لوہارون کا الگ کارخانہ ہے اونکی واسطے الگ الگ
بھٹیان ہین جنکو انجن کے ذریعہ سے ہوا دیجاتی ہے اور الگ ہوا ایک
بھٹی کے انجن کے ہوا سے مشتعل رہتی ہے جب تک انجن چلتا رہتا ہے بھٹیان
گرم رہتی ہین -

اس سٹیشن ریلوی کی بنیاد ۱۸۵۹ء مین جان لارنس صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر
کے ہاتھ سے رکھی گئی ۱۸۶۲ء مین گاڑی پہلے امرتسر تک جاری ہوئی
بعد ازان دریا ئے بیاس تک پھر دہلی تک پھر ملتان تک علی ہذا القیاس
روز بروز اس کی ترقی ہوتی گئی اب سرکاری ریلوے لاہور سے پشاور
تک پہونچ گئی ہے -

رومن کیتھلک والون کا گرجا

یہ ایک نامی گرامی گرجا لاہور مین بازار انارکلی کی غربی سمت کو بر سر راہ واقعہ ہے اس جگہہ رومن کیتھلک
مذہب والی عیسائی اکثر نماز پڑھتے ہین احاطہ اسکا بہت وسیع ہے اور چارون طرف
چار دیواری کچی پکی سے محیط ہے شرقی سمت کی طرف بڑا پھاٹک ہے اور شمال کی سمت چھوٹا پھاٹک
ہے احاطہ کے اندر سوائے گرجا یعنی اصل پرستشگاہ کے جو وسط مین جا ہے ایک عالیشان کوٹھی پختہ

ومکانات متعلقہ کوٹھی کے گوشۂ شرق جنوب مین تعمیر ہوئی ہوئی ہی جسمین
پادری صاحب قیام رکہتے ہین اور غرب کی طرف ایک کوٹھی پختہ دومنزلہ
مس لوگون کی تعلیم کے لئے بنی ہی اسمین عیسائی لڑکیان پڑہتی ہین اصل گرجا
کا مکان باہر سے شرقاً غرباً عرض ۸۰ فٹ اور شمالاً جنوباً طول مین ایکسو بیس ۱۲۰
فٹ رکہا گیا ہے عمارت پختہ سفید پلستر کی ہوئی ہے پانچ پانچ دروازے
شرق و غرب کی سمت اور ایک بڑا دروازہ آمد و رفت کا جنوب کی طرف ہے
برانڈہ صرف جنوب کی سمت بڑے دروازے کے آگے بنایا گیا ہی برانڈے
سے تین بڑے محرابی مرغولی دہن جنوب کی سمت ہین اور بارہ فٹ اُسکا
عرض ہی ایک ایک دہن شرق و غرب کو ہی جنوبی دیوار برانڈہی والی
کی چہت سے بڑہا کر شرق و غرب کی سمت دو مرغولی دہن بنا کر اُسمین
دو بڑے گہنٹے لٹکائے گئے ہین جنکا وزن تخمیناً بیس بیس من سے کم نہوگا
اور ایک اُن دونو گہنٹون سے بڑا گہنٹہ گرجا کے باہر بسمت غرب لکڑیون
کی ٹہنچی بنا کر لٹکایا ہوا ہی نماز کے وقت اور ہر روز بارہ بجے کیوقت یہ گہنٹہ
بجایا جاتا ہے جنوبی دروازے سے جب گرجا کے اندر جائین تو واضح
ہوتا ہے کہ کل مکان پانچ کمرون اور دو گوداموں مین منقسم ہے ایک
درمیانی کمرہ دروازے کے محاذ کا جسکی چہت تیس فٹ بلند بسیم کرری
کی ہی اور دو کمرے اُسکے چپ راست یعنی شرق و غرب کی سمت
ہین ان دونو کی چہتین سولہ فٹ بلند رکہی گئی ہین دو کمرے درمیانی
کمرے کی شمالی انتہا پر جہان نماز گاہ ہی چپ راست یعنی شرق و غرب
کی سمت دونو طرف بڑہا کر بنائے گئے ہین ان پانچ کمرون کے علاوہ
دو مکان گودام رکہنے کیواسطے ہین اندرونی حصہ گرجا کا طول ۹۴ فٹ

اور عرض ۱۵ فٹ ہی اور تینون کمرے اندرونی عرض مین باہم برابر
ہین مگر بلندی مین درمیانی کمرہ بلند ہی اور چپ و راست کے کمرے اُس سے
نصف رکہی گئی ہین اب درمیانی کمرے کا حال تحریر ہوتا ہی کہ جب جنوبی
دروازے سے اُسمین داخل ہون تو بالائی چہت کی نصف بلندی کے
بیچ جنوبی دیوار سے لگی ہوئی دس فٹ چوڑی ایک چہت ڈالی گئی ہے
اور اسکے اُپر جانے کے لئے شرقی کمرے سے زینہ دیا گیا ہی اس جگہ باجہ
بجتا ہی جب صاحب لوگ نماز کیواسطے آتے ہین تو اس مقام پر باجا نہایت
خوبی کے ساتہہ بجایا جاتا ہے اور اسی کمرے کے اندر جنوبی دروازے
کے پاس جنوب شرقی گوشہ مین ایک سنگ مرمر کا بقدر پانچ فٹ
کے بلند ستون بنا ہی اور اُسپر پیالہ سنگ مرمر کا اُسمین وہ برکت والا
پانی رکہا رہتا ہے جو نماز کیوقت اُسمین ڈالا جاتا ہے جب عیسائی زن و
مرد وہان آتے ہین تو اُس پانی سے ہاتہہ بہگو کر آنکہون کو لگاتے ہین
اور اُس پانی کو نہایت متبرک سمجہتے ہین جب اُس سے آگے بڑہین
تو اُسکے شمالی حصہ مین ایک مکلف چبوترہ پختہ مربع بنا ہوا ہی جسکے اُپر
دو سیڑہیان چڑہکر جاتے ہین چبوترے کی چارون طرف محرابی مرغولی
عالیشان عمارت ہی یعنی چارون کہلے ہوئے ہین۔ اس چبوترے
کے شمالی انجام پر ایک اور چبوترہ ہی جسکو خاص نمازگاہ کہنا چاہیئے اسکے
اوپر دو زینہ چڑہکر جاتے ہین اسپر پادری صاحب نماز کی وقت کہڑے ہوکر
خدا کی تعریف اور حضرت مسیح کے حالات پڑہتے ہین۔ اسکے شمالی انجام
پر ایک دیوار جسکے نیچے اوپر تین درجے رکہے گئے ہین ہر ایک درجے پر
بڑے مکلف پائے یعنی بتی دان رکہے ہین ہر ایک مین مومی بتیان

بڑی بڑی لمبی لگی ہوئی ہین جو نماز کے دن شام کو روشن کی جاتی ہین
ایک طلائی گلٹ کا بنی دان نہایت قیمتی اور مکلف اُنکے درمیان
رکھا ہی اُسکو بزبان رومن ٹیبر ناکل کہتے ہین اسکی چمک دمک لایق
دیکھنے کے ہی بتی کے اوپر ایک مقطع گنبد طلائی روشنی بخش اہل نظارہ
ہی گنبد کے اُپر منقطع کلس ہی اسکے آگے ایک قیمتی پتھر کی صلیب رکھی ہے
اس عبادت گاہ کو رومن زبان ہین آلٹار کہتے ہین - اسکے پیچھے ایک
اور کمرہ ہی جسمین سامان روشنی کا رہتا ہے اس کمرے کی اُپر کی حد مین
چھت کے نیچے ایک بڑہاؤ دیا گیا ہی اور اُسپر بی بی مریم صاحبہ کی مورت
مٹی کی نہایت خوبصورت رکھی ہی یہ مورت اگرچہ مٹی کی ہے مگر خوبی و
خوش اسلوبی اُسکی دیکھنے پر منحصر ہی روغن نہایت عمدہ ہوا ہوا ہے -
کھڑی تصویر ہی اور دونو طرف گیارہ فرشتون کی تصویرین ہین پوشاک
عمدہ مکلف دکھلائی گئی ہی نماز گاہ کے کمرے کی چارسمت چوبی جنگلہ مکلف
لگایا گیا ہی اور جو دو کمرے اُسکے چپ و راست یعنی شرق و غرب ہین وہ
بھی نہایت مکلف ہین عمدہ فرش ہین جھاڑ فانوس سے آراستہ مذہبی
تصاویر جا بجا آویزان ہین قیمتی چوکیان و کرسیان رکھی ہین نماز گاہ
کے غرب و جنوب کے گوشہ مین ایک تخت لاٹ پادری کے اجلاس کے لئے
بچھا ہی اُسپر ایک بڑی کرسی خاص بڑے پادری کی نشست کی اور
دو کرسیان خورد چپ و راست اور پادریون کے واسطے رکھی ہین +
بڑے کمرے متصل کے چپ و راست جو دو کمرے شرقی غربی ہین وہ بھی
فرش و فروش و جھاڑ فانوس سے آراستہ ہین اور نشست کے لئے
مکلف چوکیان جا بجا رکھی ہین شرقی کمرے کی شرقی دیوار کے ساتھہ

بہی نمازگاہ بنی ہی اور ایک چبوترہ چہہ فٹ بلند تین درجہ کا بنا ہے
اسکے اوپر کے درجہ پر مٹی کی نہایت عمدہ مورت حضرت عیسےٰ مسیح کی کہڑی
کی گئی ہی اس مورت کی خوبی دیکہنے سے معلوم ہوتی ہی کہ اُستاد نے کس
اُستادی سے اُسکو بنایا ہی کہ اصل اور نقل مین کچہہ فرق باقی نہین چہوڑا یہہ
مورت قد آدم پورے قد کی بنائی گئی ہی دور سے اگر دیکہین تو یہی معلوم ہوتا
ہے کہ عیسےٰ مسیح کہڑے ہین پوشاک اس مورت کی نہایت مکلف ہی جو اُستاد
نے سانچے مین بناکر تصویر کے ساتہہ ملحق کر دی ہی مورت کے آگے ایک پتہر
کی صلیب قیمتی رکہی ہی - غربی کمرہ بہی اُسی طرح سجایا گیا ہی اور اُسی طرح
غربی دیوار کے ساتہہ ایک چبوترہ چہہ فٹ اُنچا تین درجہ کا بنا کر اُسپر
ولی فرانسیسی کی گلی مورت کہڑی کی گئی ہی جو عیسےٰ مسیح کی مورت کے مقابل
نہایت موزون نظر آتی ہی اس مورت کو اُستاد نے نہایت عمدہ بنلیا ہے
اور پوشاک سیاہ رکہی ہی ان دونو مورتون کے دونو طرف عمدہ عمدہ
بتی دان رکہی ہین جنمین مومی بتیان چڑہی ہوئی ہین غربی کمرے کی
غربی دیوار کے ساتہہ اور ایک اور چبوترہ بنا ہی اُسپر ایک آئینہ دار الماری
رکہی ہی اُسمین حضرت عیسےٰ مسیح کے بچپن کی عمر کی مورت نہایت عمدہ استادانہ
ہے یہ مورت بہی مٹی کی ہی ان کے علاوہ اور مورتین مذہبی دو کمرون مین
بیشمار آویزان ہین جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہین غرض کہ
اس گرجا کی خوبی دیکہنے پر منحصر ہے ✦

مکان میڈیکل سکول لاہور

یہ عالیشان مکان پاس ہسپتال سرکاری کے بسمت جنوب سرکار دولتمدار
کے حکم سے تعمیر ہوا سنہ ۱۸۸۱ع مین تعمیر اسکی شروع ہوئی اور سنہ ۱۸۸۲ع مین

باختتام پہونچی طول مین یہ مکان شرقاً غرباً دو سو فٹ اور عرض مین جنوباً شمالاً ایکسو اکتالیس فٹ ہی شمال کی سمت یہ مکان بقدر ستّر فٹ کے عرض مین سے تین درجہ مین منقسم ہے یعنی ۴۸ - ۴۸ فٹ تو زیر عمارت دونو طرف ہی اور ایکسو چھہ فٹ لمبا بطور صحن کُھلا رکھا گیا ہے اور دروازہ میانہ اسکا خاص ہسپتال کے میانہ دروازہ کے محاذ مین رکھا گیا ہی جو نہایت موزون و مناسب نظر آتا ہی درمیانی کمرہ اسکا جو طول کے وسط مین بنا ہی پچپن فٹ لمبا اور ۳۲ فٹ چوڑا اور ۴۸ فٹ اونچا سوای قینچی کے رکھا گیا ہے چھت اسپر قینچی دار آٹھہ فٹ اونچی ڈالی گئی ہی اسمین دو دروازے آمد و رفت بیرونی کے لئے جنوباً و شمالاً رکھے گئے ہین جنوبی دروازے کے باہر بڑی ڈیوڑہی مسقف بنائی گئی ہی جسمین بگی بخوبی کھڑی ہو سکتی ہے دوسرے دروازہ کے آگے جو مکان کے صحن کے اندر ہی ایک برانڈہ بطور ڈیوڑہی بڑہا دیا گیا ہے اس کمرے مین دفتر اور کتابین متعلقہ تعلیم میڈیکل رکھی رہتی ہین اس بڑے کمرے کے غرب کی سمت ایک کمرہ تینتالیس فٹ طول اور چونتیس فٹ عرض کا بنا ہی جسکے تین دروازے شمال کی سمت اور تین کھڑکیان جنوب کی سمت ہین اسمین ہندوستانی طالب علمون کو تعلیم دیجاتی ہی لیکچر بہی سنائے جاتے ہین جو متعلق علم جراحی کے ہوتے ہین چھت اس کمرے کی لوہے کے گارڈرون سے مضبوط کی گئی ہے اور اُسپر چوبی کڑیان اور چوکے ڈالے گئے ہین اس کمرہ کے غرب کی سمت ایک راستہ گلی کے طور پر دس فٹ چوڑا اور ۴۳ فٹ لمبا رکھا گیا ہے اسکے غرب کی سمت ایک اور کمرہ ہی جسکا طول ۴۳ فٹ اور عرض بیس فٹ رکھا گیا ہی اسمین مُردون کی لاشین چیر کر طلبا کو دکھلائی جاتی ہین

اسکے شمال کی طرف ایک چھوٹا کمرہ اکیس فٹ لمبا دس فٹ چوڑا ہی پھر اُس سے شمال کی سمت بڑہکر ایک بڑا کمرہ بیالیس ۴۲ فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا بنا ہی اس مین عجائب چیزین متعلق تعلیم ڈاکٹری کے رکھی رہتی ہین اسکے متصل شمال کی سمت ایک اور کمرہ بیس فٹ لمبا ۱۲ فٹ چوڑا ہی جو اُسی کے متعلق سمجھا جاتا ہی - بڑے درمیانی کمرے کے شرق کی سمت دو کمرے ۳۴ - ۳۴ فٹ طول اور ۲۲ - ۲۲ فٹ عرض مین ہین جنپر چھت آہنی گارڈرون کی پڑی ہی ان دونو کمرون مین علم طبابت جرّاحی و علوم کیمیا کے لیکچر طلبا کو سنائے جاتے ہین ان سے بڑہکر ایک کمرہ ۳۴ فٹ لمبا بیس فٹ چوڑا ہی جسمین مشر یا ٹیکا پڑہائی جاتی ہی اسکے شمال کی سمت ایک چھوٹا کمرہ اکیس فٹ طول اور دس فٹ عرض کا چھوڑ کر ایک اور بڑا کمرہ بیالیس فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا ہی جسمین سخت سخت کام متعلق ڈاکٹری کے دکھلائے جاتے ہین مثلاً پتھری کا نکالنا یا کسی عضو کا کاٹنا غرض کہ یہ مکان ایک گلی اور بارہ کمرون مین تقسیم کیا گیا ہے اور برانڈہ اندر باہر بنا ہوا ہی چھت ہر ایک کمرے کی سوائے بڑے قینچی دار کے ۱۸ فٹ بلند رکھی گئی ہے جنپر شہتیر اور کڑیان ڈالی گئی ہین باہر سے بلندی ان کمرون کی زمین سے منڈیر تک ۳۴ فٹ ہی اور برانڈے کی بلندی بغیر کرسی کے ساڑہی بیس فٹ شمار مین آتی ہی ہر ایک برانڈہ کی چھت قالبی ڈاٹ دار ہے شرقی سمت کے برانڈے مین سے ایک حصہ اندرونی کمرے کے شامل کرکے غسلخانہ بنایا گیا ہی اور اُسکے محاذ غرب کی سمت کے برانڈے مین زینہ اُپر چڑہنے کے لئے بنا ہی - کُل مکان اور برانڈے مین چوکے کا فرش کیا گیا ہے - یہ مکان عالیشان ایک منزلہ ہے اور عمارت پختہ چونہ کی نہایت مضبوط ہے

اندر سے پختہ پلستر سفید اور باہر سے سرخ اینٹ کی جہری دار عمارت
بنی ہی اور زمین سے مکان کی کرسی تک تین سیڑہیان ہر چار سمت
رکہی گئی ہین - یہ مکان مولف کتاب کی سرپرستی و نگرانی مین سرکار کے
حکم سے تعمیر ہوا جسکو دیکہکر حکام نے خوشنودی ظاہر کی اور کل روپیہ
اسکی تعمیر پر ایک لاکہہ ۲۳ ہزار صرف ہوا اور جو مکانات شاگرد پیشہ
وغیرہ متعلق اسکے علحدہ بنے ہوئے ہین اُنکا خرچ الگ ہے +

ضمیمہ

بعض ان مکانات کے ذکر مین جو بوقت تحریر مسودہ طبع کتاب کے لکھے نہین گئے
تہے اور اب بعد اختتام مسودہ وطبع کتاب اُنکا لکھنا واجب متصور ہوا -

مندر ٹہاکردوارہ وشوالہ سنت شاہ ودیو دیال واقع لاہور

اس کتاب کی تحریر مسودہ کے وقت اس مندر کی بنیاد کہدرہی تہی اس سبب سے
اسکا حال موقع پر درج نہوا اب یہ مکان بنکر تیار ہوگیا ہی اور واضح ہو کہ یہ
عالیشان مندر شہر لاہور کے اندر سوہے بازار کے سرراہ بازار سے بجانب
شمال واقع ہے جدید عمارت اسکے قابل دید ہی بانیان مکان سنت شاہ و
دیو دیال نے بفراخ دلی روپیہ خرچ کرکے یہ مکان بنوایا ہی اسکی عمارت پر
سرخ پتہر وسنگ مرمر بہت خرچ ہوا ہی باہر کی دہلیز سنگ سرخ کی ہی زینہ
بہی سنگ سرخ کا بنا ہی باہر کے دروازے کے شرق کی سمت چاہ بنا ہوا
گیا ہے اور ایک مکان سبیل یعنی پانی کی جگہ سنگ سرخ کی بنائی گئی ہے
چاہ کا چبوترہ پختہ ہی اوپر سے چہتا ہوا ہی اس جگہ سے عام و خاص
بہرتے ہین مندر کا مکان دوسری منزل پر بنایا گیا ہی نیچے تین دوکانین
ہین جنمین کرایہ دار رہتے ہین کرایہ بانیان مندر لیتے اور مندر کے

اخراجات مین خرچ کرتے ہین باہر کے دروازے سے جب تیرہ سیڑہیان چڑہکر اوپر جائین تو مندر مین داخل ہوتے ہین اوپر کا مکان تین حصص مین تقسیم ہوا ہی ایک حصہ مین تو چاہ ہی یعنی وہ سقف جو چاہ کے اوپر ڈالی گئی ہی اس چہت مین چاہ سے پانی بہرنے کے لئی سوراخ رکہا گیا ہے اس جگہ کی آمد ورفت کے لئی زینہ مین سے ایک دروازہ بسمت شرق رکہا گیا ہی اس چہت کے اُپر چونہ کی تہہ ڈالی گئی ہی جہان سے لوگ پانی بہرتے اور نہاتے ہین دوسرا حصہ ایک نشستگاہ ہی زینہ سے بجانب غرب یہ نشستگاہ نہایت مکلف سر بازار بنی ہوئی ہے یہ نشستگاہ زیرین دو کانون کے اُپر ہی جسمین یو جاری رہتی ہین دیوارین اسکی پختہ چونہ گچ چہت قلمدانی ہے ایک شہ نشین اور دو بخارچہ بازار کی طرف بڑہاؤ دیکر بنے ہین شہ نشین چوبی ستونون کی نہایت خوبصورت منقطع بنی ہی اور تین در پیچے اُس مین رکہے گئے ہین شرق وغرب شہ نشین اور بخارچون مین لکڑی کے بستے لگے ہین اور اسی بیٹہک مین سے زینہ اوپر جانے کے لئی بنایا گیا ہے۔ تیسرے درجے مین جسکو نشستگاہ کا صحن کہنا چاہیئے دو عالیشان مندر ایک دوسرے کے محاذ مین بنے ہین یعنی ایک مندر ٹہاکردوارہ جو صحن کے غربی حصہ مین ہی دوسرا مندر شوالہ بجانب شرق اور بیچ مین کہلا ہوا صحن ہی صحن مین سنگ مرمر کا فرش ہی اور ہر ایک سل مین کی درزین کالے پتہر کی تیزبزین دیکر علیحدہ علیحدہ سلین دکہلائی گئی ہین صحن کے وسط مین چہوٹا سا حوض ہی اور حوض مین پتہر کا فوارہ لگایا گیا ہے۔ مندر ٹہاکردوارہ دوسرے مندر شوالہ سے بہت بڑا ہے دروازہ اسکا شرق کی سمت ہی عمارت اسکی سر سے پاؤن تک

سنگ مرمر کی جگہ موہن یعنی بیرونی برانڈہ بھی سنگ مرمر کا ہے
برانڈے کے ستون نہایت خوبصورت و نازک ہشت پہلو سنگ مرمر کے
چھت بھی سنگ مرمر کی ڈالی گئی ہے دو زینہ سنگ مرمر کے چڑھ کر
انسان مندر مین داخل ہوتا ہے مندر کی دہلیز سنگ مرمر کی اندر باہر دیوارون
کے سنگ مرمر کی سلین نصب ہین سقف قالبوتی اُسپر طولانی گنبد سنگ مرمر
کا ہے جسپر کلس طلائی شایقین کی آنکھون کو روشن کرتا ہے مندر کے
اندر فرش سنگ مرمر کا اور تینون دیوارون مین تین طاقچے منبت کام
سنگ مرمر کے مغولی محرابی بنے ہین غربی طاقچے مین نہایت خوبصورت
مورتین سری کرشن جی مہاراج ورادہا جی دوسری رامچندر جی و جانکی جی و
لچھمن جی با آداب تمام رکھی ہین مورتون کو مکلف پوشاکین پہنائی گئی ہین
زیور بھی قیمتی طلائی و مرصع زیب تن کئے ہوئے ہین جنوبی طاقچے مین ہنومان جی
کی مورت رکھی ہے ایک طاقچہ خالی ہے - دوسرا مندر شوالہ ٹہاکر دوارے
سے چھوٹا ہے باہر سے یہ بھی سراپا سنگ مرمر کا ہے دروازہ اسکا غرب کی سمت
محاذ دروازے ٹہاکر دوارے کے ہے اُوپر گنبد سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت
طولانی شکل کا بنا ہے پتھر کی سلون مین منبتی کام نہایت خوبصورت کیا ہوا
ہے مندر کے اندر دو دو فٹ تک زمین سے اوپر دیوارون پر سنگ مرمر کی
سلین نصب ہین باقی دیوارون پر عمدہ گہوٹوان پلستر ہے نقش و نگار
سے آراستہ فرش بھی سنگ مرمر کا فرش کے وسط مین جلہری ہشتی
زمین کے اندر بنائی گئی ہے اُسمین شیوجی کا جلوس ہے اور جلہری کی ہر ایک
پہلو مین جو سنگ مرمر کی سلین نصب کی گئی ہین اُنمین منبتی کام مین
مورتین پاربتی و گنیش جی و برہما جی وغیرہ کی نہایت صنعت سے

بنائی گئی ہین سقف قالبوتی اور گنبد پر طلائی کلس شیوجی کے اوپر
جل دہار اکرنے کے لئے دیوار جنوبی مین آبدان بنایا گیا ہی جسمین باہر
کے دریچے چاہ والے سے پانی ڈال دیتے ہین اور شب جی پر بذریعہ ایک
پیتل کے سانپ کے پانی پڑتا ہی جو نہایت قبول صورت بنا ہوا ہے
سانپ کے منہ سے برابر باریک دہار پانی کی شیوجی پر پڑتی رہتی ہے
اسی مندر کے ایک گوشہ مین چاہ غرقی بنا ہی جسمین جلدہارا کا پانی
غرق ہوتا ہی - بیرونی صحن کی شمالی سمت ایک مکلف دالان بکدہنہ بنا ہے
جسمین نقاشی چونہ کے پلستر پر کی ہوئی ہی اور ایک کوٹھری اس دالان
کے متعلق گوشہ شمال غرب مین بنی ہی اس دالان اور کوٹھری کے
اوپر ایک بالا خانہ مقطع و خوبصورت بنا ہی او نیچے کی منزل مین تہہ خانہ ہی اور
ایک زینہ گوشہ شمال و شرق مین بنا ہی جو کوچہ مین جا کر کہلتا ہی اور مستورات اُس رستے
سے آکر پوجا کرتی ہین - اس مندر کے بانی لاہور مین نامی گرامی ساہوکار ہین +

مندر ٹہاکر دوارہ لالہ نہال چند -

یہ شخص لاہور کے اندرون وساہوکار دُن مین نامی گرامی آدمی ہے
ٹہیکہ داری کا کام کرتا ہی سنٹرل جیل لاہور مین ہر ایک چیز کا ٹہیکہ
اُسیکے متعلق ہی جیل کی عمارت کا کام بہی مولف کتاب کے ماتحت
یہی شخص کرتا ہی اس شخص نے اس عالیشان مندر کی تعمیر کی بُنیاد
رکہی ہی جسکی عمارت پختہ چونے کی بنی ہی پتہر بہی بہت سا خرچ ہوا ہے
یہ زمین جس جگہ اب مندر بنتا ہی سکہون کے عہد سے سفید بلا عمارت
چلی آتی تہی غرب کی سمت اسکے بفاصلہ بازار کے حویلی مہاراجہ کہڑک سنگہ
کی نہایت عمدہ و عالیشان بنی ہوئی تہی جسکی اینٹین سرکار دولتمدار نے

فروخت کر دین اور وہ عالیشان حویلی لوگ گرا کر مصالح لیگئے یہہ زمین
مہاراجہ کی حویلی کے محاذ مین تہی اور مہاراجہ کی سواری کے ہاتہی گہوڑے
اس جگہ کہڑے ہوا کرتے تہے اب سرکار نے بصیغہ نزول یہ زمین نیلام کردی
اور نہال چند نے خرید کر اُسپر یہ متبرک مندر بنانا شروع کردیا غرب کی
سمت یہ لوہاری دروازے کے بازار کے ساتہہ ملحق ہی اور شرق کی سمت
لوگون کے مکانات کے ساتہہ۔ یہ مکان پختہ چونہ کی عمارت کا بننا شروع
ہوا ہی دروازہ سر بازار غرب کی سمت رکہا گیا ہی دروازہ مکان کا وسط
مین ہی چار دوکانین شمال اور تین جنوب کی سمت بنائی گئی ہین چوتہی
دوکان کے مقابلہ پر چاہ ہی چاہ قدیمی کوچہ کے سرے پر تہا مگر اب
مکان کے اندر آگیا ہی دوسری منزل پر ڈیوڑہی کے دونو طرف نشستگاہین
مکلف بنائی گئی ہین اور نشستگاہون کے دریچے بازار کی طرف کہلے ہین
ایک شمالی جسکا زینہ شمالی گوشہ مین ہی دوسری جنوبی جسکا زینہ کوچہ
کے اندر رکہا گیا ہی تیسری نشستگاہ ڈیوڑہی کے اوپر نہایت مقطع بنی
ہے اور اُسکا بنحار چہ پتہر کے ستونون کا دروازہ پدر رکہا ہی خاص دروازہ
بہی پتہر کا ہی سیڑہیان بہی پتہر کی چار سیڑہیان چڑہ کر مکان کے اندر
جاتے ہین ڈیوڑہی سے گذر کر ایک وسیع صحن آتا ہی جنوب کی سمت
اسکی سر کوچہ ایک عالیشان دالان بنایا گیا ہی جسکے مین بڑے بڑے
دہن محرابی قالبوتی ہین اور دریچے کوچہ کی سمت رکہے گئے ہین صحن کے
شمال کی سمت مندر عالیشان بہت بلند سر بفلک تعمیر ہوا ہے
جسکی بلندی و استحکام دیکہنے سے معلوم ہوسکتی ہی یہ ایک مندر نہین ہے
بلکہ پانچ مندر ہین یعنی وسط مین تو بڑا مندر ٹہاکر دوارہ ہے

اور چار گوشون پہ چار مندر شوجی و دیوی جی و سورج جی و گنیش جی
کے ہیں ابھی تعمیر نہین ہوئے نیم تیار ہین بڑا مندر بھی ابھی بن رہا ہے
جسکی منزلین مع کلس سات ہونگی شرقی حصہ صحن کا بھی ابھی عمارت
سے خالی پڑا ہی غرض کہ جب یہ مندر بنکر تیار ہوگا تو اسکا ثانی بلندی مین
اور کوئی مندر نہوگا +

ٹھاکردوارہ ماکھوشاہ

یہ ٹھاکردوارہ کھڑک سنگھ مہاراجہ کی حویلی کے جنوب کی سمت بفاصلہ ایک
کوچہ کے ہی پہلے اس جگہ ٹھاکردوارہ نہ تھا سات برس کا عرصہ گزرا ہے
کہ ماکھوشاہ نے یہ مکان خرید کر ٹھاکردوارہ بنا دیا اب بھی صورت مکان
کی ایک حویلی کی قطع پر ہی - دروازہ اسکا شمال کی سمت سر راہ ہی جب اُسکے
اندر جائین تو ڈیوڑھی سے گزر کر ایک مسقف صحن گچہ دار آتا ہی صحن کے
غرب کی سمت ایک کوٹھری اور ایک دالان اور ایک نشستگاہ بنی ہوئی
ہے جسکا دریچہ بازار کی سمت صحن کے جنوبی حصہ مین جو دالان ہے اُسکے
اندر ایک چھوٹی گنبد دار عمارت بناکر ٹھاکردوارہ بنایا گیا ہی جسکی عمارت
نہایت عمدہ ہی اور شیشہ کا بیل دار کام نہایت عمدہ لایق تعریف کے
بنا ہوا ہی ٹھاکردوارے کے اندر ایک سری کرشن جی مہاراج کی سنگی
مورت اور دوسری رادہا جی کی باداب تمام رکھی ہین اس منزل کے
گوشہ شرق و شمال مین چاہ ہی اور ڈیوڑھی مین سے زینہ اوپر جانے کا
اوپر کی منزل مین بھی مکان منزل زیرین کی طرح بنا ہی جسمین پجاری
کا مقام ہی پجاری اس مندر کا بالفعل رام کشن داس بیراگی مقرر
ہے اور خرچ مندر کا بذمہ بانی مکان کے - بانی اس مندر کا ماکھوشاہ

ایک نامی گرامی ساہوکار لاہور کا رہنے والا ہے اور اُسکا مکان بھی متصل اس مندر کی ہے +

مندر دیوی دوازہ رجو و دہرموں

لاہور کے پُرانے مندروں مین یہ دیوی دوارہ بھی مشہور و معروف مکان ہے لاہور کے ہنود اسکا آداب بجان و دل کرتے ہین و باعتقاد تمام حاضر ہو کر ماتھا ٹیکتے ہین یہ مندر علاقہ بھاٹی دروازہ کوچہ رجو دہرمون مین واقع ہے بلکہ وہ کوچہ بھی اسی مندر کے نام سے مشہور و معروف ہے اہل محلہ بیان کرتے ہین کہ اکبر بادشاہ کے عہد مین رجو و دہرمون نام دو عورتین قوم اروڑی اس محلہ مین رہتی تہین دیوی کی پرستش مین شب و روز مصروف رہتی تہین دیوی جی اُنپر یہان تک مہربان تہین کہ جب وہ یاد کرتین فوراً درشن دیتی مسمات رجو ایک عورت بیوہ تہی اور دہرمون اُسکی دختر باکرہ نہایت خوبصورت تہی دہرمون نے شادی سے انکار کیا اور دیوی جی کی محبت مین ایسی محو ہوئی کہ دنیا سے علاقہ اُنکا نرہا اور مالک اسکان کا جہان اب مندر واقع ہی ایک شخص قوم کہتری مہرو ترا تہا اُسکا خوردسال لڑکا بقضائے آلہی مرگیا تو وہ روتا چلاتا دہرمون کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ میرا ایک ہی لڑکا تہا جو مرگیا اگر آپ دیوی جی کی خدمت مین عرض کرین تو زندہ ہو جائے چنانچہ رجو و دہرمون دونون نے دیوی جی کی طرف دہیان لگایا تو دیوی جی تشریف لائین اور وہ مرا ہوا لڑکا فی الفور زندہ ہوگیا وہ کہتری بہت خوش ہوا اور یہ مکان رجو و دہرمون کی نذر کر دیا اس روز سے وہ یہین قیام پذیر ہوئین رفتہ رفتہ شہرہ اُنکی کرامت کا اکبر بادشاہ کے کان مین پہنچا وہ خود اُنکی خدمت مین حاضر ہوا اور چند تخم درختان آم و انار وغیرہ کے پیش کیئے

اور کہا کہ یہ تخم اسی وقت زمین میں بوئے جاوین اور اسی وقت درخت
سرسبز ہون اسی وقت میوہ لگ جائے۔ رجو دہرمون نے یہ درخواست
بادشاہ کی سنکر دیوجی کو یاد کیا دیوجی تشریف لائین اور وہ درخت اُسی وقت
سرسبز ہوگئے اور اُسیوقت پہل لگ گیا اور اُسی وقت بادشاہ نے کہا لیا
چندمدت تک وہ عورتین اس مکان مین رہین جہانگیر بادشاہ کیوقت
صوبہ لاہور جو ایک مسلمان شخص تہا دہرمون کے حسن و جمال کی
تعریف سنکر اُسپر فریفتہ ہوگیا اور اُس نے پیغام دیا کہ دہرمون مسلمان
ہوکر اُس سے نکاح کرلے اس مدخواست سے وہ دونو نیکذات صاحب عصمت
عورتین نہایت تنگ ہوئین اور نہ چاہا کہ حاکم وقت کی نسبت بددعا دیکر
اُسکو برباد کردین آخر خود اس جگہ جہان اب مندر بنا ہوا ہی زمین مین
سما گئین دیوی جی کا جلوہ بہی جو اُسوقت موجود تہا زمین مین چلا گیا۔
چنانچہ اُس روز سے اس جگہ دیوی دوارہ مقرر ہوگیا اور پرستش شروع ہوئی
پرستش ماہی بہن یہان بہاری میلہ ہوتا ہی ایک ماہ چیت کی اشٹمی کو
دوسرا اشٹمی ماہ اسوج کو خلقت کثیر جمع ہوتی ہی چڑہاوہ بہت
چڑہتا ہی سال بہر مین اکثر جاگے ہوتے ہین اور تمام رات بہگت لوگ
دیوی جی کی بہینٹین گاتے ہین + یہ مکان بطور ایک حویلی صحن دار کے
بنا ہوا ہی شرق کی سمت اسکا دروازہ ہی جب دروازے اندر جائین تو دو
ڈیوڑہیان آتی ہین یعنی ایک ڈیوڑہی جنوبی اور دوسری شمالی جنوبی
ڈیوڑہی سے خاص مندر کے اندر جاتے ہین ڈیوڑہی سے گزر کر ایک وسیع
صحن مین انسان پہونچ جاتا ہی صحن مین خشتی فرش ہے شمال کی سمت
پانچ درکا ایک چوبی دالان ہی ایک شہ نشین جنوب کی سمت جسکے

تین دروازے ہین نشستگاہ پختہ بنی ہی غرب کی سمت خاص مندر کا مکان ہے
یہ مندر زمین کے اندر بطور تہہ خانہ کے بنا ہی آٹھہ سیڑھیان اُترکر نیچے جاتے
ہین مندر مین تاریکی بہت ہی مگر دو روشندان جو صحن مین رکھی ہین کھولدئے جائین
تو تاریکی دور ہو جاتی ہی مندر دو درجے مین منقسم ہی ایک درجہ مین فرش ہے
جو زینہ کے آگے ہی دوسرا درجہ چوبی سہ درہ کہڑا کرکے علیحدہ کیا گیا ہی اُسمین
ایک چبوترہ دو فٹ اونچا دس فٹ لمبا چھہ فٹ چوڑا بنا ہوا ہی اُسپر
ایک پنڈی میانہ مین بنی ہی جو چھہ انچ بلند فرش سے ہوگی پنڈی پر
پھول پڑے رہتے ہین یہ وہ موقع ہی جہان رجو وہرمون اور دیوی جی
کا جلوہ زمین مین سما گیا تھا پنڈی کے حوالے مین سنگ مرمر کا فرش ہے
اس درجہ کے جنوبی اور شمالی حصہ مین جو چبوترے سے پستی مین ہے
دو چارپایان متبرک رکھی ہین جو سلطان رجو وہرمون کے سونے کی
تھین ان چارپائیون پر بھی پھول پڑے رہتے ہین اور اعتقاد مند لوگ
ان چارپائیون کو نہایت متبرک جانتے ہین۔ شمالی ڈیوڑہی سے جب
انسان جائے تو دوسرے درجہ مکان مین داخل ہوجاتا ہی یہ احاطہ بھی
اسی مندر کے متعلق ہی اسمین چند درخت پیپل وغیرہ کے ہین اور ایک
چاہ چرخی دار ہی اس احاطہ سے بھی ایک دروازہ مندر کی طرف
جانے کے لئے جنوبی دیوار مین رکھا ہے ٭

ہرنی گیان مندر و شوالہ ایشری پرشاد کایتہ

یہ مکان موری دروازے کے باہر سرراہ بجانب شمال واقع ہی اسکے متعلق
زمین بہت ہی چارکوٹھے ایک چاہ اور ایک پختہ عمارت کا شوالہ ہے
اور وہ شوالا سکھون کیوقت ایشری پرشاد کایتہ نے بنوایا تھا یہ مندر

ایک وسیع چبوترے پر بنایا گیا ہی چبوترہ اور شوالہ کی عمارت پختہ چونہ کی ہے غرب کی طرف دروازہ رکھا گیا ہی فرش بہی اندر مندر کے پختہ وسط مین ایک اور چبوترہ خورد ہی جسپر شیوجی کا استہاپن ہی سقف پختہ قالبوتی اُسپر گنبد مدور نہایت خوبصورت نظارت بخش دیدہ اہل بصیرت ہی +
اس مقام پر پنڈت سردہا رام پہلوری جو ایک معزز و فاضل علوم مذہبی سنسکرت و شاستر کا تہا اتوار کے روز مجمع کثیر کر کے اپنے بابرکت و پاک کلام سے ہندؤن کو مستفیض کرتا تہا اُسکی کتہا کے سننے کے لئے ہجوم کثیر ہو جاتا تہا اکثر کلام اُسکا برخلاف جدید مذاہب آریہ و برہمو کے ہوتا تہا جو مورتی پوجن کے بالکل برخلاف ہین جبتک وہ زندہ رہا اس مکان پر بڑی رونق رہی افسوس کہ اب چند سال سے وہ فوت ہوگیا ہی اگرچہ اب بہی پنڈت گوپی ناتہہ ایڈیٹر اخبار عام اس جگہ آکر لیکچر دیتا ہی اور ہندو ارادت مند بہت جمع ہو جاتے ہین مگر وہ رونق نہین ہوتی جو سردہا رام کے وقت ہوتی تہی +

شوالہ و ٹہاکر دوارہ

یہ دونو مندر ایک احاطہ مین بیرون دروازہ موری سر راہ ہری گیان مندر کے جنوب کی طرف بفاصلہ ایک سڑک کے واقع ہین احاطہ اسکا پختہ ہی سر راہ تین دوکانین ہین جنمین لکڑی فروش وغیرہ بیٹہتے ہین اندر احاطہ مین درختان پیپل وغیرہ بہت ہین عمارت شوالہ کی ایک پختہ چونہ گچ چبوترے پر بنی ہی اندر باہر سے شوالہ چونہ گچ سقف قالبوتی اُسپر مدور گنبد نہایت خوشنما ہے مندر مین فرش پختہ وسط مین ایک خورد چبوترہ ہی اُسپر جلہری پتہر کی اُسپر شوجی کا جلوس ہے

دروازہ احاطہ کا شمال کی سمت اور دروازہ کے پاس چاہ پختہ چرخی وار ہے
دوسرا مندر ٹھاکردوارہ چاہ کے غرب کی سمت پختہ بنا ہوا ہی جو بطور ایک کوٹھہ
کے ہی دروازہ شرق کی سمت اندر سے دیوارین پختہ منقش سقف چوبی غربی
دیوار مین تین طاقچے مکلف بنے ہین جنمین سنگی مورتین سری کرشن جی مہاراج و
رادہکا جی وسری رامچندر اوتار وجانکی جی وشوجی و پاربتی جی کی باداب
تمام رکہی ہین یہ مکان متعلق مندر بانکے بہاری کے ہی جو شہر کے اندر ہی اور وہی
مہنت اسکا چڑہاوہ لیتا ہی اور پوجاری اسکی طرف سے متہراداس مقرر ہے ✤

مندر ٹہاکردوارہ باوادہونا داس

یہ متبرک مندر بہی بیرون دروازہ موری واقع ہی جو ہری گیان مندر سے
بجانب گوشہ جنوب غرب بفاصلہ ایک سڑک درمیانی کے واقع ہی سکہی
وقت مین یہ مندر باوا دہونا داس سادہ نے بنوایا بہت سی زمین
کہنڈرات کی جو چارون طرف بیکار پڑی تہی شامل مندر کے کر لی
موران طوایف محبوبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ جسکا باغچہ اس مندر کے
پاس تہا سادہ مذکور کی معتقد تہی اُس نے مندر کی تعمیر مین بہت
مدد دی چاہ بہی نیا لگوا دیا نشستگاہ بہی سر راہ بنوا دی خاص مندر
کا مکان ایک وسیع پختہ چبوترہ پر دو درجہ مین منقسم ہی ایک درجہ
خاص مندر کا دوسرا اُسکے متعلق جسمین پوجاری رہتے ہین مندر کا
درجہ پختہ چونہ کی عمارت کا اندر باہر سے پلستر پختہ کیا ہوا ہی چہت
بہی قالبوتی خشتی ہی مگر گنبد نہین ہی اندر فرش پختہ اور زمین طاقچہ
مکلف بنے ہین تینون طاقچون مین بہت سنگی مورتین سری کرشن جی
و رادہکا جی و سری رامچندر جی و سیتا جی و شوجی و پاربتی جی و ہنومان جی

و لچھمن جی وغیرہ کی ہین شوجی کی مورت سنگی بہت بڑی اور عمدہ بنی ہوئی
ہو ایسی کہ لاہور کے اور کسی ٹھاکر دوارہ مین نہین پائی جاتی دوسرا درجہ
متعلق ٹھاکر دوارہ یہی مسقف ہو اور دروازہ شمال کی سمت چھت اسکی
تابع قی خشتی بنی ہو جسکا دروازہ جنوب کو ہو اور سیڑہی شمال کی سمت
بین سمت پچھے بین نشستگاہ کے باہر شرق کی سمت کو چاہ پختہ دار ہو بہت سی
زمین جو متعلق مندر کے سفید ہو اسمین ایک اکہی فروش دوکان کرتا ہے
اور کرایہ مہنت کو دیتا ہو۔ بالفعل اس مندر کا مہنت رام داس سادہ
پوتا چیلا دہونی داس کا ہو اور دہونی داس بانی مندر کی سادہ پختہ مندر کے
غرب کی سمت علیحدہ بنی ہوئی ہو جسکے اوپر چھوٹا سا گنبد ہے +

مکان سمادہ رانی راجکوران المشہور رانی نکاین و رانی چند کنور

یہ دو سمادہ مین پختہ عالیشان عمارت کی خاص کچہری صدر ضلع لاہور سے بگوشہ
جنوب غرب ٹبہ بابا فرید گنج شکر سے بجانب جنوب واقع ہین رانی راجکوران المشہور
رانی نکاین زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ والدہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی تہی اور
رانی چند کنور زوجہ مہاراجہ کہڑک سنگہ والدہ کنور نونہال سنگہ کی تہی دونو کی
عالیشان سمادہ مین اس جگہ تعمیر ہوئین جو انکی یادگار ابتک قائم ہے۔
رانی نکاین کی عزت و توقیر مہاراجہ کے ہان سب سے زیادہ تہی شیخو پورہ اور
کل علاقہ ساندل بار اسکی جاگیر مین تہا تا عمر وہ شیخو پورہ کے قلعہ مین قیام پذیر
رہی جب فوت ہوئی تو اس موقع پر اسکی سمادہ بنی + رانی چند کنور بعد وفات
مہاراجہ کہڑک سنگہ اور کنور نونہال سنگہ کی مالک سلطنت پنجاب کی ہوئی اور
سرداران سندہانوالیہ کی تجویز سے گدی پر بٹھلائی گئی مختار کار سلطنت کے
سرداران سندہانوالیہ ہوئے راجہ دہیان سنگہ وزیر ناراض ہوکر جمون کو چلا گیا

چند ماہ کے بعد جب مہاراجہ شیر سنگہ بٹالہ سے آکر سلطنت پر قابض ہوا تو رانی
چند کنور محبوس کی گئی اور اسی حالت مین مر گئی مشہور یہ تہا کہ مہاراجہ شیر سنگہ
کے ایما سے اُسکی کنیزون نے اُسکو مار دیا تہا اُسکی سمادہ بہی اسی جگہ بنائی گئی
یہ دو تو سمادہ مین بلند و عالیشان پختہ چہت سے پرے ہین سمادہ رانی نکاین
کی چبوترے کے شمالی حصہ مین ہے چبوترے کی دیوار بلندی دس فٹ کے
بلند ہے شرقی کی سمت سیڑہیان رکہی گئی ہین سیڑہیون کے سامنے سمادہ
رانی نکاین کی ہے عمارت اسکی پختہ چونہ گچ ہے شکل مربع ہر ایک طرف
سے سولہ سولہ فٹ دیوارین پختہ اندر باہر سے پلستر چہت ڈاٹ بوتی اُسپر
عالیشان گنبد مدور پہاڑی دار ہے اور اُسپر طلائی کلس نہایت خوبصورت
ہر سمت ایک ایک دروازہ طاق پختہ چوبی اندر پختہ فرش وسط
مین ایک چبوترہ پختہ ڈیرہ فٹ اونچا تین تین فٹ مربع اُسپر گول سمادہ
پتہر کی بنی ہوئی ہے۔ دوسری سمادہ رانی چند کنور کی جو اسی چبوترے پر
اس سمادہ سے بجانب جنوب ہے یہ مکان بہی پختہ چونہ گچ نہایت عمدہ
بنا ہوا ہے قطعہ اسکی بہی مربع ہر سمت سے سولہ سولہ فٹ عرض و طول
مین ہے اندر چارون طرف چار دروازے شرقی دروازے مین چوکہٹ
سنگ مرمر کی لگی ہے اندر باہر پختہ استر کاری ہے سقف ڈاٹ بوتی اور
اُسپر مدور گنبد عالیشان پہاڑی دار بنا ہوا ہے کلس نہین چڑہایا گیا
سیخ آہنی موجود ہے دروازون مین جوڑیان بہی نہین پہیری گئین
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکان کسی سبب انقلاب سلطنت سے ناتمام رہگیا
تہا اندر فرش پختہ ہے اندر وسط مین ایک چبوترہ اور چبوترے پر گول سمادہ
بنی ہے چار دیواری اس چبوترے کی جسپر سمادہ مین بنی ہین بہت جگہ سے

بسبب عدم خبر گیری کے گر گئی ہی سیڑہیان بہی گری ہوئی ہین کوئی خبر گیر و
خدمت کرنیوالا مکان کا موجود نہین ہی گویا مکان لاوارث و ویران پڑا ہوا ہی +

ٹہاکردوارہ و شوالہ جمنا دیرو جنگم کا

یہ دونو عالیشان مندر انارکلی بازار مین سڑک سے بجانب شرق واقع ہین اور
احاطہ خام ہی جسمین مندر پختہ بنے ہین یہ دونو مندر ایک وقت مین نہین بنے
سمت ۱۹۱۰ بکرمی مین جنا دیرو جنگم نے پہلے زمین سرکار سے لی اور چاہ کلان کہدوایا
اپنے رہنے کے لئے خام مکان بنوایا پہر گدائی کرکے روپیہ جمع کیا اور شوالہ کی
تعمیر کی بنیاد رکہی سمت ۱۹۳۶ مین پہر اس نے ارادت مند لوگون سے روپیہ
جمع کرکے ٹہاکردوارہ بنوایا اور اپنے نام کی نیک یادگار دنیائے ناپائیدار مین
قایم کی یہ دونو مندر ایک مستطیل پختہ چبوترہ پر جو شمالاً جنوباً ہی بنے ہوئے
ہین جنوب کی سمت شوالہ ہی مکان شوالہ اندر باہر سے پختہ چونہ گچ شرق کی
سمت دروازہ ہی فرش بہی اندر پختہ ہی وسط مین ایک چبوترہ اُس پر
شوجی کا استہاپن ہی سقف قالبوتی اُسپر ملوانی پختہ گنبد ہی مگر کلس طلائی
نہین ہی - دوسرا مکان ٹہاکردوارہ شوالہ سے شمال کی سمت ہی پختہ چونہ گچ
اندر باہر سے پلستر چہت قالبوتی اُسپر چہوٹا سا گنبد مگر چہت پر دکہنا
کی مکان کی چوبی اندرون مکان غربی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ
بنا ہی اُسمین مورتین کرشن جی اور رادہکا جی کی نہایت عزت و احترام سے
سے رکہی ہین مالک و پوجاری اس مکان کا باوا جنا دیرو جنگم ہے اور
بعمر اسّی برس کے ابہی اُسکے قویٰ درست ہین تمام انارکلی کے ہندو
اس جگہ پرستش کے واسطے حاضر ہوتے ہین اور چڑہاوہ دیتے ہین +

ٹہاکردوارہ لالہ مہین لال

یہ مندر بازار انارکلی کی شرقی آبادی مین واقع ہی مکان اگرچہ مختصر ہے مگر
عمارت عمدہ و سنگین ہی بانی اسکا ادمی نامور ہندوستانی صاحب جائداد و
ذی عزت گنا جاتا ہی اس نے بفراخ دلی روپیہ خرچ کرکے یہ مندر بنوایا احاطہ اسکا پختہ
اینٹ کا بنا ہوا ہی اور اندر سب احاطہ مین خشتی فرش ہی دو دروازے ایک جنوبی
اور دوسرا شمالی رکہے گئے ہین جنوبی دروازہ کوچہ مین ہی جو شارع عام ہی اور
شمالی دروازہ مہین لال بانی کے گہر مین صحن کے شرقی حصہ مین ہے
پجاریون کے قیام کے لئی پختہ مکانات ہین اور غربی حصہ مین ایک مکلف
پختہ چبوترہ اُسپر دو عالیشان مندر بنے ہین ایک بڑا جو ٹہاکردوارہ ہے
دوسرا خورد جو شوالہ ہی ٹہاکردوارہ کی عمارت ڈیڑہ فٹ بلندی دیکر شروع
ہوتی ہی مندر کا دروازہ شرق کی سمت ہی اور جگ موہن یعنی برانڈہ
سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی پانچ اُسکے دہن ہین اور
ہشت پہلو نازک ستون سنگ مرمر کے مطبوع طبع اہل دید ہین ہر ایک
محرابی مرغولی صورت کا فرش بہی برانڈہ مین سنگ مرمر کا زینہ بہی سنگ مرمر
کا ہی اندر مندر کے سنگ مرمر کا فرش دیواروین سنگین مسقف قالبوتی
اُسپر پختہ گنبد طولانی شکل کا اُسپر سنہری کلس خوشنا چڑہا ہوا ہی غربی دیوار
مین مکلف طاقچہ سنگ مرمر کا بنا ہی اُسمین سنگی مورتین سری کرشن جی مہاراج
اور رادہکا جی کی باداب تمام رکہی ہین جنکی پرستش ہوتی ہی ۔ دوسرا مکان
مندر شوالہ اس مندر سے جنوب کی سمت تہوڑے سے فاصلے کے ساتہہ
بنا ہی پختہ چبوترے پر اسکی عمارت ہی دیوارین چونہ گچ پختہ عمارت کی دہلیز
پتہر کی دروازہ شرق کی سمت دروازہ کے آگے برانڈہ پختہ عمارت کا
اندر مندر کے فرش پختہ چہت قالبوتی اُسپر طولانی گنبد گنبد پر کلس طلائی

چلتا ہوا نظر آتا ہی مندر کے وسط مین ایک اور چبوترہ خورد جلہری پتہر کی اُسپر شوجی کا جلوس ہی گاگر پیتل کی جس سے جلدہارا شوجی پر ہوتا ہے باہر صحن کے گوشہ جنوب شرقی مین چاہ چرخی دار ہے اس مندر کی پوجا انارکلی کے ہندو کرتے ہین اور سب پوجا کیواسطے اسی مندر مین حاضر ہوتی ہین بانی اس مندر کا کفیل اسکے اخراجات کا ہی +

مندر شوالہ لالہ چہوٹے لال

یہ عالیشان مندر انارکلی کی اعلے و مستحکم عمارات مین سے ہی اس کا بانی لالہ درگا پرشاد خلف الرشید لالہ چہوٹے لال مرحوم کا ہی جس نے ہزار روپیہ صرف کرکے یہ عالیجاہ مندر تعمیر کیا ہی۔ اس مکان پر پہلے بہی شوالہ تہا جو بوہڑ داس کا شوالہ مشہور تہا اور بوہڑ داس ایک سادہ خدا پرست اُس مقام پر قیام پذیر تہا سکہون کیوقت اسکی بہت مشہوری تہی چونکہ اُس نے ایک بوہڑ کا درخت یہان لگایا تہا لوگ اُسکو بوہڑ داس کہتے تہے اصلی نام اُسکا شاید کوئی اور تہا جب بازار انارکلی سرکار انگریزی کیوقت آباد ہوا اور لالہ چہوٹے لال کے خاندان کی دوکانین ساہوکاری کی اس موقع پر جاری ہوگئین تو یہ مکان بہی انکے تصرف مین آگیا اسکے گرد نواح اُنہون نے بڑی بڑی عمارتین تعمیر کین اور اس شوالہ کو از سر نو بنوایا جو قابل دید ہی +

دروازہ اس مندر کا غرب کی سمت ہی جب باہر کے دروازے سے اندر جائین تو وسیع ڈیوڑہی آتی ہی اس ڈیوڑہی کے جنوبی حصہ مین چاہ ہے اور لوگ اُس چاہ سے پانی باہر سے بہی بہرتے ہین اور ڈیوڑہی کے اندر سے بہی پانی بہرنے کا راستہ رکہا ہوا ہی اُس سے آگے جائین تو دوسرا دروازہ آتا ہی جو احاطہ مندر کے غربی دالان مین کہلتا ہی مندر کا احاطہ بہت بڑا ہی

زمین پر پختہ فرش ہی صحن کے چارون طرف عالیشان عمارتین محرابی مرغولی
دالانون کی ہین اور سب کے ستون سنگ سرخ کے ایک دالان تو غربی وہ
دالان ہی جسمین غربی دروازہ کہلتا ہی دوسرا دالان شرقی اس دالان کے
قالبوتی دہنون مین چوبی چوکہٹین نصب ہین اور چوبی جوڑیان چڑہی ہوئی
ہین اُسکے علاوہ ایک اور دالان جو [illegible] دالان غربی دروازہ والہ کے ہی
اُسکے سنگین دہنون کو بہی چوکہٹین لگاکر ٹہاکر دوارہ بنایا گیا ہی یہ دالان
نہایت مکلف ومنقش بنا ہی اور شرقی دیوار مین سنگین خوبصورت طاقچے
جنمین مورتین گنیش جی و گنگا جی وسری کرشن جی و رادہکا جی و دیوی جی
و ہنومان جی کی باداب تمام رکہی ہین ہر ایک مورت کا مکلف لباس اور زیور
ہے اور خوبی اُس مکان کی دیکہنے پر منحصر ہے شمالی دالان کے ستون بہی
پتہر کے ہین اور دروازے چوبی لگے ہین جنوبی دالان بہی سنگین ستونون
کا نہایت عمدہ ومضبوط بنا ہی جسمین پوجاری لوگ رہتے ہین +
صحن کے وسط مین عالیشان مندر شوالہ ہشت پہلو سنگ سرخ کا سنگین
چبوترے ہشت پہلو کے اوپر بنا ہوا ہی اس مندر کے اندر باہر پتہر لگایا گیا
ہی فرش بہی پتہر کا چہت قالبوتی اوپر عالیشان گنبد پہاڑی دار نہایت
قبول صورت ہی ہر ایک پہلو مین پتہر کی جالیان لگائی گئی ہین صرف دو
دروازے شرقی وغربی کہلے ہین مندر کے وسط مین پتہر کی جلہری فرش سے
نیچے یعنی زمین دوز جسمین شوجی مہاراج کا جلوس ہی غرقی جلدہارا کے
پانی جانے کیواسطے مندر کے ایک گوشہ مین بنی ہی گنبد کے اوپر طلائی کلس
نہایت درخشان آنکہون کو روشن کرتا ہی۔ اس مندر کا پوجاری سیوج بہان
گوڑ برہمن مقرر ہی جو تنخواہ مع دیگر خادمان مندر کے لالہ چہوٹے لال کی کوٹہی سے

جسکے کرایہ سے مندر کا خرچ بخوبی چلتا ہی اور پوجاری کا گزارہ بہی معقول ہے
یہ مندر سمت ۱۹۰۴ بکرمی مین تعمیر ہوا بانی نے اپنی خاص حویلی مسکونہ کو گراکر
یہ مندر بنوایا اور بسبب لاولدی کُل جائداد پیدا کردہ اپنی دوکانات و
مکانات وقف کرکے اس مندر کے ساتہہ ملحق کردئے اور وصیت کرگیا کہ آمدنی
اُنکی ہمیشہ اس مندر کے اخراجات کیواسطے ملا کرے +

ٹہاکردوارہ پہوپہی مل کہتری ہروائی

یہ ٹہاکردوارہ پختہ و مکلف عمارت کا خاص بازار اکبری منڈی کے سر بازار
شرق کی سمت بنا ہوا ہی دروازہ مکان کا بجانب غرب ہی چاہ متعلق
ٹہاکردوارہ بہی دروازے کے شمال کی سمت سر بازار ہے اور اوپر
سے مسقف ایک سارسنہ چاہ کو مکان کی ڈیوڑہی کے اندر سے ہی اور ایک
سر بازار جسمین عام و خاص پانی بہرتے اور نہاتے ہین بیرونی دروازے
سے جب اندر جائین تو ایک مسقف مکان آتا ہی جسمین روشنی کے لئے
بلند سقف کے شرق کی طرف تین محرابی مرغولی روشندان رکہے ہین -
فرش مکان مین چونہ کا کیا گیا ہی شرق کی سمت ایک دالان سہ دہنہ
خشتی بنا ہی جسکے دہن قالبوتی پختہ ہین اور ایک کوٹہری دالان کی
شمالی بغل مین ہی صحن کے گوشہ شرق و جنوب مین زینہ اوپر جانے کے
لئے ہی صحن کے شمالی حصہ مین خاص مندر پختہ عمارت کا عالیشان
بہت بلند تعمیر ہوا ہی جنوب کی سمت اسکا دروازہ اور دروازے کے
آگے پختہ قالبی سقف کا برانڈہ بنا ہی مندر کے اندر چونہ کا فرش اور
چونہ گچ منقش دیوارین شمالی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ ہی جسکے
اندر اور باہر شیشہ کا بیلدار کام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے

پاتا ہی باہر بازار کی طرف آٹھہ دوکانین اس مندر کے متعلق ہین جنکا کرایہ مندر کے اخراجات مین صرف ہوتا ہی - بانی اس مندر کا ایک امیر کبیر لاہور کے ہندوستانی امراؤ مین سے ہے سرکار فیضدار بہی اس خاندان کی بہت عزت کرتی ہے +

مکان مندر برہم سماج

یہ مکان بہی پختہ بنا ہوا بازار انارکلی مین بیرون دروازہ لوہاری کی شرقی آبادی مین واقع ہی یہ عبادت گاہ فرقہ برہمو کی بطور کوٹہی کے بنی ہوئی ہی مکان بہت بڑا ہی دروازہ آمد ورفت بسمت شرق ہی باہر کے دروازے سے جب اندر جائین تو ایک مختصر سا باغ آتا ہی پہر کوٹہی کی عمارت عالیشان دکہائی دیتی ہی کوٹہی کے چارون طرف برانڈہ پختہ بنا ہی چہہ چہہ دروازے جنوب وشمال اور تین تین شرق وغرب کی سمت ہین کوٹہی طول مین زیادہ اور عرض مین اُس سے نصف ہی اندر کوٹہی کے مکلف فرش ہے - اس جگہ ہر اتوار کے روز برہمو مذہب کے لوگ حاضر ہوکر خدائے واحد کی عبادت کرتے ہین موحدانہ گیت گاتے ہین - کوٹہی کی حفاظت کے واسطے چوکیدار مقرر ہے تنخواہ زر چندہ سے پاتا ہی جو اس مکان کے اصراف کیواسطے باہم اُنکے مقرر ہے +

ٹہاکردوارہ پنڈت وشناتہہ

یہ عالیشان ٹہاکر دوارہ محلہ چوہٹہ مفتی باقر کوچہ جواہر مل مستری مین واقع ہی دو دروازے اسکے رکہے گئے ہین ایک دروازہ تو شرقی کوچہ مین سے اور دوسرا جنوبی کوچہ سے شرقی کوچہ پست ہی اور یہ مکان بلند چہہ سیڑہیان چڑہکر مندر مین جاتے ہین جب انسان شرقی دروازے سے داخل ہو تو

ایک تنگ راستے سے گزر کر کھلا ہوا صحن آتا ہے اُس صحن کے چار سمت
عمارتین ہین شرق کی سمت تو خاص مندر کا مکان پختہ چونہ گچ خشتی عمارت
کا بنا ہوا ہی اندر باہر سے استرکاری نقش و نگار سے آراستہ اندر پختہ فرش
شرقی و جنوبی و شمالی دیوارون مین تین مکلف طاقچے جنہین مورتین متبرک
پتھر کی رکھی ہین یعنی شرقی طاقچے مین مورت سری کرشن جی مع سری رادہکا
جی و بلبھدر جی کی باداب تمام رکھی ہین شمالی طاقچے مین مورت سری
رامچندر جی و سیتا جی و لچھمن جی کی جنوبی طاقچے مین اور بہت سی مورتین
دیوتاؤن کی رکھی ہین جنکی پوجا ہوتی ہے غرب کی طرف دروازہ آمد و رفت
ہے اور دروازے کے آگے خوبصورت اور پختہ جگموہن یعنی برانڈہ
بنا ہی چھت قالبوتی اور اُسکے اوپر طلائی گنبد بہت بلند اُسپر زرین کلس ہے
صحن کے غرب کی سمت تین دہن کا پختہ دالان جسکے ستون وہین خشتی
مرغولی ہین بنا ہی یہ دالان بھی نقش و نگار سے آراستہ ہی اس دالان مین
پوجاری کا قیام ہی مندر خاص کے شمال کی سمت چاہ چرخی دار ہی اور جنوب
کی سمت ایک پختہ حویلی سہ منزلہ بنی ہوئی ہی جو اسی مندر کے متعلق ہے
اُسمین کرایہ دار رہتے ہین اور آمدنی کرایہ کی مندر کے اخراجات مین خرچ
ہوتی ہی اسی مکان مین سے ہوکر جنوبی رستہ مندر کا ہی دونو رستے ہمیشہ
کھلے رہتے ہین اور دونو طرف سے اعتقادمند لوگ حاضر ہوکر پوجا کرتے
ہین - پوجاری اس شب مندر کا پنڈت بالمکند ہی جسکا گزارہ مندر کی
آمدنی پر ہے بانی اس مندر کا پنڈت وشناتھہ صاحب جائداد آدمی تہا
اُس نے ایک پختہ حویلی ملحقہ ٹھاکردوارہ اور چار دوکانین بازار چوہٹہ مین
اور ایک حویلی پختہ دوسرے کوچہ مین اس مندر کے ساتھہ وقف کردی تہی

کیا ہے جسمین ٹہاکرجی مہاراج ورادہکاجی کی مورتین باداب تمام رکہی ہین سقف مندر کی قالبوتی اور اُپر عالیشان طولانی گنبد طلائی خوشنما کلس چمکتا ہوا نظر آتا ہی - یہ ٹہاکردوارہ مسمی جہوجہی مل کہتری ڈہردائی نے سمت ۱۹۳ مین بنوایا تہا مرتی وضع بانی نے یہ مندر پنڈت جنا روہت کے حوالے کیا اور اُسکی طرف سے مسمی نانک برہمن پوجاری مقرر ہوا گزارہ اُسکا منڈہی کی اُگاہی وگدائی سے ہوتا ہے بانی نے اس مکان کو جو پہلے طویلہ تہا مسمار کرکے یہ مندر بنوایا اور نیز دو دوکانین جو بانی کی ملکیت تہین اس مندر کے ساتہہ وقف کر گیا اب وہ دوکانین مسمی گنیشا بانی کے بہائی کے پاس ہین اور وہ اُنکا کرایہ کہاتا ہی مندر کے اخراجات کے لئے ایک حبہ نہین دیتا +

مندر سیتلا دیوی اندرون شہر

سیتلا دیوی کے دو مندر اس شہر لاہور مین ہین ایک بیرون دروازہ شاہ عالمی جسکا ذکر تحریر ہو چکا ہی دوسرا یہ مندر جو شہر کے اندر [illegible] محلہ پوربیان مین واقع ہی اگرچہ مکان مختصر ہے مگر پوجا بہت بڑی ہوتی ہے اور قدامت کا یہ حال ہی کہ قدیمی مکان بطور تہ خانہ کے زمین دوز ہوگیا ہی اور چارون طرف سے زمین اونچی ہوگئی ہی اسکو محلہ والون نے اونچا کیا اور مکان موجودہ حال بنوایا اصل دروازہ اسکا بجانب جنوب ہی اور ایک پختہ مکان چونہ گچ بنا ہے اُسکے وسط مین ایک ہشت پہلو پختہ چبوترہ ہی اور اُسپر ایک پنڈہی گول بنی ہے اور اُسپر سرخ غلاف ہے لوگ اُسی پنڈی کی پرستش کرتے اور پہول چڑہاتے ہین جن لوگون کے بچون کو چیچک نکلتی ہی بعد غسل صحت کے یہان آکر پوجا کرتے ہین

زر نقد اور بکرا چڑھاتے ہین اس پنڈی کے پاس ایک چوکی چوبی چھوٹی
سی رکھی ہی اُسپر دیوی سیتلا کی خورد مورت باداب تمام رکھی ہے اور
پنڈی کے چبوترے کے پاس دو سوراخ زمین مین ہین پوجاری کہتا ہے
کہ اس جگہ قدیمی غرقی پانی کی بنی ہوئی ہے پنڈی کی پوجا کرنے والے جب
کبھی لسّی و پانی سے پنڈی کو غسل دیتے ہین تو پانی اسمین جاتا ہی عمیق
اتنی ہی اگر سو گاگر پانی کی اسمین ڈالدین تو سما جاتا ہی نہین معلوم ہوتا
کہ کدہر گیا دوسرا دروازہ اس مکان کا شمال کی طرف ہی اس دروازے
سے داخل ہون تو ایک مسقف مکان آتا ہی جسمین بھگت لوگ جمع ہوکر
دیوی کی کہٹیان گاتے ہین باہر دروازے کے چاہ آب نوشی چرخی دار
ہی اور ایک کوٹھڑی متعلق مکان اور اسی طرف شرقی دیوار کے ساتھ
پیپل کا درخت ہی سقف کُل مکان کی چوبی ہی - پوجاری اس مندر کا
مہتاب رای برہمن ہی اور چڑہاوے کی آمدنی سے اُسکا گذارہ ہی +

ٹھاکر دوارہ عطر سنگھ صوبہ دار

یہ متبرک مکان ہی کٹڑہ پوربیان گزر موچی دروازے مین واقع ہے
جو مسمی عطر سنگھ صوبہ دار نے سمت ۱۹۳۴ بکرمی مین بنوایا تھا دو اسکے
دروازے ہین ایک غربی اور دوسرا شرقی غربی دروازے سے
آمد و رفت ہی ڈیوڑہی کے اندر زینہ اوپر جانے کے لئے بنا ہی اور ایک
دروازہ مکان کے صحن کی طرف لگایا گیا ہی تمام صحن مسقف ہی اور
چہت چوبی ہی صحن کے گوشہ جنوب شرق مین خاص مندر کا عالیشان
مکان ہی پختہ اور چونہ گچ عمارت کا دروازہ اُسکا شمال کی سمت رکھا گیا
ہی اندر فرش چونہ کا دیوارین منقش سقف قالبوتی اور اوپر عالیشان

طولانی گنبد مندر کے دروازے کے آگے براندہ پختہ بنا ہی جسکے ستون گول اور قالبوتی محرابی دہن ہین مندر کے اندر جنوبی دیوار مین پختہ و منقش طاقچہ بنا ہی اور اُسمین پتہر کی مورتین سری کرشن جی مہاراج اور دو مورتین رادہکا جی کی اور ایک دُرگا جی کی بہزار زیب و زینت مکلف لباس و زیورسے آراستہ رکہی ہین - پوجاری اس مندر کے بہگت گوبند رام و ٹہو رام جوتشی ہین گزارہ اُنکا مندر کی آمدنی سے ہوتا ہی مندر کا بانی مرگیا ہی مگر بیٹا اُسکا نرندر سنگہ بہی مندر کی خدمت بدل و جان کرتا ہے +

شوالہ دہرم چندوالہ

یہ متبرک شوالہ گرد موچی دروازہ محلہ پیپل وہڑہ مین سر بازار بجانب شرق واقع ہے یہ شوالہ بہت پُرانا عہد شاہان سلف کا تہا دہرم چند اروڑہ نے اسکو پہر سمت ۱۹۳۵ بکرمی مین بنوایا اس سببسے اب دہرم چند کا شوالہ مشہور ہو گیا دہرم چند نے مندر کی جگہ تبدیل کر دی پہلا شوالہ مسمار کرکے جہان اب موجود ہی نیا شوالہ بنوایا احاطہ اس مکان کا بہت وسیع ہی اور دروازہ غرب کی سمت رکہا گیا ہے دروازہ سے اندر جائین تو ایک وسیع صحن آتا ہی اور صحن کے گوشہ شمال شرق مین مندر بنا ہی عمارت مندر کی پختہ چونہ گچ مربع صورت کی ہی دروازہ شرق کی سمت کو دروازہ کے آگے پختہ عمارت کا براندہ ہی جسکے ستون گول اور وہن محرابی قالبی ہین چہت بہی قالبوتی ہی مندر کے اندر فرش پختہ دیوارین چونہ گچ منقش وسط مین ایک چبوترہ دو فٹ مربع سنگ مرمر کا بنا ہی جلہری بہی سنگ مرمر کی ہے اُسمین شوجی مہاراج کا جلوس ہی اور ایک مورت نندی گن یعنی شوجی کے بیل کی چبوترے کے پاس ایستادہ ہی سقف قالبوتی ہی اور اُسپر مدور گنبد

نہایت خوشنما ہی جسپر کلس طلائی خوبصورت نصب ہی اور نیز چکر و ترسول طلائی جسکے دیکہنے سے آنکہون بین روشنی آتی ہی مندر کے باہر چاہ اہنوشی اور پیپل کے چند درخت اور چند کوٹہریان بنی ہوئی ہین پوجاری اس مندر کا سالک رام پنڈت ہی اور مندر کے خرچ کیواسطے تمام محلہ خدمت کرتا ہے اور فی شادی پانچ آنہ مقرر ہین روز مرہ چڑہاوا بہی جمع ہو جاتا ہے جس سے گزارہ پوجاری کا بخوبی ہوتا ہے +

ٹہاکردوارہ رای سنگہ رسالدار خلف کرم سنگہ

یہ مندر شاہ عالمی دروازے کے سر بازار بجانب غرب ہی جسکو راے سنگہ رسالدار نے سمت ۱۹۳۸ بین بنوایا ہی پہلے بہی اس جگہ قدیمی مندر تہا جسکی وسعت بہت تہی ایک درخت پیپل کا مکان کے اندر سایہ فگن تہا دروازے کے آگے مسقف چاہ تہا مگر جب بضرورت آب رسانی شہر لاہور کے سرکار نے غربی لین بازار کی سیدہی کی تو بہت سی زمین اس مندر کی بازار بین آگئی چاہ بہی بازار بین آگیا بمعاوضہ چاہ و زمین و عمارت جو سرکار سے ملا اُسمین اور روپیہ شامل کرکے راے سنگہ نے موجودہ حال مکان بنوایا اب اس مندر کے دو دروازے ہین ایک تو بازار کی طرف اور دوسرا کوچہ کی طرف ہے کوچہ کی راستے سے مستورات آکر مندر بین پوجا کرتی ہین اور بازار کی طرف سے مردون کی آمد و رفت ہی بازار کی طرف نیچے کی منزل بین دو دکانین ہین جنکا کرایہ راے سنگہ لیتا ہی اور مندر کے اخراجات بین صرف کرتا ہی بازار کے دروازے کو اُس نشستگاہ کا دروازہ تصور کرنا چاہیے جو دو دکانون کے اوپر نہایت عمدہ و مکلف عمارت کی بنی ہے اس دروازے

کے ملحق زینہ ہی جب اُس زینہ سے اوپر آتین تو ایک ڈیوڑہی آتی ہی ڈیوڑہی سے ایک دروازہ تو بیٹھک کی طرف بطرف شمال ہی یہ بیٹھک عالیشان عمارت کی بنی ہی سر بازار اسکے دو بخارچے شمال و جنوب تین تین در ہین کے اور تین دریچے درمیانی بڑی بخارچے مین ہین چہت مکلف چوبی ہی دوسرا دروازہ ڈیوڑہی سے بجانب غرب ہی یہ دروازہ اُس صحن مین کہلتا ہے جہان مندر واقع ہی مندر گوشہ جنوب غرب مین پختہ عمارت کا بنا ہی اندر باہر استرکار منقش سقف چوبی ہی مندر کا دروازہ شرق کی طرف ہی اور برانڈہ کے شمال کی طرف اندر فرش چونہ کا پختہ دیوارین منقش چہت قالبوتی اور اُپر گنبد عالیشان طولانی کلس سنہری کا ہی غربی دیوار مین ایک مکلف منقش طاقچہ بنا ہی جسمین مورت سنگی سری کرشن جی و رادہکا جی کی نہایت آداب سے رکہی ہین اسی صحن مین سے بجانب غرب زینہ کوچہ کی سمت اُترتا ہی۔ بالفعل پوجاری اس مندر کا مکہہ رام نام ایک برہمن ہی جو تنخواہ رای سنگہ سے پاتا ہی خاص نشستگاہ کے اوپر ایک اور منزل صحن دار اور جنوب کی سمت دالان بطور برساتی کے مسقف ہی۔ اس مکان کی خوبی و رنگینی و استحکام عمارت بدرجہ غایت ہی اور نشستگاہ بہی عجیب و غریب سر بازار بنی ہی مندر بہی عمدہ بنا ہوا ہی مگر چاہ نہین ہی جس سے کمال ہرج مندر مین رہنے والون کا ہی شرقی دروازہ کے اوپر ایک سنگ مرمر کی سل لگی ہی جسمین یہ عبارت کندہ ہی۔ ٹہاکر دوارہ رای سنگہ رسالدار خلف کرم سنگہ سمت ۱۹۳۶ +

مکان مندر بال ماتا

یہ متبرک مکان علاقہ شاہ عالمی دروازہ کوچہ بال ماتا مین واقع ہے مکان

بہت پرانا ہی یہانتک کہ یہ محلہ بہی کوچہ بال ماتا کہلاتا ہی اصل مندر
دو منزلہ مکان ہی آٹھہ سیٹر ہیان چڑہکر اسمین جاتے ہین دروازہ بطرف
غرب ہی دروازے سے جب اندر جائین تو ایک مکلف مکان آتا ہی جسکے تین
طرف دو منزلہ عمارتین اور بیچ مین بلند چہت گمھہ دار ہی شرقی دیوار مین ایک
مکلف طاقچہ بنا ہوا ہی جسکی چہت قالبوتی اور اُسپر عالیشان گنبد ہی گنبد پر
کلس طلائی ہی اس مندر کے متعلق اور بہی بہت بڑا مکان ہے جسمین
چاہ ہی مندر کے خاص طاقچہ مین ماتا کی برنجی مورت رکہی ہی جسکی پرستش
ہوتی ہی تمام شہر اس ماتا کا بدل و جان معتقد ہی دور دور سے لوگ جبین
سائی کیواسطے آتے ہین - جوندا بہگت جو ایک نامی بہگت شہر لاہور مین ہے
اس مندر کا خبر گیر و پوجاری ہی ایک ماہ مین آٹھہ بار اس مندر مین جاگا
ہوتا ہی تمام رات بہگت بیدار رہکر دیوی کی بہینٹین گاتے ہین ایک ہر اتوار کی روز
دوسرا ہر منگل کے روز جاگا برابر ہوتا ہی ہر ایک اشٹمی کے روز بہی جاگا
ہوتا ہی اور کڑا پرشاد تقسیم ہوتا ہی اصل قصہ اس ماتا کے لاہور مین آنیکا
اس طرح بزبانی اہل محلہ و جوندا بہگت کے سنا گیا ہی کہ عہد سلطنت لودیہ
مین ایک لشکر مسلمان ترکون کا ہندوستان سے کابل کو جانے کی لئے
لاہور آ اُترا لاہور کے دلال لوگ کمبل فروش وغیرہ مال لیکر فوج مین
گئے اور دیکہا کہ ایک مسلمان سپاہی نے اس مورت کو ایک پٹاری
مین سے نکالا اور غسل دیکر اور پوشاک پہنا کر پہر پٹاری مین رکہدیا
ہندو دلال اس امر کو دیکہکر کمال متعجب ہوئے اور مسلمان سپاہی
سے اُس مورتی کا حال دریافت کیا اُس نے بیان کیا کہ ہندوستان
مین ایک مندر ترکون نے گرا دیا تہا وہان سے مجہکو یہہ مورتی ملی

اپنے دلی اعتقاد کے ساتھہ وہان سے اُٹھالایا اب میرے دل کی جو آرزو
ہوتی ہی اس سے مانگ لیتا ہون مجھکو مل جاتی ہی اسواسطے مین اسکی
خدمت کرتا ہون ہر روز نہلاتا ہون بھوگ دیتا ہون پوشاک پہنا کر
رکھہ چھوڑتا ہون + جب وہ دلال جو اسی کوچہ کے رہنے والے تھے
رات کو گھر آئے تو اُنہون نے یہ ذکر محلہ والون سے کیا اور دوسرے روز
سب محلہ والے ملکر اُس مسلمان سپاہی کے پاس گئے اور بہت سی
منت کی روپیہ بہی دینا کیا اور چاہا کہ وہ دیوی کی مورت ہمکو دیدے
مگر مسلمان رضی نہین ہوتا تہا آخر کار تیسرے روز بہت سا روپیہ
لیکر مسلمان نے دیوی جی کی مورت ہندؤن کو دیدی اور اُنہون نے
آکر اس حویلی مین رکھدی اُس روز سے یہ دیوی اسی جگہ رکھی ہے اور
عام پرستش جاری ہی بال ماتا نام اس دیوی کا اُسی مسلمان نے تبلایا تہا +

شوالہ سکھدیال سود

یہ شوالہ سروپ کے کوچہ مین جو مابین دروازہ شاہ عالمی و موچی کے ہے بنا ہوا ہے
عمارت پختہ چونہ گچ ہی دو اسکے دروازے ہین ایک بسمت جنوب ایک کوچہ
مین سے دوسرا بسمت شرق دوسرے کوچہ مین سے دونو سے آمد و رفت جاری
ہی دس سیڑہیان چڑہکر انسان بذریعہ ایک ڈیوڑہی کے جسکے اندر دونو طرف سے
لوگ آتے ہین مندر مین داخل ہوتا ہی ڈیوڑہی سے گزر کر ایک کہلے ہوئے صحن
مین آدمی پہونچ جاتا ہی صحن مین پختہ فرش ہی اور غرب کی طرف ایک دالان
جسمین پوجا جاری رہتا ہی مگر یہ دالان صرف نیچے کی منزل سے اس مندر کے
ساتھہ ہی اوپر کی منزل سے مندر کے بانی کے مکان کے ساتھہ شامل ہے
اور اس مین امرناتھہ پسر سکھہ دیال رہتا ہی سکھہ دیال نے اپنے مکان سے

ایک حصہ علیحدہ کرکے یہ مکان مندر بنوایا تہا وہ فوت ہوگیا تو امرناتھ اسکا
بیٹا موجود ہی وہ بہی مکان کی خبرگیری اور پوجاری کی خدمت کرتا ہی صحن کے
شرق کی سمت عالیشان مندر شوالہ کا بنا ہوا ہی جسکا دروازہ بسمت غرب ہی
یہ مندر سرتاپا پختہ چونہ گچ بنا ہی دیوارین اندر باہر سے استرکار سفید منقش
چہت قالبوتی اور پرطول گنبد گنبد پر زرین کلس نہایت مطبوع دکہائی دیتا ہے
مندر کے اندر فرش پختہ اور وسط مین ایک چبوترہ نو انچ اونچا دو فٹ مربع
ہی جسکے اوپر چادر پیتل کی میخون سے جڑی ہوئی ہی جلہری چاندی کی اسمین
شوجی کا جلو سے پیتل کی تپائی ہی اور اسپر پیتل کی گاگر رکہی رہتی ہے
شمالی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ ہی جسمین ایک گنیش جی کی مورت دوسری
شوجی کی سواری کے بیل کی ہی جسکو نندی گن کہتے ہین باہر مندر کے شرقی
زینہ کے ساتہہ چاہ ہی چالیس سال ہوئی ہین کہ یہ مندر سکہہ دیال نے بنوایا تہا +

ٹہاکردوارہ لالہ بہگوانداس خلف دیوان رتن چند صاحب مرحوم

بانی اس متبرک ٹہاکردوارہ کا لالہ بہگوانداس آنریری مجسٹریٹ لاہور ہی جنکا خاندان
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت سے معزز ومکرم چلا آتا ہی انکے والد دیوان رتن چند
بہی بڑی عزت دار رئیس صاحب مراتب ومدارج تہے انہون نے بکمال دریادلی
دروازہ شاہ عالمی کے باہر سرای عالیشان تعمیر کی اور تالاب بنوایا جس سے عام و
خاص کو فیض پہنچتا ہی دوکانین بہی سرای کے دونو طرف تعمیر کین جنمین گہی تیل
نمک وغیرہ کی منڈی لگتی ہی اس سرای اور تالاب کا ذکر پہلے وچ کتاب ہوچکا
ہے اسواسطے اب دوبارہ لکہنے کی ضرورت نہین ہی بوقت تحریر حالات سابق
کے یہ مندر موجود نتہا اب بعد تحریر وطبع کتاب اسکی عمارت اسی سال مین ختم ہوئی
اسواسطے اسکا حال بہی زیب اندراج پاتا ہی واضح ہو کہ یہ مندر دومنزلہ دیوان تہخانہ

مرحوم کے تالاب کے جنوبی کنارہ پہ بنا ہی عمارت چونہ کی پختہ کرسی اسکی تالاب
کی اخیر سیڑہی سے بقدر تین فٹ کے بلند رکہی گئی ہی اس طرف کرسی کے اوپر
چہہ دہین قالبوتی مرغولی ڈاٹ دار بنے ہوئے تین کہلے ہوئے دالان کے
اور تین بند یعنی دیوار مین بطور جواب کہلے دہنون کے دکہلائے گئی ہین اسطرف
کے تین کہلے ہوئے دہنون اور دالان کے متعلق ایک کوٹہری ہی جسکے کواڑ چوبی
ہین اسکے اوپر دو منزل کی عمارت عالیشان بنی ہی جسمین آئینہ دار دریچے تالاب
کی سمت کہلے ہوئے نہایت موزون نظر آتے ہین مغرب کی طرف اس مندر کی
زیرینہ منزل مین چار دہن مرغولی بطور برانڈہ بناکر اندر اُسکے کوٹہریان بنی
ہین گوشہ جنوب غرب مین چاہ کہودا گیا ہی اور دونو منزل سے پانی کہینچا جاتا
ہی جنوب کی سمت برانڈہ نہین ہی صرف چار کوٹہریان ہین زینہ بہی مندر
کے اوپر کی چہت کیواسطے بنا ہی شرق کی سمت منزل زیرین مین پانچ دہن
برانڈہ کی اور تین کوٹہریان ہین اور گوشہ جنوب شرق مین ایک زینہ بنا ہے
مگر بند رہتا ہی سوا ہی اُس زینہ کے ایک اور زینہ گوشہ شمال شرق مین بنایا گیا ہے
جو ہمیشہ جاری رہتا ہی اور گیارہ سیڑہیان چڑہکر لوگ اوپر جاتے ہین جب
اوپر چڑہین تو ایک وسیع مکان مکلف آتا ہی جسکے دیکہنے سے انسان کی طبیعت
مین فرحت آجاتی ہی اسکی وسط مین عالیشان مندر ٹہاکردوارہ بنا ہی جسکی خوبی و
استحکام و زینت حد و حساب سے باہر ہے مندر کا دروازہ شمال کی سمت
ہی اور دروازہ کے آگے عالیشان جگ موہن یعنی برانڈہ ایک دہنہ چہت
برانڈے کی چوبی مکلف فرش پتہر سنگ کا دوسرے برانڈے کی خشتی صورت
مرغولی برانڈہ کے آگے جسقدر مکان شمالی دیوار تک ہی دو حصہ مین منقسم ہی
ایک تو وہ جو برانڈہ کی آگے مستطیل شرقاً غرباً مسقف ہی اسکی عالیشان چوبی سقف

اُسپر گچ کی سفیدی جہاڑ فانوس سے مزین دوسرا درجہ شمالی دالان محرابی
مرغولی جسکے پانچ دہن خشتی ڈاٹ دار مقطع ہین یہ مکان بہی اپنی آراستگی و
خوبی مین بینظیر ہے چہت چونے عمارت سفید جسمین پانچ دستیچے شمالی دیوار
مین بطرف تالاب رکہے ہین دریچون مین آئینہ دار جوڑیان ہین اور جوڑیون مین
رنگین آئینے نصب ہین خاص مندر کی چوکہٹ پتہر کی اور جوڑی نہایت مکلف
بنی ہی دروازہ کے اُوپر پتہر کی ایک سل نصب ہی جسمین بانی کا نام نامی کندہ ہے
مندر مین پتہر کا فرش اور وسط مین پتہر کا ایک فوارہ لگایا گیا ہی جسکی مادہ چہت
کے اوپر مندر کی غربی دیوار مین سے ہی جسمین سے پانی آکر فوارہ چہوٹتا ہے
چارون اندرونی دیوارون پر گہوٹوان پلستر ہے جنوبی دیوار مین پتہر
کے تین طاقچے بڑہاؤ دیکر ایسے بصورت بنے ہین کہ جنکی خوبی دیکہنے پر منحصر ہے
طاقچون کے بڑہاؤ پر تین تین دہن ہین جنکے پتہر کے ستون نہایت نازک و
خوشنما بنائے گئے ہین درمیانی طاقچہ مین سری کرشن جی مہاراج اور رادہکا جی کی مورتین
باداب تمام رکہی ہین دہنے طاقچے مین مہادیو جی کی مورت اور بائین مین سری گنگا جی
کی مکلف لباس اور زیور مورتون کو پہنایا گیا ہی اور انہین مورتون کی دن رات
پوجا ہوتی ہی مندر کی چہت قالبوتی ہی اُسپر عالیشان طولانی گنبد سر بفلک بنا ہے
اور اُسپر کلس اور جہنڈا طلائی ونزول اہل نظارہ کی آنکہون کو روشن کرتا ہی
مندر کی تین طرف دوہرا پدہکنا بنایا گیا ہی ایک مین تو پتہر کا فرش ہی جو مندر کے
ساتہہ ملحق ہی اور دوسرا اُسکی باہر ہے مندر کے جنوب اور شرق اور غرب کی سمت
عالیشان مکانات پوجاریون کے قیام کیواسطے تعمیر ہوئے ہین جنکی تشریح سے
بہت طوالت ہوتی ہی خاص مندر کے شرق و غرب کی سمت دو دروازے
ہین جنسے گذر کر انسان مکان کے جنوبی حصہ مین جا سکتا ہی اس مندر کا

کل خرچ بذمہ بانی ہی اور جو دو کانات مندر کی منزل زیرین مین ہین اُنکا کرایہ سب مندر کو ملتا ہی علاوہ اسکے چودہ دو کانات جو سڑک سے بسمت شرق بنائی گئی ہین وہ بہی مندر کے نام سے وقف ہین - ہر ایک اکادشی کے روز یہان بڑا اجتماع ہوتا ہی اور قوال حاضر ہوکر راگ موحدانہ گاکر سامعین کو خوش کرتے ہین +

خاتمہ

خداوند لایزال بے ہمتا و بے مثال کا کمال شکر ہی کہ یہ کتاب جامع احوال دارالسلطنت لاہور ختم ہوئی حقیقت مین یہ بہت بڑا کام تہا جو صرف فضلات نامتناہی الٰہی باختتام پہنچا + اگر ہر موے من گردد زبانے + زحق رانم بہر یک داستانے + اس تاریخ مین ہندو مسلمان قدیم و جدید مذہبی مکانات کا مفصل حال لکہا گیا ہی اور جن مکانات کا تعلق کسی مذہب سے نہ تہا اُنکی تشریح علیحدہ باب مین تحریر ہوئی ہی اور سرکاری مکانات جو میری افسری اور نگرانی انجنیری کی زمانہ مین تعمیر ہوئے انکا ذکر علیحدہ فصل مین ہی اس سے پہلے کوئی ایسی کتاب اس قدیم شہر کے حالات مین تصنیف نہین ہوئی تہی جو ہر ایک قسم کی حال کا مجموعہ ہو اسواسطے میرے دلی دوستون نے مجہکو ارشاد کیا کہ تم تیس برس تک سرکار کی طرف سے افسر تعمیرات کے کام کر رہے ہو مکانات کی حال مین تمہاری طرف سے ایک ایسی کتاب یادگار رہونی چاہئے جس سے عام و خاص فیض پہنچے اور اسکی ذریعہ سے قیامت تک تمہارا نام زندہ رہے دوستون کے حکم تعمیل مین نے جان و دل کی و اس کتاب کو بکمال مشقت جان نثاری لکہکر ختم کیا ہندوؤن کے مندرون کی فراہمی حالات مین پنڈت نند گوپال صاحب نے مددی ہی اور مسلمانی مساجد و مقابر کے حالات کی جمع کرنے مین مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے جو ایک واقف حالات تاریخی ہین کافی امداد دی اور یہ نسخہ بنکر تیار ہوگیا خدا اسکو قبولیت کی رتبہ پر پہنچائے ++ تمت

خاتمة الطبع

قطعہ تاریخ از نتائج طبع شاعر شیرین مقال رای بہادر کنہیا لال صاحب ایگزیکٹو انجنیر مصنف کتاب

بحمد اللہ کہ مطبوع جہان گشت
بالطاف خدا تاریخ لاہور

بخوش خطی طرز خوش کلامی
بچشم اہل بینش گشت منظور

مذاق تازہ شد حاصل زبان را
ازین نادر بیان و تازہ مذکور

بہر صفحہ ہست ذکر تازہ مرقوم
بہر سطرے ہست حال تازہ مسطور

بہر خاطر ازان جمعیت آمد
بہر یک دیدہ روشن زد نور

دل ہر اہل دل زد گشت خورسند
طبیعت خرم و خوشحال و مسرور

مرتب گشت بعد از محنت و رنج
کتابے بے بہا نور علی نور

مولف کرد انجام این کار
عرق ریزی نہایت سعی موفور

کمر بند مشقت بر میان بست
بہر کارے کہ از دل بود مامور

۱۸۸۴

چو شد مطبوع ہندی سال طبعش
بگو مطبوع شد تاریخ لاہور

ایضاً قطعہ تاریخ اردو از مصنف سلمہ اللہ

یہ تاریخ لاہور اب چھپ چکی
خدا نے میری سعی مشکور کی

خدا سے بر آیا میرا مدعا
میری التجا حق نے منظور کی

میرے دل میں اس کام کی واسطے
جو تھی بیقراری وہ سب دور کی

جہان میں ہر ملک شہر و دیار
خدا نے یہ تاریخ مشہور کی

رقم کی یہ ہندی نے تاریخ طبع
ہوئی شائع تاریخ لاہور کی

از مفتی غلام سرور صاحب تخلص سرور قریشی لاہوری

خدا کے فضل سے تاریخ لاہور
نہایت عمدہ نورانی چھپی ہے

لکھی سرور نے اس چھاپہ کی تاریخ
یہ کیا تاریخ لاثانی چھپی ہے